عالمِ برزخ

مرنے کے بعد قیامت سے پہلے

ہم سب پر کیا گزرے گی؟

قرآن و سنّت کی روشنی میں

عبدالرحمٰن عاجزؔ مالیرکوٹلوی

ناشر رحمانیہ دار الکتب امین پور بازار فیصل آباد

پاکستان فون ۳۲۹۱۶

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ

اور (موت کے بعد) اُن کے آگے (قبروں سے) اٹھائے جانے دن تک پردہ ہے

عالمِ برزخ

مرنے کے بعد قیامت سے پہلے ہم سب پر کیا گزرے گی

مرنے کے بعد عرصۂ حشر تک کے زمانے میں میّت پر کیا گزرتی ہے؟ جسدِ خاکی کو قبر میں دفن کر دیا جائے یا آگ میں جلا کر اُس کی خاک کو ہوا میں اُڑا دیا جائے یا دریا میں بہا دیا جائے یا درندوں کے پیٹ کا ایندھن بن جائے یا اُسے ادویات کے ذریعہ محفوظ کر دیا جائے،

کیا ان سب حالات میں میت کی روح، یا جسم، یا دونوں کو عذاب و ثواب، راحت و کلفت ہوتی ہے کہ نہیں؟ اس پر عقلاً اور نقلاً، درایتاً اور روایتاً بحث کی گئی ہے قبر سے متعلق بعض عبرت انگیز سچے واقعات بھی بیان کیے گئے ہیں نیز اُن اعمال کی نشاندہی کی گئی ہے جو موجبِ عذاب و ثواب قبر ہیں۔

عبدالرحمٰن عاجز مالیرکوٹلوی

ناشر رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار فیصل آباد

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ (المؤمنون)

(اور موت کے بعد) اُن کے آگے (قبروں سے) اُٹھائے جانے تک پردہ ہے

عالمِ برزخ

موت سے قیامت تک ہم سب پر کیا گزرے گی؟

(قرآن و سُنّت کی روشنی میں)

عبدالرحمٰن عاجز مالیرکوٹلوی

رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار
فیصل آباد پاکستان
فون ۳۲۹۱۶

قیمت : ۸۵ روپے

عالمِ برزخ

			تعداد
طبع اول	فروری ۱۹۸۱ء	———	۱۱۰۰
طبع دوم	اکتوبر ۱۹۸۱ء	———	۱۱۰۰
طبع سوم	اکتوبر ۱۹۸۲ء	———	۲۰۰۰
طبع چہارم	نومبر ۱۹۸۵ء	———	۵۰۰
طبع پنجم	اکتوبر ۱۹۸۹ء	———	۱۱۰۰

لائل پور نفیس پرنٹنگ پریس گول بھوانہ بازار فیصل آباد فون 30488

مؤلف عبدالرحمٰن عاجز مالیرکوٹلوی

ناشر
رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار فیصل آباد
فون نمبر:- ۳۲۹۱۶

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

اِنتساب

میں یہ تصنیف " عالم برزخ " اپنی قوم کی ہر اُس لختِ جگر، سکونِ قلب، قرۃ عین۔ راحت جاں معصوم بچی کے نام منسوب کرنے میں مسرت محسوس کر رہا ہوں جس کا آفتابِ شباب امورِ خانہ داری کے فرائض کی انجام دہی، لواحقین کی خدمت اور تحصیلِ علم کے ساتھ ساتھ اپنے خالق حقیقی کی عبادت و اطاعت میں ڈھل رہا ہے وہ قبر کی تاریکی و تنہائی کا خوفناک منظر یاد کر کے رات کی تاریکی و تنہائی میں جبکہ اس کے اہل خانہ نیند کی آغوش میں دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہوتے ہیں یخ بستہ سیاہ رات میں اپنے نرم و گرم بستر کو پسِ پشت ڈالتی ہوئی اپنی خوابگاہ سے چپ چاپ اُٹھتی ہے۔ اور رات کو ٹھنڈے پانی ہی سے وضو کر لیتی ہے۔ اور اس خیال سے نل سے تازہ پانی حاصل نہیں کرتی کہ مبادا اس کی آواز سے کسی کی آنکھ کھل جائے۔ اور اس کا یہ عمل تہجد (جو کہ اس کے اور اس کے محبوبِ حقیقی کے درمیان رازِ محبت ہے) کسی پر آشکارا ہو جائے ۔۔۔۔ وہ چپکے سے وضو کر کے مکان کے آخری حصے (کوٹھڑی) میں چلی جاتی ہے۔ اندھیرے میں۔ رات کے سناٹے میں اپنے کریم آقا۔ اپنے حقیقی محبوب۔ اپنے عظیم محسن۔ اپنے سچے معبود کے سامنے اپنے اعترافِ عبدیت کے لیے نمازِ تہجد میں مشغول ہو جاتی ہے۔ کبھی قیام۔ کبھی رکوع۔ کبھی سجدہ کرتی ہے۔ اور گذشتہ زندگی میں جو خطائیں اور لغزشیں، دین میں جو تساہل اور آخرت کے بارے میں جو غفلت ہوئی ہے اس کے لیے اپنے رحیم و کریم ستّار و غفّار مالکِ دو جہان سے آبدیدہ ہو کر طلب

مغفرت کرتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے سابقین نیکوکار بندوں کی تعریف میں فرماتا ہے۔

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ (الذاریات:۱۸)

وہ رات کو بہت کم سوتے تھے اور آخرِ شب میں استغفار کیا کرتے تھے۔

رات کی گھڑیوں میں عبادت کرنے والے

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (الزمر)

جو شخص رات کی گھڑیوں میں سجدہ و قیام کی حالت میں عبادت کر رہا ہو، آخرت سے ڈر رہا ہو، اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہو، آپؐ کہہ دیجئے کہ کیا علم والے اور بے علم برابر بھی ہوتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ ان نیک بختوں کی تعریف میں فرماتا ہے۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۝ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِىَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (السجدہ [illegible])

(راتوں کو) اُن کے پہلو اُن کی خواب گاہوں سے علیحدہ رہتے ہیں۔ اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور اس کی رحمت کی طلب میں اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے ہیں اور ہمارے عطا کیے ہوئے (رزق) میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔ کوئی کو علم نہیں جو جو سامان آنکھوں کی ٹھنڈک کا اُن کے لیے خزانہ غیب میں مخفی ہے۔ یہ صلہ ہے اُن کے نیک اعمال کا۔

[illegible] خدا کے گناہوں کی مغفرت [illegible] [illegible] سے نے

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِىَ اَشَدُّ [illegible]

رات کی نماز کے لیے [illegible] [illegible] رکھنت

وَّ أَقْوَمُ قِيْلًا (المزمل ۶) — زیادہ جمنے والا عمل ہے۔

سورۂ فرقان میں اللہ تعالیٰ نیک بندوں کی صفات یوں بیان فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا (الفرقان ۶۵) — اور وہ لوگ راتوں کو اپنے پروردگار کے سامنے سجدہ و قیام میں لگے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آخر شب آسمانِ دنیا پر نزول فرما کر خود پکارتا ہے

ہے کوئی اس وقت مجھ سے بخشش مانگنے والا

ہے کوئی اس وقت مجھ سے اپنی حاجت طلب کرنے والا میں اس کی حاجت پوری کردوں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ يَقُوْلُ مَنْ يَّدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ يَّسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهٗ مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهٗ (بخاری ومسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہر رات آسمان دنیا پر جلوہ افروز ہوتا ہے۔ جب کہ رات کا تیسرا حصہ باقی رہتا ہے۔ تو فرماتا ہے۔ ہے کوئی اس وقت مجھ سے دعا کرے میں قبول کروں مجھ سے کچھ مانگے میں اُسے عطا کروں مجھ سے گناہ بخشوائے میں اس کے گناہ بخش دوں۔

فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز وہ نماز تھی

الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ الصَّلٰوۃُ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ (مسلم)

ہے، جو کہ رات کے کسی حصے میں پڑھی جاتی ہے۔

نمازِ تہجد قربِ الٰہی کا ذریعہ اور نیک لوگوں کا شعار ہے

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَاِنَّہٗ دَاْبُ الصّٰلِحِیْنَ قَبْلَکُمْ وَقُرْبَۃٌ اِلٰی رَبِّکُمْ وَمَکْفَرَۃٌ لِّلسَّیِّاٰتِ وَمَنْہَاۃٌ عَنِ الْاِثْمِ (ترمذی)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کے قیام (نمازِ تہجد) کو لازم پکڑ لو اس لیے کہ یہ نیک لوگوں کا شعار اور تمہارے رب کے قرب کا ذریعہ۔ اور گناہوں کا کفارہ اور برائیوں سے روکنے کا سبب ہے۔

میں اپنے رب کے ساتھ خلوت کے لئے رات کے اندھیرے سے خوش ہوتا ہوں (حضرت فضیل بن عیاضؒ)

وَقَالَ الْفُضَیْلُ بْنُ عِیَاضٍ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَرِحْتُ بِالظَّلَامِ یَخْلُوْنِیْ بِرَبِّیْ وَاِذَا طَلَعَتْ حَزِنْتُ لِدُخُوْلِ النَّاسِ عَلَیَّ (احیاء العلوم للغزالی)

جب سورج غروب ہوتا ہے تو میں ظلمتِ شب سے خوش ہوتا ہوں اس لیے کہ وہ وقت میرے رب کے ساتھ میری خلوت کا ہوتا ہے۔ اور جب سورج طلوع ہوتا ہے تو میں غمگین ہوجاتا ہوں کہ اب میرے پاس لوگوں کی آمد ورفت شروع ہوجائے گی۔

اگر رات عبادت کیلئے نہ ہوتی میں دنیا کی زندگی نہ چاہتا

وَقَالَ اَبُوْ سُلَیْمَانَ اَھْلُ اللَّیْلِ فِیْ لَیْلِھِمْ اَلَذُّ مِنْ اَھْلِ

ابوسلیمان فرماتے ہیں۔ کہ رات کو جاگنے والے (عبادت میں) زیادہ لطف اٹھاتے

اللَّهْوِ فِي لَهْوِهِمْ وَلَوْلَا اللَّيْلُ مَا اَحْبَبْتُ الْبَقَاءَ فِي الدُّنْيَا (احیاء)

ہیں۔ اُن کی نسبت جو فضول مشاغل میں لذت حاصل کرتے ہیں۔ اگر رات نہ ہوتی تو میں دنیا میں رہنا پسند نہ کرتا۔

بخش دی تو نے متاع لذتِ سوز و گداز کر دیا جینے کے قابل تُو نے اے بندہ نواز

وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَذَّةُ الْمُنَاجَاةِ لَيْسَتْ مِنَ الدُّنْيَا اِنَّمَا هِيَ مِنَ الْجَنَّةِ اَظْهَرَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى لِاَوْلِيَائِهِ لَا يَجِدُهَا سِوَاهُمْ (جلد العلوم)

بعض کا قول ہے مناجات سحر کی لذت کے سوا کوئی چیز جنت کی کسی شے سے مشابہ نہیں ہے۔

جہنم کے خوف نے عابدوں کی نیند اُڑا دی (طاؤس بن کیسان)

قَالَ طَيَّرَ ذِكْرُ جَهَنَّمَ نَوْمَ الْعَابِدِيْنَ (صفة الصفوة لابن الجوزی ج۲)

فرمایا: جہنم کے ذکر (خوف) نے عابدوں کی نیند ختم کر دی ہے

تیرا غم میرے اور میری نیند کے درمیان حائل ہے۔

(ابوسلیمان داؤد بن نصیر الطائی)

كَانَ يَقُوْلُ بِاللَّيْلِ اِلٰهِيْ هَمُّكَ عَطَّلَ عَلَيَّ الْهُمُوْمَ الدُّنْيَوِيَّةَ وَحَالَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الرُّقَادِ

داؤد طائی رات کے وقت یوں کہا کرتے خدایا! تیرے غم نے تمام دنیوی غموں کو معطل (زائل) کر دیا ہے اور یہ غم میرے اور میری نیند کے درمیان حائل ہے۔

جب داؤد طائی کی وفات ہوئی تو ایک نیک (صالح) شخص نے انہیں خواب میں دیکھا۔ کہ دوڑ رہے ہیں پوچھا کیا بات ہے۔

فَقَالَ السَّاعَةَ تَخَلَّصْتُ مِنَ السِّجْنِ فَاسْتَيْقَظَ

فرمایا ابھی ابھی (دنیا کے) قید خانے سے چھٹکارا پا کر آیا ہوں۔ اس کے بعد اُس آدمی

الرَّجُلُ مِنْ مَّنَامِهٖ فَارْتَفَعَ — کی آنکھ کھل گئی اور رونے اور چیخنے کی آواز
الصِّيَاحُ يَقُوْلُ النَّاسُ: مَاتَ — بلند ہوئی، لوگ کہہ رہے تھے کہ حضرت داؤد
دَاؤُدُ الطَّائِيُّ — طائی وفات پاگئے رحمہ اللہ

آنکھوں سے آنسو محبت میں تیری بہتے رہیں — دل میں تیری یاد لب پر تیرا افسانہ رہے

احمد بن ابی الحواری بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز میں ابو سلیمان عبدالرحمٰن دارانیؒ کے پاس گیا تو وہ رو رہے تھے۔ میں نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ فرمانے لگے:

وَيحَكَ لَا أَبْكِي وَإِذَا جَنَّ اللَّيْلُ — احمد! میں کیوں نہ روؤں جب رات تاریک
وَنَامَتِ الْعُيُوْنُ وَخَلَا كُلُّ — ہو جاتی ہے اور لوگ سو جاتے ہیں اور ہر
حَبِيْبٍ بِحَبِيْبِهٖ وَافْتَرَشَ — حبیب اپنے محبوب کے ساتھ خلوت میں
أَهْلُ الْمَحَبَّةِ أَقْدَامَهُمْ — چلا جاتا ہے۔ اور اہل محبت اپنے پاؤں
وَجَرَتْ دُمُوْعُهُمْ عَلَى — پھیلا لیتے ہیں۔ اور اُن کے رخساروں پر آنسو
خُدُوْدِهِمْ — بہتے ہیں۔

اور محرابوں میں قطرے گرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ توجہ فرماتے ہیں اور جبریل کو پکار کر کہتے ہیں اے جبریل! جو لوگ میرے کلام سے لذت حاصل کرتے ہیں۔ اور میرے ذکر سے راحت پاتے ہیں وہ میری نگاہ میں ہیں۔ اُن کی خلوت گاہوں میں میں انہیں دیکھتا ہوں۔ اُن کی آہ وزاری کو سنتا ہوں، اور اُن کے رونے پر میری نظر ہے۔

فَلِمَ لَا تُنَادِيْ يَا جِبْرِيْلُ مَا — اے جبریل تو آوازِ بلند کیوں نہیں پوچھتا
هٰذَا الْبُكَاءُ هَلْ رَأَيْتُمْ حَبِيْبًا — کہ یہ رونا کیسا؟ کیا کبھی کوئی حبیب اپنے
يُعَذِّبُ أَحِبَّاءَهٗ (الرسالة القشيرية) — محبوب کو عذاب دیتا ہے؟

میرے لیے کیا یہ مناسب ہے۔ کہ میں ان لوگوں کی گرفت کروں۔ جو رات ہوتے ہی میرے سامنے آہ وزاری کرتے ہیں۔ مجھے اپنی ذات کی قسم جب یہ لوگ قیامت

کے دن میرے پاس لوٹیں گے۔ تو اُن کے لیے اپنے چہرے سے پردہ اٹھا دوں گا۔ تاکہ وہ مجھے دیکھ لیں اور میں انہیں دیکھ لوں۔

اللہ اللہ رضائے محبوب کے لیے حبیبانِ الٰہی کا رات کو نمازِ تہجد کتنا محبوب عمل ہے۔ کہ وہ اپنے جس حقیقی محبوب کی زیارت دنیوی زندگی میں نہیں کر سکتے موت کے بعد قیامت کے دن وہ محبوب اپنے محبان کو اپنے دیدار سے خود مشرف فرمائیگا۔

اللہ کو دیکھے گا اللہ کا ہر شیدا   اللہ قیامت میں جب جلوہ نما ہوگا (عاجز)

وحشتِ قبر کے لیے رات کے اندھیرے میں نماز (تہجد) پڑھو (حضرت ابوذر غفاریؓ)

أَنَّ أَبَا ذَرٍّ كَانَ يَقُوْلُ يَا أَيُّهَا	حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے
النَّاسُ إِنِّيْ لَكُمْ نَاصِحٌ إِنِّيْ عَلَيْكُمْ	تھے اے لوگو! میں تمہارا ناصح ہوں میں تمہارا
شَفِيْقٌ صَلُّوْا فِيْ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ	مشفق ہوں (میری بات سنو) وحشتِ قبر
لِوَحْشَةِ الْقُبُوْرِ	کے لیے رات کے سناٹے میں نماز
(حلیۃ الاولیاء ج ص ۱۶۵)	پڑھا کرو۔

حبیب اپنے محبوب کے پاس رات کی تنہائی میں آتا ہے

اور اس وقت اس سے راز و نیاز کی باتیں کرتا ہے

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُسْلِمٍ الْقُرَشِيِّ	ابراہیم بن مسلم القرشی بیان کرتے ہیں کہ
قَالَ كَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدِ	فاطمہ بنت محمد بن منکدر، دن بھر روزے
بْنِ الْمُنْكَدِرِ تَكُوْنُ نَهَارَهَا	سے ہوتی تھیں اور جب رات آتی تو
صَائِمَةً فَإِذَا جَنَّهَا اللَّيْلُ	غمگین آواز سے کہتیں کہ رات آگئی ہے
تُنَادِيْ بِصَوْتٍ حَزِيْنٍ هَدَأَ	اور اندھیرا چھا گیا ہے۔ اور ہر حبیب
اللَّيْلُ وَاخْتَلَطَ الظَّلَامُ وَ	اپنے حبیب کی طرف چل پڑا ہے۔
أَوَى كُلُّ حَبِيْبٍ إِلَى حَبِيْبِهِ	میری خلوت اے میرے محبوب

وَخَلْوَتِيْ بِكَ أَيُّهَا الْمَحْبُوْبُ أَنْ تُعْتِقَنِيْ مِنَ النَّارِ

(میرے اللہ) تیرے ساتھ ہے، تو مجھے جہنم سے آزاد کر دے۔

(صفۃ الصفوۃ ج ۲ ص ۲۰۲)

رات کے پچھلے پہر محبوب سے راز و نیاز
کیوں نہ ہو محبوب مومن کو تہجد کی نماز

وہ کس طرح آرام سے سو سکتا ہے جسکے محافظ دونوں فرشتے اسکے نامۂ اعمال میں اس کی ہر نیکی اور بدی لکھتے جا رہے ہیں اور نہ وہ رات کو سوتے ہیں اور نہ دن میں۔

رَوْحُ بْنُ سَلَمَةَ الْوَرَّاقُ قَالَ لِعُفَيْرَةَ الْعَابِدَةِ بَلَغَنِيْ أَنَّكِ لَا تَنَامِيْنَ بِاللَّيْلِ فَبَكَتْ ثُمَّ قَالَتْ رُبَّمَا اشْتَهَيْتُ أَنْ أَنَامَ فَلَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ وَكَيْفَ يَنَامُ أَوْ كَيْفَ يَقْدِرُ عَلَى النَّوْمِ مَنْ لَا يَنَامُ حَافِظَاهُ لَيْلًا وَّنَهَارًا؟ قَالَ فَأَبْكَتْنِيْ وَاللّٰهِ

(صفۃ الصفوۃ ج ۴ ص ۳۳)

روح بن سلمہ وراق بیان کرتے ہیں کہ میں نے عفیرہ عابدہ سے کہا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ رات کو سوتی نہیں ہو، یہ سن کر رو پڑیں اور فرمانے لگیں کہ میں جب کبھی سونے کی کوشش کرتی ہوں تو اس پر قدرت نہیں پاتی۔۔ وہ شخص کس طرح اپنی نیند سوتا ہے کہ جس کے دونوں محافظ فرشتے اس کا نامۂ اعمال مرتب کرتے ہیں اور نہ وہ رات کو سوتے ہیں اور نہ دن کو۔ روح بن سلمہ کہتے ہیں خدا کی قسم عفیرہ کے اس قول نے مجھے بھی رلا دیا۔

یہ مناظر صبح کے یہ شام کی رنگینیاں
ہیچ ہیں سب لذتیں آہِ سحر کے سامنے

عبدالرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی ۲۰ جولائی ۱۹۸۰ء

کتاب "عالمِ برزخ" پر

بے شمار علماء، ادبار اور اخبارات کے تبصروں میں سے ذیل میں کچھ تبصرے اس لیے درج کیے جا رہے ہیں کہ ان تبصروں میں بھی مختلف رنگ سے وعظ و نصیحت کا سامان ہے جو کہ اس کتاب کی تالیف کا بنیادی مقصد ہے لہٰذا ان کا غور و فکر سے مطالعہ فائدہ سے خالی نہیں

تبصرہ

رئاسة الحرمين الشريفين مكة المكرمة

بسم الله الرحمن الرحيم

قرأت كتاب "عالم برزخ" بالأردية تأليف الشيخ عبد الرحمن عاجز الطبعة الثالثة (أكتوبر ١٩٨٢م) ويظهر من مواد الكتاب وهي صحيحة أن المؤلف بذل جهدا كبيرا في جمعها وترتيبها وأداء حق الموضوع وهو في الوعظ والرقائق وتذكير الناس بما يجري بعد الموت مفيد جدا، استفاد من كتاب الروح لابن القيم

وكتاب الزهد للإمام أحمد وكتاب الزهد للإمام ابن المبارك وصفة الصفوة لابن الجوزي وأمثالها من كتب الموضوع وأثبت عذاب القبر عقلا ونقلا و الكتاب بالجملة مفيد جدا في موضوع عذاب البرزخ

كتبه

وصي الله محمد عباس

٤ / ٦ / ١٤٠٣ھ

رياسة الحرمين الشريفين بمكة المكرمة

عبد الغفار حسن

المدرس بالجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة سابقاً

عضو مجلس الفكر الإسلامي سابقاً

وعضو مجلس الشورى

باكستان

بسم الله الرحمن الرحيم

بين الله تعالى في الكتاب أن الكتب هي أهم مقاصد البعثة للأنبياء الكرام عليهم السلام وتشريفهم الدنيا وأهلها بقدومهم الميمون هو كما قال تعالى ﴿الر كتاب أنزلناه إليك لتخرج الناس من الظلمات

الی النور باذن ربهم الی صراط العزیز الحمید

سورة ابراهیم جزء/۱۳ آیة رقم ۱

ذکر فی هذه الآیة لفظ الظلمات بصیغة الجمع

مقابل للنور بصیغة الواحد، والحکمة فی ذالک ان

الظلمات کثیرة جدا، والنور واحد، مثلاً

۱۔ ظلمة الالحاد والاباحیة والشیوعیة

۲۔ ظلمة الشرک والبدع والخرافات

۳۔ ظلمة الفسق والفجور والخلاعة ؟

٤۔ ظلمة الغلو فی تکریم الشخصیات وتعظیمها

۵۔ ظلمة حب الدنیا

٦۔ ظلمة التحزب والتشتت والتفرق ؟

۷۔ ظلمة الخصام بین طبقات الاغنیاء والفقراء

۸۔ ظلمة تقلید الاقوام الضالة المنحرفة

۹۔ ظلمة البغض والعداوة من اجل العصبیة الوطنیة

او القومیة والاقلیمیة او من اجل اختلاف اللغة

۱۰۔ وکذالک ظلمة الغلو فی الدین والافراط والتفریط

فی امور الدین ومسائله

فکل هذه ظلمات، ولاجلها وقعت الدنیا کلها فی

ظلمات، وخاصة المجتمع المسلم فهو فی فساد

عظیم، وشقاق واسع وعلاج هذا الفساد ترسیخ

العقائد والافکار الاساسیة الثلاثة فی الاذهان

ونشرها واذاعتها بين المجتمع، حتى تطهر قلوب الناس من الاحقاد والاضغان، ولينتبه احساسهم و شعورهم وتنقشع استار الغفلة والظلمة والاصول الاساسية الثلاثة هي:

۱- الايمان بالله (التوحيد)

۲- الايمان بالرسالة (العناية بالسنة)

۳- الايمان بالآخرة (اليقين بالقيمة)

وفي الحقيقة ان الايمان بالآخرة جزء من الايمان بالله والتوحيد بجميع الآيات والاحاديث الواردة في احوال الآخرة في الحقيقة هي تفسير لآية (مالك يوم الدين) وهكذا بالتقدير جزء اساسي للتوحيد ويبقى لدى جميع الناس هذا الامور انما هو ان الموت والحياة بعد الموت اي (عالم البرزخ) في الحقيقة هي مرحلة من مراحل الآخرة. لذا يجب على كل مسلم ان يتذكر موته الذي هادم اللذات والذي هو مفرق بينه وبين اقاربه واحبابه وهكذا لابد من ترسيخ في الاذهان الاهوال والكيفيات التي ستقع لكل احد قبل ميدان الحشر في عالم البرزخ.

وهذا هو الطريق المؤثر الصحيح الذي يجنب الناس الفساد الخلقي والروحي والفكري، ويكشف ظلمة الغفلة والبغي، ونظراً لهذا المقصد العظيم الع

الشیخ عبد الرحمٰن عاجز کتابین مھمین وھما :

۱۔ موت کے سائے (فی ظلال الموت)

۲۔ عالم البرزخ

وقد قرأت ھذین الکتابین ووجدتھما نافعین جدا ، وجزی اللہ المصنف خیرالجزاء بتالیف ھذین الکتابین ، وقد امتن امتنانا عظیما علی المجتمع المسلم ، بل ھو احسانہ العظیم علی عالم الانسانیۃ وھی خدمۃ جسیمۃ ونصوحۃ قیمۃ للدین الحنیف ۔ تقبل اللہ منہ ھذہ الخدمۃ واعطاہ اجرا عظیما وجزاء اوفرا فی الآخرۃ واعطی ھذہ الخدمۃ القبول العام فی الدنیا ، والاجر العظیم فی الآخرۃ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

احقرالزمن

عبدالغفار حسن

مدیرالتعلیم ، جامعۃ تعلیمات اسلامیۃ

وعضو مجلس الفکر الاسلامی بباکستان

فیصل آباد

فضیلۃ الشیخ الاستاذ

ابوالحسن عبداللہ بڈھیمالوی

شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد

من ابی الحسن عبد اللہ الی الاخ المولوی عبد الرحمن ساجد

ادخلنا اللہ وایاہ فی عبادہ الصالحین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ! وبعد

فان العبد یحمد ربہ علی ما انعم علیہ من نعمہ الوافرۃ الکافلۃ الکافیہ الوافیہ فمنہا انہ وفقنی لمطالعۃ رسالتکم الشاملۃ علی الحقائق الحقیقیۃ الاصلیہ العلمیہ النافعۃ بمصالح الدینیۃ والدنیویہ العقلیہ والنقلیہ المشتملہ علی ما یعرض الانسان عند الموت وبعدہ فی العوالم البرزخیۃ وبعد ما یبعثہ اللہ من مرقدہ لیوم الحساب من العقاب والثواب فھذہ العجالۃ النافعۃ تحصل الانسان العاقل من خوف اللہ تعالی وتقواہ ما یصلح بہ قلبہ وروحہ ویزکیہما من النحالات النسائلۃ وینبہہ لی ما ینفعہ فی الدنیا والاخرۃ فینجو بالعمل بہ والمسماۃ

الصالحة به من غضب الله وعذابه فی العالمین فلله در الاخ الصالح حیث اتی فیها بالآیات الواضحات البینات من الکتاب والسنة الصحیحة الواضحة المفضیة الی الایقان والایمان وایضا برهن المتاسد باقوال السلف الصالح وتشر یحاتهم لما لئلا یتلذذ بیه المؤمن المخلص والمنافقون لاینتفعون بشئ من الآیات والآثار کما قال تعالی فیهم

" فما تغنی الآیات والنذر عن قوم لا یؤمنون "

فجزاه الله تعالی عن جمیع المسلمین حیث لم یترک النصیحة لهم من دقیقة وارجو ان تکون تلک الرسالة (لمولانا عبد الرحمن) سبباً للفوز العظیم عند العرش الرحیم وایضاً لمن تدبرها للعمل بها ذریعة سویة للنجاة من الآفات الدنیویة والاخرویة فینبغی لکل مومن متفکر محاسب لنفسه متهیئ للقاء ربه متخوف من عقابه متطلب لرضا الله تعالی ان تکون تلک الرسالة النافعة حرز نفسه ونصب عینه لصقالة قلبه من غبارات الشهوات وناهیة له من لذات الدنیا سویة الدنیة الشهوانیة واسئل الله تعالی ان یجعلنی ممن ینتفع بها ومن اولادی واحبائی واخلائی وتلامذتی، ویجعلهم منیبین الیه تعالی بواسطة تعلمها والرغبة فیها، و یدخل الله تعالی مولانا عبد الرحمن عاجز فیمن قبل فی سنة وتی عیش فی معمورة بعد موته ؛ کما کان بعد السبیل مسروه مرفعا

وانا العبد الفقير الى رحمة ربه الكبير ابو الحسن عبد الله

بڈھیمالوی عفا الله عنه

مورخه ١٤ ربیع الثانی سنة ١٤٠٠ من الهجرة

و یکم اپریل سنة ١٩٨٠

فون ...

غلام احمد حریری

اسوسی ایٹ پروفیسر و صدر شعبہ علوم اسلامیہ

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

ایم اے عربی (I) ایم اے علوم اسلامیہ (I)

ایم۔ او۔ ایل (عربی)

٦١۔ ڈی پیپلز کالونی فیصل آباد

تاریخ ________

نظرة في كتاب "عالم برزخ"

الايمان باليوم الآخر ركن من اركان الدين الاسلامي وقد تقرر ذكره في كل سور القرآن الكريم لاهميته ونوع الحياة التي يحياها الانسان داخل قبره تأتي ضمن ايمانه بالغيب والنصوص الواردة في الكتاب والسنة واضحة لا لبس فيها ولا غموض وهذا الكتاب يهدف الى تقوية ايمان الانسان بالحياة الآخرة وعذاب القبر وقد جمع المؤلف مواد هذا الكتاب من مصادر معتمدة ومطابقة لعقيدة السلف الصالح

اسئل الله تعالى ان يتقبل عمل المؤلف وان يجزيه خير الجزاء وان ينفع به المسلمين

غلام احمد حریری

ٹیلیفون ۲۶۲۷۰۱

بسم الله الرحمن الرحيم

جمعیت اہلحدیث فیصل آباد (پاکستان)

صدر دفتر جامع مسجد رحمانیہ بلڈنگ ۰۰ گلی فیصل آباد

ان تاليفات فضيلة الشيخ عبد الرحمن عاجز الجديدة
موت کے سائے (احوال البرزخ) كتابان مثاليان في مواضيعهما
ومواد هذين الكتابين مقتبسة من القرآن الكريم والحديث
الشريف واقوال السلف الصالح، والحقيقة الواضحة
انه لا مفر من الموت. فهو يدرك الانسان اين ما كان
(أَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْكُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ
مُّشَيَّدَةٍ) ورغم هذه الحقيقة الواضحة يعيش
الانسان في غفلة تامة ولا يعمل لآخرته بعض ما
يعمل لدنياه وقد الف المؤلف هذين الكتابين لينبه
الانسان الى حقيقة الموت ليعمل لآخرته وتذكر له
بالثواب والعقاب ـــ وقد بذل المؤلف جهدا عظيما
في كل صفحة وكل سطر من هذين الكتابين تستحقان
المدح والثناء ـــ والكتابان مفيدان لكل عالم
وطالب علم على السواء وعلى اهل الثراء شراء هذين
الكتابين وتوزيعهما في سبيل الله كصدقة جارية

وقد بذل المؤلف جهداً عظيماً في كل صفحة وكل سطر من هذين الكتابين تستحقان المدح والثناء والكتابان مفيدان لكل عالم وطالب علم على السواء وعلى اهل القراء شراء هذين الكتابين وتوزيعهما في سبيل الله كصدقة جارية ــ وندعوا الله ان يتقبل من المؤلف هذا العمل المقيم وان يجعله سبباً لنجاته ومغفرته وان يجعل تاليفه نبراساً للهداية ومشعلاً للحق

محمد یوسف انور رئيس جمعية اهلحديث ومدير جريدة اهلحديث

فيصل آباد

۱۵ دسمبر ۱۹۸۱ء

محمد یوسف انور ۔ ۵ ۔ دسمبر ۱۹۸۱ء

تقریظ

محمد عبده الفلاح

العلامة شيخ الحديث والتفسير بالجامعة السلفية فيصل آباد

فضيلة الشيخ عبد الرحمن عاجز غني عن التعريف فمؤلفاته السابقة شهد لها القاصي والداني بالصلاح ومطابقة عقيدة السلف رضي الله عنهم اجمعين و المؤلفات الجديدة عالم برزخ (احوال البرزخ) وثبوت

کے سائے ''(ظلال الموت) کتابان فریدان فی موضوعهما (احوال ما بعد الحیاة) و تذکیر للانسان بالبرزخ وعذاب القبر و تخویف له لیعمل صالحا ولیقی نفسه من عذاب الآخرة والجهد الکبیر المبذول فی تالیف هذین الکتابین لا ینکره وقد اعتمد المؤلف علی الکتاب والسنة والاقوال المسندة للسلف الصالح وجدیر بکل مسلم ان یستفید من هذه الکتب ولیعمل علی نشرها ونسئل الله ان یتقبل عمل المؤلف ویمنح المزید من التوفیق والسداد

محمد عبده الفلاح

۱۴ اگست ۸۲ء

تقریظ

فضیلة الشیخ الاستاذ عبد القادر بن حبیب الله السندی

المدرس بالجامعة الاسلامیة بالمدینة المنورة

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام علی من لا نبی بعده

اما بعد: فقد اطلعت علی ما الفه فضیلة الشیخ عبد الرحمن

عاجز الباكستاني من التاليفات النادرة باللغة الاردية
وهي في مادة المواعظ والرقائق، والزهد، حتى يتوجه المسلم
الى ان يكون متصلاً بربه جل وعلا بقلبه، وتائباً في
دينه ودنياه ومتفكراً في امور الآخرة، والمرجو
ان يكون خائفاً من عذاب القبر، مع مراعاة فضيلة الشيخ
عبدالرحمٰن عاجز في تاليفاته المفيدة قواعد التخريج
والتمحيص في الاحاديث والآثار التي استدل بها، ومن
هذه التاليفات التي استفدت منها كتابه النافع "جام
طهور"(۱) و"صبح صادق" نظمهما في ابيات رضيته باللغة
الاردية مع اجادته في نظري من جمع تلك المعلومات
التي ثبتت في السنة الصحيحة ماجاء على لسان رسول الله
صلى الله عليه وسلم في امور الآخرة، من الموت والقبر
وما يلزم المسلمين في دينهم ودنياهم۔ وكذلك ذكر
المسلمين ونصحهم بالرجوع الى الله تعالى والعمل الصالح وباتباع كتاب الله
وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم والله تعالى اسئله ان ينفع الاسلام
والمسلمين بهذه الكتب النافعة ويجعلها خالصة لوجهه انه
مجيب الدعوات۔ كتبه

العبد الفقير الى مولاه عبدالقادر بن حبيب الله السندي المدرس
بالجامعة الاسلامية بالمدينة المنورة

---

(۱) وهي "موت کے سائے" و"عالم برزخ" في النثر و"جام طہور" و"صبح صادق" في النظم

تبصرہ

رئاستہ الحرمین الشریفین مکۃ المکرمہ

اردو زبان میں لکھی ہوئی جناب عبدالرحمٰن عاجز کی کتاب "عالم برزخ" مطبوعہ تیسری بار اکتوبر ۱۹۸۲ء میں نے پڑھی۔ کتاب کے مواد اور مضامین سے پتہ چلتا ہے کہ مؤلف نے ان کے جمع کرنے اور ترتیب میں بڑی محنت کی ہے۔ اور اس موضوع (عالم برزخ) کا حق ادا کر دیا ہے اور یہ کتاب وعظ ونصیحت اور رقت قلب اور موت کے بعد جو کچھ پیش آنے والا ہے اسے لوگوں کو یاد دلانے کیلئے نہایت درجہ مفید ہے۔ مؤلف نے (اس کتاب کی تالیف میں) کتاب الروح لابن قیمؒ وکتاب الزھد للامام احمد بن حنبلؒ وکتاب الزھد للامام ابن المبارکؒ وصفۃ الصفوۃ لابن الجوزیؒ اور اس موضوع سے متعلق اس قسم کی دوسری کتابوں سے استفادہ کیا ہے اور عذاب قبر کو عقلاً ونقلاً (کتاب وسنت) سے ثابت کیا ہے۔ عالم برزخ کے موضوع پر یہ کتاب ہر لحاظ سے نہایت درجہ مفید ہے۔

وصی اللہ محمد عباس

مکۃ المکرمہ ۶/۴/۱۴۰۳ھ

رئاستہ الحرمین الشریفین مکۃ المکرمہ

(حضرت علامہ) عبد الغفار حسن مدظلہ العالی

المدرس بالجامعۃ الاسلامیۃ بالمدینۃ المنورۃ سابقاً
عضو مجلس الفکر الاسلامی
وعضو مجلس الشوریٰ سابقاً پاکستان

قرآنِ مجید میں انبیاء کرام کی بعثت (دنیا میں تشریف آوری) کا بنیادی مقصد یہ بیان کیا گیا ہے۔

الٓرٰ ، کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ، بِاِذْنِ رَبِّھِمْ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۔

الف، لام، راء، (اے پیغمبر) (یہ قرآن) ایک کتاب ہے، جسے ہم نے تم پر نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو اُن کے رب کے حکم سے (کفر) کی تاریکیوں سے نکال کر (ایمان کی) روشنی میں لاؤ۔ عزیز و حمید کے راستے کی طرف، سورہ ابراہیم پ۱۳ آیت نمبر ۱۔

اِس آیت میں ظلمات (تاریکیاں) کو جمع کی صورت میں لایا گیا ہے اور "نُور" کے لئے واحد کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے، اس میں حکمت یہ ہے کہ کفر کی تاریکیاں بہت سی ہیں مثلاً۔

(۱) الحاد (انکارِ خدا) کی تاریکی (۲) شرک کی تاریکی (۳) فسق و فجور کی تاریکی (۴) شخصیت پرستی (۵) دنیا پرستی (عیش پرستی) کی تاریکیاں، اسی طرح (۶) گروہ بندی پارٹی بازی (۷) فرقہ وارانہ ذہنیت (۸) طبقاتی کشمکش، علاقائی عصبیت کی بنا پر باہمی منافرت (بُغض و عداوت) بدعت و رواج پرستی کی جکڑبندیاں

دین میں غلو اور افراط و تفریط کی شدت اور گمراہ قوموں کی اندھی تقلید و نقالی یہ سب ایسی تاریکیاں (اندھیرے) ہیں جنکی بنا پر پوری دنیا میں خاص طور پہ مسلم معاشرے میں فساد برپا ہے "

اس فساد کا علاج یہ ہے کہ قرآن و حدیث کے تین بنیادی عقائد و افکار کو ذہنوں میں راسخ کیا جائے، ان کی عام اشاعت کیجائے تاکہ لوگوں کے دلوں کے زنگ صاف ہوں، انکا شعور بیدار ہو اور غفلت کے پردے چاک ہوں "

یہ تین بنیادی اصول یہ ہیں، (۱) ایمان باللہ (توحید) (۲) ایمان بالرسالت (اتباعِ سُنّت) (۳) ایمان بالآخرت (قیامت پر یقین)

حقیقت یہ ہے کہ ایمان بالآخرت، ایمان باللہ (توحید) ہی کا ایک حصّہ ہے، آخرت کے بارے میں تمام آیات اور احادیث دراصل اللہ تعالےٰ کی صفت " مالکِ یوم الدین " ہی کی تفسیر و تشریح ہیں "

اسی طرح تقدیر پہ ایمان بھی توحید ہی کا لازمی جُزء ہے یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ موت اور موت کے بعد کی زندگی (عالمِ برزخ) دراصل قیامت ہی کا ایک مرحلہ (منزل) ہے، اس لئے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی موت کو یاد رکھے جو لذّتوں کو کاٹنے والی اور اقارب و احباب سے چھڑانے والی ہے، اسی طرح میدانِ حشر سے پہلے پیش آنے

والے عالم برزخ کی کیفیات وحالات ذہن میں پوری طرح راسخ ہونے چاہئیں، یہی وہ مؤثر اور پائیدار طریقہ ہے جس سے قوم کا رُوحانی، فکری اور اخلاقی بگاڑ دُور ہو سکتا ہے اور غفلت یا سرکشی کے اندھیرے چھٹ سکتے ہیں۔ اسی اہم مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے محترم جناب عبدالرحمٰن صاحب نے دو اہم اور مفید کتابیں تصنیف کی ہیں۔

(۱) موت کے سائے (۲) عالم برزخ

راقم الحروف نے یہ دونوں کتابیں مطالعہ کی ہیں مذکورہ بالا مقصد کے لئے یہ دونوں تالیفات انتہائی مفید ہیں۔

اللہ تعالےٰ مصنف موصوف کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے یہ دو کتابیں لکھکر نہ صرف یہ کہ مسلم معاشرے پر احسان کیا ہے بلکہ پورے عالم انسانیت پر یہ اُنکا عظیم احسان ہے اور دینِ حنیف کی یہ انتہائی پائیدار اور ٹھوس خدمت و نصُرت ہے۔ اللہ تعالےٰ اس خدمت کے عوض محترم مصنّف کو آخرت میں عظیم اجر سے نوازے اور دنیا میں اس کو قبولِ عام و خاص کے شرف سے سرفراز فرمائے۔ آمین"

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلٰوۃ و السلام علی خیرِ خلقہٖ محمد وآلہٖ واصحابہ اجمعین۔

احقر الزمن عبدالغفار حسن مدیر تعلیم جامعہ تعلیمات اسلامیہ

فیصل آباد ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ

تبصرہ

فضیلۃ الشیخ عبدالقادر حبیب اللہ السندی

المدرس بالجامعۃ المدینۃ المنورۃ

مجھے مولانا عبدالرحمٰن عاجز کی اردو زبان میں لکھی ہوئی کتب (موت کے سلسئے، عالم برزخ، جام طہور اور صبح صادق) پڑھنے کا موقع ملا۔ یہ کتابیں زہد و تقویٰ کیلئے انگیخت کرنے والے رقت انگیز مواد کا مجموعہ ہیں جن کا اصل مقصد یہ ہے کہ مسلمان اپنے دل و جان اور ظاہر و باطن کے ساتھ اپنے پروردگار سے ہی تعلق رکھے اور دین و دنیا میں صرف اسی کی خوشنودی کا طلبگار رہو۔ نیز برزخ، قبر اور آخرت کی ہولناک گھاٹیوں کو کبھی فراموش نہ کرے۔

یہ بات نہایت مسرت آمیز ہے کہ مولانا موصوف نے ان کتابوں میں وارد کردہ احادیث و آثار وغیرہ بیان کرنے میں استناد و تحقیق کا خاصا معیار قائم رکھا ہے نظم میں انکی دو کتابیں جام طہور اور صبح صادق میرے خیال میں ان کتابوں کی نظم بندی کی بنیاد بھی ان ارشادات و فرامین پر رکھی گئی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے آخرت کی منزلوں اور مسلمان کی ذمہ داریوں کے ضمن سے نکلے ہیں جن میں مسلمانوں کے لیے عبرت و نصیحت اور رجوع الی اللہ کا پیام ہے عمل صالح اور اتباع کتاب و سنت کی دعوت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انہیں مسلمانوں کے لیے نافع بنائے اور اپنی رضا کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ انہ مجیب الدعوات۔

کتبہ:۔ الفقیر الیٰ مولاہ، عبدالقادر بن حبیب اللہ السندی، المدرس بالجامعۃ الاسلامیہ بالمدینۃ المنورہ، ۸/ ۴/ ۱۴۰۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

از رشحاتِ قلم شیخ الحدیث مولانا محمد عبدہ الفلاح زیدمجدہٗ

انسان کی اصل نمود عالم ارواح میں ہوئی اور پھر مختلف اطوار و منازل طے کرتا ہوا عالمِ شہود میں آیا چنانچہ آیتِ کریمہ: وَخَلَقَكُمْ أَطْوَارًا (نوح ۱۴) کے تحت مفسرین نے انسان کے خلقی مراحل پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔

اب عالمِ شہود کے بعد عالمِ برزخ اور عالمِ آخرت کے منازل انسان کے سامنے ہیں، در اصل یہ انسانی نشوونما اور ارتقاء کے مدارج ہیں، جن کی طرف قرآن نے آیت لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ (انشقاق-۱۹) میں اشارہ فرمایا ہے۔

عالمِ دنیا میں پہنچ کر انسان مکلف ہو جاتا ہے۔ اور اُسے عالمِ برزخ اور عقبیٰ کے لیے تیار کیا جاتا ہے، خلقی اور تکوینی ہدایت کے علاوہ وحی و نبوت کی رہنمائی سے سرفراز ہو جاتا ہے، اور یہ وحی و نبوت کی دولت صرف انسان ہی کو ملی ہے۔ ورنہ دوسری مخلوق کی زندگی کا مدار صرف خلقی اور تکوینی ہدایت پر ہی ہے ——— انسان مکلف ہے، اور یہ اپنے علم و جہل کی وجہ سے حملِ امانت کا مکلف ہے۔ گویا دنیوی زندگی اس کی آزمائش کا دور ہے اور إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا (الدھر) کا مظہر ہے۔

اس کے عالمِ دنیا کے اعمال پر ہی آئندہ لذت و الم کا مدار ہے۔ عالمِ برزخ جو موت کے بعد تا عالمِ نشور انسان کے مستقر کا نام ہے اس کی حقیقت اور ثبوت پر علمائے شریعت نے

سیر حاصل بحث کی ہے۔ متاخرین میں امام غزالیؒ اور پھر شاہ ولی اللہؒ صاحب حجۃ اللہ نے عقلی ونقلی دلائل سے برزخی زندگی کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اور برزخی زندگی چونکہ دنیوی زندگی کے بعد ایک مستقل مرحلے کا نام ہے۔ تاہم اس زندگی کو بہت سے علماء نے دنیوی زندگی پر قیاس کر کے بہت سی غلط فہمیوں کا ارتکاب کیا ہے۔ اور انبیا واولیاء کی اس زندگی کو عالمِ شہود کی زندگی ہی قرار دے دیا ہے۔ حالانکہ دونوں زندگیوں میں واضح فرق موجود ہے۔ اور ایک کے احکام کو دوسری پر قیاس کرنا روح کو مادہ کہنے کے مترادف ہے۔ یہ ایک طویل بحث ہے جس کی طرف ان سطور میں اشارہ ہی ممکن ہے۔ ورنہ حیات النبیؐ پر علماء نے مبسوط مقالے سپردِ قلم کئے ہیں۔ اور پھر علماءِ حقیقت نے اُن اعمال کی خصوصیت سے تتبع کی ہے جو برزخی زندگی میں انسان کے لیے لذت یا الم کا سبب بن سکتے ہیں۔

پیشِ نظر کتاب میں مولانا عبدالرحمٰن عاجزؔ نے عالمِ برزخ کی حقیقت اور عقلی ونقلی دلائل سے اس کا ثبوت پیش کیا ہے۔ نیز عبرت آموز اسلوب میں ان اعمال واسباب سے بھی پردہ اٹھایا ہے۔ جو اس زندگی میں انسان کے لیے راحت یا تکلیف کا باعث بن سکتے ہیں۔ کتاب کے مطالعہ سے موت کا منظر۔ قبر کی ہولناکی اور دیگر حقائق سامنے آجاتے ہیں جن سے انسان مابعد الموت دوچار ہونے والا ہے۔ پڑھنے والا اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور پھر مولانا نے احادیث اور رقت انگیز واقعات سے ایسا تسلسل قائم کیا ہے۔ کہ کتاب کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ انسان کا دل نرم ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور دنیا سے بے رغبتی اور فکرِ آخرت کا جذبہ دامنگیر ہو جاتا ہے۔ اور خوف ورجا کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔

يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ	اُس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں
يَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ	اور اُس کے عذاب سے ڈرتے ہیں

(الاسراء ۵۷)

یہی وہ صفت ہے جو کہ ایک مومن سے مطلوب ہے اور اسے اصل ایمان قرار دیا جا سکتا ہے۔

اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الرَّجَآءِ وَالْخَوْفِ ۔	ایمان امید و بیم کی حالت کا نام ہے ۔

دراصل ایمان بالآخرۃ ہی ایک ایسی صفت ہے جو انسان کو محاسبۂ نفسانی پر مجبور کرتی ہے۔ اور قبر و قیامت کے احوال کا تصور ہی گناہوں سے دُور رکھ سکتا ہے جس کسی کو مرنے کے بعد پروردگار کے سامنے محاسبۂ اعمال پر یقین ہو گا وہ کبھی بھی دنیاوی زیب و زینت کا گرویدہ ہو کر خواہشِ نفسانی کا اسیر نہیں بنے گا۔ اور ہمیشہ تقویٰ و طہارت کی زندگی بسر کرے گا

الغرض پیشِ نظر کتاب کے مطالعہ سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ فکرِ آخرت کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ اس طرح یہ کتاب فلاح و نجات کے لیے معاون ہو گی۔ اللہ تعالیٰ سب کو حسنِ عمل کی توفیق دے۔ اور سب سے بڑا نیک عمل یہ ہے۔ کہ انسان دینی کتابوں کے مطالعہ میں اپنے اوقات صرف کرے اور علمِ دین کے حاصل کرنے میں کوشاں رہے۔

امام احمد بن حنبلؒ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ اپنے اوقات علمِ دین میں صرف کر رہے ہیں پھر علم کے بعد عمل کا مرحلہ کب آئے گا تو امام اہلِ سنّت نے فرمایا

علمنا عملنا	کہ یہ علم ہی دراصل عمل ہے

ہمارے ایک شیخِ طریقت فرمایا کرتے تھے کہ صوفیہ کرام مجاہدات سے کچھ کشفِ حقائق کو پہنچے ہیں۔ مگر علمائے دین جو مجاہدہ سمجھ کر دینی علوم کی تدریس میں مشغول رہتے ہیں موت کے ساتھ ہی اُن پر کشفِ حقائق کے ابواب وا ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ان اصحابِ مجاہدات سے کہیں آگے گزر جاتے ہیں ——— الغرض علومِ شرعیہ مطالعہ اور درس و تدریس دوسرے مجاہدات سے مانع رہتا ہے۔ مگر یہ ایک ایسا عمل ہے جو ہر قسم کی نفلی عبادت کے مشاغل سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ جس عالم دین میں اخلاص کی دولت سے سرفراز کردے تو ایک معلم ہزار صوفی پر بھاری ہے

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (حدید ۲)	یہ اللہ کا فضل ہے (جوکہ) اللہ جس پر چاہتا ہے کرتا ہے۔ اللہ بڑے فضل والا ہے۔

محمد عبدہ الفلاح قاسم منزل۔ حاجی آباد۔ فیصل آباد

۲۵ر دسمبر ۱۹۸۰ء

حرفِ اوّل

انسان پیدا ہوتے ہی شارعِ موت پر اپنا سفر شروع کر دیتا ہے۔ وہ اپنی پہلی منزل پر موت سے ہمکنار ہو کر عالمِ برزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ عالمِ برزخ میں اُسے کیا پیش آتا ہے؛ وہ کن حالات سے دوچار ہوتا ہے؟ یہ ہمارے فہم و ادراک سے ماورئی ہے

ہمارے حواسِ خمسہ آنکھ کی بصارت۔ کان کی سماعت، زبان کا ذائقہ ناک کا سونگھنا۔ ہاتھ کا لمس بھی حیاتِ بعد الممات کے واقعات کا احساس و ادراک نہیں رکھتے، موت کے بعد قیامت تک کے زمانے کا نام برزخ ہے۔ یہ دنیا اور آخرت کی زندگی کے درمیان ایک وقفہ اور ایک پردہ ہے۔

برزخ کے لغوی معنی پردہ ہیں، عالمِ برزخ ایک ایسا حجاب ہے۔ کہ اس کے حالات کا مشاہدہ ہماری نگاہ نہیں کر سکتی، اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ قوت ہی عطا نہیں فرمائی کہ وہ اہلِ برزخ کے حالات دیکھ سکے یا سُن سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خچر پر سوار ایک قبرستان سے گزر رہے تھے۔ کہ خچر بدکا۔ آپ نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا کہ اس قبرستان میں یہودیوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور میں جو کچھ سُن رہا ہوں اگر اللہ تعالیٰ سے دُعا کروں وہ تمہیں بھی سُنا دے تو تم اپنے مُردے دفن کرنا چھوڑ دو، (مشکوٰۃ بحوالہ مسلم)

عالمِ برزخ کا عذاب و ثواب اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و مصلحت کے تحت

انسان کی نظروں سے پس پردہ رکھا ہے۔ اس جہانِ رنگ و بو میں ایک لاکھ سے زائد انبیاء علیہم السلام جلوہ افروز ہوئے یہ ایسا سلسلۂ رشد و ہدایت تھا کہ جو لوگ ایمان نہ لاتے کے باوجود اور درپئے آزار رہنے کے باوصف اُن کی پاک بازی راست گوئی، اور بلندیٔ اخلاق کے معترف تھے۔ اور اُن کی پاک دامانی پر کسی بھی بداخلاقی کا داغ لگانے کی جرأت نہیں کر سکے ـــــ اُس مقدس گروہ کا عقیدہ اور اعلان ہے۔ اور تمام آسمانی کتب اس پر شاہد ہیں۔ کہ مرنے کے بعد عالمِ برزخ میں انسان کے اعمال کے مطابق جزا اور سزا کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو کہ قیامت تک رہتا ہے۔ پھر میدانِ حشر میں حساب و کتاب کے بعد انسان کو جنت یا جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ نیک لوگوں کے لیے جنت کی نعمتیں ہمیشہ کے لیے ہوں گی۔ اور اللہ کے نافرمانوں کے لیے جہنم کا عذاب بھی دائمی ہوگا۔

اس کتاب میں قرآن۔ حدیث اور استدلال کی روشنی میں بتایا گیا ہے کہ میت کسی حالت میں بھی ہو، وہ قبر کے اندر ہو یا باہر۔ اس کا جسم آگ میں جلا کر اس کی راکھ دریا میں بہادی گئی ہو یا ہوا میں اڑادی گئی ہے۔ یا جانور کھا گئے ہوں، یا سمندر کی تہہ میں چلی گئی ہو، یا جسم کے الگ الگ ٹکڑے کر کے۔ اور اُن ٹکڑوں کو ادویات سے محفوظ کر کے عجائب خانوں یا ہسپتالوں میں رکھ دیا گیا ہو، ان تمام صورتوں میں برزخ کا عذاب و ثواب میت کو ہوتا ہے۔ اس کی رُوح اور جسم کے منتشر ایک ایک جزء، ایک ایک ذرے کو ہوتا ہے۔ یہ عذاب و ثواب کس طرح ہوتا ہے؛ جبکہ اگر دفن کرنے سے چند روز بعد قبر کھول جائے۔ تو میت قبر میں جیسی دفن کی تھی ویسی پڑی ہوتی ہے۔ اس میں کوئی تغیر دیکھنے میں نہیں آتا۔ اور قبر میں عذاب و ثواب کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ اور بعض اوقات میت

کا جسم یا اُس کے الگ الگ اعضا قبر سے باہر برسوں پڑے رہتے ہیں۔ تو اس حالت میں برزخ کے عذاب وثواب کے مسئلہ کی کیا حیثیت رہی؟ اس کتاب "عالمِ برزخ" میں انہی مسائل پر بحث ہے۔ موت اور قبر کا معاملہ ہر شخص کے پیش آنے والا ہے۔ محسنِ عالم، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ یَعْنِی الْمَوْتَ (الترغیب ج ۴ ص ۲۳۶) — بیجا خواہشات کو کچلنے والی موت کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔

نیز فرمایا:۔

نَھَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْھَا فَاِنَّھَا تُذَکِّرُ الْاٰخِرَۃَ۔ (الترغیب ج ۴ ص ۳۵۸) — میں نے تمہیں (ابتداء میں) قبروں کی زیارت سے منع کر دیا تھا۔ (اب تمہیں سنت وبدعت کا علم ہو چکا ہے) لہذا قبروں کی زیارت کیا کرو اس لیے کہ وہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔

میں نے مندرجہ بالا احادیث کے پیشِ نظر دو کتابیں بیک وقت تالیف کی ہیں، ایک کا نام ہے "موت کے سائے" اس کتاب میں موت کی فکر۔ اس کی تیاری اور موت کے وقت انبیاء، علماء وصلحاء واتقیاء اور اولیاء اللہ کے اقوال اور اُن کے مستند حالات درج کیے ہیں۔ تاکہ ہم سلف صالحین کے اقوال و اعمال کی رہنمائی میں موت کی فکر اور اس کے لیے تیاری کریں، اور زندگی مستعار کو غفلت وعشرت میں ضائع نہ کریں۔

دوسری کتاب "عالمِ برزخ" جو آپ کے زیرِ مطالعہ ہے۔ اس میں عالمِ برزخ پر بحث ہے کیونکہ موت کے فوراً بعد برزخ کا معاملہ شروع ہو جاتا ہے، اور برزخ کے حالات نہایت درجہ پُر اسرار اور خوفناک ہیں، عالمِ برزخ میں بقیدِ حیات کوئی نہیں گیا اور وہاں جانے کے بعد واپس کوئی نہیں آیا، لہذا وہاں کے

مفصل و مکمل حالات سے ہم قطعی ناواقف ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ جس چیز کا ہمیں علم نہیں۔ اور جسے ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا یا جس چیز کا تصور ہمارے دماغ میں نہیں آتا۔ اس کا وجود ہی نہیں ہے۔ اس طرح بہت سے حقائق کا انکار ہو جائے گا۔ جو کہ ہماری نادانی اور بدیقینی پر منتج ہوں گے۔

عالم برزخ کے مخفی حالات کی جس قدر نقاب کشائی بذریعۂ وحیِ الٰہی جملہ پیغمبروں اور صحائف سماوی کے ذریعہ ہوئی ہے اُس کا تذکرہ مع حوالہ جات اور اس سلسلہ میں علماء و فقہاء کے مستند اقوال آپ کو اس کتاب میں ملیں گے۔ اور اس مسئلہ کو قندیلِ عقل و دانش سے حتی المقدور منور کیا گیا ہے۔ اور بحث کی گئی ہے تاکہ موت سے ملاقی ہونے سے قبل ہم عالمِ برزخ کے حالات سے آگاہ ہو جائیں۔ اُن اعمال کو بجا لائیں جن کے ذریعہ وہاں کے عذاب سے محفوظ رہیں۔ اور اُن افعال سے اجتناب کریں۔ جن کے باعث وہاں عذاب ہوتا ہے۔ اس کتاب میں اُن اعمال کی نشاندہی بھی کی گئی ہے جن سے ہم عذابِ قبر سے مامون و محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اور اُن افعال کو مفصل طور پر بیان کیا گیا جن کی وجہ سے انسان عذابِ قبر کا شکار ہوتا ہے۔ ان دونوں کتابوں کے علاوہ اس سے قبل میری ایک کتاب "جامِ طہور" چھپ چکی ہے۔ جو کہ نظم و نثر کا مجموعہ ہے جس کا حصہ نثر فکرِ آخرت اور حرمین شریفین کے حالات اور حصہ نظم حمد، نعت۔ اخلاقیات پر مشتمل ہے۔ تازہ نظموں کا مجموعہ بنام "صبحِ صادق" بھی چھپ چکا ہے۔ نظموں کا تیسرا مجموعہ "شمعِ فروزاں" زیرِ طباعت ہے اس کتاب میں ایک شعر کے علاوہ (جو کہ صفحہ ۲۰۹ پر درج ہے) تمام اشعار اس عاجز کے اپنے ہیں۔ کتاب میں کوئی بھی غلطی نظر آئے مجھے فوراً مطلع فرمائیں میں بصد شکریہ ان شاء اللہ آئندہ اشاعت میں اسکی اصلاح کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے، آمین

عبد الرحمٰن عاجز ۲۴ فروری ۱۹۹۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

اوّلین مؤدّبانہ گزارش

قابلِ صد احترام پیارے بھائیو اور پیاری بہنو! عزیزو اور بزرگو! اللہ تعالیٰ ہم سب پر راضی ہو جائے (آمین) اس کتاب میں کسی مسلک سے متعلق کوئی بحث نہیں، اور نہ ہی کوئی اختلافی مسئلہ ہے۔ بلکہ اپنے ہر پیارے بھائی اور پیاری بہن اور خود اپنے نفس کے روبرو ایک سوچ، ایک فکر، ایک غور طلب معاملہ رکھا گیا ہے۔ جس سے کہ ہم سب کا مشترکہ اہم تعلق ہے۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ اگر وہ اس کتاب کے مضامین اصلاحِ اعمال و احوال کے لئے مفید پائیں تو وہ اپنے حلقۂ احباب میں اس کے تعارف کی کوشش فرمائیں۔

اہلِ ثروت مخیر حضرات اسے زیادہ سے زیادہ خرید کر عوام میں لوجہ اللہ تقسیم فرمائیں۔ اس کتاب کو اپنے اُن بھائیوں اور بہنوں تک خود پہنچائیں۔ جنہیں ان کے بے شمار مشاغل کے سبب درسِ قرآن و حدیث میں شامل ہونے کا موقع نہیں ملتا۔

حصولِ ثواب اور بندگانِ خدا کے اعمال و احوال کی اصلاح اس کتاب کی اساسی غایت ہے۔ اس طرح وہ بھی کارِ خیر میں شریک ہو کر عند اللہ اجر و ثواب کے مستحق ہونگے۔ اُن کی اس کوشش سے اگر کسی ایک بھائی، ایک بہن کی اصلاح ہو گئی۔ اور وہ جہنم کے عذابِ الیم سے نجات پا کر جنت کی لازوال نعمتوں کے مستحق ہو گئے۔ تو اُن کا یہ عظیم کارنامہ ہوگا۔ اور انسانیت کے ساتھ حقیقی ہمدردی ہوگی اور ممکن ہے اُن کا یہ مخلصانہ عمل اُن کی اپنی بخشش کا ذریعہ بن جائے۔

محتاجِ دعا: عبدالرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی۔ ۲۰/ دسمبر ۱۹۸۱ء

عالمِ برزخ

جس نے دیکھا ہے عالمِ برزخ
وہ کہے کیا ہے عالمِ برزخ

دو جہاں کی فضاؤں کے مابین
ایک پردہ ہے عالمِ برزخ

جس کی تفہیم عقل سے نہ ہوئی
وہ معمّا ہے عالمِ برزخ

کچھ احادیث کے حوالے سے
اتنا کھلتا ہے عالمِ برزخ

کہیں جنّت کہیں جہنّم سے
ملتا جلتا ہے عالمِ برزخ

لوٹتا ہی نہیں جہاں سے کوئی
ایسا خطّہ ہے عالمِ برزخ

جاوداں راحت و اذیّت کا
اک دورا ہا ہے عالمِ برزخ

راہ میں رُک کے سانس لینے کو
ایک وقفہ ہے عالمِ برزخ

اہلِ توحید و اہلِ دیں کے لئے
خُلد جیسا ہے عالمِ برزخ

اہلِ شرک اور اہلِ شر کے لئے
قید خانہ ہے عالمِ برزخ

جس کو کہتے ہیں منزلِ آخر
اُس کا رستہ ہے عالمِ برزخ

موت کے بعد جو جہاں بھی ہے
وہی اُس کا ہے عالمِ برزخ

اپنا اپنا عمل ہے اے عاجزؔ
اپنا اپنا ہے عالمِ برزخ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

برزخ کا مفہوم

وَمِنْ وَّرَآئِہِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ (المومنون ۱۰۰)

اور ان کے آگے ایک پردہ ہے۔ (اُن کے) دوبارہ اُٹھائے جانے کے دن تک۔

برزخ کے لفظی معنی حاجز اور فاصل کے ہیں۔ دو حالتوں یا دو چیزوں کے درمیان جو چیز فاصل ہو اُسے برزخ کہتے ہیں۔ اسی لیے موت کے بعد قیامت اور حشر تک کے زمانے کو عالمِ برزخ کہا جاتا ہے۔ جو حیاتِ دنیوی اور حیاتِ اُخروی کے درمیان حدِ فاصل ہے۔

قَالَ مُجَاھِدٌ اَلْبَرْزَخُ الْحَاجِزُ مَا بَیْنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں برزخ دنیا اور آخرت کے درمیان پردہ کا نام ہے۔

برزخ دُنیا و آخرت کے درمیان کا وقت ہے

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ کَعْبٍ اَلْبَرْزَخُ مَا بَیْنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ لَیْسُوْا مَعَ اَھْلِ الدُّنْیَا یَاْکُلُوْنَ وَیَشْرَبُوْنَ وَلَا مَعَ اَھْلِ الْاٰخِرَۃِ

محمد بن کعبؒ فرماتے ہیں کہ برزخ دُنیا و آخرت کے درمیان کا وقت ہے۔ اہلِ برزخ نہ تو دنیا والوں کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں۔ اور نہ آخرت والوں کے ساتھ

يُجْزَوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۵۶) اپنے اعمال کی جزا و سزا پا رہے ہیں۔

اس زمانہ میں بھی اگرچہ مومن اور کافر کو قبر کا عذاب اور ثواب ملتا ہے۔ مگر دائمی جزاء اور سزا قیامت کے روز جنت اور جہنم میں داخلہ سے ملے گی۔

وَقَالَ اَبُوْصَخْرٍ اَلْبَرْزَخُ لِمَقَابِرَ لَاهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَاهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ فَهُمْ مُقِيْمُوْنَ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۵۶)

حضرت ابوصخرؒ کا قول ہے کہ برزخ مقابر کو کہتے ہیں، اہلِ مقابر نہ تو دنیا میں ہیں اور نہ آخرت میں۔ بلکہ وہ قیامت تک یہیں مقیم ہیں۔

موت کے بعد روح انسانی ایک دوسرے عالم میں رہتی ہے۔ اور حشر کے وقت تک رہے گی۔ اسی کا اصطلاحی نام عالمِ برزخ ہے۔

قَالَ الْجَوْهَرِيُّ اَلْبَرْزَخُ الْحَاجِزُ بَيْنَ الشَّيْئَيْنِ وَالْبَرْزَخُ مَابَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مِنْ وَقْتِ الْمَوْتِ اِلَى الْبَعْثِ فَمَنْ مَاتَ فَقَدْ دَخَلَ فِي الْبَرْزَخِ

امام جوہری رحؒ فرماتے ہیں کہ برزخ دو چیزوں کی حدِ فاصل کا نام ہے جو کہ دنیا اور آخرت کے درمیان ہے۔ اور یہ موت کی گھڑی سے قیامت تک کا زمانہ ہے۔ پس جو مر گیا وہ برزخ میں داخل ہو گیا۔

وَقَالَ رَجُلٌ بِحَضْرَةِ الشَّعْبِيِّ رَحِمَ اللّٰهُ فُلَانًا فَقَدْ صَارَ مِنْ اَهْلِ الْاٰخِرَةِ. فَقَالَ لَمْ يَصِرْ مِنْ اَهْلِ الْاٰخِرَةِ وَلٰكِنَّهٗ صَارَ مِنْ اَهْلِ الْبَرْزَخِ لَيْسَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَا مِنَ الْاٰخِرَةِ. (تفسیر القرطبی جلد ۱۲ ص ۱۵۱)

حضرت شعبیؒ کے پاس ایک شخص بیٹھا ہوا تھا، کہنے لگا فلاں شخص پر اللہ رحم کرے وہ اہلِ آخرت میں سے ہو گیا۔ حضرت شعبیؒ نے فرمایا وہ آخرت والوں میں سے نہیں بلکہ اہلِ برزخ میں سے ہو گیا۔ نہ وہ اہلِ دنیا میں سے ہے اور نہ اہلِ آخرت میں سے۔ (تفسیر القرطبی جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۱)

سورۂ رحمٰن میں خالق کائنات اپنی صنعت گری کے بیان میں ارشاد فرما رہا ہے۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۙ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۚ (الرحمٰن ۱۹-۲۰)	اسی نے دو دریاؤں کو ملایا کہ باہم ملے ہوئے بھی ہیں (اور) دونوں کے درمیان ایک حجاب (بھی) ہے کہ دونوں ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتے۔

جملہ ماہرین ارضیات اس امر پر متفق ہیں کہ سطح زمین کے نیچے پانی کے دو مستقل نظام جاری ہیں، ایک سلسلہ آبِ شور کا ہے، جو سمندروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ دوسرا سلسلہ آبِ شیریں کا ہے۔ جو کنوؤں، دریاؤں اور جھیلوں سے نکلتا ہے، انسانی زندگی کے واسطے ہر دو نظام اپنی اپنی جگہ نہایت ضروری ہیں۔ اس آیت میں اس حکمت و صنعت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ دونوں نظام پوری طرح قائم بھی ہیں اور پھر ایک دوسرے میں مدغم نہیں ہونے پاتے۔ —— آبِ شور اور آبِ شیریں کے درمیان حدِ فاصل کے لیے یہاں لفظ برزخ استعمال ہوا ہے آبِ شور و شیریں دونوں کے درمیان برزخ یعنی حجاب ہے۔ سورۂ رحمٰن کی اس آیت اور مندرجہ ذیل سورۂ فرقان کی آیت میں برزخ کے معنی پردہ اور حجاب کے ہیں۔ جو میٹھے اور کھاری پانی کے درمیان بتایا گیا ہے ——

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ۝ (الفرقان ۵۳)	اور وہی ہے جس نے ملے ہوئے چلائے دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھانے والا اور یہ کھاری ہے کڑوا۔ اور دونوں کے درمیان ایک حجاب، ایک مانع قوی رکھ دیا۔

اسی لحاظ سے دنیا اور آخرت کے درمیان کا وقت جو کہ دونوں جہانوں کے درمیان ایک پردہ ایک حجاب ہے۔ اس کا نام بھی برزخ ہے۔ جیسا کہ علمائے دین نے فرمایا ہے اور کتبِ لغات میں لکھا ہے۔

ان آیات میں جس مظہرِ فطرت کا ذکر ہے وہ زمانۂ قدیم سے انسان کے علم میں تھا وہ قدیم ترین زمانے سے انسان کو معلوم تھا، وہ یہ کہ دو دریاؤں کے پانی جب باہم مل کر بہتے ہیں تو وہ ایک دوسرے میں شامل نہیں ہو جاتے شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی آیتِ مندرجۂ بالا کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ چاٹگام (بنگلہ دیش) سے ارا کان (برما) تک دو دریا مل کر بہتے ہیں۔ ایک کا پانی سفید، ایک کا سیاہ۔ سیاہ پانی میں سمندر کی طرح طوفانی تلاطم اور تموّج ہوتا ہے۔ اور سفید پانی بالکل ساکن رہتا ہے۔ کشتی سفید پانی میں چلتی ہے۔ اور دونوں پانیوں کے درمیان ایک دھاری سی برابر چلی گئی ہے۔ ایک طرف کا پانی میٹھا اور دوسری طرف کا کھاری ——— اسی طرح سمندر کے ساحلی مقامات پر جو دریا بہتے ہیں۔ اُن میں سمندر کے اثر سے برابر مد و جزر (جوار بھاٹا) آتا رہتا ہے مد کے وقت جب سمندر کا پانی ندی میں آجاتا ہے۔ تو میٹھے پانی کی سطح پر کھاری پانی بہت زور سے چڑھ جاتا ہے لیکن اس وقت بھی دونوں پانی آپس میں نہیں ملتے اُوپر کھاری رہتا ہے نیچے میٹھا۔ اس کے بعد جب جزر ہوتا ہے تو اُوپر سے کھاری پانی اتر جاتا ہے اور میٹھا پانی جوں کا توں رہتا ہے۔ الٰہ آباد (بھارت) میں گنگا اور جمنا کے سنگم پر دیکھا جا سکتا ہے۔ کہ دونوں دریا ملنے کے باوجود الگ بہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور درمیان میں ایک لکیر مسلسل چلی گئی ہے (علم جدید کا چیلنج) صفحہ ۱۶۹

اللہ رے یہ قدرت کامل کا کرشمہ
پانی ہے زمیں کا کہیں میٹھا کہیں کھارا (ماجد)

عالم برزخ میں جزا و سزا عقل کی روشنی میں

جس طرح دوربین رکھنے والا دوربین کے ساتھ بہت سی دُور کی چیزیں دیکھ لیتا ہے، جو دوسرے اشخاص نہیں دیکھ سکتے خوردبین کے ذریعہ پانی اور خون میں وہ جراثیم نظر

اُجاتے ہیں جنہیں بلاواسطہ آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ ٹیلیفون اور وائرلیس کے ساتھ ہم ہزاروں میل دُور ایک دوسرے سے بات چیت کر لیتے ہیں جب کہ وہی بات چیت پسِ دیوار اپنے قریب بیٹھے ہوئے شخص سے کرنا ناممکن ہے۔

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے پاس بھی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے عالم آخرت کے حقائق اس راہ میں پیش آنے والے مراحل کے وہ ہولناک واقعات بیان کرتے ہیں جو کہ ہمارے فہم و فراست سے بالاتر، ہمارے علم وادراک کی دسترس سے باہر ہوتے ہیں جنہیں نہ تو کسی نے اپنے کانوں سے سنا اور نہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ وہ ذریعہ وحی ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا فرشتہ (جبریل علیہ السلام) اُن کے پاس آتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبریں انہیں دیتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ وہ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں نہیں بناتے

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحَىٰ ۝ بلکہ (اُن کا کلام تو) تمام تر وحی ہے جو اُن کے

(النجم-۴) پاس بھیجی جاتی ہے۔

جس طرح ریسیور "آلۂ ٹیلیفون" کو کان سے لگانے والا ہی آنکھوں سے اوجھل ہزاروں میل دُور بیٹھے ہوئے انسان کی بات سُن رہا ہوتا ہے۔ اور پاس بیٹھے ہوئے دوسرے کسی بھی انسان کو اس کی کچھ بھی خبر نہیں ہوتی کہ وہ کیا سُن رہا ہے اسی طرح وحی کی خبر بھی پیغمبر ہی سُن سکتا ہے اور وہ وحی لاتے والے فرشتہ حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھ بھی سکتا ہے، مگر پیغمبر کے ارد گرد بیٹھے ہوئے کسی شخص کو بھی اس کا کچھ علم نہیں ہوتا۔

کسی نبی کو نبی مان لینے اور اس پر ایمان لانے کا یہی مطلب ہوتا ہے۔ کہ ہم نے پورے اطمینان اور کامل یقین کے ساتھ اس بات کو تسلیم کر لیا ہے اور دل وجان سے مان لیا ہے کہ وہ جو عالم آخرت کی ایسی بات اور ایسا حال ہمیں بتلاتا ہے کہ جو نہ تو کبھی ہم

نے سنا اور نہ ہماری آنکھوں نے دیکھا۔ اور نہ وہ کبھی ہمارے علم و احساس کی گرفت میں آیا وہ سب سچ اور وہ سب حق ہے۔ صبح کا سورج اپنے مقررہ نظام کے خلاف بجائے مشرق کے مغرب سے طلوع تو ہو سکتا ہے۔ مگر نبیؐ کی بات پیغمبرؐ کا فرمان کبھی غلط نہیں ہو سکتا اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام جو کچھ بتلاتے ہیں۔ جو خبر ہمیں دیتے ہیں۔ وہ اللہ کی طرف سے وحی (حضرت جبریل علیہ السلام) کے ذریعہ اُن کے پاس پہنچتی ہے۔ اور وہ اُس خبر وحی میں ذرا سی تبدیلی اپنی طرف سے نہیں کرتے اور نہ ہی کر سکتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی جس کی خبر دی۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل آیت شریفہ کا مفہوم سمجھ لینا کافی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کے اقوال کی سچائی کی خود ضمانت دے رہا ہے۔ اور بصورت دیگر اگر وہ وحی الٰہی کے سوا اپنی طرف سے کچھ ملا کر اپنی اُمت کے سامنے پیش کریں تو انہیں سخت ترین تنبیہ کی گئی ہے، چنانچہ ارشاد ہے۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۙ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۙ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۙ فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ۙ (الحاقۃ ۴۴۔۴۷)	اور اگر (یہ پیغمبر) ہمارے ذمہ کچھ باتیں لگا دیتے تو ہم اُن کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے۔ پھر ہم اُن کی رگ دل کاٹ ڈالتے پھر تم میں سے کوئی اُن کا اِس (سزا) سے بچانے والا نہ ہوتا۔

انبیاء علیہم السلام نے پس ممات، عالم برزخ۔ قبر۔ قیامت۔ جنت اور دوزخ کے متعلق جو کچھ ہمیں تبلایا ہے۔ بظاہر وہ حیران کن اور محال ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ غیر ممکن نہیں، اسی دنیا میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں۔ جو بظاہر حیرت انگیز اور محال ہیں مگر اُن کی حقیقت اور وجود ہمارے سامنے ہے۔ مثلاً زمین ہی کو لے لیجئے جس پر ہم چل پھر رہے ہیں مٹی کی خاصیت ہے کہ وہ پانی پر نہیں ٹھہرتی۔ آپ نصف گلاس پانی لے لیجئے

اس میں تھوڑی سی مٹی ڈال مٹی گلاس میں پانی کی سطح پر نہیں ٹھہرے گی۔ بلکہ گلاس کے پیندے میں پانی کے نیچے بیٹھ جائے گی

لیکن ہزاروں لاکھوں میل طویل و عریض زمین اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے پانی پر بچھا رکھی ہے جب ہم زمین کھودتے ہیں نیچے سے پانی برآمد ہوتا ہے۔

ہزاروں سالوں سے یہ زمین اسی طرح پانی پر بچھی ہوئی ہے۔ اور انسان اس پر آباد ہیں۔ آہستہ آہستہ پانی میں نہیں ڈوبی۔ پانی کی تہہ میں جا کر نہیں بیٹھی بلکہ جوں کی توں پانی کی سطح پر بچھی ہوئی ہے۔ اور جمی ہوئی ہے۔

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝ (طٰهٰ ۵۳)	یہ اسی ذات کی صنعت ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنا دیا اور تمہارے لیے اس میں راستے بنا دیئے۔ اور آسمان سے پانی اُتارا پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے مختلف قسم کے طرح طرح کے نبات پیدا کئے۔
وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۝ (الذاریات ۴۸)	اور زمین کو ہم نے فرش بنایا سو ہم کیسے اچھے بچھانے والے ہیں۔
اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا ۝ (غافر ٦۴)	وہ وہی ہے جس نے زمین کو تمہارا ٹھکانا بنایا۔
وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ (ق ۷ ـ ۸)	اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں پہاڑوں کو جما دیا اور اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اُگائیں۔ جو ذریعہ ہے بینائی اور دانائی کا ہر رجوع ہونے والے بندے کے لیے۔

اب ذرا آسمان کی طرف نظر اٹھایئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

أَفَلَمْ يَنظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِن فُرُوجٍ (ق ۶)	کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا، کہ ہم نے اسے کیسا بنایا اور ہم نے اسے آراستہ کیا۔ اور اس میں کوئی رخنہ دسوراخ تک نہیں۔

آسمان کی رفعت وعظمت، وسعت وپنہائی، استحکام وخوشنمائی، چاند، سورج، تاروں سے اس کی زینت اور بغیر ستونوں کے اس کا قیام مالک الملک، رب السمٰوت والارض کی کس قدر عظیم اور حیرت انگیز صنعت گیری ہے۔ سورۂ ملک میں ارشاد ہو رہا ہے:۔

الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا مَّا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَٰنِ مِن تَفَاوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِّلشَّيَاطِينِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ (الملک ۵)	جس نے سات آسمان تہ بہ تہ پیدا کر دیئے۔ تو خدائے رحمٰن کی صنعت میں کوئی فتور نہ دیکھے گا، سو تو پھر نگاہ ڈال کر دیکھ لے کہیں تجھ کو کوئی خلل نظر آتا ہے؛ پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ، نگاہ ہی آخر ذلیل در ماندہ ہو کر تیری طرف لوٹ آئے گی۔ ہم نے بیشک قریب کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کر رکھا ہے۔ اور ہم نے ان کو شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ بھی بنایا ہے، اور ہم نے ان کے لیے دوزخ کا عذاب بھی تیار کر رکھا ہے۔
وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ (الحجر ۱۵)	اور بالیقین ہم نے آسمان میں بڑے ستارے بنائے اور اسے دیکھنے والوں کے لیے ان سے آراستہ کر دیا۔

وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا (الانبیآء ۳۲)	اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا۔
تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا ٥ (الفرقان ۶۱)	بہت عالیشان ہے وہ جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنانے اور اس میں ایک چراغ (سورج) اور ایک چاند بنا دیا
اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ ِۨ الْكَوَاكِبِ ٥ (الصافات ۶)	بیشک ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں سے ساتھ مزین کر دیا۔
اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ٥ (البقرہ ۱۶۴)	بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے آنے جانے میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے

زمین و آسمان کا یہ حیرت انگیز اور زبردست نظامِ قدرت جو کہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے ہمیں مجبور کر رہا ہے۔ کہ اس کائنات کے خالق و مالک نے اپنے معتمد فرشتے روح الامین حضرت جبریل علیہ السلام کے توسط سے الصادق المصدوق امین الامناء اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کے پاس عالمِ آخرت اور قبر و قیامت کے وہ واقعات بیان کئے وہ خبریں بھیجیں کہ جنہیں نہ کبھی ہمارے کانوں نے سنا اور نہ ہماری آنکھوں نے دیکھا اور نہ کبھی ہمارے دلوں میں ان کا احساس ہوا۔

وہ سب کا سب حق سب کا سب سچ ہے ——— اس لیے کہ جو ہمارے مشاہدات کا خالق ہے۔ وہ پسِ پردۂ موت واقعات و حالات کا بھی خالق اور اُن پر قادر ہے۔

ہو کر رہینگے قبر و قیامت کے واقعات　　یہ وحیِ آسماں ہے کوئی داستاں نہیں

خواب

عالم برزخ کا ایک نمونہ ہے

جو لوگ عالم برزخ (قبر) میں عذاب وثواب کے قائل نہیں یا اس میں شک کرتے ہیں وہ لوگ خواب کی کیفیت پر غور کریں اور اللہ تعالیٰ کی اس قدرت اور اس حیرت انگیز کرشمے کے متعلق سوچیں تو عالم برزخ (قبر) کی حقیقت پر یقین لانے کے سوا چارہ نہیں:

سونے والے کی حالت برزخ کا ایک نمونہ ہے۔ خواب میں جو تکلیف یا راحت ہوتی ہے وہ براہِ راست روح کو ہوتی ہے اور روح کے واسطے سے بدن بھی متاثر ہوتا ہے اور کبھی یہ تاثیر اتنی قوی ہوتی ہے۔ کہ مشاہدے میں بھی آجاتی ہے (مثلاً کسی نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اسے مار رہا ہے اور وہ چیخ رہا ہے۔ جب بیدار ہوا تو چوٹ کا نشان جسم پر دیکھا یا خواب میں دیکھا کہ کوئی چیز کھائی۔ پھر بیدار ہوا تو اس کا ذائقہ منہ میں محسوس کرتا ہے۔ بلکہ بھوک اور پیاس بھی جاتی رہتی ہے۔ بعض دفعہ یہاں تک نوبت آتی ہے۔ کہ خواب دیکھنے والا خواب ہی میں کھڑا ہو جاتا ہے اور بیدار شخص کی طرح مارتا۔ پکڑتا اور دھکے دیتا ہے۔ حالانکہ وہ نیند میں ہوتا ہے اور ہر بات سے بے خبر ہوتا ہے۔ کیونکہ جب روح متاثر ہوئی تو اُسے بدن سے باہر رہ کر بدن سے مدد مانگی کیونکہ اگر بدن میں داخل ہو جاتی تو وہ بیدار ہو جاتا۔ اور ہر بات محسوس کرنے لگتا۔

پھر جب حالتِ خواب میں ایک ادنیٰ قسم کے تجرد سے روح براہِ راست متاثر ہونے لگتی ہے تو برزخ میں جبکہ اعلیٰ قسم کا اور پورا پورا تجرد پایا جاتا ہے بدرجہ اولیٰ براہ راست روح متاثر ہوتی ہے۔ اور اس کے تاثر سے بدن بھی

متأثر ہوتا ہے کیونکہ موت سے ارواح کا تعلق اجسام سے بالکل ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ یک گونہ تعلق قائم رہتا ہے خواہ اجسام جوں کے توں باقی ہوں۔ یا اُن کے اجزاءٔ پراگندہ ہو کر مٹی وغیرہ میں مل کر دوسری شکلیں اختیار کر چکے ہوں۔ اور قیامت کے دن براہِ راست اجسام اور ارواح دونوں متأثر ہوں گے۔ جب یہ نکتہ اچھی طرح سمجھ میں آجائے گا۔ تو خود بخود مذکورہ بالا تمام اعتراضات کا جواب سمجھ میں آجائیگا۔ اور یہ بھی سمجھ میں آجائے گا کہ رسولِ معصوم کی بتائی ہوئی تمام باتیں عقلِ سلیم کے مطابق اور برحق ہیں۔ اور الجھن سوءِ فہم اور کم علمی کی بنا پر ہے۔

یہ حیرت انگیز بات نہیں ہے کہ دو شخص ایک ہی بستر پر سو رہے ہیں۔ مگر ایک کی روح نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہی ہے۔ اور دوسرے کی روح عذابِ الیم میں مبتلا ہے۔ پھر دونوں جاگتے ہیں۔ تو اپنے اپنے جسموں پر نعمت اور عذاب کے نشانات دیکھتے ہیں۔ برزخ کا معاملہ تو اس سے بھی عجیب ہے۔

ابن جارح و دیگر علماء يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ کی تشریح فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ اس آیت میں آخرت سے مراد "عالم برزخ" ہے۔ اور قرائن بھی اسی پر دلالت کرتے ہیں۔ قیامت میں قولِ ثابت پر قائم رہنا کونسی بڑی بات ہوگی۔ جب کہ ہر چیز اس وقت نمایاں تر ہوگی۔ اس لیے اس آیت میں آخرت سے مراد عالم برزخ کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ ایک اور حدیث میں صراحتًا بیان ہے کہ قبر (یعنی برزخ) آخرت کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل ہے۔ (ابن ماجہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے اس آئندہ زندگی کو دو دور میں تقسیم کیا ہے۔ ایک موت سے لے کر قیامت تک اور دوسرا قیامت سے لے کر ابد تک جس میں پھر موت نہیں۔ پہلے دور کا نام "برزخ" اور دوسرے کا نام "بعث" یا حشر و نشر اور قیامت ہے۔ اور ان سب کے معنی جی اٹھنے۔ اکٹھے کیے

جانے۔ اور کھڑے ہونے کے ہیں لیکن ان سب سے مقصود ایک ہی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ اور وہ موجودہ دنیا کے خاتمے کے بعد دوسری دنیا کی حقیقت ہے۔ اور اسی لیے اس دوسری دنیا یا اس کے عالم کا نام قرآن کریم میں اَلدَّارُ الْآخِرَۃِ اور عُقْبَى الدَّارِ وغیرہ ہے جس کے معنی دوسرے یا پچھلے گھر کے ہیں،

تورات وانجیل میں برزخ وقیامت کی تفصیل نیز یہ کہ مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے انسان کی روح کس حالت اور کیفیت میں رہے گی مذکور نہیں ہے لیکن اسلام میں یہاں بھی اشکال وابہام نہیں بلکہ کلی تفصیل سے تذکرہ ہے اور بتایا ہے کہ موجودہ عالم کے علاوہ عالمِ برزخ اور میدانِ قیامت ہمارے سزا وجزاء کے دو مقام ہیں شخصی موت کے بعد ہر شخص عالم برزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور وہاں اس کے ذاتی معاملات شروع ہو جاتے ہیں۔ پھر ایسے مقررہ وقت پر جس کو خدا نے اپنی مصلحتوں اور حکمتوں کے لحاظ سے طے کر لیا ہے۔ سلسلۂ خلق کے خاتمہ پر جب دنیا پر عام موت اور فنا طاری ہو گی دوسری زندگی کا دور شروع ہو جائے گا جو تمام تر ہماری پہلی دنیا میں ہمارے اچھے یا برے اعمال کا سراپا عکس ہوگا چنانچہ سورۂ توبہ کی حسبِ ذیل آیت میں ہمارے ان تینوں ادوارِ زندگی کا ذکر ہے۔

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ (توبہ ۳)

ہم ان کو دو مرتبہ عذاب دیں گے پھر وہ ایک بڑے عذاب کی طرف لوٹا دیئے جائیں گے۔

عذاب کی یہ تینوں منزلیں ہیں۔ دنیا۱۔ برزخ۲۔ قیامت۳

ان تینوں میں فرق یہ ہے کہ اس موجودہ دنیا میں جسم (مادہ) نمایاں اور روح پوشیدہ ہے۔ اور روح کو جو مسرت یا تکلیف یہاں پہنچتی ہے وہ صرف اسی مادی جسم کے ذریعے پہنچتی ہے۔ ورنہ درحقیقت اس کی براہ راست راحت ولذت کا

اس مادی دنیا میں کوئی امکان نہیں۔ دوسرے عالم میں جس کو برزخ کہا گیا ہے روح نمایاں ہوگی، اور جسم پس پردہ چلا جائے گا۔ وہاں جو راحت یا تکلیف پہنچے گی، وہ دراصل روح کو پہنچے گی اور جسم اس کے زیر اثر ہوتے ہوئے متاثر ہوگا لیکن اس تیسرے عالم میں جہاں سے حقیقی اور غیر فانی زندگی شروع ہوتی ہے روح اور جسم دونوں نمایاں ہوں گے اور دونوں کی لذت یا تکلیف کے مظاہر بالکل الگ الگ ہوں گے۔ سیرت النبی ج ۴ ص۔ ۶۲۶ — ۶۲۸

اگر موت کے بعد کچھ ہوا تو پھر؟

جب کہ موت کے بعد کچھ نہیں تو پھر کچھ کرنے کی ضرورت بھی کیا ہے لیکن اگر کچھ ہُوا؟ تو پھر اُن کا پرسانِ حال کون ہوگا جو موت کے بعد کے لیے کچھ بھی عمل نہیں کرتے؟ کیا عافیت کے پہلو کا یہ تقاضا نہیں کہ انسان بُرائی کا راستہ ہرگز اختیار نہ کرے، کہ اس کا انجام دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ اور بھلائی کی راہ پر گامزن ہو جائے کہ اس کا نتیجہ دنیا میں بھی بہر صورت بھلا ہی ہوگا۔ بھلائی کرنے والا خوش قسمت ہر ایک کی نظروں میں ہمیشہ معزز و محترم و معتمد ہوتا ہے۔ اور برائی کرنے والا نیک و بد ہر دو کی نگاہوں میں ذلیل اور غیر معتمد ہوتا ہے

بھلائی اور برائی کا یہ دنیوی نفع اور نقصان ہے۔ لہٰذا جسے ذرا بھی شعور ہے۔ اسے خود فیصلہ کرنا چاہیئے کہ اس کے لیے نیک اعمال سُودمند ہیں یا مضرر رساں اُسے اِس بات پر گہری فکر اور ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیئے، کہ اگر قرآن و حدیث اللہ و رسولؐ کے فرمان کے مطابق قبر و قیامت کے احوال حقیقت بن کر سامنے آگئے اور زندگی کے بارے میں سوال ہُوا کہ یہ اطاعت یا بغاوتِ الٰہی میں

گزری؟ اور انسان کے ہر چھوٹے بڑے عمل کے متعلق اس کے اپنے اعضاء نے گواہی دے دی۔ اور اُس زمین کے ٹکڑے نے شہادت دے دی جس پر جو بھی عمل ہُوا اور انسان پر مقررہ کاتبِ اعمال دونوں فرشتوں نے اس کا نامۂ اعمال اس کے سامنے رکھ دیا۔ جیسا کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ تو پھر اُس انسان کا کیا حشر ہو گا۔ جو زندگی بھر نیکی کی طرف نہیں آیا۔ بلکہ نیکی کی طرف دعوت دینے والوں کا استہزاء کرتا۔ قبر وقیامت کا مذاق اُڑاتا رہا۔ آسمانی تعلیم کے خلاف اپنی بداعمالیوں سے زمین کو مکدر کرتا رہا اور اصلاحِ احوال اور توبہ کے بغیر نتیجۃً موت میں گرفتار ہو کر بصد حسرت ویاس قبر میں جا داخل ہُوا۔ عبرت، عبرت، عبرت

کیا قبر کی زندگی خواب کی طرح ہے؟

ایک مرتبہ میں ایک ڈاکٹر صاحب کے پاس بغرض علاج گیا۔ وہاں عالمِ برزخ کا ذکر چل نکلا۔ ڈاکٹر صاحب کہنے لگے۔ کہ قبر کی زندگی تو ایک خواب کی طرح ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم کی ایک آیت سے ثابت ہے جو کہ مجھے یاد نہیں میں نے سُورۂ یٰسین کی آیت نمبر ۵۲ بمعہ ترجمہ پیش کی، تو کہنے لگے ہاں یہی آیت ہے۔ مَیں نے کہا اس کا ترجمہ اور مفہوم اور اس کی تشریح وہی صحیح ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور آپ کے صحابۂ رضؓ کرام نے آپ سے ہم تک پہنچائی، نہ کہ ہم خود اس کا معنیٰ کریں، اور خود ہی اس کا مفہوم متعین کریں؟۔ اس طرح تو بہت سی آیات کے معانی ہر شخص اپنی خواہش اور اپنی ضرورت کے تحت کرنے لگ جائے گا۔ اور دینِ حنیف کی اصل صورت مسخ ہو کر رہ جائے گی۔

مَیں نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ قبر کا عذاب وثواب حق ہے۔ میت خواہ قبر میں دفن ہو یا نہ ہو اس سلسلہ میں قرآنِ کریم کی آیات اور احادیث کے علاوہ عقلی

دلائل بکثرت موجود ہیں۔ سورۂ یٰسین کی آیت نمبر ۵۲ درج ذیل ہے جس کی بنا پر شاید ڈاکٹر صاحب کا خیال تھا کہ قبر کا عذاب وثواب کچھ نہیں، بلکہ وہاں کی زندگی خواب کے مشابہ ہے۔

یٰوَیْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا	گھبرا کر کہیں گے، ہائے افسوس ہمیں ہماری خواب گاہوں
هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ	سے کس نے اٹھا دیا، یہ وہی رحمان کا وعدہ ہے
الْمُرْسَلُوْنَ ۝ (یٰس ۵۲)	اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔

یہ قیامت کے دن قبروں سے زندہ اٹھنے کا منظر ہے جو مندرجہ بالا آیت میں پیش کیا گیا ہے یعنی اُس وقت انہیں یہ احساس نہ ہوگا کہ وہ مردہ تھے۔ اور اب مدت دراز کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گئے ہیں، بلکہ انہیں یہ خیال ہوگا کہ ہم سوئے ہوئے تھے اور اب یکایک کسی خوفناک حادثہ کی وجہ سے جاگ اُٹھے ہیں۔ اس سے پہلی آیت میں ارشاد ہے۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ	اور صور پھونکا جائے گا پس لوگ دفعتہً قبروں
مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ	سے (نکل نکل) اپنے پروردگار کی طرف چل
يَنْسِلُوْنَ ۝ (یٰس ۵۱)	دیں گے۔

نُفِخَ فِي الصُّوْرِ سے مُراد نفخہِ ثانیہ ہے، جب وہ از سرِ نو زندہ ہو کر اکٹھے ہو جائیں گے۔

مَرْقَدِنَا سے مُراد دُنیا وآخرت کے درمیان عالمِ برزخ ہے، خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو،

صُور | یعنی نرسنگھا۔ قرنا، یا بوق۔ آج کل اسی چیز کا قائم مقام بگل ہے، جو فوج کو جمع یا منتشر کرنے اور ہدایات دینے کے لیے بجایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کائنات کی تنظیم کو سمجھانے کے لیے وہ الفاظ اور اصطلاحات استعمال فرماتا ہے

جو روزمرہ انسانی زندگی میں مستعمل ہیں ان لفظوں اور اصطلاحوں کے استعمال سے ہمارا تصور اصل چیز کے قریب ہو جاتا ہے صُور حقیقت میں کیا ہے؟ اس کی تصریح کہیں نہیں ملتی اور نہ اس کی ضرورت تھی جیسے میزان کا لفظ قرآن میں آیا ہے جس میں نیکیاں اور بدیاں تولی جائیں گی۔ مگر اس کی ہیئت کی تشریح نہیں ہوئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی ہی کوئی چیز قیامت کے روز پھونکی جائے گی، جس کی نوعیت ہمارے نرسنگھا کی سی ہو گی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نفخۂ اولیٰ اور نفخۂ ثانیہ کے درمیان چالیس کا فرق ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے اس کی تشریح نہیں فرمائی کہ چالیس سے مراد چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال ہیں۔ اس حدیث کی تشریح میں علماء کہتے ہیں کہ چالیس سال مُراد ہیں۔ یعنی نفخۂ اُولیٰ اور نفخۂ ثانیہ کے میان چالیس سال کا وقفہ ہو گا۔ حضرت ابوہریرہؓ کی اس حدیث سے یہ بھی منقول ہے کہ نفخۂ موت کے بعد منشا ایزدی کے تحت آسمان سے پانی برسے گا تو زمین سے اجسامِ انسانی اس طرح اُگیں گے جس طرح نباتات، یعنی مُردے زندہ ہو کر عرصۂ حشر کی طرف دوڑ رہے ہوں گے جو کہ اسی زمین کی تبدیل شدہ ہیئت پر قائم ہو گا، زمین کا معاملہ زمین پر ہی طے ہو گا۔ جسم کا کوئی عضو ایسا نہیں جو سڑ گل کر ختم نہ ہو جائے۔ مگر ایک خفیف ہڈی جسے عجب الذنب کہتے ہیں۔ وہ باقی رہتی ہے۔ اسی سے قیامت کے دن انسان کو متشکل کیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

مرقد اس جگہ کا نام ہے جہاں رقود یعنی خواب واقع ہو۔ اس میں علماء کے مختلف اقوال ہیں ایک یہ ہے کہ جن لوگوں پر قیامت قائم ہو گی۔ انہیں نفخۂ اولیٰ سے موت دی جائے گی اور نفخۂ ثانیہ سے زندہ اٹھائے جائیں گے۔ تو وہ اسی وقفے کو مرقد

کہیں گے اور اس عرصے کو خواب سے تعبیر کریں گے اسی طرح حضرت ابی ابن کعبؓ مجاہد، حسن، وقتادہؓ سے مروی ہے۔ قول دوم یہ کہ کفار اپنی قبروں میں جس عذاب اٹھاتے ہیں وہ بہ نسبت عذابِ قیامت کے گویا خوابِ راحت ہے۔ اسی لیے ھول قیامت دیکھ کر پہلی تکلیف کلیتہً بھول جائیں گے اور کہیں گے کہ ہماری خواب گاہ سے کس نے ہمیں اٹھا دیا۔ اور عذابِ قبر کی احادیث میں آیا ہے کہ کفار و منافقین اپنی اپنی قبروں میں دعا کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت قائم نہ کرے۔ عذابِ قبر عذابِ قیامت کے مقابلے میں گویا ایک خواب ہے اور قبر محل خواب۔ حضرت ابی بن کعبؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ نفخۂ اولیٰ سے پہلے نفخۃ البعث کے درمیان ایک خفیف سی نیند سوئیں گے۔ جیسا کہ تفسیر روح المعانی میں وارد ہے۔

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اَنَّہٗ قَالَ یَنَامُوْنَ قَبْلَ الْبَعْثِ نَوْمَۃً (روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۰)	نفخۂ ثانی سے قبل ہلکی سی نیند سوئیں گے

مرقد ظرف مکاں ہے جس سے مراد محلِ رقاد یعنی سونے کی جگہ ہے۔

اَنَّھُمْ اِذَا عَایَنُوْا جَھَنَّمَ وَمَا فِیْھَا مِنْ اَنْوَاعِ الْعَذَابِ یَرَوْنَ مَا کَانُوْا فِیْہِ مِثْلَ النَّوْمِ فِیْ جَنْبِھَا (روح المعانی ج ۲۳ ص ۳۰)	جب وہ جہنم اور اس میں قسم قسم کے عذاب کا مشاہدہ کریں گے۔ تو وہ اپنی قبر کی زندگی کو اُس کے مقابلہ میں ایک خواب تصور کریں گے۔

لباب التاویل ج ۵ ص ۲۸۲

روح المعانی میں ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درج ہے۔ جو کہ یہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَرْفَعُ عَنْھُمُ الْعَذَابَ بَیْنَ النَّفْخَتَیْنِ	حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دونوں نفخوں کے درمیان اہلِ قبور سے عذاب

يُبْعَثُوْنَ فَاِذَا بُعِثُوْا بِالنَّفْخَةِ الثَّانِيَةِ وَشَاهَدُوا الْاَحْوَالَ قَالُوْا ذٰلِكَ

(روح المعانی ج ۲۳ ص ۳۰)

اٹھائے گا۔ اور وہ سو جائیں گے، پھر جب انہیں دوسرے نفخے کے ساتھ (قبروں سے) اٹھایا جائے گا۔ تو وہ (قیامت کا ہولناک منظر دیکھ کر یہ کہیں گے (کہ ہمیں خواب سے کس نے جگا دیا)

علامہ شبلی نعمانی اپنی مایۂ ناز تصنیف سیرۃ النبی جلد چہارم صفحہ ۶۲۹ پر عالم برزخ کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں، سورۂ مومنون میں نزع کے وقت کے بیان میں ہے کہ

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝

(مومنون ۱۰۰)

اور ان مرنے والوں کے پیچھے ایک پردہ ہے۔ اس دن تک جب کہ وہ قیامت میں اٹھائے جائیں گے۔

عربوں بلکہ ساری قوموں کے رسم و رواج اور مشاہدات کی بنا پر اسی درمیانی منزل (برزخ) کا نام "قبر" ہے۔ خواہ وہ خاک کے اندر ہو یا قعرِ دریا میں، یا کسی درندہ یا پرند کے پیٹ میں۔ اسی لیے فرمایا۔

وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ

(حج ۷)

اور بیشک اللہ تعالیٰ انہیں جو قبروں میں ہیں دوبارہ اٹھائے گا۔

اب ظاہر ہے۔ کہ یہ "بعث" صرف انہیں مُردوں کے لیے مخصوص نہیں جو تودۂ خاک کے اندر دفن ہوں بلکہ ہر میّت کے لیے ہے۔ خواہ وہ کسی حالت اور کسی عالم میں ہو، اسی لیے قبر سے مقصود ہر وہ مقام ہے جہاں مرنے کے بعد جسمِ خاکی نے جگہ حاصل کی۔

موت و حیات کی منزلیں قرآنِ پاک میں دو موتوں اور دو زندگیوں کا ذکر

ہے۔ ایک جگہ دوزخیوں کی زبان سے کہا گیا ہے۔

رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ (مومن ۱۱)

ہمارے پروردگار تُو نے ہم کو دو دفعہ مارا اور دو دفعہ جلایا (زندہ کیا) ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا۔ پھر کیا نکلنے کے لیے کوئی راہ ہے؟

اس دو دفعہ مارنے اور دو دفعہ جلانے کی تفصیل خود اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمائی ہے۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (بقرہ ۲۸)

کیسے تم اللہ کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم پہلے مُردہ تھے پھر تم کو اُس نے زندہ کیا (انسان بنا کر پیدا کیا) پھر تم کو مار دیگا۔ پھر تم کو زندہ کرے گا پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

پہلی موت تو ہر انسان کی تخلیق سے پہلے کی ہے۔ جب وہ مادہ یا عُنصر کی صورت میں تھا۔ پھر زندہ ہو کر اس دنیا میں آیا۔ یہ اس کی پہلی زندگی ہے۔ پھر موت آئی۔ روح نے مفارقت کی اور جسم اپنی اگلی مادی صورت میں منتقل ہو گیا یہ دوسری موت ہوئی۔ پھر خدا اس کی روح کو جسم سے ملا کر زندہ کرے گا۔ یہ اس کی دوسری زندگی ہوئی، جس کے بعد پھر موت نہیں، قرآن میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا گیا۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۝ (زمر ۳۰-۳۱)

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ

بیشک آپ بھی مرنے والے ہیں۔ اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔ پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے دعوے پیش کرو گے

پھر تم اس کے بعد مر جانے والے ہو،

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔

(مومنون ۱۵-۱۶)

اب سوال یہ ہے کہ برزخ کے عالم میں کیا کیفیت ہوگی اس کے سمجھنے کے لیے ایک مختصر سی تمہید کی ضرورت ہے۔

نیند اور موت کی مشابہت

اللہ تعالیٰ نے اس مادی دنیا میں روحانی عالم کی باتوں کے سمجھنے کے لیے اپنی عجیب و غریب قدرت سے ہمیں ایک چیز عنایت فرمائی ہے۔ جسے ہم نیند کہتے ہیں۔ روح کو اپنے جسم سے دو قسم کا تعلق ہے۔ ایک ادراک و احساس کا اور دوسرے تدبیر و تقدیر کا۔ نیند وہ عالم ہے جس میں ہمارے تمام آلاتِ ادراک و احساس اس دنیا سے بے خبر ہو کر اپنے گرد و پیش کی مادی دنیا سے یکسر بے گانہ ہو جاتے ہیں۔ تاہم ہمارے نفس یا روح کا تعلق ہمارے جسم سے باقی رہتا ہے۔ اور وہ اس حالت میں بھی جسم کی مادی زندگی، نشوونما اور بقا کی تدبیروں اور دل و دماغ اور دیگر اعضائے رئیسہ کی غذارسانی اور دورانِ خون میں مصروف رہتی ہے۔ اسی کا نام روح کا جسم سے تدبیری تعلق ہے۔ اب نیند اور موت میں فرق یہ ہے کہ نیند کی حالت میں جسم سے نفس کا تدبیری تعلق قائم رہتا ہے۔ اس لیے جسم باقی اور زندہ رہتا ہے۔ لیکن موت کی حالت میں جسم کا روح سے تدبیری تعلق بھی منقطع ہو جاتا ہے۔ اس لیے جسم کے اجزا کچھ دنوں میں منتشر ہو جاتے ہیں۔ موت اور نیند کی اسی مشابہت کی بنا پر دنیا کی تمام زبانوں میں موت کو نیند سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور دنیا بھر کی زبانوں کا یہ توافق الہام طبعی کی خبر دیتا ہے، احادیث میں ہے کہ قبر میں سوال و جواب کے بعد نکوکاروں سے کہا جاتا ہے، نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ۔ دلہن کی نیند سو جاؤ جس کو وہی جگاتا ہے، جو اسے سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ

اس کو اس خواب سے اٹھائے گا۔ (جامع الترمذی کتاب الجنائز)

ان شواہد سے ظاہر ہے۔ کہ برزخ کی زندگی جس میں روح جسم سے الگ ہوتی ہے روح کی ایک طویل وعمیق نیند کے مشابہ ہے۔ شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں۔ عذابِ قبر کا گرفتار خواب میں ہے۔ لیکن یہ ایک ایسی خواب ہے جو قیامت تک رہے گی۔

خواب میں لذّت والم

انسان جب سوتا ہے۔ تو اُس کے ادراک واحساس کے آلات اپنی مادی دنیا سے عارضی طور پر منقطع ہوجاتے ہیں۔ مگر اس کے ادراک واحساس کی تخیلی تمثالی ۔ بازہنی دنیا اس کے سامنے بالکل اسی مادی دنیا کی طرح متشکل ہوجاتی ہے۔ اس میں وہ خود اپنے جسم سے الگ مگر ہوبہو وہی جسم دیکھتا ہے جو آناجانا، چلتا پھرتا، اور دیکھتا سُنتا سب کچھ ہے اس کے سامنے کھانے پینے اور لطف انگیزی کے سب سامان ہوتے ہیں۔ نیز اس میں درد و رنج اور تکلیف کی تمام وہی صورتیں ہوتی ہیں جو مادی دنیا میں ہیں اس کے خیالی جسم کو اگر اس عالم میں تکلیف ہوتی ہے۔ تو وہ خود چیخ اٹھتا ہے۔ اور اگر اس میں لذّت ملتی ہے۔ تو لطف اندوز ہوتا ہے۔ اور ان دونوں کے اثرات اُسے اپنے مادی جسم میں جاگنے کے بعد بھی نظر آتے ہیں غرضیکہ عالمِ خواب کی خیالی دُنیا اور اس کی شادی ورنج اور لذّت والم اور اس مادی دُنیا کے جسمانی و مادی شادی و رنج اور لذّت والم میں کوئی فرق نہیں ہوتا، اگر کچھ فرق ہے تو یہ ہے کہ عالمِ خواب کی لذت اور تکلیف بیداری میں رخصت ہوجاتی ہے۔

خواب والے لذائذ وآلام کے مختلف مناظر اور ان کے حقائق اور اسباب و علل پر اگر فلسفیانہ حیثیت سے غور کیا جائے۔ تو عجیب وغریب معاملات سامنے آتے ہیں۔ کبھی تو یہ ہوتا ہے، کہ وہ تمام احساسات ومعلومات جو کبھی بھی ذہنِ انسانی

میں آئے ہوں، اور ان کو بحالت بیداری مادّی دنیا کے مشاغل اور زمانہ کے امتداد کے سبب سے انسان کتنا ہی فراموش کر چکا ہو وہ خواب میں مادّی گراں باری سے آزادی کے بعد سامنے مجسّم شکلوں میں نمودار ہو جاتے ہیں۔ اور درمیانی کڑیوں کے بھول جانے کی وجہ سے وہ اس کو بے ربط معلوم ہوتے ہیں۔ نتیجۃً انسان جن چیزوں کو فراموش کر دیتا ہے وہ اس کے حافظہ سے حقیقت میں محو نہیں ہوتیں بلکہ فضائے دماغ کے منتشر اسباب کے ذخیرہ (معلومات) میں گوشہ نشین ہو جاتی ہیں۔ اور بعد میں یکجا ہو جاتی ہیں۔ اس لیے جملہ اعمال بد یا صالح جو انسان سے عمر بھر سرزد ہوتے رہے ہیں۔ خواہ وہ ان کو آج فراموش کر چکا ہو۔ ان کی یاد ذہن کے گوشوں میں محفوظ ہے۔ ناپید نہیں ہوتی۔

خواب کی ممتاز ترین نوعیت جسے تمثیلی کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے بیٹے کے خدمتِ کعبہ پر وقف کرنے کو قربانی کی شکل میں اور حضرت یوسف علیہ السلام نے والدین کو شمس وقمر اور گیارہ بھائیوں کو گیارہ ستاروں کی شکل میں دیکھا، شاہِ مصر کے درباری کا خواب کہ اسکے سر پر خوانِ طعام ہے۔ اور بڑے بڑے پرندے اُسے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ اس کی تعبیر کہ وہ مصلوب کیا گیا۔ شاہِ مصر نے مصر کی ہفت سالہ قحط سالی کو سات دُبلی گایوں کی صورت میں دیکھا یہ سب تمثیلی خواب قرآنِ مجید میں مذکور ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکّہ کو اس شکل میں دیکھا کہ مسلمان سر تراشیدہ حج کر رہے ہیں، مسیلمہ اور اسود عنسی دو کذّابوں کو دو طلائی کنگنوں کی صورت میں دیکھا، شہدائے احد کو فربہ گائے کی صورت میں ملاحظہ فرمایا۔ مدینہ منورہ کی وبا ایک پریشان بال سیاہ رو صورت میں نظر آئی۔ خلافت کو ڈول کھینچنے کی صورت میں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کو دودھ کی اور اُن کی دینداری کو لمبی قمیص کی شکل میں دیکھا۔ (ان خوابوں کو صحیح بخاری کتاب التعبیر

میں دیکھو) ان کے علاوہ ہر شخص کے ذاتی تجربوں سے بھی اس کی بے شمار مثالیں فراہم کی جا سکتی ہیں۔ علاوہ ازیں یہ کہ انسان کے بدن میں اگر کوئی مادہ اعتدال سے بڑھ جاتا ہے۔ تو اُسی نوعیت کی شکلیں خواب میں نظر آنے لگتی ہیں۔ مثلاً اگر بلغم کی زیادتی ہو تو پانی۔ دریا اور سمندر نظر آئیں گے۔ اگر سودا بڑھ جائے تو ہاتھی اور سیاہ اشکال نظر آئیں گی۔ اسی طرح اگر جملہ اخلاط میں سے کوئی خلط اعتدال سے خارج ہو جاتی ہے تو اپنے مادے کی نوعیت کے تحت خواب میں اسی طرح کی شکلیں نظر آنے لگتی ہیں

اسی طرح اعمال جو جسم و مادہ سے بالکل الگ ہیں۔ خواب میں اپنے مناسب قالب میں مجسّم ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی بھائی کا حق واجب الادا کسی نے ادا نہیں کیا تو خواب میں اس کو نظر آئے گا کہ وہ اس کا گلا کاٹ رہا ہے۔ اگر کسی کی غیبت کی ہے۔ تو معلوم ہو گا کہ وہ مُردار کھا رہا ہے۔ سونے چاندی کے خزانوں کو جمع کر کے اگر بُخل کا اژدہا اُن کی حفاظت میں بٹھایا ہے۔ تو سانپ بن کر وہ اس کی گردن میں لپٹتا اور ڈستا ہے۔ ذلّت اور خواری کُتّے کی۔ حماقت گدھے کی۔ اور شجاعت شیر کی شکل میں نمودار ہوتی ہے۔ شبِ معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فطرت دودھ کی اور غیر فطرت شراب کی شکل میں نمودار ہوئی۔ اسی طرح کُہن سالہ دُنیا بڑھیا کی شکل میں نظر آئی۔

بعض بد اعمال کے نتائج آنحضرت کو خواب میں دکھائے گئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ رات خواب میں مَیں نے دیکھا کہ دو آنے والے آئے اور انہوں نے مجھے بیدار کیا اور اپنے ساتھ لے چلے۔ مَیں نے آگے چل کر دیکھا کہ ایک آدمی لیٹا ہوا ہے اور دوسرا آدمی اس

کے سر کے قریب ایک بھاری پتھر لئے کھڑا ہے۔ اور وہ اس پتھر کو اس طرح دے مارتا ہے۔ کہ اس کا سر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ اور پتھر لڑھکنے لگتا ہے۔ تو وہ اس کو پھر اٹھا لاتا ہے۔ اور اتنی دیر میں اس کا سر بدستور پھر صحیح و سالم ہو جاتا ہے۔ اور وہ پھر اسی طرح اس کے سر پہ پتھر مارتا ہے۔ اور اُس کا سر چکنا چور ہو جاتا ہے۔ ہم آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک شخص اوندھا پڑا ہوا ہے۔ اور دوسرا لوہے کا ایک آلہ لیے کھڑا ہے اور وہ اُس سے اس کے جبڑے۔ نتھنے۔ پھر آنکھیں گدّی تک چیر ڈالتا ہے۔ پہلے ایک طرف پھر اسی طرح دوسری طرف ـــ ہم اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ تنور ایسی چیز میں آگ دہک رہی ہے اور اس میں کچھ مرد اور عورتیں ننگے پڑے ہوئے ہیں۔ اور وہ اس آگ کے شعلوں میں جل بھُن رہے ہیں۔ اور چلاتے ہیں ـــ پھر ہم اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ خون جیسی سرخ نہر جاری ہے۔ اور ایک آدمی اس میں تیر رہا ہے اور نہر کے کنارے ایک آدمی کھڑا ہے جس کے پاس پتھروں کا انبار ہے۔ وہ تیرنے والا آدمی تیر کر جب اس کے قریب آتا ہے۔ وہ ایک پتھر اٹھا کر اس زور سے مارتا ہے کہ وہ پتھر اس کے منہ میں داخل ہو کر اس کے پیٹ میں اُتر جاتا ہے ـــ اس کے بعد ہم اور آگے بڑھے تو ایک شاداب و سرسبز باغ نظر آیا۔ جس کی ہر کلی کھل رہی تھی۔ باغ کے دروازے پر ایک دراز قد آدمی کو دیکھا جس کا سر آسمان کو چھو رہا تھا اور اس کے ارد گرد چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ آگے بڑھے تو ایک اور بہت بڑا چمن تھا۔ جس سے بڑا اور خوبصورت باغ میں نے نہ دیکھا تھا۔ یہاں پہنچ کر اپنے دونوں ساتھیوں کے کہنے سے اوپر چڑھا تو ایک شہر دیکھا جس کی دیواروں میں ایک اینٹ چاندی اور ایک ایک اینٹ سونے کی لگی ہوئی تھی۔ ہم لوگ اس شہر کے دروازے پر پہنچے تو دروازہ کھلوایا اندر داخل ہوئے تو وہاں ہمیں کچھ ایسے لوگ ملے جن کے جسم کا نصف حصہ نہایت خوبصورت اور

نصف حصہ بہت ہی بدصورت تھا۔ میرے ہمراہیوں نے اُن سے ایک نہر کی طرف جو درمیان میں نہایت صاف وشفاف بہ رہی تھی اشارہ کر کے کہا کہ اس میں غوطہ لگاؤ۔ وہ غوطہ لگا کر آئے تو اُن کے جسم کا وہ بدصورت حصہ بھی خوبصورت حصّے کے مطابق ہوگیا میرے ہمراہیوں نے مجھے بتایا کہ یہ جنّتِ عدن ہے اور وہ آپ کا دولت خانہ ہے میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو سفید ابر کے ٹکڑے کی طرح ایک محل دکھائی دیا — پھر میں نے اُن ہمراہیوں سے کہا کہ آج جو میں نے عجیب وغریب چیزیں دیکھیں ہیں، ان کی تشریح کریں کہ یہ کیا معاملہ ہے انھوں نے بتایا — کہ پہلا شخص جس کا سر پتھر سے کچلا جارہا تھا۔ وہ جو قرآن پڑھ کر اس کے احکام پر عمل نہیں کرتا اور صبح کی فرض نماز سے غافل ہو کر محوِ خواب رہتا ہے اور دوسرا آدمی جس کے جبڑے، نتھنے اور آنکھیں پھاڑی گئی تھیں وہ ہے۔ جو جھوٹ بول کر دنیا میں اسے پھیلاتا ہے۔ اور تنور میں جو مرد اور عورتیں جل رہے تھے یہ بدکار لوگ ہیں۔ اور جو شخص خون کی نہر میں تیر رہا تھا۔ اور اس کے منہ میں پتھر پھینکا گیا تھا اور اس کے پیٹ میں اُتر جاتا تھا یہ سود خور ہے۔ اور اس سدا بہار چمن میں جو آدمی آپ نے دراز قد دیکھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور اُن کے اِرد گرد جو بچے تھے وہ ننھے اور کمسن بچے تھے جو فطرت پر مرے تھے۔ کسی صحابی نے آنحضرتؐ سے سوال کیا یارسول اللہ! مشرکوں کے بچے۔ آپؐ نے فرمایا اور مشرکوں کے بچے بھی۔ وہ لوگ جن کا آدھا دھڑ خوبصورت اور آدھا دھڑ بدصورت تھا وہ ہیں جن کے کچھ اعمال اچھے تھے اور کچھ بُرے۔ تو خدا نے اُن کے گناہ بخش دیئے۔

برزخ کی ان تمام سزاؤں پر غور کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے۔ کہ ان سزاؤں کی نوعیت اور کیفیت اُن کے اعمال کے بالکل مناسب اور ملتی جلتی ہیں، نمازِ صبح سے غافل ہو کر آرام دہ تکیہ سے سر نہ اٹھانے والے کا پتھر سے سر کچلا جانا، جھوٹے آدمی

کا گلپھڑا پھاڑا جانا۔ بدکاروں کا برہنہ تنور کی آگ میں جلنا خون چوسنے والے سود خور کا خون کی نہر میں تیرنا اپنا دو بالشت کا پیٹ بھرنے کے لیے لاتعداد غریبوں کی روزی چھین کر جمع کرنے والے کا پتھر کے لقمے کھانا سراسر اُن کے دنیاوی عمل کی تمثیل اور تصویر ہے۔ اور آخر میں نصف حسنِ عمل سے آدھے دھڑ کی خوبصورتی اور نصف برے عمل سے آدھے دھڑ کی بدصورتی۔ پوری مشابہ اس کے عمل کی ہے اور صاف وشفاف نہر میں اس کا غوطہ لگانا اور پھر آدھا بدصورت دھڑ بھی دوسرے آدھے خوبصورت دھڑ کے مطابق ہو جانا۔ یہ رحمت و مغفرتِ الٰہی کا ظہور ہے۔ (بخاری شریف)

یہ حدیث عذابِ قبر کے بارے میں صریح نص ہے، انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے

مرا ہوا انسان دوبارہ زندہ ہو گیا

ایک میت کو جلا کر اس کی راکھ کچھ ہوا میں اڑا دی گئی اور کچھ دریا میں بہا دی گئی اللہ تعالیٰ نے اس کے منتشر اجزاء کو اکٹھا کر کے دوبارہ زندہ کر لیا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضہ قَالَ قَالَ	حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے فرمایا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی نے
وَسَلَّمَ اَسْرَفَ رَجُلٌ عَلٰی	اپنی جان پر ظلم کیا (یعنی بہت گناہ کیے) جب اس
نَفْسِهٖ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ	کی موت کا وقت قریب آیا۔ تو اپنے گناہوں کو
اَوْصٰی بَنِیْهِ اِذَا مَاتَ	یاد کر کے اور اپنے انجام کے خوف سے، اپنے
فَحَرِّقُوْهُ ثُمَّ اذْرُوْا نِصْفَهٗ	بیٹوں کو وصیت کی کہ جب وہ مر جائے تو اس
فِی الْبَرِّ وَنِصْفَهٗ فِی الْبَحْرِ	کی لاش کو جلا کر راکھ بنا دیا جائے۔ اور اُس (راکھ)
فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَیْهِ	کا نصف حصہ خشکی (ہوا) میں بکھیر دینا۔ اور نصف حصہ
لَیُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا لَّا یُعَذِّبُهٗ	سمندر میں بہا دینا تاکہ میرا نشان بھی باقی نہ رہے

أَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ فَلَمَّا مَاتَ فَعَلُوْا مَآ أَمَرَهُمْ فَأَمَرَ اللّٰهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ وَأَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ ثُمَّ قَالَ لَهٗ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ وَأَنْتَ أَعْلَمُ فَغَفَرَ لَهٗ

(بخاری ومسلم)

اور جزا و سزا کے لیے میں دوبارہ نہ اٹھایا جاؤں اور کہا کہ میں ایک ایسا سیاہ کار ہوں، کہ خدا کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے پکڑ لیا تو وہ مجھے ایسا عذاب دے گا کہ جہانوں میں ایسا عذاب کسی کو نہیں دیگا جب وہ مر گیا تو اس کی اولاد نے اس کی وصیت پر عمل کیا (اسے جلا کر اس کی راکھ کچھ ہوا میں اڑا دی اور کچھ دریا میں بہا دی، پھر اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم کیا اور اس کے اندر جو اسکے اجزا تھے جمع کر لیے، اور خشکی کو حکم دیا اس کے اندر جو اس کے منتشر اجزا تھے جمع کر لیے۔ (اور اسے زندہ کر کے اپنے سامنے کھڑا کر لیا) اور پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ اُس نے کہا میرے پروردگار تجھے اس کا بخوبی علم ہے کہ میں نے یہ کام تیرے ڈر کی وجہ سے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کو بخش دیا۔

یہ زمانۂ ماضی کا ایک سچا واقعہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو یہ واقعہ سنایا۔ اس واقعہ سے دو چیزیں ثابت ہوئیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کا خوف بہت ہی مبارک اور نافع چیز ہے اگرچہ اُس گنہگار نے اپنے سادے پن سے اپنی میت کو جلا کر راکھ بنا کر ہوا اور دریا میں بہا دینے کا اپنے بیٹوں کو حکم دیا۔ اور بیٹوں نے اس پر عمل کیا۔ یہ کام غلط تھا۔ مگر اس کی بنیاد خشیتِ الٰہی یعنی اللہ کا خوف تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم فرماتے ہوئے اس کے بھولے پن کی قدر کرتے ہوئے اُسے معاف فرما دیا اور بخش دیا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جن اموات کو جلا کر اُن کی راکھ سمندروں میں بہادی جاتی ہے یا ہوا میں اڑادی جاتی ہے۔ یا جن کے اجسام سمندروں کی مچھلیاں نگل جاتی ہیں اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ انہیں صحیح سالم بنا کر اپنے سامنے کھڑا کرے اور قبر وقیامت کے احوال اُن پر وارد کردے۔ اور خوف الٰہی بہر حال مبارک ہے

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ	اور جو کوئی اپنے پروردگار کے رُوبرو کھڑے
وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝	ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خلافِ
فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝	شریعت خواہش سے روکا تو ایسے ہی شخص
(النازعات ۴۰)	کا ٹھکانا جنت ہے۔

خوف کے تین درجے ہیں۔ پہلا درجہ یہ ہے کہ قول وعمل کے مؤاخذۂ عقبیٰ کا دھڑکا لگا رہے۔ یہ مقام اہلِ تقویٰ کا ہے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ وقوعِ خطا و لغزش سے محبوب کی نظر سے گرجانے کا کھٹکا لگا رہے یہ مقام اہلِ محبت کا ہے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ کسی نتیجہ کے خیال کے بغیر محض ہیبت وعظمتِ ذات سے لرزتا رہے یہ مقام عبدیت ہے اور عبدِ محض کا مرتبہ متقین ومحبین دونوں سے بلند تر ہے۔

مقامِ خوف میں اگر کوئی شخص بے خود ہوجائے اور وہ غلطی کا ارتکاب بھی کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بلا توبہ کے ہی معاف فرمادیتے ہیں کیونکہ یہ خوف بجائے خود توبہ ہے۔

اس واقعہ سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اگر میت کو جلا کر راکھ بنا کر اس کی راکھ کو دریا میں بہا دیا جائے یا ہوا میں اڑا دیا جائے تو میت کے بکھرے ہوئے اجزاء بدن کو جمع کرکے اس میں رُوح پھونک دے اور دوبارہ زندہ کرکے اُسے اپنے سامنے کھڑا کرے۔ اور اُس سے اس کے اعمال کے بارے میں

سوال کرے۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ○ فَاِذَا جَآءَتِ النَّفْخَةُ خَرَجَ اُولٰٓئِكَ وَاَهْلُ الْقُبُوْرِ سَوَآءً

(صفۃ الصفوۃ ج ۲ ص ۱۰۴)

اللہ کے لیے یہ کوئی دشوار نہیں۔ پھر جب (قیامِ قیامت کے لیے) صُور پھونکا جائے گا یعنی قیامت قائم ہوگی تو یہ لوگ جن کا گوشت مچھلیاں کھا گئیں اور آخر میں اُن کی خاک بن کر زمین پر بکھر گئی) اور اہلِ قبور سب کو اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا۔

انسان کسی حالت میں مرجائے، آگ میں جلا دیا جائے اس کی خاک فضا میں بکھیر دی جائے۔ یا اُسے مچھلیاں وغیرہ کھا جائیں اور وہ بالکل نیست و نابود ہوجائے۔ اس کی خاک تک معدوم ہوجائے۔ اس کا کوئی نشان تک باقی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اس کے جسم کے ذرات جہاں کہیں بھی ہوں انہیں جمع فرما کر دوبارہ زندہ کرکے اسے اپنے روبرو کھڑا کرے اور اُس سے زندگی کا حساب طلب کرے۔ کیونکہ ہر چیز اس کی مخلوق اس کی محکوم ہے۔ اور اس کے زیرِ تصرف ہے اسے ایسا کرنا کیا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ○ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ○

(مریم ۶۶-۶۷)

اور انسان کہتا ہے کہ کیا جب میں مرجاؤں گا تو بھلا پھر (قبر سے) زندہ کرکے نکالا جاؤں گا۔ کیا انسان کو یہ یاد نہیں کہ ہم نے اُسے اُس وقت پیدا کیا جب وہ کچھ بھی نہ تھا۔

انبیاء علیہم السلام نے عالم برزخ (عالم قبر) کے متعلق ہمیں جو کچھ بتلایا ہے اس میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو عقلِ سلیم کے خلاف اور ناممکن ہو، ہاں ایسی

چیزیں ضرور ہیں جنہیں ہم اپنے فہم وشعور سے نہ خود سمجھ سکتے اور نہ جان سکتے ہیں۔ کیونکہ اس دنیا میں ان چیزوں کے نمونے ہماری آنکھوں کے سامنے نہیں ہیں، علم کے جو عام فطری ذریعے اور وسیلے ہمیں دیے گئے ہیں۔ مثلاً آنکھ۔ کان۔ ناک۔ عقل اور فہم ظاہر ہے کہ ان کی طاقت انکا دائرۂ عمل بہت محدود ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ جدید آلات کی خارجی مدد سے ان کے ذریعہ بہت سی وہ چیزیں ہمارے علم میں آجاتی ہیں جن کا پہلے کبھی تصور بھی نہیں کیا جاتا تھا۔ مثلاً ریڈیو کی مدد سے کان ہزاروں میل دور تک کی آواز سُن لیتے ہیں۔ دُوربین کی مدد سے آنکھ دور تک کی چیزوں کو دیکھ لیتی ہے۔ اسی طرح کتابی معلومات کی مدد سے پڑھے لکھے انسان کی عقل اس سے زیادہ سوچ لیتی ہے، جتنا کہ آنکھ۔ کان کے ذریعہ حاصل شدہ معلومات کی مدد سے سوچ سکتی تھی۔

اس تجربے سے معلوم ہُوا کہ کسی حقیقت کا صرف اِس بُنیاد پر انکار کر دینا کہ آج ہم اس کو نہیں دیکھتے، نہیں سنتے، یا ہماری عقل اس کو نہیں سمجھتی۔ بڑی کم فہمی کی بات ہے۔

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (الاسرء ۸۵) — یعنی انسان کو ساری حقیقتوں کا علم نہیں دیا گیا بلکہ وہ کُل علم کا تھوڑا سا حصّہ ہے۔

انسان دو چیزوں سے مرکّب ہے۔ ایک جسم جو ظاہر ہے اور نظر آتا ہے دوسری روح جو اگرچہ آنکھوں سے نظر نہیں آتی لیکن اُس کے ہونے کا علم یقیناً ہم سب کو ہے۔ پھر انسان کے ساتھ ان دونوں چیزوں کا باہمی تعلق اس دنیا میں اس طرح ہے۔ کہ تکلیف ومصیبت، یا راحت ولذت جو کیفیت یہاں آتی ہے۔ وہ براہِ راست جسم پر آتی ہے۔ اور رُوح اُس سے تبعاً متاثر ہوتی ہے۔ مثلاً انسان کو چوٹ لگتی ہے وہ زخمی ہوتا ہے، یا مثلاً: وہ کہیں آگ سے جل جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ چوٹ

اور آگ کا تعلق براہِ راست اس کے جسم سے ہوتا ہے، لیکن اس کے اثر سے اس کی روح کو بھی دُکھ ہوتا ہے۔ اسی طرح کھانے پینے سے جو لذت حاصل ہوتی ہے وہ بھی براہِ راست جسم ہی کو حاصل ہوتی ہے لیکن روح بھی اس سے لذت حاصل کرتی ہے۔

الغرض اس دنیا میں انسان کے وجود اور اس کے حالات میں گویا جسم اصل ہے۔ اور روح اس کے تابع ہے لیکن قرآن وحدیث میں عالمِ برزخ کے متعلق جو کچھ بتلایا گیا ہے۔ اس میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں معاملہ اس کے برعکس ہوگا، یعنی اُس عالم میں جس پر جو اچھی یا بُری واردات ہوگی وہ براہِ راست اس کی روح پر ہوگی، اور جسم اس سے تبعًا متاثر ہوگا ـــــ اللہ تعالیٰ نے (شاید اسی لیے کہ اس حقیقت کا ہم پر سمجھنا آسان ہوجائے) اس دُنیا میں بھی ایک نمونہ پیدا کردیا ہے، اور وہ عالمِ رؤیا یعنی خواب ہے ـــــ عقل وہوش رکھنے والا ہر انسان اپنی زندگی میں بار بار ایسے خواب دیکھتا ہے، جن میں اس کو بڑی لذت ملتی ہے، یا بڑی تکلیف ہوتی ہے ـــــ لیکن خواب میں یہ لذت یا تکلیف براہِ راست دراصل روح کے لیے ہوتی ہے۔ اور جسم تبعًا اس سے متاثر ہوتا ہے۔ یعنی خواب میں آدمی مثلاً جب یہ دیکھتا ہے۔ کہ وہ کوئی لذیذ کھانا کھا رہا ہے۔ تو صرف یہی نہیں دیکھتا۔ کہ میری روح ہی کھا رہی ہے، یا خیالی قوت ہی کھا رہی ہے، بلکہ اُس وقت وہ یہی دیکھتا ہے کہ بیداری کی طرح وہ اپنے مُنہ سے کھا رہا ہے، جس سے روزانہ کھایا کرتا ہے، اسی طرح خواب میں اگر وہ یہ دیکھتا ہے۔ کہ کسی نے اس کو مارا تو وہ یہ نہیں دیکھتا۔ کہ اُس کی روح کو مارا گیا ہے۔ بلکہ وہ اُس وقت یہی دیکھتا ہے۔ کہ مار اس کے جسم پر پڑی، اور اس کے جسم پر اس وقت وہی چوٹ لگی جیسی بیداری میں مار پڑنے پر لگتی ہے، حالانکہ واقعہ جو کچھ گزرتا ہے۔ وہ خواب میں دراصل روح پر گزرتا ہے۔ اور

جسم اس سے تبعاً متاثر ہوتا ہے۔ البتہ کبھی کبھی جسم کا یہ تاثر اتنا محسوس ہوجاتا ہے کہ آدمی بیدار ہونے کے بعد جسم پر اُس کے نشانات اور آثار بھی پاتا ہے۔

الغرض نیند کی حالت میں اچھے یا بُرے خواب دیکھنے والے شخص پر جو کچھ گزرتا ہے۔ اُس کی نوعیت یہی ہے کہ وہ براہِ راست اور اصلی طور پر روح پر گزرتا ہے۔ اور جسم پر اس کا اثر تبعاً پڑتا ہے۔ اسی لیے خواب دیکھنے والے کے قریب والا آدمی بھی اس کے جسم پر کوئی واردات گزرتے ہوئے نہیں دیکھتا، کیونکہ ہم اس دنیا میں انہی حالات کو دیکھ سکتے ہیں، جن کا تعلق براہِ راست اس کے جسم سے ہو۔ پس عالمِ برزخ میں (یعنی مرنے کے بعد سے قیامت تک کے دور میں) اچھے بُرے انسانوں پر جو کچھ گزرنے والا ہے۔ اُس کی نوعیت بھی یہی ہے کہ وہ اصلی طور پر اور براہِ راست روح پر گزرے گا۔ اور جسم تبعاً اس میں شریک ہوگا۔ اور عالمِ رؤیا (خواب) کے تجربات کی روشنی میں اس کو سمجھ لینا کسی سمجھنے والے آدمی کے لیے زیادہ مشکل نہیں ہے۔

امید ہے کہ اس دنیا، اور عالمِ برزخ کے اِس فرق کو جان لینے کے بعد وہ عامیانہ اور جاہلانہ شبہے اور وسوسے پیدا نہ ہوں گے۔ جو قبر کے سوال وجواب اور عذاب و ثواب کی حدیثوں کے متعلق بعض ضعیف الایمان اور کم عقل لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوا کرتے ہیں۔

قبر میں فرشتے داخل کس طرح ہوتے ہیں

بعض لوگوں کے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ قبر میں جبکہ نہ کوئی کھڑکی نہ روزن اور نہ سوراخ ہوتا ہے اور وہ ہر طرف سے بند ہوتی ہے، فرشتے اس میں کس طرح داخل ہوتے ہیں ؟

یہ شبہ دراصل انہیں لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ جو رب کائنات کی کھلی نشانیاں زمین۔ آسمان۔ سورج۔ چاند۔ تارے۔ پہاڑ۔ دریا۔ پھول۔ پتے۔ چرند۔ پرند وغیرہ اور خود اپنے آپ کو بھی نہیں دیکھ رہے، وہ فرشتوں کو شاید اپنی طرح گوشت پوست سے بنی ہوئی مادی مخلوق سمجھتے ہیں۔ فرشتوں کے کہیں پہنچنے کے لیے کسی دروازے یا کسی کھڑکی کی ضرورت نہیں۔ جس طرح سورج کی شعاعیں اور ہماری نگاہیں ایک ٹھوس چیز شیشے میں سے نکل جاتی ہیں۔ اسی طرح فرشتے ایک لطیف مخلوق ہے۔ جو کہ خالق کائنات کی قدرت اور اس کی عطا کردہ قوت سے پتھر کی چٹانوں اور فولاد کی دیواروں سے پار ہو جاتے ہیں۔

فرشتے قبر کے باہر پڑی ہوئی لاش سے بھی سوال کر سکتے ہیں

اگر میت قبر کے باہر پڑی ہوئی ہو تو یہ محال اور ناممکن نہیں کہ قبر کے باہر پڑی ہوئی میت سے فرشتے آکر سوال کریں۔ اور وہ کسی کو دکھائی نہ دیں، اور میت انہیں جواب دے مگر ارد گرد بیٹھنے والوں میں سے کوئی نہ سنے، جبکہ انبیاء علیہم السلام کے پاس فرشتے آتے تھے اور لوگوں کی موجودگی میں آتے تھے، مگر پاس بیٹھنے والوں میں سے انہیں کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اور انبیاء علیہم السلام سے باتیں کرتے تھے۔ اُن باتوں کو دوسرا کوئی نہیں سن سکتا تھا ـــــ انسان کی اپنی ایجاد ٹیلیفون کا آلۂ سماعت (ریسیور) جس شخص نے اپنے کان سے لگا رکھا ہوتا ہے وہی دوسرے کی سینکڑوں ہزاروں میلوں سے بات چیت سُن رہا ہوتا ہے۔ مگر ساتھ بیٹھے ہوئے کسی بھی شخص کو اُس بات چیت کا کچھ بھی حصہ معلوم نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر میت کے ٹکڑے کر دیئے گئے ہوں، اور پھر اُن ٹکڑوں کو الگ

الگ دفن کر دیا گیا ہو یا وہ ٹکڑے کسی طرح ضائع کر دیئے گئے ہوں۔ اسے کئی مختلف جانور کھا گئے ہوں، یا میّت کا جسم آگ میں جلا دیا گیا ہو (جیسا کہ ہندوستان میں ہندوؤں کا دستور ہے) اور پھر اُس جلے ہوئے جسم کی راکھ سمندروں، دریاؤں میں بہا دی گئی ہو، یا ہواہیں اُڑا دی گئی ہو،

برزخ کا عذاب وثواب ان سب حالات میں ممکن ہے۔ بلکہ قطعی اور لازمی ہے۔ جبکہ اللہ کی مخلوق یہ ضعیف انسان فضا میں اُڑ سکتا ہے۔ اور سمندر کی تہہ میں سیر کر سکتا ہے۔ حالانکہ کچھ عرصہ قبل اس کا تصور بھی حماقت سمجھا جاتا تھا تو خالقِ کائنات کے لیے کونسی چیز مشکل ہے۔ جس میں یہ طاقت ہے کہ

إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ۝ (یٰسٓ ۸۲) جب وہ کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو وہ صرف اِتنا کہتا ہے ہو جا، وہ ہو جاتی ہے۔

نزع۔ قبر۔ قیامت کے احوال اور عذاب وثواب کی تفصیلات وغیرہ جس خبر کے متعلق یہ گمان ہو کہ وہ عقل کے نزدیک محال ہے۔ وہ دو باتوں سے خالی نہیں، یا تو وہ جھوٹی خبر ہے۔ انبیاء کی دی ہوئی نہیں بلکہ اُن کی طرف منسوب کر دی گئی ہے۔ یا عقل فاسد ہے جو ایک شیطانی شبہ کو معقولِ صریح سمجھ رہی ہے اس قسم کے شکوک انہیں ہوتے ہیں جن کے دلوں میں ایمان کی جڑیں مضبوط نہیں۔ اور جادۂ اسلام پر قدم نہیں جمے اس لیے اُن کے دل ہمیشہ ڈانواں ڈول رہتے ہیں۔ اور حیرت وشبہات میں مبتلا رہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ فہم سلیم عطا فرمائے رحمتِ عالم کے بیانات کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ وہ وحیِ الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرامین ہیں۔ ان میں جھوٹ وافتراء کی آمیزش سمجھنا۔ اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنانا ہے۔ علامہ ابن قیم رح اپنی تصنیف کتاب الروح میں فرماتے ہیں۔

حق تعالیٰ نے تین گھر بنائے ہیں — دنیا۔ برزخ۔ اور آخرت اور ہر گھر کے مخصوص احکام ہیں۔ اور انسان کو جسم و روح سے مرکب فرمایا ہے۔ دنیا کے احکام اجسام پر جاری ہیں۔ اور روحیں اُن کے تابع ہیں۔ اسی لیے احکام شرعیہ اقوال و افعال پر مرتب ہوتے ہیں۔ دلی خیالات پر نہیں۔ اور برزخ کے احکام روحوں پر جاری ہوتے ہیں۔ اور جسم اُن کے تابع ہوتے ہیں۔ غور کرو جیسے دنیوی احکام میں روحیں اجسام کے تابع ہیں۔ اور اجسام کی راحت و تکلیف کا نہیں احساس ہوتا ہے۔ کیونکہ اُن کے اسباب کا براہِ راست اجسام ہی سے تعلق ہے۔ (کتاب الروح اُردو لابن قیم ص ۸۵) اور بواسطہ اجسام کے روحیں بھی متاثر ہوتی ہیں۔ بعینہ برزخ میں راحت و تکلیف کا تعلق براہِ راست روحوں سے ہوتا ہے۔ اور بواسطہ ارواح کے اجسام سے ہوتا ہے۔ دنیا میں اجسام ظاہر ہیں اور ارواح پوشیدہ، گویا بدن روحوں کی قبریں ہیں۔ اور برزخ میں روحیں ظاہر ہیں۔ اور اجسام اپنی اپنی قبروں میں پوشیدہ اور گم ہیں، پس احکامِ برزخ براہ راست روحوں پر جاری ہوتے ہیں اور اُن کے واسطے سے اجسام بھی متاثر ہوتے ہیں۔ اگر یہ نکتہ ذہن میں رکھا جائے تو عالم برزخ کے مسئلہ کے متعلق تمام اعتراض اُٹھ جائیں گے۔

ٹیلیویژن

دورِ جدید کی یہ نئی ایجاد ٹی وی اِس بات کی دلیل اور اس بات کا ثبوت فراہم کر رہی ہے کہ انسان کا اُٹھنا، بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا، کھانا پینا دیکھنا سننا، اس کے اقوال و افعال، اس کے حرکات و سکنات غرض اس کے تمام چھوٹے اور بڑے اعمال فضا میں محفوظ ہیں۔ ایک چھوٹے سے لکڑی

کے بکس میں اگر ہزاروں میل دُور بیٹھے ہوئے انسان کی آواز سُنی جا سکتی ہے۔ اور اس کے چہرے کے خدوخال اس کے لباس کا رنگ ڈھنگ اور اس کے ہلتے ہوئے ہونٹوں کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کیا مشکل ہے۔ کہ انسان کے علانیہ اور خفیہ اعمال متشکل کر کے عالمِ برزخ میں اس کے سامنے لے آئے اور اسے نیکی و بدی کی جزا و سزا دی جائے۔ اگر انسان انسان کی آواز بند کر کے سینکڑوں ہزاروں سال بعد سُن سکتا ہے۔ اور آلات کے ذریعے اس کے حرکات و سکنات محفوظ کر کے جب چاہے منظرِ عام پر لا سکتا ہے۔ تو زمین و آسمان کے مالک اور مہر و ماہ کے خالق میں کیا یہ قوت نہیں کہ وہ انسان کی پوری زندگی کا ریکارڈ محفوظ فرمالے۔ اور اس کے اعمال کے متعلق وہ جگہ وہ مقام، وہ مکان، وہ شجر، وہ حجر، وہ دیوار گواہی دے اور پکار اُٹھے جہاں اس نے نیکی اور کوئی برائی کی ہو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔ انسان کی جدید اختراع یہ موجودہ ٹیپ ریکارڈ اور ٹی وی خود انسان پر حجّت قائم کر رہی ہے۔ اور اسے متنبّہ کر رہی ہے۔ کہ تیرا ہر چھوٹا بڑا عمل محفوظ ہو رہا ہے۔ بس اک آنکھ بند ہونے کی دیر ہے تیری کمائی کا نتیجہ تیرے خود کاشت پودے کا ثمر تیرے سامنے آجائے گا۔ ٹی وی کے بکس میں اگر انسان کے تیار کردہ مختلف دھات کے ٹکڑے اس کے بلانے سے بول سکتے ہیں۔ تو کیا ربِّ دو عالم کا بنایا ہوا انسان قبر کے صندوق میں پہنچ کر ربِّ دو عالم کے حکم سے کلام نہیں کر سکتا۔ اور موت کے بعد انسان کا خالق اپنی مخلوق کو اس کے اعمال کی جزا و سزا دینے پر قادر نہیں؟ جس طرح یہ ٹی وی بظاہر ایک لکڑی کا بکس

ہے۔ لیکن اسے مقررہ حرکت دینے اور اس پر مطلوبہ عمل کرنے سے اس کی سطح پر ہزاروں میل دُور بیٹھا ہوا انسان اُسی وقت آموجود ہوتا ہے۔ اور اُس کی مکمل تصویر ہمارے سامنے ہوتی ہے۔ اور اس کی اصل آواز ہمارے کان سُن رہے ہوتے ہیں۔ اور اس کے جسم کی تمام حرکات ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہوتی ہیں۔ اسی طرح قبر بھی صندوق نما بظاہر ایک مٹی کا ڈھیر ہے۔ لیکن اس کے اندر موجود مُردے پر جب قادرِ مطلق اپنا معیّن عمل جاری کرتا ہے۔ تو وہ بھی معاً اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ اور فرشتوں سے بات چیت کرتا ہے۔ اور قبر کے عذاب وثواب سے دوچار ہوتا ہے جب کہ انسان کی ایجاد ٹی وی اب کوئی حیرت کی بات نہیں رہی۔ اور کل جس کا تصوّر بھی جھُوٹ سمجھا جارہا تھا۔ مگر سائنس نے آج اسے حقیقت بنا کر ہمارے سامنے لا کھڑا کیا ہے۔ تو کیا خدا تعالیٰ ہی کے لیے یہ مشکل ہے جسنے پہلی بار انسان کو پیدا کیا اور پانی کی ایک بوند میں ہاتھ پاؤں۔ آنکھ۔ کان ناک۔ زبان وغیرہ تیار کر کے ایک خوبصورت پکڑتا جکڑتا۔ چلتا پھرتا۔ بیٹھتا اُٹھتا۔ دیکھتا، سنتا، اُونگھتا سُونگھتا، سوتا جاگتا، بولتا ڈولتا، ہنستا، روتا انسان بنا دیا۔ کہ اُس کے بدن سے رُوح نکال کر دوبارہ اس میں داخل کر کے قبر میں اُٹھا کر بٹھا دے اور اُس سے یہ سوال کیا جائے۔ کہ تیرا ربّ کون نبی کون اور دین کیا ہے؟ اور پھر اسے اُس کے اعمال کے مطابق جنّت کی بہار یا جہنّم کی نار کا مزہ چکھایا جائے اور یہی معاملہ اُس کا جسم یا جسم کا کوئی حصّہ کوئی ذرّہ جہاں بھی ہو وہاں بھی اُس کے پیش آئے۔ آخر یہ بات محال اور ناممکن کیوں ہے۔ جب کہ ٹیلیگرام، ٹیلیفون، ٹی لکس، ٹی وی، ٹیپ ریکارڈ، وائرلیس آواز

سے بھی زیادہ تیز رفتار ہوائی جہاز آنکھوں سے اوجھل انسان بردار ہزاروں میل بلندی پر خلا میں تیرنے والے سیارے اور پل بھر میں لاکھوں انسانوں کو موت کی نیند سلا دینے والے ایٹم بم وغیرہ نہ معلوم ایسی کتنی اشیا پس پردہ تیار ہو چکی ہیں۔ جن کا علم عوام کو بھی ابھی تک نہیں ہے ——

انسان کا اپنا وجود خدا کے وجود کی دلیل ہے۔ اور خدا کے موجود ہونے کے اقرار سے یہ بھی لازم آتا ہے۔ کہ اُس کی بیان کردہ دوسری تمام لامحدود موجودات کا بھی اعتراف کیا جائے۔ جو انسان کی نظر کے سامنے ہیں۔ یا اُس کی آنکھ سے پوشیدہ۔

ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ جس دن عاجزؔ
تیرے اعمال جو پنہاں ہیں عیاں بھی ہوں گے

اکسرے پلانٹ

اگر انسان کا تیار کردہ اکسرے پلانٹ (X-RAYPLANT) انسان کے اندرونی ڈھانچے کے رموز کی تصویر کھینچ کر ڈاکٹر کے سامنے لے آتا ہے۔ تو ربِّ کائنات اُس حکیم الحکماء کی قدرت سے یہ کیوں بعید سمجھا جائے کہ وہ مرنے کے بعد انسان کی خفیہ بدکرداریاں اس کے سامنے لے آئے اور برزخ میں اسے گرفتارِ عذاب کر دے۔

میٹل ڈیٹکٹر METAL DETECTOR

آج کل بعض ہوائی اڈوں پر ایک خود کار آلہ جس کا نام میٹل ڈیٹکٹر

نصب کیا گیا ہے۔ جب کوئی مسافر اُس کے قریب سے گزرتا ہے۔ تو کسی بھی دھات کی کوئی چیز جو مسافر اپنے لباس یا جسم کے کسی حصے میں چھپا کر لے جانا چاہتا ہے۔ اس کو ظاہر کر دیتا ہے ـــــ کیا یہ قرآن کریم کی اس آیت کی تصدیق نہیں؟

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۝ قیامت کے دن زمین کا وہ قطعہ جس پر انسان نے جو عمل (اچھا برا) کیا ہوگا اس کی خبر دے گا

(زلزال ۴)

زمین کو اللہ تعالیٰ قوتِ گویائی عطا فرما دے گا۔ اُس کی پشت پر انسان نے جو نیکی بدی زندگی میں کی ہوگی مرنے کے بعد میدان حشر میں احباب و اقرباء کے رُوبرو اور عام لوگوں کے سامنے بآوازِ بلند یہ زمین بتائے گی۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ بذاتِ خود بھی انسان کے تمام اعمال و احوال سے ہر لحہ خبردار ہے۔ بلکہ اس کی شان تو یہ ہے إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (ملک ۱۳) کہ وہ رازہائے درونِ قلب سے بھی واقف ہے۔ انسان اُس علیم و خبیر ہستی کی نافرمانی کر کے کہاں جائے پناہ پائے گا؟

اپنے گناہ کس طرح اُس سے چھپائے گا!
واقف ہے وہ تو قلب میں عزمِ نہاں سے بھی

عالمِ برزخ میں عذاب و ثواب

قرآن کریم کی روشنی میں (۱۷ مقامات)

نمبر شمار		آیت نمبر
(۱)	سورہ بقرہ	۱۵۴
(۲)	سورہ آل عمران	۱۶۹ - ۱۷۱
(۳)	سورہ انعام	۹۳
(۴)	سورہ انفال	۵۰
(۵)	سورہ توبہ	۱۰۱
(۶)	سورہ ابراہیم	۲۷
(۷)	سورہ نحل	۲۸ - ۲۹
(۸)	سورہ طٰہٰ	۱۲۴
(۹)	سورہ مؤمنون	۹۹
(۱۰)	سورہ یٰسین	۲۶ - ۲۷
(۱۱)	سورہ مومن	۱۱
(۱۲)	سورہ مؤمن	۴۵ - ۴۶
(۱۳)	سورہ حٰم السجدہ	۳۰
(۱۴)	سورہ محمد	۲۷ - ۲۸
(۱۵)	سورہ نوح	۲۵
(۱۶)	سورہ فجر	۲۷ - ۳۰
(۱۷)	سورہ تکاثر	۱ - ۲

اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے

عالم برزخ میں امتیازی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں تمہیں اس کا شعور نہیں ۔

(۱) وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ (البقرہ ۲ آیت ۱۵۴) ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں، انہیں مُردہ نہ کہو (نہیں) بلکہ وُہ زندہ ہیں۔ بَلْ اَحْيَآءٌ (عالم برزخ میں ایک خاص حیات کے ساتھ) برزخی زندگی اپنی عام صورت میں تو سب کیلئے ہے، لیکن شہیدوں کو اس عالم میں ایک خصوصی اور امتیازی زندگی نصیب ہوگی آثارِ حیات میں دوسروں سے کہیں زیادہ قوی، (تفسیر ماجدی صفحہ ۵۸)

امام قرطبیؒ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اَنَّ حَيَاةَ الشُّهَدَآءِ مُحَقَّقَةٌ ثُمَّ مِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ، تُرَدُّ اِلَيْهِمُ الْاَرْوَاحُ فِىْ قُبُوْرِهِمْ فَيُنَعَّمُوْنَ كَمَا يُحْيَا الْكُفَّارُ فِىْ قُبُوْرِهِمْ فَيُعَذَّبُوْنَ (تفسیر القرطبی ج ۲ ص ۲۶۹)

(ترجمہ) شہداء کی زندگی تحقیق شدہ ہے۔ بعض علماء کا قول ہے اُن کی روحوں کو اُن کی قبروں میں لوٹایا جاتا ہے، وہ وہاں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مستفید ہوتے ہیں جیسا کہ کافروں کو اُن کی قبروں میں زندہ کیا جاتا ہے اور پھر اُنہیں وہاں عذاب دیا جاتا ہے) مرنے کے بعد قبروں میں عذاب و ثواب کا مسئلہ محققین سلف صالحین کے نزدیک محقق اور مسلّم ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

پیش کر دی جس نے اپنی جاں رہِ اسلام میں
مل گئی اس کو خدا کے ہاں حیاتِ جاوداں

راہ عزیمت و استقامت میں استوار رہنے کے لئے دوسری چیز جو مطلوب ہے یہ اس کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی زندگی اور موت سے متعلق صحیح اسلامی تصور کا استحضار جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے نزدیک تو زندگی نام بس اسی دنیا کی زندگی کا ہے، جو آدمی سراپا مارا گیا بس وہ ختم ہوگیا۔ لیکن مومن کے نزدیک تو یہ زندگی چند روزہ اور فانی زندگی ہے، اصلی زندگی کا، جو ابدی ہے، آغاز تو اس کے نزدیک اس وقت سے ہوتا ہے۔ جب یہ زندگی ختم ہوتی ہے۔ یہ زندگی عالم برزخ اور پھر عالم آخرت میں حاصل ہوتی ہے۔ جہاں تک موت کے بعد زندگی کا تعلق ہے یہ حاصل تو کافر و مومن سب ہی کو ہوتی ہے لیکن کفار کی زندگی چونکہ کلفت اور عذاب کی ہوتی ہے اس وجہ سے وہ قابل ذکر نہیں۔ البتہ اہل ایمان برزخ کی زندگی میں بھی اپنے اپنے مراتب و مدارج کے لحاظ سے مسرور و شادکام ہوتے ہیں۔ بالخصوص ان میں سے جو لوگ راہ حق میں شہادت کا مرتبہ حاصل کرتے ہیں ان کی برزخی زندگی کی کامرانیوں کا تو اس ناسوتی زندگی میں کوئی تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ وہ اپنے مقدس خون شہادت سے اس دنیا کی کشت حق کو جو سیرابی اور زندگی بخشتے ہیں اس کے انعامات ان کو عالم برزخ ہی سے ملنے شروع ہو جاتے ہیں، چنانچہ ایک دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۱۶۹ - آل عمران

(جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوتے ہیں ان کو مردے نہ خیال کرو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس روزی پا رہے ہیں) تدبر قرآن ج ۱ ص ۳۸۰)

شہداء کو عالم برزخ میں ایک نہایت عمدہ پیکر عطا ہوتا ہے، اور وہ اُس پیکر نورانی سے بارگاہ قدس میں جہاں تک چاہتے ہیں۔ طیران کرکے

(اُڑ کر) ترقی کرتے ہیں۔ اور انواع واقسام کے لذات سے مستفید ہوتے ہیں جسکی طرف آیت میں اشارہ ہے۔ اور اس حدیث میں بھی کہ جس کو شیخین (امام بخاری ومسلم) نے روایت کیا ہے کہ شہداء سبز طیور کے قوالب میں آکر آشیانہ عرش میں رہتے ہیں اور جہاں سے جی چاہتا ہے کھاتے ہیں (تفسیر حقانی جلد اول صفحہ ۵۵)

برزخ کی زندگی ثابت ہے

اَنَّ الْحَیَاۃَ فِی الْبَرْزَخِ ثَابِتَۃٌ لِکُلِّ مَنْ یَّمُوْتُ مِنْ شَہِیْدٍ وَّغَیْرِہٖ (تفسیر روح المعانی جزء ۲ ص ۲۱ مطبوعہ بیروت	بے شک برزخ کی زندگی ہر مرنے والے کے لئے ثابت ہے شہید ہو یا اور کوئی۔

اور چونکہ عالم برزخ حواس یعنی آنکھ۔ کان۔ ناک۔ ہاتھ وغیرہ سے محسوس نہیں ہوتا اس لئے لَا تَشْعُرُوْنَ فرمایا گیا کہ تم اُن کی حیات کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے، معارف القرآن ۱/۳۹۸ بیان القرآن ۱/۸۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم برزخ میں مومنوں اور کافروں کا حال بیان فرما رہے ہیں

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ وَصَفَ حَالَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْکَافِرِیْنَ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں اور کافروں کی وفات کے بعد کا حال بیان فرمایا مومنوں کے

بَعْدَ وَفَاتِهِمْ فَاَخْبَرَ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَحُ لَهُمْ مِنْ قُبُوْرِهِمْ اَبْوَابٌ اِلَى الْجَنَّةِ يَشْتَمُّوْنَ مِنْهَا رَوْحَهَا وَيَسْتَعْجِلُوْنَ اللّٰهَ قِيَامَ السَّاعَةِ لِيَصِيْرُوْا اِلٰى مَسَاكِنِهِمْ وَيُجْمَعَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اَهْلِيْهِمْ وَاَوْلَادِهِمْ فِيْهَا وَعَنِ الْكَافِرِيْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَحُ لَهُمْ مِنْ قُبُوْرِهِمْ اَبْوَابٌ اِلَى النَّارِ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهَا وَيُصِيْبُهُمْ مِنْ نَتْنِهَا وَمَكْرُوْهِهَا وَيُسَلَّطُ عَلَيْهِمْ فِيْهَا اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ مَنْ يَقْمَعُهُمْ فِيْهَا وَيَسْئَلُوْنَ اللّٰهَ فِيْهَا تَاْخِيْرَ قِيَامِ السَّاعَةِ حِذَارًا مِنَ الْمَصِيْرِ اِلٰى مَا اَعَدَّ اللّٰهُ فِيْهَا مَعَ اَشْبَاهِ ذَالِكَ مِنَ الْاَخْبَارِ الْمُتَظَاهِرَةِ بِذَالِكَ عَنْ

بارہ میں بتایا کہ اُن کے لئے اُن کی قبروں میں جنّت کی طرف دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ وہ اُس کی خوشبو سونگھتے ہیں اور اللہ تعالےٰ سے قیام قیامت میں جلدی چاہتے ہیں تاکہ وہ اپنی رہائش گاہوں (جنت) میں پہنچ جائیں اور وہاں اپنے اہل قبیلہ اور اولاد کے ساتھ ایک جگہ جمع ہو جائیں، اور کافروں کے متعلق فرمایا۔ کہ اُن کے لئے اُن کی قبروں میں جہنّم کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ وہ اُس کی طرف دیکھتے ہیں اور اُنہیں اس کی بدبُو اور تکلیف پہنچتی ہے اور اُن پر اُن کی قبروں میں قیامت تک ایسے فرشتے مُسلّط کر دیئے جاتے ہیں جو اُنہیں سخت مار مارتے ہیں۔ اور وہ اللہ سے سوال کرتے کہ قیامت جلدی نہ قائم کی جائے خوف کے سبب یہ اس انجام کے سے ہے جو اللہ تعالےٰ نے اُن کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی روایتیں

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَمَا الَّذِيْ خُصَّ
بِهِ الْقَتِيْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
مِمَّا لَمْ يُعَمَّ بِهِ سَائِرُ
الْبَشَرِ غَيْرُهُ مِنَ الْحَيَاةِ وَسَائِرُ
الْكُفَّارِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُهُ
أَحْيَاءٌ فِي الْبَرْزَخِ أَمَّا الْكُفَّارُ
فَمُعَذَّبُوْنَ فِيْهِ بِالْمَعِيْشَةِ
الضَّنْكِ وَأَمَّا الْمُؤْمِنُوْنَ
فَمُنَعَّمُوْنَ بِالرَّوْحِ وَالرَّيْحَانِ
وَنَسِيْمِ الْجِنَانِ قِيْلَ إِنَّ
الَّذِيْ خَصَّ اللّٰهُ بِهِ
الشُّهَدَاءَ فِيْ ذَالِكَ
وَأَفَادَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِخَبَرِهِ
عَنْهُمْ تَعَالَى إِعْلَامُهُ
إِيَّاهُمْ أَنَّهُمْ مَرْزُوْقُوْنَ
مِنْ مَأْكَلِ الْجَنَّةِ
وَمَطَاعِمِهَا الَّذِيْ فِيْ
بَرْزَخِهِمْ قَبْلَ بَعْثِهِمْ
وَمُنَعَّمُوْنَ بِالَّذِيْ يُنَعَّمُ
بِهِ دَاخِلُوْهَا بَعْدَ الْبَعْثِ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی
مضمون کی مروی ہیں۔ یہاں ایک
سوال پیدا ہوتا ہے کہ راہِ خدا میں
شہید ہونے والے کی کیا خصوصیت
ہے جو دوسرے مرنے والوں کو حاصل
نہیں جب کہ تمام کافر اور مومن شہید
کے علاوہ بھی برزخ میں زندہ ہیں۔
کفار برزخ میں عذاب کی بدترین
زندگی گذار رہے ہیں اور مومنوں
کو راحت خوشبو اور جنت کی ہواؤں
کی پُرلطف زندگی میسر ہے اس
سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ
نے شہداء کو خاص طور پر جو چیز عطاء
فرمائی ہے اور جس کی اطلاع اس نے
شہداء کے بارہ میں عام اہلِ ایمان کو
دی ہے وہ یہ ہے کہ انہیں قیامت سے
پہلے برزخ ہی میں جنت کے کھانے
مل رہے ہیں اور انہیں وہ سب
نعمتیں میسر ہیں جو دوسرے انسانوں
کو قیامت کے بعد جنت میں داخلہ
کے بعد ملیں گی۔ جو اللہ نے شہیدوں

مِنْ سَائِرِ الْبَشَرِ مِنْ تَلْذِيْذِ مَطَاعِمِهَا الَّذِیْ لَمْ يُطْعِمْهَا اللّٰهُ اَحَدًا غَيْرَهُمْ فِیْ بَرْزَخِهٖ قَبْلَ بَعْثِهٖ

کے سوا دوسرے لوگوں کو قیامت سے قبل برزخ میں نہیں عطا فرمائیں،

تفسیر جامع البیان لابن جریر الطبری ۲ / ۲۴

سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۵۴ عالم برزخ میں عذاب و ثواب پر نصِّ قطعی ہے ائمۂ تفاسیر و علماءِ اسلام اسی کے قائل ہیں عالم برزخ میں عذاب و ثواب کا انکار حقائقِ ثابتہ کا انکار ہے جو سچے مومن سے بعید ہے۔

(وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۱۵۴) اَیْ لَا تُحِسُّوْنَ وَلَا تُدْرِكُوْنَ مَا حَالُهُمْ بِالْمَشَاعِرِ لِاَنَّهَا مِنْ اَحْوَالِ الْبَرْزَخِ الَّتِیْ لَا يُطَّلَعُ عَلَيْهَا وَلَا طَرِيْقَ لِلْعِلْمِ بِهَا اِلَّا بِالْوَحْیِ

(لیکن تم نہیں سمجھتے) یعنی تم محسوس نہیں کرتے اور نہ حواس کے ذریعہ ان کا حال معلوم کر سکتے ہو کیونکہ وہ برزخ کے ان معاملات میں سے ہے جن کا پتہ نہیں چل سکتا اور نہ وحی کے علاوہ ان کو جاننے کا کوئی ذریعہ ہے۔

(تفسیر روح المعانی جز۲ ص۲۰)

هٰذَا مِثْلُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی فِی الْاٰيَةِ الْاُخْرٰی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ

(آل عمران ۱۶۹)

یہ ایسے ہی ہے جیسے دوسری آیت میں ارشاد ہے کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو مُردہ مت سمجھو وہ مُردہ نہیں، زندہ ہیں اُن کو اُن کے رب کے پاس رزق ملتا ہے۔

وَاِذَا كَانَ اللّٰهُ تَعَالٰى يُحْيِيْهِمْ بَعْدَ الْمَوْتِ لِيَرْزُقَهُمْ عَلٰى مَا يَأْتِىْ فَيَجُوْزُ اَنْ يُّحْيِىَ الْكُفَّارَ لِيُعَذِّبَهُمْ وَيَكُوْنُ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى عَذَابِ الْقَبْرِ (تفسیر القرطبی الجزء الثانی صـ ۱۷۳)	تو جب اللہ تعالےٰ شہیدوں کو موت کے بعد انہیں رزق دینے کے لئے زندہ کرتا ہے جیسا کہ آگے آئیگا تو یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ، کفار کو عذاب دینے کے لئے زندہ کرے۔ اس صورت میں اس آیت میں عذابِ قبر کی دلیل ہوگی۔

بلکہ وہ برزخ میں زندہ ہیں

بَلْ هُمْ اَحْيَاءٌ فِى الْبَرْزَخِ وَفِى الْاٰيَةِ دَلِيْلٌ عَلٰى ثُبُوْتِ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ تفسیر فتح القدیر ۱/۱۵۹	بلکہ وہ برزخ میں زندہ ہیں اور آیت میں عذابِ قبر کے حق ہونے کی دلیل ہے۔
فَاخْتُلِفَ فِىْ مُسْتَقَرِّهَا فَقِيْلَ فِىْ قُبُوْرِهِمْ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا وَرُوِىَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ الشُّهَدَاءُ عَلٰى نَهْرٍ بِبَابِ الْجَنَّةِ فِىْ قُبَّةٍ خَضْرَاءَ وَرُوِىَ فِىْ رَوْضَةٍ	اُن کی جائے قیام کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ انہیں اُن کی قبروں میں رزق دیا جاتا ہے حضرت ابن عباسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا شہداء کا قیام اُس نہر پر ہے جو جنّت کے دروازہ پر ہے۔ سبز گنبد

خَضْرَاءَ يَجْرِي عَلَيْهِمْ رِزْقُهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ بُكْرَةً وَعَشِيًّا ۔ (البحر المحيط ج ۱ ص ۴۴۹) | میں اور ایک روایت میں ہے سبز باغ جنت سے اُنہیں صبح وشام رزق دیا جاتا ہے۔

اہل السنت والجماعت کا مذہب ہے کہ رُوح ایک لطیف جسم ہے۔ اس ظاہری جسم کے علاوہ جو کچھ محسوس ہو رہا ہے۔ برزخ کے اسرار اور قبر کے احوال لذت والم وغیرہ حقیقت اور سچ ہے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْحُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ (بے شک قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے) فَالشُّهَدَاءُ اَحْيَاءٌ بِالْحَيَاةِ الْبَرْزَخِيَّةِ (شہداء زندہ ہیں برزخی زندگی کے ساتھ (تفسیر رُوح البیان ج ۱ ص ۲۵۸ - ۲۵۹)

جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو گئے

تم انہیں مردہ نہ خیال کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس رزق کھا رہے ہیں ـــــ یہ ذکر وقوعِ قیامت، حشر و نشر اور دخولِ جنّت سے قبل کا ہو رہا ہے، اسی کا نام عالم برزخ ہے،

(۲) - وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۙ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ،

" آل عمران ۱۶۹ — ۱۷۱ "

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انہیں مردہ نہ خیال کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، انہیں روزی مل رہی ہے، جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں عطاء کیا ہے، اس پر خوش ہیں اور ان لوگوں کے بارہ میں جو اُن کے اخلاف میں سے ابھی تک ان سے نہیں ملے۔ یہ بشارت پا رہے ہیں کہ انہیں نہ کوئی ڈر ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے، وہ اللہ کی نعمت اور فضل سے خوش ہیں اور یہ دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں کہ واقعی اللہ، اہلِ ایمان کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

عَلٰى بَقَاءِ النُّفُوسِ بَعْدَ مَوْتِ الْأَجْسَادِ كَثِيرَةٌ مُتَعَاضِدَةٌ

دلائل عقلیہ اور نقلیہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ موتِ اجسام کے بعد رُوحیں زندہ رہتی ہیں بہت ہیں اور ایک دوسرے کی

فَوَجَبَ الْمَصِيْرُ اِلَيْهِ وَبِهٖ تَزُوْلُ الشُّبُهَاتُ الْوَارِدَةُ عَلَى الْقَوْلِ بِثَوَابِ الْقَبْرِ كَمَا فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَعَلَى الْقَوْلِ بِعَذَابِ الْقَبْرِ كَمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا، اِذِ الْمُمْتَنِعُ النُّفُوْسُ بِمَوْتِ الْاَبْدَانِ اِذْ قُلْنَا بِاَنَّهٗ تَعَالٰى اَمَاتَهَا ثُمَّ اَعَادَ الْحَيَاةَ اِلَيْهَا كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ مَا رُوِيَ فِيْ بَعْضِ الْاَخْبَارِ اَنَّهٗ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صِفَتِهِ الشُّهَدَاءِ اَرْوَاحُهُمْ فِيْ اَجْوَافِ طَيْرٍ خُضْرٍ وَّاَنَّهَا تَرِدُ اَنْهَارَ الْجَنَّةِ وَتَاْكُلُ مِنْ اَثْمَارِ الْجَنَّةِ وَتَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ وَتَاْوِيْ اِلٰى قَنَادِيْلَ مِنْ ذَهَبٍ تَحْتَ الْعَرْشِ فَلَمَّا رَاَوْا الطِّيْبَ

تائید کرتے ہیں، اس لئے یہ اعتقاد رکھنا لازم ہے اور اس کے ساتھ قبر میں ثواب کے عقیدہ کے متعلق جیسا کہ اس آیت میں ثواب کا ذکر ہے پیدا ہونے والے شبہات زائل ہو جاتے ہیں، نیز عذابِ قبر کے عقیدہ کے بارے میں جیسا کہ اس عذاب کا ذکر اس ارشادِ باری میں ہے (وہ غرق کر دیئے گئے پھر آگ میں جھونک دیئے گئے) اعتراضات، ختم ہو جاتے ہیں کیونکہ بدن کے فنا ہو جانے سے رُوحیں، فناء نہیں ہوتیں دوسرا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے انہیں موت دی پھر ان کی طرف دوبارہ زندگی لوٹا دی جیسا کہ بعض احادیث میں مروی الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء کے بارہ میں فرمایا کہ اُنکی رُوحیں سبز رنگ کے پرندوں کے پیٹوں میں ہیں وہ جنّت کی نہروں پر آتے جاتے ہیں، جنّت کے پھل کھاتے ہیں جہاں چاہتے ہیں جنّت میں چرتے ہیں اور عرش کے نیچے سونے

مَطْعَمِهِمْ وَمَشْرَبِهِمْ قَالُوْا يَا لَيْتَ قَوْمَنَا يَعْلَمُوْنَ مَا نَحْنُ فِيْهِ مِنَ النَّعِيْمِ وَمَا صَنَعَ اللّٰهُ بِنَا كَيْ يَرْغَبُوْا فِي الْجِهَادِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا مُخْبِرٌ عَنْكُمْ وَمُبَلِّغٌ اِخْوَانَكُمْ فَفَرِحُوْا بِذَالِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْآيَةَ"

(تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۱۲۵)

(تفسیر طبری ج ۴ ص ۱۱۳)

کی قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں جب ان شہیدوں نے اپنے عمدہ کھانے بہترین ٹھکانے اور لذیذ مشروبات کو دیکھا تو انہوں نے آرزو کی کاش ہماری قوم کو معلوم ہوتا کہ ہم کیسے مزے میں ہیں اور اللہ نے ہم سے کیا سلوک کیا ہے تاکہ انہیں بھی جہاد کا شوق پیدا ہوتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارے حالات کی خبر دیتا ہوں اور تمہارے بارہ میں انکو اطلاع دیتا ہوں اس پر وہ خوش ہوئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار دی"

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُبَشِّرُكَ اِنَّ اَبَاكَ حَيْثُ اُصِيْبَ بِاُحُدٍ اَحْيَاهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ مَا تُرِيْدُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو اَنْ اَفْعَلَ بِكَ فَقَالَ يَا رَبِّ اُحِبُّ اَنْ تَرُدَّنِيْ اِلَى الدُّنْيَا فَاُقْتَلَ فِيْكَ مَرَّةً اُخْرٰى

جابرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا کیا تجھے یہ بشارت نہ دوں کہ تیرا باپ جب جنگ اُحد میں شہید ہوا تو اللہ نے اسے زندہ کیا پھر اس سے پوچھا اے عبداللہ بن عمرو تیرا کیا شوق ہے جو میں پورا کروں؟ اس نے عرض کی میرے مالک میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے دوبارہ دنیا میں بھیجے تاکہ میں ایک مرتبہ پھر تیری راہ میں قتل ہوں"

امام فخر الرازی صاحب التفسیر الکبیر آیت وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا کی تفسیر کے تحت تفسیر کبیر جز ۹ صفحہ ۸۸ سے صفحہ ۹۱ تک طویل بحث کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔"

وَعَلٰی ھٰذَا التَّقْدِیْرِ تَزُوْلُ الشُّبُھَاتُ بِالْکُلِّیَّۃِ عَنْ ثَوَابِ الْقَبْرِ۔ صفحہ ۹۱"	اس صورت میں ثواب قبر کے عقیدہ کے بارہ میں تمام شبہے بالکل ختم ہو جاتے ہیں

اس کے بعد پھر تفسیر کبیر جز ۹ صفحہ ۹۲ کے آخر میں فرماتے ہیں۔

وَاعْلَمْ اَنَّہٗ مَتٰی تَقَرَّرَتْ ھٰذِہِ الْقَاعِدَۃُ زَالَتِ الْاِشْکَالُ وَالشُّبُھَاتُ عَنْ کُلِّ مَا وَرَدَ فِی الْقُرْاٰنِ مِنْ ثَوَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِہٖ اَلْمُحْسِنُ یُنَعَّمُ بِالثَّوَابِ وَاِنَّ الْمُسِیْئَ یُعَذَّبُ بِالْعِقَابِ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَھُوَ مَذْھَبُ اَھْلِ السُّنَّۃِ۔"	جان لے کہ جب یہ اصول ثابت ہو گیا تو قرآن میں عذاب و ثواب قبر کے بارہ میں جو کچھ بیان ہوا ہے، اس کے متعلق تمام اعتراض اور شبہے دُور ہو گئے نیکوکار کو انعام ملتا ہے اور ثواب دیا جاتا ہے اور بدکار کو عذاب ہوتا ہے اور سزا دی جاتی ہے، یہ عذاب و ثواب قیامت سے پہلے ہوتا ہے، یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے"
(تفسیر الخازن مع النسفی ج ۱ ص ۳۲۱)	
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ (آل عمران ۱۶۹)	اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ مت خیال کرو، بلکہ وہ لوگ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں، رزق پاتے رہتے ہیں۔"

یُرْزَقُوْنَ یعنی عالم برزخ میں ایک حیات مخصوصہ کے ساتھ وَلَا تَحْسَبَنَّ

أَمْوَاتًا" شہداء کی موت عام انسانوں کی موت کی طرح نہیں ہوتی بلکہ انہیں برزخ میں ایک مخصوص قسم کی زندگی حاصل رہتی ہے، یہ حیات اور یہ رزق سب اسی عالم برزخ کے متناسب ہوتے ہیں (تفسیر ماجدی ص ۱۶۵)

وَ أَنْكَرَ بَعْضُهُمْ حَدِيْثَ الْأَرْوَاحِ وَقَالَ الرُّوْحُ عَرَضٌ وَلَا يَجُوْزُ أَنْ يَتَنَعَّمَ وَهٰذَا لَا يَصِحُّ لِأَنَّ الرُّوْحَ جِسْمٌ رَقِيْقٌ هَوَائِيٌّ مَأْخُوْذٌ مِنَ الرِّيْحِ وَيَدُلُّ عَلٰى ذَالِكَ أَنَّهٗ يَخْرُجُ مِنَ الْبَدَنِ وَيُرَدُّ إِلَيْهِ وَهِيَ الْحَسَّاسَةُ الْفَعَّالَةُ دُوْنَ الْبَدَنِ وَلَيْسَتْ مِنَ الْحَيَاةِ فِيْ شَيْءٍ لِأَنَّ ضِدَّ الْحَيَاةِ الْمَوْتُ وَلَيْسَ كَذَالِكَ الرُّوْحُ وَلِهٰذَا قَوْلُ عَلِيِّ بْنِ عِيْسٰى (يُرْزَقُوْنَ) مِنْ نَعِيْمِ الْجَنَّةِ غُدُوًّا وَّعَشِيًّا) وَقِيْلَ يُرْزَقُوْنَ النَّعِيْمَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ"

بعض لوگوں نے روحوں کی حدیث کا انکار کیا ہے، وہ کہتے ہیں روح ایک عرض ہے اور یہ ممکن نہیں کہ وہ راحت پائے۔ مگر ان کا یہ خیال صحیح نہیں کیونکہ روح ایک لطیف ہوائی جسم ہے جو ہوا سے پیدا ہوتا ہے، اس کا ثبوت یہ ہے کہ روح، بدن سے نکلتی ہے اور اس کی طرف دوبارہ لوٹائی جاتی ہے اور روح ہی احساس کرنے والی اور افعال بجالانے والی ہے نہ کہ بدن اور روح کا طبعی زندگی سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ زندگی کی ضد موت ہے مگر روح ایسی نہیں اور یہی علی بن عیسٰی کا قول ہے (انہیں رزق دیا جاتا ہے،) صبح وشام جنت کی نعمتوں میں سے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہیں انکی قبروں میں نعمتیں عطاء کی جاتی ہیں۔

(مجمع البیان للطبرسی ج ۱ ص ۲۳۷)

سورۂ انعام آیت نمبر ۹۳

قبر میں عذاب و ثواب پر نصِّ صریح ہے

اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کو قیامت سے پہلے قبر میں بھی عذاب دیا جاتا ہے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

اگر تو دیکھے جس وقت کہ ظالم لوگ (نافرمان) موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں اور فرشتے

بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ (الانعام ۹۳)	اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ نکالو اپنی جانیں آج کے دن تمہیں بدلہ ملے گا رسوا کن عذاب کی صورت میں اس لیے کہ تم اللہ پر جھوٹ باندھتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبر (اعراض) کیا کرتے تھے۔

اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ (آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا) میں جس فوری عذاب کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے موت کا دن مراد ہے۔ یعنی قبضِ روح کا وقت بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ یہ روح نکلتے ہی عالمِ برزخ یعنی قبر کا عذاب ہے، جیسا کہ تفسیر فتح القدیر میں امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

اَلْيَوْمَ تُقْبَضُ فِيْهِ اَرْوَاحُكُمْ اَوْ اَرَادُوْا بِالْيَوْمِ الْوَقْتَ الَّذِيْ يُعَذَّبُوْنَ فِيْهِ الَّذِيْ مَبْدَؤُهٗ عَذَابُ الْقَبْرِ (فتح القدیر ج ۲ ص ۱۴۰)	یعنی وہ دن ہے، جس میں تمہاری ارواح قبض کی جائیں گی۔ یا عذاب کے دن سے وہ وقت مراد ہے کہ اس میں انہیں عذاب ہوگا جس کی ابتداء عذابِ قبر سے ہے۔

تفسیری اختلاف اپنی جگہ پر، تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قبضِ روح کے ساتھ اللہ کے نافرمان عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ میت کا جسم خواہ آگ میں جلا کر راکھ کر دیا جائے اور اس راکھ کو ہوا میں اڑا دیا جائے یا سمندر اور دریا میں بہا دیا جائے۔ لیکن عالمِ برزخ (قبر) کی کلفت اور راحت میت کے اپنے اعمال کے مطابق اس کی روح اور جسم کو ضرور دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جبکہ بغیر اسباب کے انسان کو بنا سکتا ہے۔ تو بنائے ہوئے انسان کو مار دینا، اس کی موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنا، جسم کے بکھرے ہوئے اجزاء کو جمع کر لینا، اور اس کے اجزاءِ بدن جہاں کہیں بھی منتشر

ہوں انہیں روح کے ساتھ قیامت سے پہلے (عالم برزخ میں) تکلیف و آرام میں مبتلا کرنا اس کے لیے کیا مشکل ہے؟

آج سے مراد وہ دن ہے۔ جس میں اُن پر عذابِ قبر کی ابتداء ہوگی، اس آیت میں عذابِ قبر کی طرف صاف اشارہ ہے۔ (اشرف الحواشی بحوالہ تفسیر وحیدی)

ظالموں سے مراد اللہ تعالیٰ کے نافرمان، سرکش اور باغی ہیں جو اصلاحِ اعمال کے بغیر اور توبہ کے بغیر ہی مرجاتے ہیں؟ اس آیت میں اُن کی موت کے وقت کی شدتِ تکلیف کا ذکر ہے۔ حدیث کی کتابوں میں اس شدت کی تفصیل بہت صراحت سے کی گئی ہے صحیح بخاری مسلم، ترمذی، نسائی وغیرہ میں حضرت عائشہؓ، حضرت انسؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عبادہ بن صامتؓ، حضرت براء بن عازبؓ کی روایتیں ہیں، مختصر طور پر جن کا ذکر یہ ہے، کہ علمِ الٰہی میں جو لوگ عذاب کے لائق ہیں۔ قبضِ روح کے وقت ان کے پاس ہیبت ناک صورت کے فرشتے آتے ہیں، اور اُس مستحقِ عذاب شخص کی روح کو خبر سناتے ہیں، کہ جسم سے الگ ہوتے ہی سخت عذابِ قبر سے وہ دوچار ہونے والا ہے، اس عذاب کے خوف سے روح جسم میں جگہ جگہ چھپتی پھرتی ہے، اور فرشتے بڑی سختی سے ڈانٹ دے کر اُس کی روح کو نکال لیتے ہیں۔ اور روح کو نکالتے وقت یہ کہتے جاتے ہیں کہ اے ناپاک روح اللہ تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہونے کے لیے جلدی نکل ـــــ اور اس کے منہ اور پیٹھ پر طرح طرح کی مار مارتے ہیں، جب اس خرابی سے روح نکلتی ہے، تو ایک طرح کی بدبو روئے زمین پر پھیل جاتی ہے، جس سے اُن فرشتوں کو جو اپنے اپنے کام کے لیے زمین پر پھیلے ہوئے ہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ کوئی ناپاک روح کسی جسم سے جدا ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بدبو کا ذکر فرماتے وقت اپنی ناک کپڑے سے ڈھانک لیا کرتے تھے، کیونکہ اعجازِ نبوت کے سبب بدبو کے ذکر کے وقت اصلی بدبو آپ کے دماغ میں اثر کرنے لگتی تھی۔ اُس

روح کو فرشتے آسمان پر لے جانا چاہتے ہیں، لیکن آسمان کے دروازے نہیں کھلتے۔ اس بیان کے وقت آنحضرت یہ آیت پڑھا کرتے تھے

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ	ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے
وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى	جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے
يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ۔	جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں
(الاعراف ۔۴۰)	نہ داخل ہو جائے۔

محاورۂ زبان میں اس سے مراد مطلقاً ایک امر محال عادی کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے۔ یعنی نہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نکل سکے گا، نہ فلاں فعل ہو گا۔

اس ناپاک روح کے لیے جب آسمان کے دروازے نہیں کھلتے تو روح پھر جسم میں داخل کی جاتی ہے اور منکر نکیرین اس سے سوالات کرتے ہیں۔ اور قیامت تک طرح طرح کے عذاب قبر میں وہ روح گرفتار رہتی ہے (احسن التفاسیر جلد دوم صفحہ ۱۶۵)

جس طرح عالم دنیا میں فلسفۂ اضداد اپنے اثرات و نتائج دکھا رہا ہے اور جس طرح کہ عالم آخرت میں یہی منظر پیش آنے والا ہے اس طرح عالم برزخ میں بھی اعمال انسانی کے اثرات ظہور پذیر ہونا شروع ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ آخرت میں مکافات کا عمل مکمل صورت میں ظاہر ہو گا جس کا عالم دنیا اور عالم برزخ میں ظہور نا ممکن ہے۔

مسافرانِ عدم کو سکوں ہو کیسے نصیب
قدم قدم پہ قیامت دکھائی دیتی ہے

اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ يَجُوْزُ اَنْ يُّرِيْدُوْا وَقْتَ الْاِمَاتَةِ وَمَا يُعَذَّبُوْنَ بِهٖ مِنْ شِدَّةِ النَّزْعِ وَاَنْ يُّرِيْدُوا الْوَقْتَ الْمُمْتَدَّ الْمُتَطَاوِلَ الَّذِيْ يَلْحَقُهُمْ فِيْهِ الْعَذَابُ فِي الْبَرْزَخِ وَالْقِيَامَةِ۔	آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا ممکن ہے اُن کا ارادہ موت کے وقت ہو اور اس سے مُراد نزع کی سختی کا عذاب ہو اور اُس سے وہ وقتِ طویل مراد ہو جو کہ برزخ اور قیامت کو شامل ہے"

(تفسیر الکشاف ج ۲ ص ۴۶-۴۷)

یہاں برزخ سے مُراد موت اور قیامت کا درمیانی عرصہ ہے بعض نے کہا ہے اس سے مُراد قبر ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج ۲ ص ۱۶۱)

مَنْ قَالَ اِنَّ هٰذَا فِي الدُّنْيَا كَانَ عِبَارَةٌ عَنْ وَقْتِ الْاِمَاتَةِ وَالْعَذَابِ وَالْعَذَابُ مَا عُذِّبُوْا بِهٖ مِنْ شِدَّةِ النَّزْعِ اَوِ الْوَقْتُ الْمُمْتَدُّ الْمُتَطَاوِلُ الَّذِيْ يَلْحَقُهُمْ فِيْهِ الْعَذَابُ فِي الْبَرْزَخِ۔	جس کا یہ خیال ہے کہ اس سے مُراد دنیا میں عذاب ہے، تو اُس کا مطلب موت کے وقت کا عذاب ہے، اور یہ وہ عذاب ہے، جو شدتِ نزع کی صورت میں ہوتا ہے، یا یہ وہ وقتِ دراز ہے جس میں کہ عذاب اُنہیں زمانۂ برزخ میں بھی پہنچتا ہے۔

(الکبیر ج ۴ ص ۱۷۱)

اس آیت کریمہ میں بھی ظالموں (نافرمانوں) کیلئے عالم برزخ (قبر وغیرہ) میں عذاب کی خبر دی جا رہی ہے"

خاک کے نیچے وہ عاجز خاک ہو کر رہ گئے
محفل دنیا میں جن کا ٹھاٹھ شاہانہ رہا

یہ آیت شریفہ بھی برزخ کا عذاب ثابت کر رہی ہے

(۴) وَلَوْ تَرٰى إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ۔

(الانفال ۵۰)

حِيْنَ تَقْبِضُ أَعْوَانُ مَلَكِ الْمَوْتِ أَرْوَاحَ الْكُفَّارِ بِبَدْرٍ (يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ) أَيْ مَا أَقْبَلَ مِنْ أَعْضَائِهِمْ (وَأَدْبَارَهُمْ) أَيْ مَا أَدْبَرَ مِنْهَا (وَذُوْقُوْا) أَيْ يَضْرِبُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ بَعْدَ السَّيْفِ فِي الدُّنْيَا (عَذَابَ الْحَرِيْقِ) أَيِ الْعَذَابُ الْمُحْرِقُ الَّذِيْ هُوَ مُقَدِّمَةُ عَذَابِ الْآخِرَةِ۔ تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۳۵۹

هٰذَا بَيَانُ تَعَذُّبِهِمْ فِيْ عَالَمِ الْبَرْزَخِ۔

(تفسیر مظہری ج ۴ ص ۱۴)

کاش تم اس حالت کو دیکھ سکتے جب کہ فرشتے کافروں کی روحیں قبض کر رہے تھے، وہ انکے چہروں اور پشتوں پر ضربیں لگاتے تھے اور کہتے تھے کہ جلنے کے عذاب کا مزہ چکھو

جب ملک الموت کے مددگار فرشتے بدر کے میدان میں کفار کی جانیں، لے رہے تھے (اُن کے مونہوں پر مار رہے تھے) یعنی اُن کے سامنے کے اعضاء پر (اور اُن کی پشتوں پر) یعنی اُن کے پچھلی طرف کے اعضاء پر (اور چکھو) یعنی مارتے جاتے تھے اور کہتے تھے دنیا میں تلوار کی دھار کا مزہ چکھنے کے بعد (جلنے کے عذاب کا مزہ) یعنی جلانے والے عذاب کا مزہ جو آخرت کے عذاب کی تمہید ہے۔

یہ برزخ میں ان کو جو عذاب دیا جاتا ہے، اس کا بیان ہے۔

متکلمین نے اس آیت سے یہ استنباط بھی کیا ہے، کہ انسان جس شے کا نام ہے، وہ اس جسم سے الگ ہے اور اس کا اطلاق رُوح پر ہوتا ہے، قَالُوْا الْوَاحِدِیُ ھٰذَا یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ الْاِنْسَانَ شَیْءٌ مُغَایِرٌ لِّھٰذَا الْجَسَدِ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْھَھُمْ سے امام رازی نے یہ لطیف نکتہ بھی نکالا ہے کہ کافر کی رُوح جب دنیا سے روانہ ہوتی ہے، تو دنیا کے چھوٹنے کا تو اسے صدمہ ہوتا ہی ہے۔ ادھر آخرت پر جب نظر کرتی ہے، تو اُدھر بھی تاریکی ہی تاریکی نظر آتی ہے۔ اس طرح اس پر آگے اور پیچھے دونوں طرف سے گویا دوہری مار پڑتی ہے۔" (ماجدی ص ۳۸۶)

کاش عاجز زندگی کٹتی خدا کی یاد میں
اب ہے کیا حاصل دمِ رحلت جو پچھتاتا ہے تو

منافقین اہلِ مدینہ منورہ کیلئے دوہری سزا سے مُراد دُنیا اور قبر کا عذاب ہے۔

(۵) وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ (التوبہ ۱۰۱)

اور کچھ تمہارے گرد و پیش والے دیہاتیوں میں سے اور کچھ مدینہ والوں میں سے (ایسے) منافق ہیں (کہ) نفاق میں اڑ گئے ہیں، آپ (بھی) اُنہیں نہیں جانتے ہیں ہم اُنہیں دوہری سزا دینگے، پھر وہ عذابِ عظیم کی طرف بھیجے جائینگے۔

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ: یہ دوہری سزا قبل آخرت ہوگی، ایک سزا نفاق کی دوسری سزا اعمال نفاق کی، ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ۔ یہ عذاب عظیم ظاہر ہے کہ عذاب آخرت ہے، دو عذاب اس سے قبل کے، جس پر لفظ ثُمَّ دلالت کرتا ہے، ممکن ہے کہ اُن میں سے ایک سزا اسی دنیا کی ہو اور دوسرا عذاب قبر ہو، قبل آخرت کے عموم میں دنیا اور برزخ دونوں داخل ہیں

(تفسیر ماجدی ص ۴۲۳)

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ "ہم انہیں عنقریب دو مرتبہ عذاب دیں گے، پھر انہیں زبردست عذاب کی طرف پلٹایا جائے گا۔"

زبردست عذاب سے حتمی طور پر قیامت کے بعد کا عذاب ہے، اب اس سے پہلے دو مرتبہ کا عذاب کیا ہے؟ تو اس میں سے ایک تو اس دنیائے فانی کی ذلت و رسوائی ہے جس سے منافقین کو دوچار ہونا پڑا، اور

دوسرے مرنے کے بعد کا عذاب قبر ہے، کیوں کہ بہت سے منافقین کو اس دنیا میں انہیں ایک ہی عذاب دیا گیا دو نہیں، اس کے برعکس بعض بعض منافقین کو بار بار ذلت و رسوائی سے دوچار ہونا پڑا، اب اگر ہر مرتبہ کی ذلت کو ایک بار کا عذاب کہیں تو انہیں دنیا میں دو مرتبہ کے بجائے کئی مرتبہ عذاب ہو گیا، اس لئے ان کے حق میں دو مرتبہ عذاب دینے کی بات بے معنی ہو جاتی ہے، البتہ دنیا کی ساری رسوائیوں کو ایک عذاب اور قبر کی سختیوں اور گرفتوں کو دوسرا عذاب قرار دیں تو یہ عین تاریخی شہادت اور واقعات کے مطابق ہے۔"

هُمَا الْقَتْلُ وَعَذَابُ الْقَبْرِ وَالْفَضِيحَةُ وَعَذَابُ الْقَبْرِ۔

وہ دو عذاب (دنیا میں) قتل اور عذاب قبر ہے، اور فضیحت اور عذاب قبر ہے

(مدارک ج ۲ ص ۳۵۰)

یعنی منافقین کے لئے ایک عذاب تو اس دنیا میں مسلمانوں کے ہاتھوں اُنکا قتل اور اُن کی رسوائی ہے اور دوسرا عذاب، عذاب قبر ہے، یعنی برزخ میں قیامت سے قبل بھی سزا مل کر رہیگی۔"

فَأَكْثَرُ النَّاسِ عَلَىٰ أَنَّ الْعَذَابَ الثَّانِيَ هُوَ عَذَابُ الْقَبْرِ

اکثر مفسرین کا مسلک یہ ہے کہ دوسرے عذاب سے مراد، عذاب قبر ہے۔

(البحر المحیط ج ۵ ص ۹۴)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا قَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ جُمُعَةٍ خَطِيبًا فَقَالَ قُمْ يَا فُلَانُ فَاخْرُجْ فَإِنَّكَ

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جمعہ کے دن خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے فلاں اُٹھ اور یہاں سے نکل جا کیونکہ تو منافق ہے اے فلاں چلا جا کیونکہ تُو

مُنَافِقٌ اُخْرُجْ يَا فُلَانُ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ فَاَخْرَجَهُمْ بِاَسْمَائِهِمْ فَفَضَحَهُمْ وَلَمْ يَكُ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ شَهِدَ تِلْكَ الْجُمُعَةَ لِحَاجَةٍ كَانَتْ لَهُ فَلَقِيَهُمْ وَهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَبَأَ مِنْهُمْ اسْتِحْيَاءً اَنَّهُ لَمْ يَشْهَدِ الْجُمُعَةَ وَظَنَّ اَنَّ النَّاسَ قَدِ انْصَرَفُوْا وَاخْتَبَأُوْا هُمْ مِنْهُ وَظَنُّوْا اَنَّهُ قَدْ عَلِمَ بِاَمْرِهِمْ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاِذَا النَّاسُ لَمْ يَنْصَرِفُوْا فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اَبْشِرْ يَا عُمَرُ فَقَدْ فَضَحَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْمُنَافِقِيْنَ الْيَوْمَ فَهٰذَا الْعَذَابُ الْاَوَّلُ وَالْعَذَابُ الثَّانِىْ عَذَابُ الْقَبْرِ وَعَنِ الْحَسَنِ اَنَّ الْعَذَابَ الْاَوَّلَ اَخْذُ الزَّكٰوةِ وَالثَّانِىْ عَذَابُ الْقَبْرِ۔ تفسیر روح المعانی جز ۱۱ ص ۱۱۔

منافق ہے، غرض نام لے لے کر آپ نے انہیں مسجد سے نکالا اور رُسوا کیا۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب کسی مجبوری کی وجہ سے اس جمعہ میں حاضر نہیں ہوئے تھے، جب وہ منافقین مسجد سے نکل رہے تھے، حضرت عمرؓ کا اُن سے سامنا ہوگیا تو حضرت عمرؓ اُن نکلنے والوں سے اسلئے چھُپ گئے کہ آپ جمعہ میں حاضر نہیں ہوئے تھے اور آپ یہ سمجھے تھے کہ لوگ اب تک جمعہ پڑھ کر چلے گئے ہوں گے اور منافقین یہ سمجھ کر کہ حضرت عمرؓ کو اُن کے معاملہ کا علم ہے، ان سے چھُپ گئے۔ پھر حضرت عمرؓ مسجد میں داخل ہوئے تو لوگ ابھی تک وہیں تھے اس موقع پر ایک آدمی نے کہا، عمرؓ مبارک ہو، اللہ تعالےٰ نے آج منافقوں کو ذلیل کر دیا ہے، تو یہ پہلا عذاب ہے جو منافقوں پر نازل ہوا اور دوسرا عذاب، قبر کا عذاب ہے حسن بصریؒ کا قول ہے کہ پہلے عذاب سے مُراد، زکوٰۃ کی وصولی اور دوسرے عذاب سے مُراد، عذابِ قبر ہے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ وَّعَنْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ قَالَا عَذَابُ الْقَبْرِ وَعَذَابُ النَّارِ، تفسیر درمنثور ج ۳ ص ۲۷۱

مجاہد اور قتادہ رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالٰے کے اس فرمان کہ، ہم انہیں عنقریب دو بار سزا دیں گے، کی یہ تفسیر کی ہے عذاب قبر اور عذاب جہنم۔

بِالْفَضِيْحَةِ أَوِ الْقَتْلِ فِي الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّةً فِي الدُّنْيَا وَمَرَّةً فِي الْقَبْرِ۔

(حاشیہ الجمل علی الجلالین ج ۲ ص ۳۱۴)

دنیا میں رسوائی یا قتل اور قبر میں عذاب تو یہ ایک بار عذاب دنیا میں ہوا اور ایک بار قبر میں،

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ اخْتَلَفَ الْمُفَسِّرُوْنَ فِي الْعَذَابِ الْاَوَّلِ مَعَ اتِّفَاقِهِمْ عَلٰى اَنَّ الْعَذَابَ الثَّانِيَ هُوَ عَذَابُ الْقَبْرِ بِدَلِيْلِ قَوْلِهِ (ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ) وَهُوَ عَذَابُ النَّارِ فِي الْاٰخِرَةِ فَثَبَتَ بِهٰذَا اَنَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى يُعَذِّبُ الْمُنَافِقِيْنَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مَرَّةً فِي الدُّنْيَا وَمَرَّةً فِي الْقَبْرِ وَمَرَّةً فِي الْاٰخِرَةِ۔

"تفسیر الخازن مع النسفی ج ۲ ص ۲۷۶"

ہم عنقریب انہیں دو مرتبہ سزا دیں گے مفسرین کا اس بارہ میں اختلاف ہے کہ پہلے عذاب سے کیا مراد ہے؟ جب کہ اس بات پر سب متفق ہیں کہ دوسرے عذاب سے مراد عذاب قبر ہے اور اس اتفاق کی بنیاد اللہ تعالٰے کا یہ ارشاد ہے کہ پھر وہ ایک بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے، اور وہ آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالٰے منافقین کو تین مرتبہ عذاب دے گا، ایک بار دنیا میں ایک بار قبر میں اور ایک بار آخرت میں،

اِحْدٰیْهُمَا فِی الدُّنْیَا وَالْاُخْرٰی فِی الْقَبْرِ۔	ان دونوں میں سے ایک عذاب دنیا میں اور دوسرا قبر میں مُراد ہے۔
(ابن جریر ج ۱۱ ص ۸)	
اَکْثَرُ النَّاسِ عَلٰی اَنَّ الْعَذَابَ الثَّانِیْ هُوَ عَذَابُ الْقَبْرِ۔	اکثر لوگوں (علماء) کا قول ہے، کہ دوسرے عذاب سے مُراد عذاب قبر ہے۔
(بحر المحیط ص ۹۴)	
فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَکَرَ رِجَالًا مِّنْهُمْ وَاَخْرَجَهُمْ مِنَ الْمَسْجِدِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فِیْ خُطْبَتِهٖ وَقَالَ اخْرُجُوْا فَاِنَّکُمْ مُّنَافِقُوْنَ وَیُعَذِّبُهُمْ فِی الْقَبْرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّالسُّدِّیِّ وَالْکَلْبِیِّ وَقِیْلَ مَرَّةً فِی الدُّنْیَا بِالسَّبْیِ وَالْقَتْلِ وَمَرَّةً فِی الْاٰخِرَةِ بِعَذَابِ الْقَبْرِ وَقِیْلَ اِنَّ الْاُوْلٰی ضَرْبُ الْمَلٰٓئِکَةِ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ عِنْدَ قَبْضِ اَرْوَاحِهِمْ وَالْاُخْرٰی	تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن خطبہ میں ان منافقین میں سے کئی آدمیوں کا نام لیا اور انہیں یہ کہہ کر مسجد سے نکال دیا کہ نکل جاؤ تم منافق ہو، ایک عذاب تو یہ ہوا، اور قبر میں "دوسری مرتبہ" انہیں عذاب دے گا یہ ابن عباسؓ سُدّی اور کلبیؒ کا قول ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک مرتبہ دنیا میں غلام بنائے گئے اور قتل کے ذریعہ اور ایک مرتبہ آخرت میں عذابِ قبر کے ذریعہ بعض کا قول ہے کہ پہلا عذاب تو ان کی جانیں نکالتے وقت فرشتوں کا ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر ضربیں لگانا ہے اور دوسرا عذاب قبر کا ہے، بعض کہتے ہیں کہ پہلا عذاب

عَذَابُ الْقَبْرِ وَقِيلَ اَنَّ الْاُوْلٰى اِقَامَةُ الْحُدُوْدِ عَلَيْهِمْ وَالْاُخْرٰى عَذَابُ الْقَبْرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. (مجمع البیان للطبرسی ج ۳ ص ۔۔)

یہ حدوں کا نفاذ ہے، اور دوسرا، عذابِ قبر ہے یہ ابن عباسؓ سے مروی ہے

اَلْمَصَائِبُ فِيْ اَمْوَالِهِمْ وَاَوْلَادِهِمْ وَعَذَابُ الْقَبْرِ. (تفسیر فتح القدیر ج ۲ ص ۳۹۹)

ان کے مالوں اور اولاد کی تباہی اور قبر کا عذاب"

قَالَ الْحَسَنُ وَالْقَتَادَةُ عَذَابُ الدُّنْيَا وَعَذَابُ الْقَبْرِ

حسنؒ اور قتادہؒ اس سے دنیا کا عذاب اور قبر کا عذاب مراد لیتے ہیں،

قَالَ ابْنُ زَيْدٍ اَلْاَوَّلُ بِالْمَصَائِبِ فِيْ اَمْوَالِهِمْ وَاَوْلَادِهِمْ وَالثَّانِيْ عَذَابُ الْقَبْرِ. (تفسیر القرطبی جزء ۸ ص ۲۴۱)

ابن زید کہتے ہیں، پہلا عذاب ان کے مالوں اور اولاد کو نقصان پہنچا اور دوسرا عذاب قبر کا ہے۔

فَهٰذَا هُوَ الْعَذَابُ الْاَوَّلُ وَالْعَذَابُ الثَّانِيْ عَذَابُ الْقَبْرِ. (روح البیان ج ۳ ص ۴۹۴)

اُن کی تذلیل، یہ پہلا عذاب ہے اور دوسرا عذاب (اُن کے لئے) عذابِ قبر ہے۔

اَلْاَوَّلُ هُوَ الْقَتْلُ وَالثَّانِيْ عَذَابُ الْقَبْرِ (تفسیر ابی السعود جزء ۹ ص ۹۸) (وتفسیر زاد المسیر ج ۳ ص ۴۹۲)

پہلا عذاب قتل ہے، دوسرا عذابِ قبر ہے،

عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الْحَسَنِ سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ قَالَ عَذَابُ الدُّنْيَا وَعَذَابُ الْقَبْرِ"	معمرؒ، حسن بصریؒ سے روایت کرتے ہیں کہ دو مرتبہ عذاب سے مراد، دنیا کا عذاب اور قبر کا عذاب ہے۔
(تفسیر الطبری جز ۱۱ ج ۷ ص ۹)	
اَنَّهُمْ يُعَذَّبُوْنَ مَرَّتَيْنِ مَرَّةً فِي الدُّنْيَا بِاَيِّ نَوْعٍ مِّنَ الْاَنْوَاعِ الْمَذْكُوْرَةِ وَمَرَّةً فِي الْقُبُوْرِ	انہیں دو مرتبہ عذاب دیا جائے گا ایک مرتبہ دنیا میں اوپر بیان کی گئی نوعوں میں سے کسی نوع کے ذریعہ اور ایک مرتبہ قبروں میں۔
(تفسیر مظہری ج ۴ ص ۲۸۹)	
وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَذَابُ الدُّنْيَا وَعَذَابُ الْقَبْرِ	اور ابن جریجؒ کا قول ہے دنیا کا عذاب اور قبر کا عذاب
(ابن کثیر ج ۲ ص ۳۸۵)	
سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ قِيْلَ، هُمَا الْقَتْلُ وَعَذَابُ الْقَبْرِ	ہم انہیں دو مرتبہ عذاب دینگے اس سے مراد ایک مرتبہ اُن کا قتل (دنیا میں) دوسری دفعہ قبر میں عذاب ہے۔
(الکشاف ج ۲ ص ۳۰۶)	

قرآن کریم کی بہت سی آیات سے قبر کا عذاب و ثواب ثابت ہے، قبر کے عذاب و ثواب کا انکار قرآن کریم کا انکار ہے۔ (نعوذ باللہ تعالیٰ)

کس طرح تو ہنستا ہے جب علم نہیں تجھکو
آئے گی اجل کیسے اور قبر میں کیا ہوگا

اللہ تعالیٰ قبر میں مومن کو منکر و نکیر کے سوالات کے وقت ثابت قدم رکھتا ہے

(۱) - يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ.
(ابراهيم ۲۷)

اللہ ایمان لانے والوں کو ایک محکم بات کے ذریعہ دنیا و آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالموں کو بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔

وَقَالَ طَاؤُسٌ وَقَتَادَةُ وَجُمْهُوْرٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ اَنَّ تَثْبِيْتَهُمْ فِي الدُّنْيَا هُوَ مُدَّةُ حَيَاةِ الْاِنْسَانِ وَفِي الْاٰخِرَةِ هُوَ وَقْتُ سُؤَالِهٖ فِيْ قَبْرِهٖ وَرَجَّحَ هٰذَا الْقَوْلَ الطَّبَرِيُّ.

طاؤسؒ، قتادہؒ اور دیگر علماء کی اکثریت کا قول ہے کہ دنیا میں ثابت قدم رکھنا، انسان کی پوری عمر کو محیط ہے اور آخرت میں ثابت قدمی سے مراد، قبر میں سوال کے وقت ثابت قدمی عطا کرنا ہے۔ اسی قول کو طبریؒ نے ترجیح دی ہے۔

وَقَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَجَمَاعَةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا هِيَ وَقْتُ سُؤَالِهٖ فِيْ قَبْرِهٖ وَرَوَاهُ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ

براء بن عازبؓ اور ایک دوسری جماعت کا قول ہے کہ دنیا کی زندگی میں ثابت قدمی سے مراد قبر میں سوال کے وقت ثابت قدمی ہے، یہی بات حضرت براءؓ نے نبی صلی اللہ علیہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْآخِرَةِ هُوَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ الْعَرْضِ۔
(البحر المحیط ج ۵ ص ۴۲۳)

وسلم سے روایت کی ہے اور آخرت میں ثابت قدمی اس وقت ہو گی جب قیامت کے دن، اعمال بارگاہِ خداوندی میں پیش ہوں گے۔"

وَقَالَ أَكْثَرُ الْمُفَسِّرِيْنَ أَنَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِهِ فِي الْآخِرَةِ فِي الْقَبْرِ وَالْآيَةُ وَرَدَتْ فِي سُؤَالِ الْقَبْرِ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَهُوَ الْمَرْوِيُّ عَنْ أَئِمَّتِنَا
(مجمع البیان للطبرسی ج ۳ ص ۳۱۴)

اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ آیت میں آخرت سے مراد، قبر ہے اور یہ آیت قبر میں سوال کے بارہ میں نازل ہوئی ہے، یہی قول ہے، ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ کا اور یہی ہمارے اماموں (ائمۂ اہل بیت) سے مروی ہے،

وَالْآيَةُ دَلِيْلٌ عَلَى حَقِّيَّةِ سُؤَالِ الْقَبْرِ وَعَلَى تَنْعِيْمِ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْقَبْرِ فَإِنَّ تَثْبِيْتَ اللهِ عَبْدَهُ فِي الْقَبْرِ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ هُوَ النِّعْمَةُ كُلُّ النِّعْمَةِ

آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ قبر میں سوال حق ہے اور مومن کو قبر میں نعمتیں ملتی ہیں کیونکہ قبر میں اللہ تعالیٰ کا بندہ کو محکم بات کے ذریعہ ثابت قدم رکھنا، کمال درجہ کی نعمت ہے،

قَالَ الْفَقِيْهُ أَبُو اللَّيْثِ قَدْ تَكَلَّمَ الْعُلَمَاءُ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ بَعْضُهُمْ يُجْعَلُ الرُّوْحُ

فقیہ ابواللیث کہتے ہیں علماء نے عذابِ قبر کے بارہ میں بحث کی ہے بعض کہتے ہیں رُوح جسم میں اسی طرح داخل کی جاتی ہے جیسے دنیا میں تھی، اور مُردہ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے، یعنی

فِیْ جَسَدِہٖ کَمَا کَانَ فِی الدُّنْیَا وَیَجْلِسُ اَتٰی یَأْتِیْہِ مَلَکَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ فَظَّانِ غَلِیْظَانِ أَعْیُنُھُمَا کَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ وَاَصْوَاتُھُمَا کَالرَّعْدِ الْقَاصِفِ مَعَھُمَا مِرْزَبَۃٌ فَیُقْعِدَانِ الْمَیِّتَ وَیَسْأَلَانِہٖ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَنْ رَّبُّکَ وَمَا دِیْنُکَ وَمَنْ نَّبِیُّکَ فَیَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ اَللّٰہُ رَبِّیْ وَالْاِسْلَامُ دِیْنِیْ وَمُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ فَذٰلِکَ ھُوَ الثَّبَاتُ وَاَمَّا الْکَافِرُ وَالْمُنَافِقُ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ فَیُضْرَبُ بِتِلْکَ الْمِرْزَبَۃِ فَیَصِیْحُ صَیْحَۃً یَسْمَعُھَا مَا بَیْنَ الْخَافِقَیْنِ اِلَّا الْجِنَّ وَالْاِنْسَ وَھَلْ عَذَابُ الْقَبْرِ دَائِمٌ اَوْ یَنْقَطِعُ فَالْجَوَابُ

اس کے پاس دو سیاہ رنگ والے نیلگوں آنکھوں والے سخت مزاج، سختی کرنے والے فرشتے جن کی آنکھیں چندھیا دینے والی چمک کی طرح اور جنکی آوازیں، کڑکنے والی بجلی کی طرح ہوتی ہیں، آتے ہیں ان کے پاس ہتھوڑا ہوتا ہے، وہ میّت کو اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ ایمان دار جواب دیتا ہے کہ اللہ، میرا رب ہے اسلام میرا دین ہے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں، ثابت قدمی سے مراد یہی درست جواب دینا ہے رہا کافر اور منافق تو وہ کہتا ہے مجھے کچھ پتہ نہیں، اس پر اُس کافر اور منافق کو اس ہتھوڑے سے مارا جاتا ہے تو وہ اتنی بلند آواز سے چلاتا ہے جس کو جنوں اور انسانوں کے سوا، مشرق و مغرب کے درمیان کے سب جاندار سنتے ہیں، کیا عذاب قبر

نَوْعٌ دَائِمٌ بِدَلِيْلِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا) وَنَوْعٌ مُنْقَطِعٌ وَّهُوَ بَعْضُ الْعُصَاةِ الَّذِيْنَ خَفَّتْ جَرَائِمُهُمْ فَيُعَذَّبُ بِحَسْبِ جُرْمِهٖ ثُمَّ يُخَفَّفُ عَنْهُ كَمَا يُعَذَّبُ فِي النَّارِ مُدَّةً ثُمَّ يَزُوْلُ عَنْهُ الْعَذَابُ۔	ہمیشہ رہتا ہے یا اس کا سلسلہ کبھی رک جاتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک قسم کا عذاب وہ ہے جو ہمیشہ رہتا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے "فرعونی صبح و شام آگ کے سامنے کئے جاتے ہیں، اور ایک قسم وہ ہے جو ختم ہو جاتی ہے اور وہ بعض گناہ گاروں کا عذاب ہے جن کے جُرم معمولی ہوتے ہیں تو انہیں ان کے جُرم کے مطابق عذاب دیا جاتا ہے پھر اس میں کمی واقع ہو جاتی ہے جیسے گناہ گاروں کو کچھ مُدت جہنم میں عذاب دیا جائے گا
(تفسیر رُوح البیان) (ج ۴ ص ۱۱۴ — ۱۱۲)	پھر وہ بالکل ختم ہو جائے گا۔
قَالَ جَمَاعَةٌ اَلْمُرَادُ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اَلْقَبْرُ وَقِيْلَ الْمُرَادُ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَقْتُ الْمَسْئَلَةِ فِي الْقَبْرِ۔	علماء کی ایک جماعت کا قول ہے کہ اس آیت میں دنیا کی زندگی سے مُراد قبر ہے، بعض کہتے ہیں دنیا کی زندگی سے مُراد قبر میں سوال کا وقت ہے۔
تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۱۰۶	
وَفِي الْاٰخِرَةِ) اَيْ بَعْدَ الْمَوْتِ وَذٰلِكَ فِي الْقَبْرِ	اور (آخرت میں) یعنی موت کے بعد اور ایسا قبر میں ہوتا ہے جو آخرت کی

اَلَّذِیْ هُوَ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَّنَازِلِ الْاٰخِرَةِ۔	منزلوں میں سے پہلی منزل ہے ،
عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّہٗ قَالَ فِی الْاٰیَۃِ التَّثْبِیْتُ فِی الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا اِذَا جَاءَ الْمَلَکَانِ اِلَی الرَّجُلِ فِی الْقَبْرِ فَقَالَا لَہٗ مَنْ رَّبُّکَ قَالَ رَبِّیَ اللّٰہُ قَالَا وَمَا دِیْنُکَ قَالَ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ قَالَا وَمَنْ نَّبِیُّکَ قَالَ نَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	براءؓ ابن عازب سے روایت ہے کہ انہوں نے اس آیت کے بارہ میں فرمایا، دنیا کی زندگی میں ثابت قدم رکھنا یہ ہے کہ جب قبر میں آدمی کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے ؟ تو وہ جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے ؟ وہ جواب دیتا ہے میرا دین اسلام ہے وہ پوچھتے ہیں تیرا نبی کون ہے ؟ وہ کہتا ہے میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں "
عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الخ فِی الْاٰخِرَۃِ الْقَبْرِ۔	ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کی تشریح فرماتے ہوئے سنا، فرماتے تھے آخرت سے مراد قبر ہے "

(روح المعانی جز ۱۳ ص ۱۹۷)

یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا نَزَلَتْ فِیْ عَذَابِ الْقَبْرِ	یہ آیت ، عذاب قبر کے بارہ میں نازل ہوئی ،
عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ	براءؓ ابن عازب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا أُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهٖ اَتَاهُ آتٍ ثُمَّ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذَالِكَ قَوْلُهٗ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ .	جب مؤمن کو قبر میں اٹھا کر بٹھایا جاتا ہے تو اس کے پاس آنے والے (فرشتے) آتے ہیں اُس وقت یہ توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کی شہادت دیتا ہے، یہی مطلب ہے اس آیت کا اللہ تعالیٰ مومنوں کو دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں مضبوط بات کے ذریعہ ثابت قدم رکھتا ہے۔
وَقَالَ الْقَفَّالُ وَجَمَاعَةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اَيْ فِي الْقَبْرِ لِاَنَّ الْمَوْتٰى فِي الدُّنْيَا اِلٰى اَنْ يُّبْعَثُوْا، وَفِي الْاٰخِرَةِ اَيْ عِنْدَ الْحِسَابِ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اَلْمُرَادُ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اَلْمُسَاءَلَةُ فِي الْقَبْرِ، وَبِالْاٰخِرَةِ اَلْمُسَاءَلَةُ فِي الْقِيَامَةِ "	قفالؒ اور ایک جماعت کا قول ہے کہ دنیا کی زندگی سے مراد، قبر میں زندگی ہے کیونکہ قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے تک مُردے دنیا میں ہیں اور آخرت میں سے مُراد ہے حساب کے وقت، براءؓ سے روایت ہے، دنیا کی زندگی سے مُراد، قبر میں سوال وجواب ہے اور آخرت سے مُراد، قیامت کے دن، پوچھ گچھ ہے"
(تفسیر القرطبی جزء ۹ ص ۳۶۳)	
حِيْنَ يُقَالُ لَهٗ فِي الْقَبْرِ	جب اُس سے قبر میں پوچھا جاتا ہے

مَنْ رَّبُّكَ وَمَا دِيْنُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ وَدِيْنِيَ الْاِسْلَامُ وَنَبِيِّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِمَنْ دَاوَمَ عَلَى الشَّهَادَةِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا يُثَبِّتُهُ اللّٰهُ عَلَيْهَا فِي قَبْرِهٖ وَيُلَقِّنُهٗ اِيَّاهَا وَاِنَّمَا فُسِّرَ الْاٰخِرَةُ هٰهُنَا بِالْقَبْرِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظَّالِمِيْنَ۔

يَعْنِيْ اَنَّ الْكُفَّارَ اِذَا سُئِلُوْا فِيْ قُبُوْرِهِمْ قَالُوْا لَا نَدْرِيْ وَاِنَّمَا قَالَ ذٰلِكَ لِاَنَّ اللّٰهَ اَضَلَّهٗ (تفسیر الکبیر جز ۱۹ ص ۱۲۲)

هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَرَدَتْ فِيْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَسُؤَالِ الْمَلَكَيْنِ وَتَلْقِيْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ كَلِمَةِ

تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے تو وہ جواب دیتا ہے میرا رب، اللہ ہے۔ میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو دنیا کی زندگی میں ہمیشہ یہ گواہی دیتا رہا، اللہ قبر میں اس کو اس شہادت پہ قائم رکھے گا اور یہ جواب اس کو سکھائے گا اور اس آیت میں آخرت کی تفسیر قبر سے کی گئی ہے۔ اور اللہ ظالموں کو بھٹکنے کے لئے چھوڑ دے گا۔

یعنی جب کافروں سے ان کی قبروں میں یہ سوال ہوگا تو وہ کہیں گے ہمیں کچھ پتہ نہیں اور یہ وہ اس لئے کہیں گے اللہ، اس وقت انہیں حق بات کہنے کی توفیق نہ دے گا۔

یہ آیت قبر میں آزمائش اور فرشتوں کے سوال کے متعلق نازل ہوئی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنوں کو بشارت ہے کہ وہ

الْحَقِّ عِنْدَ السُّؤَالِ وَتَثْبِيتِهِ عَلَى الْحَقِّ "

(فرشتوں کے) سوال کے وقت انہیں کلمۂ حق پر ثابت قدم رکھتا ہے"

(تفسیر زاد المسیر ج ۴ ص ۳۶۱)

عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَذَكَرَ قَبْضَ رُوْحِ الْمُؤْمِنِ فَتُعَادُ رُوْحُهُ فِي جَسَدِهِ وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ يَعْنِي فِي قَبْرِهِ فَيَقُوْلَانِ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ فَيَقُوْلَانِ مَا دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ دِيْنِيَ الْإِسْلَامُ فَيَقُوْلَانِ لَهُ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَيَقُوْلَانِ لَهُ مَا يُدْرِيْكَ فَيَقُوْلُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ صَدَقَ عَبْدِي فَقَالَ

براءؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی رُوح قبض کئے جانے کا ذکر کیا پھر فرمایا، پھر اس کی رُوح، اس کے جسم میں دوبارہ لوٹا دی جاتی ہے، اور دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں وہ اسے قبر میں اٹھا کر بٹھاتے ہیں اور اُس سے پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا رب، اللہ ہے، پھر وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے وہ جواب دیتا ہے میرا دین، اسلام ہے، پھر وہ سوال کرتے ہیں کہ تُو اُس آدمی کے بارہ میں جو تم میں بھیجا گیا تھا، کیا عقیدہ رکھتا ہے؟ وہ کہتا ہے وُہ اللہ کے رسُول ہیں، وہ پوچھتے ہیں تجھے یہ باتیں کیسے معلوم ہوئیں؟ وہ جواب دیتا ہے میں نے اللہ کا کلام پڑھا اس پر ایمان لایا اور اس کی

فَذَالِكَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ "

تصدیق کی اس پر آسمان سے ایک منادی کی آواز آتی ہے، میرے بندے نے درست جواب دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی مطلب ہے اس آیت کا کہ "اللہ ایمان والوں کو قولِ محکم کے ذریعہ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے۔"

کتاب الروح لابن قیمؒ ص ۴۲ بحوالہ مسند احمد ۴/ ۲۸۸۔ فتح الباری ۳/ ۲۳۴

تفسیر ابن کثیر ۲/ ۲۳۱

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ تَلَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ قَالَ ذَالِكَ اِذَا قِيْلَ فِي الْقَبْرِ مَنْ رَّبُّكَ وَمَا دِيْنُكَ وَمَنْ نَّبِيُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللهُ وَدِيْنِيَ الْاِسْلَامُ وَنَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ

ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت "یُثَبِّتُ اللهُ" تلاوت فرمائی اور فرمایا یہ ثابت قدمی اس وقت ہوتی ہے جب قبر میں کہا جاتا ہے تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے؟ اس پر مُردہ، جواب دیتا ہے کہ میرا رب، اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جو اللہ کی طرف سے واضح تعلیمات لے کر آئے تو میں اُن پر ایمان لایا اور میں نے انہیں سچا مانا، اس پر اُس سے کہا جاتا ہے تُو نے سچ کہا، واقعی زندگی

وَصَدَّقْتَ فَيُقَالُ لَهُ صَدَقْتَ عَلٰى هٰذَا عِشْتَ وَعَلَيْهِ مُتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ

میں تیرا یہی عقیدہ تھا، اسی پر تیری موت واقع ہوئی اور اسی پر تو دوبارہ زندہ ہوگا۔

(تفسیر الطبری جز ۱۳ ص ۱۴۲-۱۴۳)

(وتفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۳۲-۵۳۴)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ قَالَ فِي الْاٰخِرَةِ الْقَبْرُ۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت "یُثَبِّتُ اللّٰهُ الآیۃ" کی تفسیر کرتے ہوئے سنا فرماتے تھے، آخرت میں سے مراد قبر میں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ قَالَ هٰذَا فِي الْقَبْرِ (درمنثور ج ۴ ص ۷۹)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے بارہ میں فرمایا کہ ایسا قبر میں ہوگا۔

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ اَيْ فِي الْقَبْرِ لَمَّا يَسْأَلُهُمُ الْمَلَكَانِ عَنْ رَبِّهِمْ

"دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں" یعنی قبر میں جب دو فرشتے اُن سے اُن کے رب، اُن کے

عذاب برزخ

وَ دِيْنِهِمْ وَنَبِيِّهِمْ فَيُجِيْبُوْنَ بِالصَّوَابِ كَمَا فِيْ حَدِيْثِ الشَّيْخَيْنِ۔

دین اور ان کے نبی کے بارہ میں سؤال کریں گے تو وہ ٹھیک جواب دیں گے جیسا کہ بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے۔

(حاشیۃ الجمل علی الجلالین ج ۲ ص ۵۲۴)

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا یہ آیت کہ اللہ تعالی ایمان داروں کو محکم بات کے ذریعہ ثابت قدم رکھتا ہے قبر کے عذاب کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔

(تفسیر مظہری ج ۵ ص ۲۶۸)

وَفِي الْاٰخِرَةِ يَعْنِيْ اِذْ سُئِلُوْا فِي الْقُبُوْرِ۔

اور "آخرت میں" سے مراد ہے یعنی جب اُن سے قبروں میں سؤال ہوگا

(تفسیر مظہری ج ۵ ص ۲۶۸)

قَالَ جَابِرٌ فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَيُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ فِي الْقَبْرِ عَلٰى مَا مَاتَ، اَلْمُؤْمِنُ عَلٰى اِيْمَانِهٖ وَالْمُنَافِقُ عَلٰى نِفَاقِهٖ۔

جابرؓ کا قول ہے تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، ہر بندہ قبر میں اسی حالت پہ اٹھایا جائے گا جس پر اُس کی موت ہوئی مومن، ایمان کی حالت میں اور منافق نفاق کی حالت میں۔

نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ

یہ آیت، عذاب قبر کے بارہ میں نازل ہوئی۔

(تفسیر الخازن مع النسفی ج ۳ ص ۸۳)

قبر میں سوال کے وقت مسلمان جواب دیتا ہے

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ فَشَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان سے قبر میں جب سوال ہوتا ہے۔ وہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ نہیں ہے عبادت کے لائق سوا اللہ تعالےٰ کے اور محمد اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں یہی مراد ہے اللہ کے قول سے (ترجمہ) یعنی مضبوط کرتا ہے اللہ تعالےٰ ایمان والوں کو پکی بات کے ساتھ دنیا میں اور آخرت میں۔

(ابو داؤد فی المسئلۃ فی القبر وعذاب القبر وسنن النسائی کتاب الجنائز ومسلم کتاب الجنۃ وصفتہ وشرح السنۃ للامام البغوی ج ۵ ص ۴۱۲)

دو فرشتوں منکر ونکیر کا قبر میں سوال پر ایمان لانا واجب ہے

سُؤَالُ الْمَلَكَيْنِ مُنْكَرٍ وَّنَكِيْرٍ

دو فرشتوں منکر ونکیر کا (قبر میں) سوال

فَالْإِيْمَانُ بِذَالِكَ وَاجِبٌ شَرْعًا لِثُبُوْتِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عِدَّةِ اَخْبَارٍ يَبْلُغُ مَجْمُوْعُهَا مَبْلَغَ التَّوَاتُرِ وَقَدِ اسْتُنْبِطَ ذَالِكَ وَاسْتُدِلَّ عَلَيْهِ بِقَوْلِهٖ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ "

کرنا (مُردے سے) اس پہ شرعاً ایمان لانا واجب ہے، اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث اس کے ثبوت میں وارد ہیں جو کہ مجموعی طور حد تواتر (لگاتار) کو پہنچ چکی ہیں اور یہ استنباط اور دلیل اللہ تعالٰے کے اس قول سے حاصل ہوئی ہے،

ترجمہ آیتہ (اللہ تعالےٰ ایمان والوں کو ایک محکم بات کے ذریعہ دنیا و آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے "

وَاَخْرَجَ الشَّيْخَانِ (بخاری ومسلم) مِنْ حَدِيْثِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ) اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ، زَادَ مُسْلِمٌ يُقَالُ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ

امام بخاری و مسلمؒ حضرت براء بن عازبؓ سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول يُثَبِّتُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ کی تفسیر میں فرمایا کہ آیت عذاب قبر کے ثبوت میں نازل ہوئی ہے، مسلم شریف میں یہ لفظ زیادہ ہے (کہ مومن کو قبر میں) کہا جائے گا تیرا رب کون ہے وہ کہے گا اللہ میرا رب ہے اور

وَنَبِيِّ مُحَمَّدٌ فَذَالِكَ قَوْلُهُ (يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ) "انوار البہیہ ج۲ ص

نبی میرے محمد ہیں پس اللہ تعالےٰ کے اس قول کا یہی مطلب ہے یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ۔

مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

اللہ تعالیٰ قبر میں منکر نکیر کے سوالات کے وقت مومن کو ثابت قدم رکھتا ہے، یعنی اُسے ٹھیک جواب دینے کی توفیق عطا فرماتا ہے اور وہ اس امتحان میں کامیاب ہو جاتا ہے اور سفر آخرت کی پہلی منزل قبر ہی میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے نزول رحمت کا آغاز ہو جاتا ہے۔

عَنِ الْبَرَآءِ ابْنِ عَازِبٍ يُثَبِّتُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اِذَا خَرَجَتْ رُوْحُ الْمُؤْمِنِ تَلَقَّاهَا مَلَكَانِ يُصْعِدَانِهَا قَالَ حَمَّادٌ فَذَكَرَ مِنْ طِيْبِ رِيْحِهَا وَذَكَرَ الْمِسْكَ قَالَ وَيَقُوْلُ اَهْلُ السَّمَاءِ رُوْحٌ طَيِّبَةٌ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ الْاَرْضِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكِ

ابوہریرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا (یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے جیسے آگے معلوم ہو گا) جب ایمان دار کی روح بدن سے نکلتی ہے تو اس کے آگے دو فرشتے آتے ہیں اس کو آسمان پر چڑھا کے جاتے ہیں، حماد نے کہا (جو حدیث کا راوی ہے) کہ ابوہریرہ نے اس روح کی

وَعَلٰی جَسَدٍ كُنْتِ تَعْمُرِينَهٗ فَيُنْطَلَقُ بِهٖ اِلٰى رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ يَقُوْلُ انْطَلِقُوْا بِهٖ اِلٰى اٰخِرِ الْاَجَلِ قَالَ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا خَرَجَتْ رُوْحُهٗ قَالَ حَمَّادٌ وَذَكَرَ مِنْ نَتْنِهَا وَذَكَرَ لَعْنًا وَتَقُوْلُ اَهْلُ السَّمَآءِ رُوْحٌ خَبِيْثَةٌ جَآءَتْ مِنَ الْاَرْضِ قَالَ فَيُقَالُ انْطَلِقُوْا بِهٖ اِلٰى اٰخِرِ الْاَجَلِ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَرَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَيْطَةً كَانَتْ عَلَيْهِ عَلٰى اَنْفِهٖ هٰكَذَا۔

(مسلم کتاب الجنۃ وصفتہ)
(والنسائی کتاب الجنائز)

خوشبو کا اور مشک کا ذکر کیا اور کہا کہ آسمان والے کہتے ہیں (یعنی فرشتے) کوئی پاک رُوح ہے جو زمین کی طرف سے آئی اللہ تعالےٰ تجھ پہ رحمت کرے اور تیرے بدن پہ جس کو تو نے آباد رکھا پھر پروردگار کے پاس اس کو لے جاتے ہیں، وہ فرماتا ہے اس کو لیجاؤ (اپنے مقام میں یعنی عِلّیّین میں جہاں مومنوں کی ارواح رہتی ہیں) قیامت ہونے تک (وہیں رکھو) اور کافر کی جب رُوح نکلتی ہے حماد نے کہا (جو اس حدیث کا راوی ہے) کہ ابوہریرہ نے اس کی بدبو کا اور اس پر لعنت کا ذکر کیا آسمان والے کہتے ہیں کوئی ناپاک رُوح ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے، پھر حکم ہوتا ہے اس کو لے جاؤ اپنے مقام یعنی سجّین میں جہاں کافروں کی رُوحیں رہتی ہیں، ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک باریک کپڑا جو آپ اوڑھے

باقی ترجمہ صفحہ ۱۵۰ پر

ہوئے تھے اپنی ناک پر ڈالا (جب کافر کی رُوح کا ذکر کیا اُس کی بدبُو بیان کرنے کے لئے اس طرح سے)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ . . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُبْتَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةُ فِيْ قُبُوْرِهَا فَكَيْفَ بِيْ وَاَنَا اِمْرَاَةٌ ضَعِيْفَةٌ قَالَ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۔ (ابراہیم ۲۷)

(الترغیب جلد ۴ صفحہ ۳۶۲-۳۶۳)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ یہ اُمت اُن کی قبروں میں آزمائی جاتی ہے ؟ اگر ایسا ہی ہے تو میرا کیا بنے گا ؟ میں تو ایک کمزور عورت ہوں ؟ آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی يُثَبِّتُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۔ ترجمہ اللہ تعالےٰ ایمان والوں ایک محکم بات کے ساتھ دنیا اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے۔

حضرت براء بن عازبؓ اور دوسرے علماء سے وارد ہے کہ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا سے مراد قبر کی زندگی ہے جبکہ منکر و نکیر سوال کریں گے ، اگرچہ بعض نے وَفِي الْاٰخِرَةِ کے یہی معنے کئے ہیں ،

بہرحال مُردے کے جسم میں رُوح داخل کر کے اُسے قبر میں بٹھانا اور منکر و نکیر کا سوالات کرنا قرآن کریم سے بھی ثابت ہے اور صحیح احادیث سے بھی "

جس وقت بھی جس نے بھی ترا نام لیا ہے ، بڑھ کر تری رحمت نے اُسے تھام لیا ہے

اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں (کفّار) کو موت کے وقت عذاب قبر کی اطلاع

(۷)۔ اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ بَلٰٓی اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَكَبِّرِیْنَ

(النحل ۲۸، ۲۹)

جب فرشتے اُن کی رُوحیں قبض کرنے لگتے ہیں اور یہ اپنے ہی حق میں ظلم کرنے والے (ہوتے ہیں) تو یہ مطیع ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کوئی بُرا کام نہیں کرتے تھے، ہاں جو کچھ تم کیا کرتے تھے خدا اُسے خوب جانتا ہے، سو دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، ہمیشہ اس میں رہو گے۔ تکبّر کرنے والوں کا بُرا ٹھکانا ہے۔"

قَوْلُهٗ تَعَالٰی (فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ) اَیْ یُقَالُ لَهُمْ ذٰلِكَ عِنْدَ الْمَوْتِ وَقِیْلَ هُوَ بِشَارَةٌ لَّهُمْ بِعَذَابِ الْقَبْرِ اِذْ هُوَ بَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِیْنَ۔

(تفسیر القرطبی المجلد الخامس الجزء العاشر ص ۹۸، ۹۹)

اللہ تعالےٰ کا فرمان جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ یہ بات اُنہیں موت کے وقت کہی جائیگی، اور یہ اُن کے لئے عذاب قبر کی اطلاع ہے، جب کہ وہ (قبر) جہنم کے دروازوں میں سے کافروں کے لئے ایک دروازہ ہے۔"

وَيَنَالُ اَجْسَادُهُمْ فِیْ قُبُوْرِهَا مِنْ حَرِّهَا وَسُمُوْمِهَا (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۶۷)	اور اُن (کُفّار) کے جسموں کو اُنکی قبروں میں نارِ جہنم کی تپش اور حرارت پہنچیگی ،

جان نکالتے وقت ہی انہیں آگاہ کر دیا جائے گا کہ تمہاری قبر جہنم کا گڑھا ہے جاؤ اس میں داخل ہو جاؤ (ضیاء القرآن ج ۲ ص ۵۶۶)

اَلْمُرَادُ بِذٰلِكَ عَذَابُ الْقَبْرِ مُسْتَدَلًّا بِمَا جَاءَ اَلْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْحُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ	اس سے مُراد عذابِ قبر ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے ، قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے

(تفسیر بحر المحیط ج ۵ ص ۴۸۶)

یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت ، جس میں قبضِ رُوح کے بعد مُتقیوں اور ملائکہ کی گفتگو کا ذکر ہے ، قرآن مجید کی اُن متعدد آیات میں سے ہے جو صریح طور پر عذاب و ثواب قبر کا ثبوت دیتی ہیں ، حدیث میں ، ,, قبر ،، کا لفظ مجازاً عالمِ برزخ کے لئے استعمال ہُوا ہے ، اور اس سے مُراد وُہ عالم ہے جس میں موت کی آخری ہچکی سے لے کر بعث بعد الموت کے پہلے جھٹکے تک انسانی ارواح رہیں گی ، منکرینِ حدیث کو اس پر اصرار ہے کہ یہ عالم بالکل عدمِ محض کا عالم ہے جس میں کوئی احساس اور شعور نہ ہوگا اور اور کسی قسم کا عذاب یا ثواب نہ ہوگا ، لیکن یہاں دیکھیئے کہ کُفار کی رُوحیں جب قبض کی جاتی ہیں تو وہ موت کی سرحد کے پار کا حال بالکل اپنی توقعات کے خلاف پا کر سراسیمہ ہو جاتی ہیں اور فوراً سلام ٹھونک کر ملائکہ کو یقین دلانے کی کوشش کرتی ہیں کہ ہم کوئی بُرا کام نہیں کر رہے تھے ،

جواب میں ملائکہ ان کو ڈانٹ بتاتے ہیں اور جہنم واصل ہونے کی پیشگی خبر دیتے ہیں، دوسری طرف اتقیاء کی رُوحیں جب قبض کی جاتی ہیں تو ملائکہ اُن کو سلام بجالاتے ہیں اور جنتی ہونے کی پیشگی مبارک باد دیتے ہیں، کیا برزخ کی زندگی احساس، شعور، عذاب اور ثواب کا اس سے بھی زیادہ کھلا ہوا کوئی ثبوت درکار ہے، اسی سے ملتا جلتا مضمون سورۂ نساء آیت نمبر ۹۷ میں گزر چکا ہے جہاں ہجرت نہ کرنے والے مسلمانوں سے قبض رُوح کے بعد ملائکہ کی گفتگو کا ذکر آیا ہے، اور ان سب سے زیادہ صاف الفاظ میں عذاب برزخ کی تصریح سورۂ مومن آیت ۴۵ - ۴۶ میں کی گئی ہے جہاں اللہ تعالے فرعون اور آل فرعون کے متعلق فرماتا ہے کہ "ایک سخت عذاب انکو گھیرے ہوئے ہے، یعنی صبح وشام وہ آگ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، پھر جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم دیا جائے گا کہ آلِ فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کرو۔"

حقیقت یہ ہے کہ قرآن اور حدیث، دونوں سے موت اور قیامت کے درمیان کی حالت کا ایک ہی نقشہ معلوم ہوتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ موت محض جسم و رُوح کی علیحدگی کا نام ہے نہ کہ بالکل معدوم ہو جانے کا، جسم سے علیحدہ ہو جانے کے بعد رُوح معدوم نہیں ہو جاتی بلکہ اُس پوری شخصیت کے ساتھ زندہ رہتی ہے جو دنیا کی زندگی کے تجربات اور ذہنی و اخلاقی اکتسابات سے بنی تھی، اس حالت میں رُوح کے شعور، احساس، مشاہدات اور تجربات کی کیفیت خواب سے ملتی جلتی ہوتی ہے، ایک مجرم رُوح سے فرشتوں کی باز پُرس اور پھر اُس کا عذاب اور اذیت میں مبتلا ہونا اور دوزخ کے سامنے پیش کیا جانا، سب کچھ اُس کیفیت سے مشابہ ہوتا ہے جو

ایک قتل کے مجرم پر پھانسی کی تاریخ سے ایک دن پہلے ایک ڈراؤنے خواب کی شکل میں گزرتی ہوگی، اسی طرح ایک پاکیزہ رُوح کا استقبال، اور پھر اُس کا جنّت کی بشارت سننا، اور اُس کا جنّت کی ہواؤں اور خوشبوؤں سے متمتع ہونا یہ سب بھی اُس ملازم کے خواب سے ملتا جلتا ہوگا جو حُسنِ کارکردگی کے بعد سرکاری بلاوے پر ہیڈ کوارٹر میں حاضر ہوا ہو اور وعدۂ ملاقات کی تاریخ سے ایک دن پہلے آئندہ انعامات کی اُمیدوں سے لبریز ایک سُہانا خواب دیکھ رہا ہو، یہ خواب یک لخت نفخِ صُورِ دوم سے ٹوٹ جائے گا اور یکایک میدانِ حشر میں اپنے آپ کو جسم و رُوح کے ساتھ زندہ پاکر مجرمین حیرت سے کہیں گے کہ یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا (ارے یہ کون ہمیں ہماری خواب گاہ سے اُٹھالایا؟) مگر اہلِ ایمان پورے اطمینان سے کہیں گے کہ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ (یہ وہی چیز ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسُولوں کا بیان سچا تھا) مجرمین کا فوری احساس اُس وقت یہ ہوگا کہ وہ اپنی خوابگاہ میں (جہاں بسترِ موت پر اُنھوں نے دنیا میں جان دی) شاید کوئی ایک گھنٹہ بھر سوئے ہوں گے اور اب اچانک اس حادثہ سے آنکھ کھلتے ہی کہیں بھاگے چلے جارہے ہیں، مگر اہلِ ایمان پورے ثباتِ قلب کے ساتھ کہیں گے کہ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (اللہ کے دفتر میں تو تم روزِ حشر تک ٹھیرے رہے ہو اور یہی روزِ حشر ہے مگر تم اس چیز کو جانتے نہ تھے)، (تفہیم القرآن ج ۲ ص ۵۳۶ ــــــ ۵۳۷)

موت سے پہلے اُسے موت نظر آجائے
قبر کا حال کسی پہ جو نمایاں ہو جائے!

اللہ کے ذکر (عبادت) سے اعراض کرنے والے کی دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہوجاتی ہیں

مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی ۃ طٰهٰ (۱۲۴)

اور جو کوئی میری نصیحت سے اعراض رکھے گا تو اس کے لئے تنگی کا جینا ہوگا۔ اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائینگے۔

مَعِیْشَةً ضَنْكًا کے معنی تنگ زندگی کے ہیں جو سکون و طمانیت اور فراخئ خاطر و شرح صدر کی نعمت سے محروم ہو۔ فرمایا کہ جو ہماری اس یاد سے اعراض کرے گا وہ دنیا میں سکون قلب و شرح صدر سے محروم زندگی گزارے گا اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا اٹھائینگے۔۔

سکونِ قلب و شرح صدر سے اس کی زندگی کے محروم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انسان کے اندر ایک خلا ہے جو اللہ کے ایمان کے سوا اور کسی چیز سے نہیں بھر سکتا اس وجہ سے جب تک اس کو ایمان حاصل نہ ہو کوئی دوسری چیز اس کو

تسلی وطمانیت سے بہرہ مند نہیں کرسکتی۔ دوسری چیزیں خواہ وہ بظاہر کتنی ہی شاندار اور دلفریب کیوں نہ ہوں، وقتی بہلاوے کا کام تو دے سکتی ہیں لیکن قلب و روح کی بے قراری کو رفع نہیں کرسکتیں۔ جب بچہ بھوک سے روتا ہے تو اس کے منہ میں چُسنی یا نپل دے کر کچھ دیر کے لئے بہلایا جا سکتا ہے لیکن وہ آسودہ اسی وقت ہوتا ہے جب ماں اس کو چھاتی سے لگاتی اور اس کو دودھ پلاتی ہے۔ اس کے بغیر اس کی بے چینی نہیں جاتی۔ یہی حال انسان کا ہے وہ اپنے لئے جو اسباب و سامان بھی مہیا کرلے لیکن اگر وہ خدا کے ایمان سے محروم ہے تو وہ غیر مطمئن، ڈانواڈول اندیشہ ناک، مضطرب اور اندرونی خلفشار میں مبتلا رہے گا، اگرچہ وہ اپنی نمائشوں سے اس پر کتنا ہی پردہ ڈالنے کی کوشش کرے۔ نفسِ مطمئنہ کی بادشاہی صرف سچے اور پکے ایمان ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد-۲۸)

ممکن ہے کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ بہت سے لوگ ایمان کے مُدعی ہوتے ہیں لیکن ان کی زندگی نہایت پریشان حال و پراگندہ بالی کی ہوتی ہے۔ برعکس اسکے کتنے ہیں جو خدا کو محض ایک وہم سمجھتے ہیں لیکن یہ بڑی بے فکری و طمانیت کی زندگی بسر کرتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہاں بحث ایمان کے مدعیوں سے نہیں بلکہ حقیقی اہلِ ایمان سے ہے۔ ثانیاً جن لوگوں کو خدا سے بے پروا ہونے کے باوجود ہم مطمئن خیال کرتے ہیں ہم صرف ان کے ظاہری کروفر کو دیکھتے ہیں۔ اگر کبھی ان کے سینوں میں جھانک کر دیکھنے کا موقع ملے تب معلوم ہو کہ ان کے اندر کتنے خطرے اور کتنے خلجان چھپے ہوئے بیٹھے ہیں لیکن یہ ہر ایک کو نظر نہیں آتے۔ ان کو وہ خود دیکھتے ہیں یا وہ لوگ دیکھ سکتے ہیں جن کے اندر ایمانی بصیرت ہو۔

وَنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی۔ اللہ کے ذکر سے اعراض کرنے والے قیامت کے روز اندھے اٹھائے جائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آنکھ، کان اور دل کے پردے اٹھانے والی چیز اللہ کی یاد دہانی ہے۔ اگر کوئی شخص اس یاد دہانی سے اعراض کرتا ہے تو جیسا کہ قرآن میں تصریح ہے، وہ آنکھیں، کان اور دل و دماغ رکھتے ہوئے، اندھا، بہرا اور لا یعقل ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنی ان عظیم نعمتوں کی ناقدری کی پاداش میں ایسے بلید جانوروں کو اندھا بنا کر اٹھائے گا۔ یہ نعمتیں اللہ تعالےٰ نے صرف محسوسات کی غلامی کے لئے نہیں عطا فرمائی ہیں بلکہ ان حقائق کے مشاہدے کے لئے عطا فرمائی ہیں جو اس کائنات کے ذرہ ذرہ اور پتہ پتہ پر نقش ہیں۔ اگر کوئی شخص سب کچھ دیکھتا ہے، لیکن اس کو وہی حقیقت نظر نہیں آتی جو سب سے زیادہ نمایاں ہے تو ہر چند وہ سب کچھ دیکھتا ہے لیکن اس کو سوجھتا کچھ بھی نہیں۔

دیکھتا سب کچھ ہوں لیکن سوجھتا کچھ بھی نہیں

(تدبر قرآن ۵/ ۱۰۲-۱۰۳)

مَعِیْشَةً ضَنْكًا سے مراد قبر کا عالم ہے

مسند بزار میں بسند جید حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ حدیث منقول ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس آیت کے لفظ مَعِیْشَةً ضَنْكًا کی تفسیر یہ فرمائی ہے۔ کہ اس سے مراد قبر کا عالم ہے۔ معارف القرآن ج ۶ ص ۱۶۰ بحوالہ مظہری

ان آیتوں کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے آسمانی کتاب اور اللہ کے رسول کو نہ مانا وہ مرتے ہی عذاب قبر میں گرفتار ہوگا، مَعِیْشَةً ضَنْكًا کی تفسیر میں اگرچہ سلف کے کئی قول ہیں، لیکن حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر میں

عذاب قبر کی تفسیر کو ترجیح دی ہے، احسن التفاسیر ج ۴ ص ۱۹۹

کافر کی قبر میں اُس پر ننانویں سانپ مُسلّط کر دیئے جاتے ہیں۔ جو کہ قیامت قائم ہونے تک اُس کا گوشت نوچتے رہتے ہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِهٖ (فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا) قَالَ اَلْمَعِیْشَةُ الضَّنْکٰی اَنْ یُّسَلَّطَ عَلَیْهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ حَیَّةً یَنْهَشُوْنَ لَحْمَهٗ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ

حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اس قول کے بارے میں (فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا) فرمایا اَلْمَعِیْشَةُ الضَّنْکٰی کا یہ معنی ہے کہ اُس (کافر) پر ننانویں (۹۹) سانپ مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو کہ اُس کا گوشت نوچتے رہتے ہیں یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جاتی ہے۔

تفسیر فتح القدیر للشوکانی ج ۳ ص ۲۹۲ ، وتفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۶۹ و تفسیر الکبیر الجزء الثانی والعشرون ص ۱۳۰ و تفسیر ابن جریر الطبری ۸/ ۱۶۴ - ۱۶۵

معیشۃ الضنك سے مراد عذاب قبر ہے

وَقَدْ قِیْلَ اِنَّ الْمُرَادَ بِالْمَعِیْشَةِ الضَّنْکٰی عَذَابَ الْقَبْرِ۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ مَرْفُوْعًا فِیْ قَوْلِهٖ

اور کہا گیا ہے کہ مَعِیْشَةُ الضَّنْك سے مراد عذاب قبر ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے مرفوعاً روایت ہے (مَعِیْشَةً ضَنْكًا) کے قول میں

(مَعِيْشَةً ضَنْكًا) قَالَ عَذَابُ الْقَبْرِ وَلَفْظُ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ يَضِيْقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ اَضْلَاعُهٗ (ایضاً فتح القدیر ۳/۲۹۲)	فرمایا اس سے مراد عذابِ قبر ہے اور عبدالرزاق نے کہا اُس کی قبر اُسی (کافر) پر تنگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اُس کی پسلیاں اِدھر سے اُدھر ہو جاتی ہیں۔

بہار و نارِ تُربت کی!
حقیقت ہے حقیقت ہے
تجھے جو خاک کر دے گی
وہ تیری خاکِ تُربت ہے
بدل جس کا نہیں عاجزؔ
وہ لمحہ بھر کی مُہلت ہے

سفر وہ جس کے ہے آخر میں جنت و دوزخ
سفر نہیں کوئی دشوار اُس سفر کے سوا
اجل ہے عالمِ برزخ ہے اور یومِ حساب
اہم خبر بھی ہے کیا کوئی اس خبر کے سوا
نفس نفس رہِ عشرت میں لُٹ گیا عاجزؔ
کوئی بھی چیز نہیں پاس چشمِ تر کے سوا

موت اور قبر سے دوبارہ اُٹھنے کا درمیانی وقت عالم برزخ ہے جو مر گیا وہ برزخ میں داخل ہو گیا وہ کسی بھی مقام اور کسی بھی حالت میں ہو!

(۹) حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝

(المؤمنون ۹۹-۱۰۰)

یہاں تک کہ جب اُن میں سے کسی کو موت آئے گی تو وہ کہے گا میرے رب مجھے اسی دنیا میں واپس بھیج جہاں سے میں آیا ہوں تاکہ میں نیک عمل کروں۔ (جواب ملے گا) ہرگز نہیں، یہ تو بس ایک بات ہو گی جو وہ کہے گا اور ان (مرنے والوں) کے آگے دوبارہ زندہ ہونے کے دن تک پردہ ہوگا۔

وَفِیْ هٰذِهِ الْجُمْلَةِ اِقْنَاطٌ كُلِّیٌّ اَنْ لَّا رُجُوْعَ اِلَى الدُّنْیَا وَاِنَّمَا الرُّجُوْعُ اِلَى الْاٰخِرَةِ اُسْتُعِیْرَ الْبَرْزَخُ لِلْمُدَّةِ الَّتِیْ بَیْنَ مَوْتِ الْاِنْسَانِ

اس جملہ میں اس بات سے بالکل مایوس کر دیا گیا ہے کہ دنیا کی طرف واپسی ہرگز نہیں ہوگی بلکہ آخرت کی طرف جانا ہوگا، برزخ کا لفظ بطور استعارہ اس مدت کے لئے استعمال ہوا ہے، جو انسان کی موت اور اسکے قبر سے دوبارہ

وَبَعْثِہٖ (تفسیر البحر المحیط ج ۷ ص ۴۲۱)	اٹھنے کے درمیان ہو گی۔"
عَنِ الضَّحَاكِ هُوَ مَا بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ قَالَ الْجَوْهَرِيُّ الْبَرْزَخُ مَا بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنْ وَقْتِ الْمَوْتِ إِلَى الْبَعْثِ فَمَنْ مَاتَ فَقَدْ دَخَلَ فِي الْبَرْزَخِ۔	حضرت ضحاکؒ فرماتے ہیں وہ "برزخ" دنیا اور آخرت کے درمیان ہے امام جوہری کا قول ہے برزخ دنیا و آخرت کے درمیان وقت موت سے قبر سے اُٹھنے کے وقت تک زمانے کا نام ہے، جو شخص مر گیا وہ برزخ میں داخل ہو گیا"

(تفسیر القرطبی الجزء الثانی عشر ۱۲ ص ۱۵۰)

دو چیزوں کے درمیان جو آڑ اور رکاوٹ ہو اُسے برزخ کہتے ہیں یہاں برزخ سے مُراد موت کا درمیانی عرصہ ہے بعض نے کہا ہے اس سے مُراد قبر ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج ۳ ص ۲۷۰)

عالم برزخ کہ جو اس وقت ہے سربستہ راز
موت آتے ہی بشر پہ منکشف ہو جائے گا

*****

سورۂ یٰسین کی مندرجہ ذیل آیات میں مفسرین کے نزدیک قبر کے عذاب و ثواب کا واضح ثبوت ہے،

(۱۰) قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۚ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝

(یٰسین ۲۶ - ۲۷)

(مرجانے کے بعد اُس سے) کہا گیا جنت میں چلا جا اُس نے کہا اے (میرے رب) کاش میری قوم کو معلوم ہو جاتا کہ میرے رب نے مجھے کیا بخش دیا اور عزت یافتہ لوگوں میں مجھے شامل کر دیا۔

یعنی جب نجار شہید ہو گیا تو اُس کی عزت افزائی کے لئے جنت میں جانے کی اجازت دیدی گئی، اس صورت میں جنت سے مراد قبر ہے کیونکہ قبر مومن کے لئے جنت کا ایک باغیچہ ہوتی ہے۔[1]

(تفسیر مظہری اردو جلد نہم صفحہ ۵۲۹)

مردِ مومن حبیب نجار کا پورا قصہ مندرجہ بالا آیات کے تحت تفاسیر میں مطالعہ فرمائیں۔

یہ خطاب کسی فرشتے کے ذریعہ ہوا ہے کہ جنت میں چلے جاؤ، اور مراد جنت میں داخل ہونے سے یہ خوشخبری دینا ہے کہ جنت تمہارا مقام

---

[1] إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ

(الترغیب ج ۴ ص ۲۳۸)

متعین ہو چکا ہے، جو اپنے وقت پر حشر و نشر کے بعد حاصل ہوگا (قرطبی)
اور یہ بھی بعید نہیں کہ اُن کو اُن کا مقام جنّت اُس وقت دکھلا دیا گیا ہو
اس کے علاوہ برزخ میں اہلِ جنّت کو جنّت کے پھل پھول اور راحت کی
چیزیں ملتی ہیں اس لئے ان کا عالم برزخ میں پہنچنا ایک حیثیت سے جنّت
ہی میں داخل ہونا ہے۔

(معارف القرآن ج ۷، ص ۳۷۵)

مومن کے لئے موت ہے اک تحفۂ خوش تر
راحت کدہ ہے قبر گلستاں سے زیادہ

پہلی زندگی دُنیا کی اور دُوسری قبر کی

(۱۲) قَالُوْا رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ (المؤمن ۱۲)

اے رب ہمارے تُو موت دے چکا ہمیں دوبار اور زندگی دے چکا دوبار اب ہم قائل ہوئے اپنے گناہوں کے تو کیا اب بھی نکلنے کو کوئی راہ ہے، (تاکہ دُنیا میں جاکر نیک اعمال بجا لائیں)

اِنَّ الْاِمَاتَةَ الْاُوْلٰى فِى الدُّنْيَا بَعْدَ الْحَيَاةِ وَ الثَّانِيَةُ فِى الْقَبْرِ قَبْلَ الْبَعْثِ وَ الْاِحْيَاءُ الْاٰتِىْ فِى الْقَبْرِ لِلْمَسَائِلَةِ وَ الثَّانِيَةُ فِى الْحَشْرِ	پہلی موت دنیا کی ہے زندگی کے بعد اور دوسری قبر میں قیامت سے قبل۔ قبر کی زندگی (منکر ونکیر کے) سوالات کے لئے ہے دوسری زندگی حشر کی (حساب زندگی کے لئے)
عن السدی وھو اختیار البلخی اِنَّ الْحَيَاةَ الْاُوْلٰى فِى الدُّنْيَا وَ الثَّانِيَةَ فِى الْقَبْرِ عن الجبائی۔	یہ قول حضرت سُدّی کا ہے اس کو ابلخی نے بھی اختیار کیا پہلی زندگی دنیا کی ہے اور دوسری قبر کی یہ حضرت جبائیؒ کا قول ہے۔

(مجمع البیان للطبرسی ج ۸ ص ۵۱۶)

حضرت سُدّیؒ فرماتے ہیں کہ یہ دنیا میں مار ڈالے گئے پھر قبروں میں زندہ کئے گئے اور سوال وجواب کے بعد مار ڈالے گئے پھر قیامت کے دن زندہ کر دیئے گئے۔ (ابنِ کثیر تفسیر سورۂ مومن آیت ۱۲)

قِيْلَ اَرَادُوْا بِالْاِمَاتَةِ الْاُوْلٰى مَا بَعْدَ حَيَاةِ الدُّنْيَا وَبِالثَّانِيَةِ مَا بَعْدَ حَيَاةِ الْقَبْرِ وَبِالْاِحْيَاءَيْنِ مَا فِي الْقَبْرِ وَمَا عِنْدَ الْبَعْثِ وَهُوَ الْاَنْسَبُ بِحَالِهِمْ۔	کہا گیا ہے، پہلی موت سے مُراد دنیا کی زندگی کے بعد کا وقت ہے (یعنی عالم برزخ) اور دوسری سے مراد قبر کی زندگی کے بعد کا وقت ہے، (یعنی قیامت) اور دو زندگیوں سے مُراد قبر اور قیامت کی زندگی ہے اور اُن کے حال کے یہی مناسب ہے۔

(تفسیر ابی السعود الجزء السابع (۷) ص ۲۶۹)

اجل ہے قبر ہے محشر ہے پلصراط بھی ہے
یہ وُہ ہیں مرحلے جن سے کہیں فرار نہیں

عذابِ برزخ یعنی عذابِ قبر مرنے کیساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے

سورۂ مومن میں فرعونیوں کے قصہ میں خالقِ کائنات ارشاد فرمارہے ہیں:۔

(۱-۱) وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ۔ اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا۔ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ۔ (المؤمن ۴۵)	اور اہلِ فرعون کو موذی عذاب نے گھیر لیا وہ لوگ صبح و شام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں، اور جس روز قیامت قائم ہوگی (کہا جائے گا) اہلِ فرعون کو شدید ترین عذاب میں داخل کرو،

یہ آیت ثبوتِ عذابِ قبر و وجودِ برزخ میں ایک نصِ صریح اور مضبوط شہادت ہے۔

دَلَّ عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا قَبْلَ الْقِیٰمَةِ جصاص ۵/ ۲۶۱	یہ دلیل ہے اس بات کی کہ فرعونیوں کو قیامت سے پہلے آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔
هٰذِهِ الْاٰیَةُ تَدُلُّ عَلٰی عَذَابِ الْقَبْرِ (احکام القرآن للجصاص)	اس آیت میں قبر کے عذاب کا ثبوت ہے۔
وَالْجُمْهُوْرُ عَلٰی اَنَّ هٰذَا الْعَرْضَ فِی الْبَرْزَخِ قرطبی ۵/ ۲۶۱	جمہور علماء کا مذہب ہے کہ یہ عرض (آگ پر پیش ہونا) برزخ میں ہے۔
هٰذِهِ الْاٰیَةُ دَلِیْلٌ عَلٰی عَذَابِ الْقَبْرِ مدارک ۴/ ۳۵۷	یہ آیت عذابِ قبر میں ایک واضح دلیل ہے۔
وَفِیْهِ دَلِیْلٌ عَلٰی بَقَآءِ النَّفْسِ وَ	اور اس میں بقاءِ روح اور عذابِ برزخ

عَذَابِ الْبَرْزَخِ

وَهٰذِهِ الْاٰيَةُ اَصْلٌ كَبِيْرٌ فِيْ اِسْتِدْلَالِ اَهْلِ السُّنَّةِ عَلٰى عَذَابِ الْبَرْزَخِ فِي الْقُبُوْرِ

(قبر) کے لیے دلیل ہے۔ یہ آیت بڑی بنیاد اور ثبوت ہے اہلِ سنّت کے پاس کہ عالم برزخ یعنی قبروں میں عذاب برحق ہے۔

اِحْتَجَّ اَصْحَابُنَا بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ عَلٰى اِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ کبیر ۲۷/۳

(امام رازی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں) کہ ہمارے شیوخ (اساتذہ کرام) نے اس آیت سے قبر کا عذاب تسلیم کیا ہے۔

ذٰلِكَ يَدُلُّ عَلٰى اِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ فِيْ حَقِّ هٰٓؤُلَآءِ وَاِذَا ثَبَتَ فِيْ حَقِّهِمْ ثَبَتَ فِيْ حَقِّ غَيْرِهِمْ لِاَنَّهٗ لَا قَائِلَ بِالْفَرْقِ کبیر ۲۷/۳

یہ دلیل ہے عذاب قبر کے حق ہونے میں ان (فرعونیوں کے بارے میں) جب کہ ان کے بارے میں (عذابِ قبر) ثابت ہوگیا۔ تو دوسروں کے بارے میں بھی ثابت ہوگیا۔ اس لیے کہ (اللہ کا) فرمان سب کے لیے یکساں ہے۔

هٰذِهِ الْاٰيَةُ تَمَسَّكَ بِهَا اَهْلُ السُّنَّةِ فِيْ اِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ صُرِّحَ بِذٰلِكَ فِيْ عِلْمِ الْكَلَامِ وَكُتُبِ التَّفَاسِيْرِ جَمِيْعًا (احمدی)

اس آیت سے اہلِ سنّت نے عذابِ قبر کا ثبوت تسلیم کیا ہے اور اس کی صراحت علم کلام اور تمام تفاسیر میں موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ آلِ فرعون کی روحیں سیاہ پرندوں کی شکل میں ہر روز صبح و شام دو مرتبہ جہنم کے سامنے لائی جاتی ہیں اور جہنم کو دکھلا کر ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارا ٹھکانا یہ ہے۔ (معارف القرآن بحوالہ مظہری)

فرعون کے ساتھیوں کو صبح و شام برزخی زندگی میں دوزخ کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے، کہ دیکھتے رہیں اُن کا اصلی ٹھکانہ یہ ہو گا

۴۳۔ فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ۔

(المومن ۴۶)

آخر کار اللہ نے اس مومن کو ان لوگوں کی بُری چالوں کے شر سے بچا لیا اور فرعون کے ساتھی بدترین عذاب میں پھنس گئے وہ دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے وہ صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں اور جب قیامت کی گھڑی آئے گی تو حکم ہو گا کہ آلِ فرعون کو شدید ترین عذاب میں داخل کرو۔

قرآن مجید میں جگہ جگہ بتایا گیا ہے کہ حضرت موسٰی علیہ السلام نے فرعون کو خدا کی بندگی کی دعوت دی، فرعون نے نہ مانا، بہت سے نشانات دکھا دیئے گئے، تب بھی نہ مانا، آخر موسٰی علیہ السلام بنو اسرائیل کو ساتھ لے کر نکل پڑے، فرعون نے اپنے لاؤ لشکر سمیت پیچھا کیا، اللہ نے بنی اسرائیل کے لئے دریا میں راستہ بنا دیا، وہ پار ہونے لگے تو فرعون اپنے لشکر سمیت اسی راستے پر چل پڑا، اور اسرائیل پار نکل گئے اور فرعون اپنے لشکر سمیت ڈبو دیا گیا۔

یہ تو معلوم ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل کو بچا کر فرعون اور اس کی قوم کو جس عذاب میں گھیرا گیا تھا وہ دریا میں ڈبوئے جانے والا عذاب ہے جس سے پورا فرعونی لشکر ڈوب کر ختم ہو گیا، اب سوال یہ ہے کہ اُن کے مر جانے کے بعد قیامت قائم ہونے سے پہلے اُن کے بارے میں جو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ اُن کو صبح و شام آگ پر پیش کیا جاتا ہے، اگر یہ عذاب برزخ نہیں ہے تو کون سا عذاب ہے؟

یہاں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ فرعون اور اس کی قوم کو یہ عذاب کیوں دیا جا رہا ہے؟ جواب صاف ہے ان کا قصور قرآن میں جگہ جگہ یہی بتایا گیا ہے کہ انہوں نے سرکشی کی، یعنی اللہ اور اس کے نبیوں پر ایمان نہیں لائے، ان کی اطاعت و پیروی نہیں کی، شرک و بُت پرستی اور نافرمانی و تکبّر کی راہ پر چلتے رہے، اب سوال یہ ہے کہ ان برائیوں اور ان جرائم کی وجہ سے جب فرعون اور اس کی قوم کو عالم برزخ میں عذاب ہو رہا ہے تو جو لوگ اور جو قومیں یہی قصور کر کے دنیا سے جائیں گی انہیں عالم برزخ میں عذاب کیوں نہیں ہوگا؟ کیا اللہ بے انصاف ہے کہ قوم فرعون نے ایک جُرم کیا تو اُنہیں عذاب دے رہا ہے لیکن وہی جُرم دُوسری قومیں کریں گی تو انہیں عذاب نہیں دے گا؟

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا .	صبح و شام آگ کے سامنے حاضر کئے جاتے ہیں۔
عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ	نافعؒ سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی مرتا ہے،

أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنَ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنَ النَّارِ يُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حِيْنَ يَبْعَثُكَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَوْرَدَهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَقَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ (ع) ذَالِكَ فِي الدُّنْيَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لِأَنَّ فِي نَارِ الْقِيَامَةِ لَا يَكُوْنُ غُدُوٌّ وَعَشِيٌّ ثُمَّ قَالَ إِنْ كَانُوْا يُعَذَّبُوْنَ فِي النَّارِ غُدُوًّا وَعَشِيًّا فَفِيْمَا بَيْنَ ذَالِكَ هُمْ مِّنَ السُّعَدَاءِ لَا وَلٰكِنْ هٰذَا فِي الْبَرْزَخِ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَيَوْمَ

تو صبح و شام اس کا ٹھکانا اسے دکھایا جاتا ہے، اگر وہ جنتی ہے تو جنت میں اور دوزخی ہے تو دوزخ میں اور اس سے کہا جاتا ہے یہ اس وقت تیرا ٹھکانا ہو گا جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تجھے دوبارہ زندہ کرے گا۔ اس کو بخاری اور مسلم نے صحیحین میں روایت کیا ہے۔ امام ابو عبد اللہ (جعفر الصادقؑ) فرماتے ہیں یہ دنیا میں قیامت کے دن سے پہلے ہوتا ہے کیونکہ قیامت کی آگ میں صبح و شام نہیں ہوں گے پھر فرمایا کہ اگر یہ مطلب ہو کہ وہ جہنم میں صبح و شام عذاب دیئے جائیں گے تو پھر تو وہ صبح و شام کے درمیان کے اوقات میں خوش بخت ہوتے فرمایا نہیں یہ مطلب نہیں بلکہ یہ قیامت کے دن سے پہلے برزخ کے بارہ میں ہے، کیا تم اللہ کے اس ارشاد پر غور نہیں کرتے (کہ جس دن قیامت

تَقُوْمُ السَّاعَةُ اُدْخِلُوْا	ہو گی کہا جائے گا فرعونیوں کو سخت
اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ	ترین عذاب میں داخل کر دو) یہ
وَهٰذَا اَمْرٌ لِاٰلِ	فرعونیوں کو داخل ہونے کا حکم ہو
فِرْعَوْنَ بِالدُّخُوْلِ	گا (یعنی یا تو یہ لفظ اُدْخُلُوْا ہے)
اَوْ اَمْرٌ لِلْمَلٰٓئِكَةِ	یا فرشتوں کو انہیں سخت عذاب میں
بِاِدْخَالِهِمْ فِيْ	داخل کرنے کا حکم ہو گا (اس صورت
اَشَدِّ الْعَذَابِ وَهُوَ	میں قرأت اَدْخِلُوْا ہو گی) اور وہ
عَذَابُ جَهَنَّمَ.	سخت عذاب، جہنّم کا عذاب ہے،

(تفسیر مجمع البیان جزء ۸ جلد ۴ ص ۵۲۶)

يُعْرَضُ اٰلُ فِرْعَوْنَ	فرعونی، صبح و شام اپنی قبروں میں
عَلَى النَّارِ فِيْ قُبُوْرِهِمْ	آگ کے سامنے کئے جاتے ہیں اس
صَبَاحًا وَّمَسَاءً ا	طرح اُنہیں عذاب دیا جاتا ہے،
فَيُعَذَّبُوْنَ	

طمطراق شہ اور رنگ نشیں کچھ بھی نہیں کیا خبر ایسے یہاں کتنے سلیماں گزرے

جادۂ زیست تو ہے ایک ہی عاجز اُس سے کتنے ہنستے ہوئے اور کتنے پریشاں گزرے

وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ	آل فرعون کو بد ترین عذاب نے
سُوْءُ الْعَذَابِ اَيِ الْغَرْقُ	گھیر لیا یعنی غرقابی نے۔ یہ عذاب
وَهٰذَا فِي الدُّنْيَا ثُمَّ	تو دنیا میں آیا پھر برزخ میں انہیں
بَيَّنَ عَذَابَهُمْ فِي الْبَرْزَخِ	جو عذاب ہوتا ہے اس کو اس طرح
بِقَوْلِهِ النَّارُ يُعْرَضُوْنَ	بیان کیا کہ وہ آگ پر پیش کئے جاتے
وَفِي الْاٰيَةِ دَلِيْلٌ عَلٰى	ہیں، اس آیت سے ثابت ہوتا ہے

بَقَاءِ النَّفْسِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ
إِنَّ الْمُرَادَ التَّعْذِيْبُ
فِي الْجُمْلَةِ وَلَيْسَ الْمُرَادَ
أَنَّهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا
يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَوْلِهِ
بَعْدَهُ وَيَوْمَ تَقُوْمُ
السَّاعَةُ الخ وَإِذَا ثَبَتَ
فِي حَقِّ آلِ فِرْعَوْنَ
ثَبَتَ فِي حَقِّ غَيْرِهِمْ
إِذْ لَا قَائِلَ بِالْفَصْلِ
وَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لَا يُصَلِّيْ صَلَاةً إِلَّا وَتَعَوَّذَ
بَعْدَهَا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ
قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ
كَفَّ أَذَاهُ عَنِ النَّاسِ
كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ
يَكُفَّ عَنْهُ أَذَى الْقَبْرِ
قَالَ الْعُلَمَاءُ عَذَابُ الْقَبْرِ
هُوَ عَذَابُ الْبَرْزَخِ
أُضِيْفَ إِلَى الْقَبْرِ لِأَنَّهُ
الْغَالِبُ وَإِلَّا فَكُلُّ مَيِّتٍ

کہ رُوح، موت کے بعد باقی رہتی
ہے اور قبر کا عذاب برحق ہے کیونکہ
آیت کی مُراد یہ ہے کہ کسی نہ کسی
طرح انہیں عذاب ہوتا ہے اس
کے بعد جو اللہ نے فرمایا ہے کہ
جس دن قیامت آئے گی الخ اس
کو سامنے رکھتے ہوئے یہ مطلب
نہیں لیا جاسکتا کہ وہ قیامت کے
دن آگ پر پیش کئے جائیں گے
جب یہ عذاب قبر فرعونیوں کے
حق میں ثابت ہوگیا تو دوسروں کے
حق میں بھی ثابت ہوگیا کیونکہ ایسا
تو کوئی نہیں جو فرعونیوں کیلئے اسے
مانتا ہو مگر دوسروں کے لئے نہ مانتا
ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی
نماز پڑھتے تھے اس کے بعد عذاب قبر
سے پناہ مانگتے تھے، نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگوں کو دُکھ
دینے سے باز رہے، لازماً اللہ تعالیٰ
اس سے عذاب قبر کو دُور رکھے گا
علماء کہتے ہیں عذاب قبر عذاب برزخ

أَرَادَ اللّٰهُ تَعْذِيْبَهٗ، نَالَهٗ
مَا أَرَادَ بِهٖ قُبِرَ أَوْ لَمْ
يُقْبَرْ بِأَنْ صُلِبَ أَوْ غَرِقَ
فِي الْبَحْرِ أَوْ أُحْرِقَ
حَتّٰى صَارَ رَمَادًا أَوْ ذُرِيَ
فِي الْجَوِّ قَالَ إِمَامُ
الْحَرَمَيْنِ مَنْ تَفَرَّقَتْ
أَجْزَاؤُهٗ يَخْلُقُ اللّٰهُ
الْحَيَاةَ فِي بَعْضِهَا
أَوْ كُلِّهَا وَيُوَجِّهُ
السُّؤَالُ عَلَيْهَا وَمَحَلُّ
الْعَذَابِ وَالنَّعِيْمِ أَيْ
فِي الْقَبْرِ هُوَ الرُّوْحُ
وَالْبَدَنُ جَمِيْعًا بِاتِّفَاقِ
أَهْلِ السُّنَّةِ. قَالَ
الْيَافِعِيُّ وَتَخْتَصُّ الْأَرْوَاحُ
دُوْنَ الْأَجْسَادِ بِالنَّعِيْمِ
وَالْعَذَابِ مَادَامَتْ
فِي عِلِّيِّيْنَ أَوْ سِجِّيْنَ
وَفِي الْقَبْرِ تَشْتَرِكُ
الرُّوْحُ وَالْجَسَدُ.

ہی کا دوسرا نام ہے، قبر کی طرف
اسے اس لئے منسوب کیا جاتا ہے
کیونکہ عموماً مُردے قبروں میں دفن
کئے جاتے ہیں ورنہ اللہ جس مُردہ
کو عذاب دینا چاہتا ہے اس کو
وہ عذاب پہنچ جاتا ہے خواہ وہ
قبر میں مدفون ہو یا اُسے
پھانسی دی گئی ہو یا وہ سمندر
میں ڈوب گیا ہو یا اُسے جلا
دیا گیا ہو حتیٰ کہ وہ راکھ ہو گیا ہو
اور وہ راکھ ہوا میں بکھیر دی گئی ہو
امام الحرمین کا قول ہے کہ جس کے
اجزاء منتشر ہو گئے ہوں، اللہ تعالیٰ
اس کے بعض اجزاء میں یا کل اجزاء
میں زندگی پیدا کر دیتا ہے اور اس
سے سؤال کیا جاتا ہے اور قبر میں
عذاب و ثواب، رُوح و بدن دونوں کو
ہوتا ہے یہ تمام اہل سنّت کا متفقہ
عقیدہ ہے، یافعیؒ کا قول ہے کہ جب
تک روحیں علّیین میں یا سجّین میں
رہتی ہیں اُس وقت تک صرف رُوحوں

(مُرادح البیان) (ج ۸ ص ۱۹۰ — ۱۹۱)	کو عذاب و ثواب ہوتا ہے نہ کہ بدنوں کو اور قبر میں رُوح اور بدن دونو کو ہوتا ہے۔

موت کے وقت مجرموں کو برزخ اور قیامت میں پیش آنے والے عذاب کی تصویر دکھلائی جارہی ہے۔

فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے وعظ و نصیحت سے تنگ آکر ایک روز اپنے درباریوں سے کہا، چھوڑو مجھے مَیں اِس موسیٰ کو قتل کردیتا ہوں، مجھے اندیشہ ہے کہ یہ تمہارا دین خراب کرڈالے گا، یا ملک میں فساد برپا کردے گا، اس موقع پر آلِ فرعون میں سے ایک مومن شخص جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا، بول اُٹھا کیا تم ایک ایسے شخص کو صرف اس بنا پر قتل کردوگے کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے؟ حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس بَیِّنَات لیکر آیا اگر وہ جھوٹا ہے تو اُس کا جھوٹ خود اُسی پر پلٹ پڑے گا لیکن اگر وہ سچا ہے تو جن ہولناک نتائج کا وہ تم کو خوف دلاتا ہے اُن میں سے کچھ تو تم پر ضرور ہی آجائینگے سورۂ مومن آیت نمبر ۲۶ — ۲۸، اس مومن کی حق گوئی کی پاداش میں خطرہ تھا کہ فرعون کی طرف سے اُسے سخت ترین سزا دے دی جائے گی لیکن اللہ تعالےٰ نے اُسے اپنے کرمِ خاص سے فرعون اور اس کے درباریوں کے ہر تشدّد سے بچالیا، پُورا قصہ سورۂ مومن آیت ۲۶ تا ۲۸ کے تحت تفاسیر میں مطالعہ فرمائیں۔

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا. قَالَ مُجَاهِدٌ وَّعِكْرِمَةُ وَمُقَاتِلٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ كُلُّهُمْ قَالَ هٰذِهٖ آيَةٌ تَدُلُّ عَلٰى عَذَابِ الْقَبْرِ فِي الدُّنْيَا قَالَ رَجُلٌ لِّلْاَوْزَاعِيْ رَأَيْنَا طُيُوْرًا تَخْرُجُ مِنَ الْبَحْرِ تَأْخُذُ نَاحِيَةَ الْغَرْبِ بِيْضًا صِغَارًا فَوْجًا فَوْجًا لَا يَعْلَمُ عَدَدَهَا اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا كَانَ الْعِشَاءُ رَجَعَتْ مِثْلَهَا سُوْدًا. قَالَ تِلْكَ الطُّيُوْرُ فِيْ حَوَاصِلِهَا اَرْوَاحُ آلِ فِرْعَوْنَ. يُعْرَضُوْنَ عَلَى النَّارِ غُدُوًّا وَّعَشِيًّا. فَتَرْجِعُ اِلٰى اَوْكَارِهَا وَقَدِ احْتَرَقَتْ رِيَاشُهَا وَصَارَتْ سُوْدًا

وہ دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے وہ صبح وشام پیش کئے جاتے ہیں، حضرت مجاہدؒ اور عکرمہؒ اور مقاتلؒ اور محمد بن کعبؒ سب کے سب فرماتے ہیں، یہ آیت دنیا میں عذاب قبر پر دلیل ہے"

عجیب واقعہ

حضرت امام اوزاعیؒ سے ایک شخص نے کہا ہم نے ایسے پرندوں کو دیکھا جو سمندر سے نکل کر مغرب کی طرف اُڑتے ہیں، سفید رنگ چھوٹے چھوٹے فوج در فوج اُن کی تعداد کا اللہ کے سوا کسی کو علم نہیں جب عشاء کا وقت آتا ہے، تو وہ سیاہ رنگ کی حالت میں واپس لوٹ جاتے ہیں، امام صاحب نے فرمایا ان جانوروں کے پوٹوں میں فرعون کے ساتھیوں کی رُوحیں ہیں اُنہیں صبح وشام آگ پر پیش کیا جاتا ہے، پھر وہ اپنے گھونسلوں میں لوٹ آتے ہیں دراں حالیکہ جلے ہوتے ہیں اور کالے ہو جاتے

فَيَبِيتُ عَلَيْهَا مِنَ اللَّيْلِ رِيَاشُهَا بِيضًا وَتَتَنَاثَرُ السُّودُ ثُمَّ تَغْدُوْا فَتُعْرَضُ عَلَى النَّارِ غُدُوًّا وَعَشِيًّا ثُمَّ تَرْجِعُ إِلَى وَكْرِهَا فَذَالِكَ دَأْبُهَا مَا كَانَتْ فِي الدُّنْيَا فَإِذَا كَانَتْ يَوْمُ الْقِيَامَةِ قَالَ اللهُ تَعَالَى أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ وَهُوَ نَهَاوِنَةٌ.

ہیں، رات آتی ہے تو اُن کے پر پھر سفید اُگ آتے ہیں، سیاہ پر بکھر جاتے ہیں پھر دوسرے دن نکلتے ہیں تو اسی طرح وہ صبح وشام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں، پھر وہ بدستور اپنے گھونسلوں میں لوٹ آتے ہیں یہ حالت اُن کی اُسوقت تک رہیگی جب تک دنیا قائم ہے، جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ حکم کرے گا کہ فرعون کے ساتھیوں کو شدید ترین عذاب میں داخل کر دو اور وہ جہنم ہے۔"

(تفسیر القرطبی جز ۱۵ ص ۳۱۹)

(وبحرالمحیط ج ۷ ص ۴۶۸)

(تفسیر الطبری جز ۲۴ ج ۱۱ ص ۴۷)

اَلنَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا قَالَ قَتَادَةُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا صَبَاحًا وَّمَسَاءً ا يُقَالُ لَهُمْ يَا آلَ فِرْعَوْنَ هٰذِهٖ مَنَازِلُكُمْ

قتادہ کا قول ہے کہ وہ صبح وشام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں اور انہیں جھڑکنے کے لئے، سزا کے طور پر بطور رسوائی یہ کہا جاتا ہے کہ اے فرعون کے پیرو! یہ تمہارے ٹھکانے

تَوْبِيخًا وَنِقْمَةً وَصَغَارًا لَهُمْ — ہیں"

" تفسیر الطبری جز ۲۴ جلد ۱۱ ص ۴۷"

غُدُوًّا وَعَشِيًّا عِبَارَةٌ عَنِ الدَّوَامِ هٰذَا مَا دَامَتِ الدُّنْيَا فَإِذَا قَامَتِ السَّاعَةُ قِيلَ لَهُمْ (أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ عَذَابَ جَهَنَّمَ

صبح اور شام یعنی ہمیشہ ہر وقت جب تک یہ دنیا قائم ہے پھر جب قیامت واقع ہو گی تو اُن سے (فرشتوں سے) کہا جائے گا کہ آلِ فرعون کو سخت عذاب (جہنم) میں جھونک دو

(تفسیر الکشاف ج ۴ ص ۷۰)

اِحْتَجَّ أَصْحَابُنَا بِهٰذِهِ الْآيَةِ عَلٰى إِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ. قَالُوا الْآيَةُ تَقْتَضِي عَرْضَ النَّارِ عَلَيْهِمْ غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَلَيْسَ الْمُرَادُ مِنْهُ أَيْضًا الدُّنْيَا لِأَنَّ عَرْضَ النَّارِ عَلَيْهِمْ غُدُوًّا وَعَشِيًّا مَا كَانَ حَاصِلًا فِي الدُّنْيَا فَثَبَتَ أَنَّ هٰذَا الْعَرْضَ إِنَّمَا حَصَلَ بَعْدَ الْمَوْتِ وَقَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَذٰلِكَ يَدُلُّ

ہمارے علماء نے اس آیت سے عذابِ قبر کو ثابت کرنے کے لئے استدلال کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ صبح و شام، آگ پر پیش کئے جاتے ہیں اور اس سے یہ مراد نہیں کہ ایسا دنیا میں ہوتا تھا کیونکہ صبح و شام آگ کا ان کے سامنے کیا جانا دنیا میں تو نہیں تھا، تو ثابت ہُوا کہ یہ سامنے کیا جانا موت کے بعد شروع ہُوا اور قیامت کے دن سے پہلے تو یہ آیت ان فرعونیوں کے حق

عَلٰے اِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ فِیْ حَقِّ هٰؤُلَاءِ وَاِذَا ثَبَتَ فِیْ حَقِّهِمْ ثَبَتَ فِیْ حَقِّ غَیْرِهِمْ۔"	میں عذابِ قبر کو ثابت کرنے کے لئے دلیل ہے اور جب فرعونیوں کے حق میں نہ ثابت ہوگیا تو دوسروں کے حق میں بھی ثابت ہوگیا۔
(تفسیر کبیر جز ۲۷ ص ۷۳)	
فِیْهِ دَلِیْلٌ عَلٰے بَقَاءِ النَّفْسِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَقَدْ دَلَّتِ الْاَحَادِیْثُ عَلَیْهِ وَانْعَقَدَ عَلَیْهِ الْاِجْمَاعُ۔"	اس میں دلیل ہے کہ رُوح باقی رہتی ہے اور قبر کا عذاب حق ہے۔ احادیث بھی یہی بتلاتی ہیں اور اس پر اجماع ہوچکا ہے۔
وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یُرِیْدُ اَلْوَانَ الْعَذَابِ غَیْرَ الَّذِیْ کَانُوْا یُعَذَّبُوْنَ مُنْذُ غَرِقُوْا یَعْنِیْ فِیْ عَالَمِ الْبَرْزَخِ	جس دن قیامت برپا ہوگی حکم ہوگا کہ فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔ ابن عباسؓ کا قول ہے کہ سخت ترین عذاب سے مُراد کچھ دوسری قسم کے عذاب ہیں ان عذابوں کے علاوہ جو عالم برزخ میں غرق ہونے کے بعد سے انہیں دئیے جارہے تھے۔
(تفسیر مظہری ج ۸ ص ۲۶۱، ۲۶۲)	
وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ اَنَّ هٰذَا الْعَرْضَ	اور آل فرعون کو بدترین عذاب نے گھیر لیا، جمہور کا مذہب ہے کہ یہ پیش کیا جانا، برزخ میں

هُوَ فِي الْبَرْزَخِ"

ہوتا ہے۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ يَدُلُّ دِلَالَةً وَاضِحَةً عَلٰى اَنَّ ذَالِكَ الْعَرْضَ هُوَ فِي الْبَرْزَخِ

اور جس دن قیامت ہو گی، حکم ہو گا آلِ فرعون کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کر دو، یہ صاف دلیل ہے اس بات کی کہ پیش کیا جانا، برزخ میں ہوتا ہے"

(دُرِ منثور ج ۴ ص ۲۹۵)

وَالنَّصُّ يُلْهِمُ اَنَّ عَرْضَهُمْ عَلَى النَّارِ غُدُوًّا وَعَشِيًّا هُوَ فِي الْفَتْرَةِ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ وَقَدْ يَكُوْنُ هٰذَا هُوَ عَذَابُ الْقَبْرِ

یہ نص بتا رہی ہے کہ صبح و شام اُن کا آگ پر پیش ہونا یہ موت اور قیامت کے درمیان کا زمانہ ہے، اس سے مُراد عذاب قبر ہے۔

(فی ظلال القرآن ج ۵ ص ۳۸۴)

رَوَى ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَرْوَاحَهُمْ فِيْ اَجْوَافِ طَيْرٍ سُوْدٍ تُعْرَضُ عَلَى النَّارِ بُكْرَةً وَعَشِيًّا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اُن کی رُوحیں کالے پرندوں کے پیوٹوں میں ہیں انہیں صبح و شام آگ پر پیش کیا جاتا ہے، اُنکے ساتھ قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔

(تفسیر ابی سعود الجزء السابع (۷) ص ۲۷۹)

فَفِي الْآيَةِ دَلِيْلٌ ظَاهِرٌ

تو اس آیت میں رُوح کے

عَلٰی بَقَاءِ النَّفْسِ وَعَذَابِ الْبَرْزَخِ۔

باقی رہنے اور عذاب برزخ کا واضح ثبوت ہے۔

(تفسیر روح المعانی ج ۲۴ ص ۶۶)

اَلْجُمْهُوْرُ عَلٰی اَنَّ هٰذَا الْعَرْضَ فِی الْبَرْزَخِ قَالَ مُجَاهِدٌ وَّعِكْرِمَةُ وَمُقَاتِلٌ وَّمُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ كُلُّهُمْ قَالَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ تَدُلُّ عَلٰی عَذَابِ الْقَبْرِ۔

جمہور کا قول ہے کہ یہ آگ پر پیش کیا جانا، برزخ میں ہوتا ہے مجاہدؒ، عکرمہؒ، مقاتل، اور محمدؒ بن کعب سب کا قول ہے کہ یہ آیت عذاب قبر کا ثبوت ہے۔

(حاشیہ الجمل علی الجلالین ج ۴ ص ۱۸)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ تُعْرَضُ اٰلُ فِرْعَوْنَ وَمَنْ كَانَ مِثْلَهُمْ مِنَ الْكُفَّارِ عَلَى النَّارِ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُقَالُ هٰذَا دَارُكُمْ وَفِیْ صَحِيْحِ الْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ آل فرعون اور اُن کی طرح کفار کو صبح وشام آگ پر پیش کیا جاتا ہے، اُن سے کہا جاتا ہے یہ ہے تمہارا گھر۔ صحیح بخاری اور مسلم میں ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی وفات پاتا ہے، تو صبح وشام اُس پر اُس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اگر وہ اہلِ جنت میں سے ہے

اِنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَمِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَاِنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَمِنْ اَھْلِ النَّارِ یُقَالُ ھٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰی یَبْعَثَكَ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ حضرت مجاہد محمد بن کعب اور مقاتل نے اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْھَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا سے عذاب قبر مراد لیا ہے (بحر المحیط ج،ص ۴۶۸)	تو اہل جنت میں سے، اور اگر وہ اہل جہنم میں سے ہے تو اہل جہنم میں سے، کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے، یہاں تک کہ تجھے اس کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن (قبر سے) اٹھائے۔

قبر میں عذاب وثواب رُوح اور بدن دونوں کیلئے ہے

اَیِ الْغَرَقُ وَھٰذَا فِی الدُّنْیَا ثُمَّ بَیَّنَ عَذَابَھُمْ فِی الْبَرْزَخِ. فِی الْاٰیَۃِ دَلِیْلٌ عَلٰی بَقَاءِ النَّفْسِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَکَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا یُصَلِّیْ صَلٰوۃً اِلَّا وَتَعَوَّذَ بَعْدَھَا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔	یہ اُن کا غرق ہونا دنیا میں ہے پھر اُن کے لئے برزخ میں عذاب کا ذکر فرمایا، اس آیت میں بقائے رُوح اور عذابِ قبر کا ثبوت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نماز ادا نہیں فرماتے تھے مگر اس کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

جس نے اپنی ایذاء سے لوگوں کو محفوظ رکھا اللہ تعالےٰ پر بھی

واجب ہے کہ وہ اُسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھے "

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ كَفَّ أَذَاهُ عَنِ النَّاسِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يَكُفَّ عَنْهُ أَذَى الْقَبْرِ وَمَحَلُّ الْعَذَابِ وَالنَّعِيمِ فِي الْقَبْرِ هُوَ الرُّوحُ وَالْبَدَنُ جَمِيعًا بِاتِّفَاقِ أَهْلِ السُّنَّةِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لوگوں کو اپنی ایذاء سے مامون رکھا اللہ پر بھی حق ہے کہ وہ اُسے قبر کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ قبر میں عذاب وثواب باتفاق اہل السنۃ رُوح اور بدن دونوں کے لئے ہے۔

(رُوح البیان ج ۸ ص ۱۸۹-۱۹۰)

یہ آیت اثباتِ عذابِ قبر و وجودِ برزخ میں ایک نصِ صریح ہے (تفسیر ماجدی ص ۹۴۵) هٰذِهِ الْآيَةُ تَدُلُّ عَلَىٰ عَذَابِ الْقَبْرِ

(احکام القرآن للجصّاص ج ۵ ص ۱۶۱)

اس آیت سے علماءِ اہلِ سنّت نے عذابِ قبر کا اثبات کیا ہے قبر سے مراد صرف وہ گڑھا ہی نہیں، جس میں کسی کو دفن کیا جاتا ہے، کیونکہ یہ قبر تو کسی کو نصیب ہوتی ہے، اور کسی کو نصیب ہی نہیں ہوتی، بلکہ اس سے مُراد عالمِ برزخ ہے، مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے کے وقت کو عالمِ برزخ کہتے ہیں، آلِ فرعون کو دیئے جانے والے دو عذابوں کا یہاں ذکر ہو رہا ہے، ایک وہ جس میں قیامت سے پہلے وہ مبتلا ہیں۔ دوسرا وہ جو قیامت کے بعد انہیں دیا جائے گا " (ضیاء القرآن ج ۴ ص ۳۱۰)

هٰذِهِ الْاٰيَةُ اَصْلٌ كَبِيْرٌ اِسْتِدْلَالِ اَهْلِ السُّنَّةِ عَلٰى عَذَابِ الْبَرْزَخِ فِي الْقُبُوْرِ۔

یہ آیت عظیم بنیاد ہے، اہلِ سُنت کے استدلال پر کہ برزخ کا عذاب قبروں میں ہوتا ہے"

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ يَهُوْدِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَقَالَتْ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت اُنکے پاس آئی اور کہنے لگی اللہ تعالےٰ ہمیں عذاب قبر سے بچائے حضرت عائشہؓ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبر میں عذاب کے متعلق دریافت کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں قبر کا عذاب حق ہے حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز نہیں ادا فرمائی مگر اُس کے بعد عذابِ قبر سے پناہ مانگی۔

(ابن کثیر ج ۴ ص ۸۱/ ۸۲)

یہ آیت اُس عذابِ برزخ کا صریح ثبوت ہے، جس کا ذکر

بکثرت احادیث میں عذابِ قبر کے عنوان سے آیا ہے، اللہ تعالےٰ یہاں صاف الفاظ میں عذاب کے دو مرحلوں کا ذکر فرما رہا ہے، ایک کمتر درجے کا عذاب جو قیامت کے آنے سے پہلے فرعون اور آلِ فرعون کو دیا جا رہا ہے، اور وہ یہ ہے کہ اُنہیں صبح و شام دوزخ کی آگ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے، جسے دیکھ کر وہ ہر وقت ہَول کھاتے رہتے ہیں، کہ یہ ہے وہ دوزخ جس میں آخر کار ہمیں جانا ہے۔ اس کے بعد جب قیامت آجائے گی تو اُنہیں وہ اصلی اور بڑی سزا دی جائے گی جو اُن کے لئے مقدر ہے، یعنی وہ اسی دوزخ میں جھونک دیئے جائیں گے، جس کا نظارہ انہیں غرقاب ہو جانے کے وقت سے آج تک کرایا جا رہا ہے۔ اور قیامت کی گھڑی تک کرایا جاتا رہے گا اور یہ معاملہ صرف فرعون اور آلِ فرعون کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے، تمام مجرموں کو موت کی ساعت سے لے کر وہ انجام بد نظر آتا رہتا ہے، جو اُن کا انتظار کر رہا ہے، اور تمام نیک لوگوں کو اُس انجامِ نیک کی حسین تصویر دکھائی جاتی رہتی ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے مہیا کر رکھا ہے۔" (تفہیم القرآن ج ۴ ص ۴۱۳)

یہ اُس عذاب کی تفصیل ہے کہ برزخی زندگی میں اُنکو صبح و شام دوزخ کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے کہ دیکھتے رہیں کہ ان کا اصلی ٹھکانہ یہ ہوگا، اور جب قیامت کا دن آئے گا تو حکم ہوگا کہ فرعون اور اس کے تمام اتباع کو دوزخ کے شدید ترین عذاب میں جھونک دو۔

قرآن میں جگہ جگہ اس بات کی تصریح ہے، کہ مرنے کے بعد نیک ارواح پر اُن کے اعمال کے اعتبار سے کیفیات کا صدور ہونے لگتا ہے

اور ارواحِ خبیثہ پر اُن کے اعمال کے اعتبار سے، یہ گویا ان کے لئے جنّت یا دوزخ کی تمہید ہوتی ہے، پھر جب قیامت کا دن آئے گا تو جزاء اور سزا اپنی اصلی شکل میں لوگوں کے سامنے آئے گی، حدیثوں میں عذابِ قبر کا جو ذکر آیا ہے، وہ اسی برزخی زندگی سے متعلق ہے، (تدبرِ قرآن ج ۶ ص ۴۷-۴۸)

یہ آیت دلیل ہے عذابِ قبر کی اور احادیث کی روایاتِ متواترہ اور اجماعِ اُمت اس پر شاہد ہیں ۔ (معارف القرآن ج ۷ ص ۶۰۳)

آیت سے ثابت ہو رہا ہے کہ رُوح باقی رہتی ہے ، اور قبر (یعنی برزخ) میں عذاب ہوتا ہے ۔ (متعدد) احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں اور اسی پر اجماع علماء ہے ۔

(تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۲۴۳)

سوچا بھی کبھی تو نے کیا حال ترا ہوگا
جب قبر میں جائے گا جب حشر بپا ہوگا

کسے اندازہ ہو گا اس کی قسمت کی بلندی کا
رسائی یا الٰہی جس کی تیرے آستاں تک ہے

مومن کیلئے موت قبر اور قبر سے اُٹھنے کے وقت رحمتِ الٰہی کی بشارت

(۳) إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ٥
(حٰمٓ السجدة ۳۰)

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر وہ اس پر جمے رہے یقیناً اُن پر فرشتے نازل ہوں گے اور کہیں گے کہ نہ ڈرو، نہ غم کرو اور مبارک ہو تمہیں وہ جنّت جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

قَالَ مُجَاهِدٌ وَّالسُّدِّيُّ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَقَالَ مُقَاتِلٌ عِنْدَ الْبَعْثِ وَقِيْلَ عِنْدَ الْمَوْتِ وَفِي الْقَبْرِ (بحر المحیط ج ۷ص ۴۹۶)

مجاہدؒ اور سُدّیؒ کا قول ہے کہ ایسا موت کے وقت ہوتا ہے، مقاتلؒ کہتے ہیں دوبارہ زندہ ہونے کے وقت اور ایک قول یہ بھی ہے کہ موت کے وقت اور قبر میں

إِنَّ الْبُشْرٰى تَكُوْنُ فِيْ ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ عِنْدَ الْمَوْتِ وَفِي الْقَبْرِ وَعِنْدَ الْبَعْثِ عَنْ وَكِيْعِ بْنِ الْجَرَّاحِ ۔

"یہ بشارت تین موقعوں پر ملتی ہے موت کے وقت قبر میں اور دوبارہ زندہ ہونے کے وقت ، وکیعؒ بن الجراح کا یہی قول ہے"

(مجمع البیان للطبرسی ج ۵ ص ۱۲)

وتفسیر القرطبی جز ۱۵ ص ۳۵۹

والکشاف ج ۴ ص ۱۹۹ "

قِيْلَ فِيْ مَوَاقِفَ ثَلَاثَةٍ عِنْدَ الْمَوْتِ وَفِي الْقَبْرِ وَعِنْدَ الْبَعْثِ إِلَى الْقِيَامَةِ ۔

ایک قول یہ ہے کہ تین موقعوں پر ایسا ہوتا ہے موت کے وقت قبر میں اور قیامت کی پیشی کے لئے دوبارہ زندہ ہونے کے وقت"

(التفسیر الکبیر جز ۲۷ ص ۱۲۲)

قَالَ وَكِيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ اَلْبُشْرٰى تَكُوْنُ فِيْ ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ عِنْدَ الْمَوْتِ وَفِي الْقَبْرِ وَعِنْدَ الْبَعْثِ

وکیعؒ بن الجراح کا قول ہے کہ یہ خوشخبری تین موقعوں پر ملتی ہے موت کے وقت قبر میں اور دوبارہ زندہ ہونے کے وقت

(تفسیر مظہری ج ۸ ص ۲۹۳)

اَلْبُشْرٰى تَكُوْنُ فِيْ ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ عِنْدَ الْمَوْتِ وَفِي الْقَبْرِ

تین موقعوں پر یہ بشارت ملتی ہے موت کے وقت، قبر میں اور دوبارہ زندہ ہونے

وَعِنْدَ الْبَعْثِ " کے موقع پہ "

(تفسیر الخازن مع النسفی ج ۴ ص ۸۵)

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ یہ فرشتے رحمت اور بشارت کے ہونگے اور ان کا نزول پہلے موت کے وقت ہوگا پھر قبر میں اور پھر بعثت (قبروں سے اٹھنے) کے وقت (تفسیر ماجدی ص ۹۵۹)

قَالَ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ يُبَشِّرُوْنَهٗ عِنْدَ مَوْتِهٖ وَفِيْ قَبْرِهٖ وَحِيْنَ يُبْعَثُ "

حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں فرشتے مرنے والے (مومن) کو اس کی موت اور اسکی قبر میں اور جب اسے قبر سے اٹھایا جائے گا ، (اللہ کی رحمت کی) بشارت دیتے ہیں

(ابن کثیر ج ۴ ص ۹۹)

اَلْبُشْرٰى فِيْ ثَلَاثَةِ مَوَاطِنَ عِنْدَ الْمَوْتِ وَفِي الْقَبْرِ وَعِنْدَ الْبَعْثِ

خوشخبری تین موقعوں پر دی جائیگی موت کے وقت، قبر میں قبر سے اٹھنے کے وقت "

(تفسیر ابی السعود جز ۸ ص ۱۳)

عِنْدَ الْمَوْتِ بِالْبُشْرٰى وَفِي الْقَبْرِ وَعِنْدَ الْبَعْثِ اِذَا قَامُوْا مِنْ قُبُوْرِهِمْ "

موت کے وقت خوشخبری اور قبر میں اور اٹھنے کے وقت جب وہ اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہونگے "

(روح البیان ج ۸ ص ۲۵۵)

حق والے ہی محبوب رہے حق کی نظر میں ا
حق والے ہی حقدار ہیں فردوس بریں کے

اللہ تعالےٰ کے نافرمانوں کی موت

کے وقت فرشتے اُن کے چہروں اور اُن کی پیٹھوں پر مارتے ہیں فرشتوں کی مار کا یہ خوفناک منظر وہاں پر موجود لوگوں کی نظروں کے سامنے نہیں آتا، اس لئے کہ وہ اس نظارے کی تاب نہیں رکھتے، یہ اسی طرح کا معاملہ ہے جیسے قبر میں منکر نکیر کا میت سے سؤال اور برزخ کے دوسرے حالات،

(۱۴۱)- فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ

(محمد ۲۷-۲۸)

پھر اُس وقت کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی رُوحیں قبض کریں گے اور انکے مُنہ اور پیٹھوں پر ماریں گے، یہ اس لئے ہوگا کہ انہوں نے اس طریقے کی پیروی کی جو اللہ کو ناپسند ہے اور اسکی رضا کا راستہ اختیار کرنا پسند نہ کیا، اس وجہ سے اللہ نے ان کے سب اعمال ضائع کر دیئے،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَتَوَفّٰى أَحَدٌ عَلٰى مَعْصِيَةٍ إِلَّا تَضْرِبُ الْمَلٰٓئِكَةُ فِي وَجْهِهِ وَفِي دُبُرِهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی آدمی گناہ کرتے ہوئے فوت ہوتا ہے تو فرشتے اس کے چہرے اور پشت پر ضربیں لگاتے ہیں،

وَالْكَلَامُ عَلَى الْحَقِيقَةِ عِنْدَهُ وَلَا مَانِعَ مِنْ ذَالِكَ وَإِنْ لَّمْ يُحِسَّ بِالضَّرْبِ مَنْ حَضَرَ وَمَا ذَالِكَ اِلَّا كَسُؤَالِ الْمَلَكَيْنِ وَسَائِرِ اَحْوَالِ الْبَرْزَخِ "	ابن عباسؓ کی رائے میں یہ مار سچ مچ پڑتی ہے اور اس کو ماننے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ وہاں موجود لوگوں کو اس مار کا پتہ نہیں چلتا، یہ اسی طرح کا معاملہ ہے جیسے قبر میں منکر نکیر کا میت سے سؤال اور برزخ
(تفسیر رُوح المعانی جز ۲۶ ص ۶۹)	کے دوسرے حالات۔

معصیت کی طرف چہرے سے متوجہ ہوتا ہے، اس لئے چہرے پر مار پڑتی ہے، ایمان باللہ والرسول اور اتباعِ دین سے پیٹھ پھیرتا ہے، اس لئے فرشتے موت کے وقت پیٹھ پر مارتے ہیں۔"

فَاِنَّ كُلَّ مَنْ يَتَوَفّٰى عَلٰى مَعْصِيَةِ اللهِ فَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ لَا يَقْبِضُوْنَ رُوْحَهٗ اِلَّا بَعْدَ اَنْ يَضْرِبُوْا وَجْهَهٗ وَدُبُرَهٗ كَمَا رَوٰى ذَالِكَ ابْنُ عَبَّاسٍ "	ہر آدمی جس کی موت خدا کی نافرمانی کی حالت میں واقع ہوئی ہے، عذاب کے فرشتے اس کی جان نکالنے سے پہلے اس کے منہ اور پشت پر ضربیں لگاتے ہیں جیسا کہ یہ مضمون حضرت ابن عباسؓ نے روایت کیا ہے۔
(حاشیہ الجمل علی الجلالین ج ۴ ص ۱۵۲)	

یہ آیت بھی اُن آیات میں سے ہے جو عذابِ برزخ

(یعنی عذابِ قبر) کی تصریح کرتی ہیں، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے، کہ موت کے وقت ہی کفار و منافقین پر عذاب شروع ہو جاتا ہے۔ اور یہ عذاب اس سزا سے مختلف چیز ہے جو قیامت میں اُن کے مقدمے کا فیصلہ ہونے کے بعد اُن کو دی جائے گی۔"

فلک نما قصر میں بڑی تمکنت سے تھے جو مقیم کل تک
وہ آج دیکھو تو کس طرح قبر کے گڑھے میں اُتر رہے ہیں

مندرجہ ذیل آیات بھی برزخ میں عذاب کی نشاندہی کر رہی ہیں

فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِىْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ۝ يَوْمَ لَا يُغْنِىْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (طور ۴۵، ۴۷)

پس اُن کو چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ روز جس میں کہ وہ بے ہوش کر دیئے جائینگے سامنے آجائے جس دن ان کی کوئی تدبیر کام نہ آئیگی اور نہ اُن کی مدد ہی کی جائیگی۔ اور ظالموں کے لئے اس کے سوا اور عذاب بھی ہے، لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

وَهٰذَا يَحْتَمِلُ اَنْ يُرَادَ بِهٖ عَذَابُهُمْ بِالْقَتْلِ وَغَيْرِهٖ فِي الدُّنْيَا وَاَنْ يُّرَادَ بِهٖ عَذَابُهُمْ فِي الْبَرْزَخِ وَهُوَ اَظْهَرُ لِاَنَّ كَثِيْرًا مِنْهُمْ مَاتَ وَلَمْ يُعَذَّبْ فِي الدُّنْيَا اَوِ الْمُرَادُ اَعَمُّ مِنْ ذٰلِكَ وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْاَخْبَارُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثُبُوْتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَنَعِيْمِهٖ لِمَنْ كَانَ لِذٰلِكَ اَهْلًا وَسُؤَالِ الْمَلَكَيْنِ فَيَجِبُ اِعْتِقَادُ ثُبُوْتِ ذٰلِكَ وَالْاِيْمَانُ بِهٖ ۔ فَاِنَّ عَوْدَ الرُّوْحِ اِلَى الْجَسَدِ لَيْسَ عَلَى الْوَجْهِ الْمَعْهُوْدِ فِي

اور ممکن ہے اس سے مراد اُن کے لئے دنیا میں قتل وغیرہ کا عذاب ہو اور یا اس سے مراد اُن کے لئے برزخ میں عذاب ہو اور اس کا زیادہ احتمال ہے۔ اس لئے کہ بہت سے اُن میں سے مر گئے اور دنیا میں انہیں عذاب نہیں ہوا، یا اس سے مُراد دنیا اور برزخ دونوں کا عذاب ہے اور بے شک رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے قبر کے عذاب کے سلسلہ میں ان گنت روایات آئی ہیں، اور قبر میں راحت وفرحت کے بارے میں جو اس کا مستحق ہے اور فرشتوں کے (وہاں) سوال کے متعلق (آنحضرتؐ کے) اس فرمان پر اعتقاد اور ایمان لانا واجب ہے،،

(قبر میں) جسم کی طرف رُوح کا لوٹنا دنیا میں معروف طریقہ پر نہیں ہے بلکہ رُوح کا

الدُّنیا بل تُعادُ الرُّوحُ
إلیهِ إعادةً غیرَ الإعادةِ
المألوفةِ في الدُّنیا۔
فالرُّوحُ لها بالبدنِ
خمسةُ أنواعٍ من
التعلّقِ متغایرةُ
الأحکامِ أحدُها تعلّقُها بهِ
في بطنِ الأُمِّ جنیناً ۔
الثاني۔ تعلّقُها بهِ بعدَ
خروجهِ إلی وجهِ
الأرضِ، الثالثُ تعلّقُها بهِ
في حالِ النّومِ فلها بهِ
تعلّقٌ من وجهٍ
ومفارقةٌ من وجهٍ،
الرابعُ۔ تعلّقُها بهِ في
البرزخِ، فإنّها وإن
فارقتْهُ وتجرّدتْ عنهُ
فإنّها لم تفارقْهُ
فراقاً کلّیاً بحیثُ
لا یبقی لها إلیهِ
الالتفاتُ البتّةَ فإنّهُ

(قبر میں) بدن کی طرف لوٹنا
دنیا میں عام معروف قاعدہ کے
خلاف ہے۔
رُوح کا بدن کے ساتھ پانچ قسم
کا تعلق ہے جن میں سے ہر
تعلق کا الگ الگ حکم ہے اُن
میں سے ایک تعلق تو وہ ہے
جب کہ وہ ماں کے پیٹ میں
بچے کی حالت میں تھا، دوسرا تعلق
اُس کا وہ ہے جب وہ وہاں
سے زمین پر آجاتا ہے، تیسرا تعلق
اس کا (بدن کے ساتھ) نیند کی
حالت میں ہے کیوں کہ ایک
لحاظ سے تو رُوح کا اس حالت
میں بدن سے تعلق ہوتا ہے اور
ایک لحاظ سے وہ اس سے
جدا ہوتی ہے، لیکن رُوح بدن
کو بالکل چھوڑ نہیں دیتی، چوتھی قسم
رُوح کا تعلق بدن سے برزخ
میں ہے اگرچہ رُوح وہاں بدن
سے الگ ہوتی ہے، اور اسے

وَرَدُّهَا إِلَيْهِ وَقْتَ سَلَامِ الْمُسَلِّمِ، وَوَرَدَ أَنَّهُ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِيْنَ يُوَلُّوْنَ عَنْهُ وَهٰذَا الرَّدُّ إِعَادَةٌ خَاصَةٌ لَا يُوجِبُ حَيَاةَ الْبَدَنِ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْخَامِسُ تَعَلُّقُهَا بِهِ يَوْمَ بَعْثِ الْأَجْسَادِ وَهُوَ أَكْمَلُ أَنْوَاعِ تَعَلُّقِهَا بِالْبَدَنِ وَلَا نِسْبَةٌ لَهَا قَبْلَهُ مِنْ أَنْوَاعِ التَّعَلُّقِ إِلَيْهِ - إِذْ هُوَ تَعَلُّقٌ لَا يَقْبَلُ الْبَدَنُ مَعَهُ مَوْتًا وَلَا نَوْمًا وَلَا فَسَادًا، فَالنَّوْمُ أَخُو الْمَوْتِ . فَتَأَمَّلْ هٰذَا يَزِحْ عَنْكَ إِشْكَالَاتٌ كَثِيْرَةٌ

چھوڑ دیتی ہے. لیکن رُوح کا بدن کو چھوڑنا مکمل چھوڑنا نہیں ہے کہ اس کا کچھ بھی تعلق اس سے نہ رہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے سلام کہنے والا جب کوئی اس کی قبر پر آ کر سلام کہتا ہے، تو اس کی رُوح سلام کے جواب کے لئے اس کے بدن میں لوٹائی جاتی ہے، اور جب اسے قبر میں دفن کرکے لوگ واپس لوٹتے ہیں تو وہ اُن کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے اور یہ رُوح کا لوٹنا خاص قسم کا لوٹنا ہے. اس سے یہ لازم نہیں آیا کہ قیامت کے دن سے پہلے بدن زندہ ہو جائے، پانچویں قسم کا تعلق بدن کے ساتھ جسموں کے دوبارہ زندہ ہونے کے دن ہو گا، اور یہ رُوح کے بدن کے ساتھ تعلق کی تمام قسموں میں سے اعلیٰ قسم کا

(شرح عقیدۃ الطحاویہ للامام ابن العز ص ۴۴۷)

تعلق ہے اور اس سے پہلے رُوح کے بدن کے ساتھ تعلق کی جتنی قسموں کا ذکر ہؤا ہے وہ اس تعلق کی بہ نسبت بہت ہلکی ہیں کیونکہ یہ ایسا تعلق ہے جسکے ہوتے ہوئے نہ بدن کو موت آئے گی نہ نیند اور نہ اس میں تغیر آئے گا کیونکہ نیند بھی موت کی ہی ایک نوع ہے اس نکتہ پر خوب غور کرو اس سے بہت سے اشکال دُور ہو جائیں گے۔

غور فرمایئے کہ ظالمین مکہ کے لئے قیامت کے دن کے علاوہ جو عذاب ہے۔ اس سے کونسا عذاب مُراد ہو سکتا ہے۔ جبکہ تاریخی شہادتوں سے یہ بات معلوم ہے، کہ ان میں سے بہت سے افراد اس دنیا سے عذاب پائے بغیر ہی گزر گئے تھے لہٰذا اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں کہ اسے عذاب برزخ تسلیم کیا جائے۔

سوچا کبھی تونے کیا حال ترا ہوگا
جب قبر میں جائے گا جب حشر بپا ہوگا

حضرت نوح علیہ السلام کی نافرمان قوم کو پانی میں غرق کر دیا گیا اور آگ میں جھونک دیا گیا

اس غرق کے بعد وہ آگ برزخ کی آگ ہے اور مراد قبر کا عذاب ہے، جو کوئی پانی میں ڈوب کر یا آگ سے جل کر مرتا ہے یا اُسے درندے اور پرندے کھا جاتے ہیں، اس کو بھی وہی عذاب ہوتا ہے، جو قبر میں دفن شدہ مُردہ کو ہوتا ہے"

(۱۵) مِمَّا خَطِیْٓئٰتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا۬ ۙ (نوح ۲۵)

چنانچہ وہ اپنے گناہوں کے سبب غرق کر دیئے گئے چنانچہ وہ آگ میں پہنچ گئے۔

یعنی غرق ہوتے ہی آتشِ برزخ میں جھونک دیئے گئے آیت سے عذاب قبر کے وقوع اور عالم برزخ کے وجود پر استدلال کیا گیا ہے۔

تَمَسَّكَ اَصْحَابُنَا فِیْ اِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

ماجدی بحوالہ تفسیر کبیر ص ۱۱۴۶

ایک طرف پانی میں غرق ہو رہے تھے دوسری طرف عذاب برزخ میں جھونکے جا رہے تھے

(فَأُدْخِلُوا نَارًا أَعْقَبَ ذَالِكَ وَهِيَ نَارُ الْآخِرَةِ وَقِيْلَ عَذَابُ الْقَبْرِ۔

تفسیر فتح القدیر للشوکانی جلد ۵ ص ۳۰۱

(پھر وہ آگ میں جھونک دیئے گئے) اس غرق کے بعد، وہ آگ دوزخ کی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد عذاب قبر ہے

فَأُدْخِلُوا نَارًا أَيْ فِي الدُّنْيَا عَقِبَ الْإِغْرَاقِ فَكَانُوا يَغْرِقُوْنَ مِنْ جَانِبٍ يَحْتَرِقُوْنَ فِي الْمَاءِ مِنْ جَانِبٍ بِقُدْرَةِ اللهِ تَعَالٰى وَالْمُرَادُ عَرْضُهُمْ عَلَى النَّارِ فِيْ قُبُوْرِهِمْ كَقَوْلِهٖ فِيْ آلِ فِرْعَوْنَ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا

(حاشیہ الجمل علی الجلالین ج ۴ ص ۴۱۴)

(پھر وہ آگ میں داخل کئے گئے) یعنی دنیا میں غرق کئے جانے کے بعد، گویا وہ ایک طرف سے پانی میں غرق ہو رہے تھے اور دوسری طرف سے، اللہ تعالے کی قدرت سے آگ میں جل رہے تھے، اس سے مراد ان کا اپنی قبروں میں آگ کے سامنے پیش کیا جانا ہے جیسا کہ فرعونیوں کے بارہ میں آیا ہے کہ وہ صبح و شام، دوزخ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔

هِيَ نَارُ الْبَرْزَخِ وَالْمُرَادُ عَذَابُ الْقَبْرِ

یہ برزخ کی آگ ہے اور مراد قبر کا عذاب ہے، جو کوئی پانی

وَمَنْ مَّاتَ فِي مَاءٍ أَوْ نَارٍ أَوْ أَكَلَتْهُ السِّبَاعُ أَوِ الطَّيْرُ مِثْلَهُ أَصَابَهُ مَا يُصِيبُ الْمَقْبُورُ مِنَ الْعَذَابِ ۔	یا آگ میں مرتا ہے یا اس کو شال کے طور پر درندے یا پرندے کھا جاتے ہیں، اس کو بھی وہی عذاب ہوتا ہے جو قبر میں دفن شدہ مُردہ کو ہوتا ہے۔
تفسیر روح المعانی الجزء التاسع والعشرون ص ۹۸ ۔	
وَاسْتَدَلَّ بَعْضُهُمْ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ عَلٰى صِحَّةِ عَذَابِ الْقَبْرِ ۔	اس آیت سے بعض علماء نے عذاب قبر کے حق ہونے کو ثابت کیا ہے ۔
تفسیر الخازن مع النسفی ج ۴ ص ۳۱۴	
اَلْمُرَادُ إِمَّا عَذَابُ الْقَبْرِ فَهُوَ عَقِيبُ الْاِغْرَاقِ وَإِنْ كَانُوْا فِي الْمَاءِ عَنِ الضَّحَّاكِ أَنَّهُمْ كَانُوْا يَغْرَقُوْنَ مِنْ جَانِبٍ وَيُحْرَقُوْنَ مِنْ جَانِبٍ ۔	اس سے مُراد یا تو عذابِ قبر ہے کیوں کہ وہ غرق کئے جانے کے بعد ہے اگرچہ وہ پانی میں غرق کئے جا رہے تھے ضحاکؒ سے روایت ہے کہ وہ ایک طرف غرق کئے جا رہے تھے اور دوسری جانب سے جلائے جا رہے تھے۔
تفسیر ابی السعود الجزء التاسع (۹) ص ۴۱	

وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى عَذَابِ الْقَبْرِ۔	اور یہ آیت، عذابِ قبر کی دلیل ہے۔

(تفسیر القرطبی جزء ۱۸ ص ۳۱۱)

فَاُدْخِلُوْا نَارًا فِيْ عَالَمِ الْبَرْزَخِ الْمُسَمّٰى بِالْقَبْرِ فَاِنَّهٗ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرَاتِ النِّيْرَانِ فَهٰذِهِ الْاٰيَةُ دَلِيْلٌ عَلٰى اِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَقَدْ دَلَّتْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ مَا لَا يُحْصٰى عَلٰى عَذَابِ الْقَبْرِ وَانْعَقَدَ عَلَيْهِ اِجْمَاعُ السَّلَفِ	تو وہ عالمِ برزخ میں جس کا دوسرا نام قبر ہے، آگ میں داخل کر دئے گئے، قبر جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتی ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا، پس یہ آیت عذابِ قبر کو ثابت کرنے کے لئے ایک دلیل ہے، بیشمار احادیث بھی عذابِ قبر کو ثابت کرتی ہیں اور سلف صالحین کا بھی اس پہ اجماع ہو چکا ہے۔

(تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۷۷)

وَالنَّصُّ يَدُلُّهُمْ اَنَّ عَرْضَهُمْ عَلَى النَّارِ غُدُوًّا وَّعَشِيًّا هُوَ فِي الْفَتْرَةِ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ	یہ نص بتا رہی ہے کہ اُن (فرعونیوں) کا صبح و شام آگ پہ پیش ہونا یہ وہ زمانہ ہے جو موت کے بعد قیامت کے درمیان ہے

إِلَىٰ قِيَامِ السَّاعَةِ	اور بے شک یہ عذاب قبر
وَقَدْ يَكُوْنُ هٰذَا	ہے"
هُوَ عَذَابُ الْقَبْرِ "	

تفسیر ظلال القرآن ج ۵ ص ۳۰۸۲

عاجز زمیں کی گود میں جانا ہے ایک دن
پُشتِ زمیں پہ چل نہ تُو سینہ اُبھار کے

نیز امام صاحب فرماتے ہیں :۔

تَدُلُّ عَلَىٰ أَنَّهُ حَصَلَتْ تِلْكَ الْحَالَةُ	پانی میں غرق ہونے کے ساتھ ہی آگ میں
عُقَيْبَ الْإِغْرَاقِ وَلَا يُمْكِنُ حَمْلُهَا	جھونکا جانا یہ دلیل ہے عذاب برزخ پر اس
عَلَىٰ عَذَابِ الْآخِرَةِ وَإِلَّا بَطَلَتْ	(آیت) کو عذاب آخرت پر محمول کرنا صحیح
دِلَالَةُ هٰذِهِ الْفَاءِ	نہیں۔ ورنہ فاء کا مفہوم باطل ہو جائے گا
وَالْفَاءُ لِلْإِيْذَانِ بِهِمْ بِأَنَّهُمْ	اور فاء اس بات کو بتلانے کے لیے ہے کہ
عُذِّبُوْا بِالْإِحْرَاقِ عُقَيْبَ	انہیں آگ کا عذاب غرق ہونے کے ساتھ
الْإِغْرَاقِ فَيَكُوْنُ دَلِيْلًا عَلَىٰ	دیا گیا۔ یہ عذاب قبر کے ثبوت کی دلیل
إِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ	ہے۔

([illegible])

أُغْرِقُوْا اور أُدْخِلُوْا دونوں ماضی کے صیغے ہیں، اور حرف فا ان میں تعقیب بلامہلت کے لیے آتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ مرتے ہی (غرق ہوتے ہی) وہ عذاب میں مبتلا کئے گئے۔ یہی عذاب برزخ ہے اور اسی کا نام عذاب قبر ہے۔ عالم برزخ (قبر) میں عذاب و ثواب کے برحق ہونے کے لیے مندرجہ بالا آیات قرآنیہ کی ٹھوس دلیلیں" واضح ثبوت" ہیں۔ جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ قبر کے عذاب و ثواب کا انکار کلام الٰہی (قرآن مجید) کا انکار ہے۔ العیاذ باللہ العظیم۔

مومن کیلئے موت کے ساتھ ہی بشارتِ عظمیٰ

(۲۱) - یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ "
(الفجر ۲۷ ــــ ۳۰)

اے اطمینان والی رُوح تُو اپنے رب کی طرف لوٹ چل اس طرح کہ تُو اُس سے راضی وُہ تجھ سے خوش، پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں چلی جا۔"

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اِذَا تَوَفَّی الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ اَرْسَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَیْهِ مَلَكَیْنِ وَاَرْسَلَ اِلَیْهِ بِتُحْفَةٍ مِنَ الْجَنَّةِ فَیُقَالُ اُخْرُجِیْ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اُخْرُجِیْ اِلٰى رَوْحٍ وَرَیْحَانٍ وَرَبُّكِ عَنْكِ رَاضٍ فَتَخْرُجُ كَاَطْیَبِ رِیْحِ مِسْكٍ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب کوئی مومن فوت ہوتا ہے اللہ تعالےٰ اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے اور اس کی طرف جنّت سے تحفہ بھیجتا ہے، اور کہا جاتا ہے، اے اطمینان والی جان نکل، نکل راحت و سُرور کی طرف (اس حال میں) کہ تیرا پروردگار تجھ سے راضی ہے، پس وہ نکلتی ہے اس حال میں کہ اس کی خوشبو

وَجَدَهٗ اَحَدٌ فِیْ اَنْفِہٖ	کستوری سے بھی زیادہ تیز ہوتی
وَالْمَلٰئِکَۃُ عَلٰی اَرْجَاءِ	ہے جو کہ اپنے ناک میں کوئی
السَّمَاءِ وَیَقُوْلُوْنَ قَدْ جَاءَ	محسوس کرے اور فرشتے آسمان
مِنَ الْاَرْضِ رُوْحٌ	کے اردگرد کہتے ہیں کہ زمین
طَیِّبَۃٌ وَنَسَمَۃٌ طَیِّبَۃٌ .	سے کوئی نیک پاک رُوح آئی
فَلَا تَمُرُّ بِبَابٍ اِلَّا	ہے وہ جس دروازے کے قریب
فُتِحَ لَھَا وَلَا بِمَلَكٍ	آتی ہے اُس کے لئے (آسمان کا)
اِلَّا صَلّٰی عَلَیْھَا حَتّٰی	دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور
یُؤْتٰی بِھَا الرَّحْمٰنَ	جس فرشتے کے قریب سے گزرتی
جَلَّ جَلَالُہٗ فَتَسْجُدُ لَہٗ	ہے. فرشتہ اُس پر سلام بھیجتا
ثُمَّ یُقَالُ لِمِیْکَائِیْلَ	ہے، یہاں تک کہ اُسے رحمٰن
اِذْھَبْ بِھٰذِہِ النَّفْسِ	جل جلالہ کے پاس لایا جاتا ہے،
فَاجْعَلْھَا مَعَ اَنْفُسِ	وہ اُسے سجدہ کرتی ہے پھر میکائیل
الْمُؤْمِنِیْنَ ثُمَّ	سے کہا جاتا ہے کہ اِس رُوح کو
یُؤْمَرُ فَیُوْسَعُ عَلَیْہِ	لے جاؤ مومنوں کی رُوحوں کے
قَبْرُہٗ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا	ساتھ ملا دو، پھر حکم کیا جاتا ہے
عَرْضُہٗ وَسَبْعُوْنَ ذِرَاعًا	کہ اس کی قبر کشادہ کر دی جائے
طُوْلُہٗ وَیُنْبَتُ لَہٗ فِیْہِ	ستر ہاتھ چوڑائی میں اور ستر ہاتھ
رَوْحٌ وَرَیْحَانٌ فَاِنْ	لمبائی میں اور اس کے لئے اُس
کَانَ مَعَہٗ شَیْءٌ مِنَ	میں راحت و مُردہ ہوگا۔ اگر
الْقُرْاٰنِ کَفَاہُ نُوْرُہٗ	اُس کو کچھ قرآن یاد ہے، تو

وَإِنْ لَمْ يَكُنْ جُعِلَ لَهُ نُورٌ مِثْلَ الشَّمْسِ فِي قَبْرِهِ وَيَكُونُ مِثْلُهُ مِثْلَ الْعَرُوسِ يَنَامُ فَلَا يُوقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ وَإِذَا تُوُفِّيَ الْكَافِرُ أَرْسَلَ اللّٰهُ إِلَيْهِ مَلَكَيْنِ وَأَرْسَلَ قِطْعَةً مِنْ بِجَادٍ أَيْ مِنْ كِسَاءٍ أَنْتَنَ مِنْ كُلِّ نَتْنٍ وَأَخْشَنَ مِنْ كُلِّ خَشِنٍ فَيُقَالُ أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ اُخْرُجِي إِلَى جَهَنَّمَ وَعَذَابٍ أَلِيمٍ وَرَبُّكَ عَلَيْكِ غَضْبَانُ۔
(تفسیر خازن ج ۴ ص ۳۷۹)

اس کے لئے اُس کی روشنی کافی ہے، اور اگر ایسا نہ ہوا تو اس کے لئے اس کی قبر میں سورج کی طرح روشنی ہو جائیگی، اس کی مثال عروس (دلہن) کی مثال ہے کہ جب وہ سو جاتی ہے، تو اسے کوئی نہیں جگاتا مگر وہی جو اس کے اقرباء میں اُسے سب زیادہ محبوب ہوتا ہے اور جب کافر مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے اور ایک ٹکڑا ٹاٹ کا بھیجتا ہے جو کہ ہر بدبُودار چیز سے زیادہ بدبُودار ہوتا ہے اور ہر کھُردری چیز سے زیادہ کھُردرا ہوتا ہے، اُسے کہا جاتا ہے اے خبیث جان! جہنم اور اُسکے دردناک عذاب کی طرف نکل تیرا رب تجھ پر غضبناک ہے۔

عجیب وغریب واقعہ

قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ
سعید بن جبیرؓ بیان کرتے ہیں

مَاتَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالطَّائِفِ فَشَهِدْتُ جَنَازَتَهُ فَجَاءَ طَائِرٌ لَمْ يُرَ عَلَىٰ خِلْقَتِهِ طَائِرٌ قَطُّ فَدَخَلَ نَعْشَهُ لَمْ يُرَ خَارِجًا مِنْهُ فَلَمَّا دُفِنَ تُلِيَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلَىٰ شَفِيرِ الْقَبْرِ لَا يُدْرَىٰ مَنْ تَلَاهَا » يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي تفسیر الخازن مع النسفی » ج ۴ ص ۶۹-۱ «	کہ عبداللہ بن عباس طائف میں فوت ہوئے تو اُن کے جنازے پر حاضر ہُوا، مَیں نے دیکھا ایک پرندہ آیا وہ اپنی بناوٹ کے لحاظ سے ایسا تھا کہ اُس جیسا پرندہ کبھی نہیں دیکھا گیا وہ اُن کی نعش میں داخل ہوگیا مگر اس سے خارج ہوتا ہُوا نہیں دیکھا گیا، جب انہیں دفن کر دیا گیا، تو قبر کے کنارے پر اس آیت کی تلاوت کی آواز آرہی ہے، کون پڑھ رہا تھا اس کا کچھ علم نہیں ہُوا، (آیت یہ تھی) يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي (الفجر ۲۷-۳۰)

ترجمہ: اے اطمینان والی رُوح تُو اپنے رب کی طرف لوٹ چل اس طرح کہ تُو اُس سے راضی وہ تجھ سے خوش، پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنّت میں چلی جا۔

حق سمجھا اور حق بولا جو حق پر جس نے جاں دے دی
حق نے اُس بندے کو اپنی رحمت کا حقدار کیا

مومن کو موت کے وقت اُسکی منزل جنّت دکھلادی جاتی ہے

فَادْخُلِىْ فِىْ عِبَادِىْ
وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ
(الفجر ۳۰)
قِيْلَ اِنَّ هٰذَا الْقَوْلَ
بَعْدَ الْمَوْتِ وَقَبْلَ
الْقِيَامَةِ وَالْمُرَادُ
بِرُجُوْعِهَا اِلٰى رَبِّهَا
رُجُوْعُهَا اِلٰى جَسَدِهَا
لِسُؤَالِ الْمَلَكَيْنِ
أَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ
الْقُرَظِيِّ اَنَّهٗ قَالَ
الْقُرَظِيُّ فِى الْاٰيَةِ
اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا مَاتَ
اُرِىَ مَنْزِلَهٗ مِنَ
الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ تَبَارَكَ

اب میرے نیک بندوں میں شامل
ہو جا اور میری جنّت میں
داخل ہو جا ۔
بعض کا قول ہے کہ یہ ارشاد
مرنے کے بعد اور قیامت سے
پہلے ہوتا ہے اور اس جان کے
اپنے رب کی طرف رجوع سے
مُراد ، فرشتوں کے سؤال وجواب
کے لئے اپنے جسم کی طرف لوٹنا
ہے ۔ ابن المنذر نے محمد بن کعب
قرظی سے روایت کیا ہے کہ وہ
اس آیت کے بارہ میں فرماتے
ہیں ، جب مومن مرجاتا ہے تو
اسے جنّت میں اس کا ٹھکانا دکھایا
جاتا ہے ۔ اس وقت اللہ تبارک
وتعالےٰ فرماتے ہیں اے مجھ

وَتَعَالیٰ یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ عِنْدِیْ اِرْجِعِیْ اِلٰی جَسَدِكِ الَّذِیْ خَرَجْتِ مِنْهُ رَاضِیَةً بِمَا رَأَیْتِ مِنْ ثَوَابِیْ مَرْضِیًّا عَنْكِ لِیَسْئَلَكِ مُنْكَرٌ وَنَكِیْرٌ	سے مطمئن جان! اپنے اس بدن کی طرف لوٹ جا جس سے تُو نکلی تھی خوش خوش اس میرے ثواب کو دیکھ کر اور میں خوش ہوں تجھ سے تاکہ منکر و نکیر تجھ سے سوال کریں۔

(تفسیر رُوح المعانی جز ۳۰ ص ۱۳۲)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ کَعْبِ الْقُرَظِیِّ فِی الْاٰیَتِ قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا مَاتَ رَأٰی مَنْزِلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُ تَبَارَكَ وَتَعَالیٰ یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اِرْجِعِیْ اِلٰی جَسَدِكِ الَّذِیْ خَرَجْتِ مِنْهُ رَاضِیَةً بِمَا رَأَیْتِ مِنْ ثَوَابِیْ مَرْضِیًّا عَنْكِ حَتّٰی یَسْئَلَكِ مُنْكَرٌ وَّنَكِیْرٌ	محمد بن کعب قرظی نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا مومن جب مرتا ہے اسے جنت میں اُس کا ٹھکانا، نظر آتا ہے۔ اُس وقت اللہ تبارک و تعالےٰ فرماتے ہیں اے مطمئن جان! اپنے اس جسم میں جس سے تُو نکلی تھی، دوبارہ لوٹ جا خوش خوش میرے ثواب کو دیکھ کر اور میں تجھ سے راضی ہوں تاکہ منکر و نکیر، تجھ سے سوال کریں۔

دُرِّمنثور ج ۶ ص ۳۵۱

تم پر سلامتی ہو، اب تم جنّت میں داخل ہو جاؤ یہ تمہارے (نیک) اعمال کا صلہ ہے۔

اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۔ (النحل ۳۲)

وہ لوگ جن کی رُوحیں فرشتے قبض کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ پاک ہوتے ہیں، فرشتے کہتے ہیں تم پر سلام ہو، تم جنّت میں داخل ہو جاؤ اپنے اعمال کے سبب سے

مومن کو موت کے وقت فرشتہ کے ذریعہ اللہ تعالےٰ سلام بھیجتا ہے

اِذَا اَشْرَفَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْمَوْتِ جَآءَهٗ مَلَكٌ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِیَّ اللّٰهِ اَللّٰهُ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَبَشَّرَهٗ بِالْجَنَّةِ "الکشاف" "ج ۲ ص ۶۰۳"

جب مومن کے سامنے موت آتی ہے تو اس کے پاس فرشتہ آکر کہتا ہے کہ اے اللہ کے ولی تجھ پر سلام ہو اللہ تعالےٰ تجھے سلام کہتا ہے اور وہ (فرشتہ) جنت کی خوشخبری دیتا ہے

سورۂ تکاثر میں عذابِ قبر کا ثبوت

(۱۷) اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (التکاثر) تم کو طلبِ مال کی مسابقت نے آخرت سے غافل رکھا (فکرِ آخرت سے) یہاں تک کہ تم قبروں میں داخل ہو جاتے ہو۔ وہاں عنقریب تمہیں (اس غلطی کا) انجام معلوم ہو جائے گا۔

مندرجہ بالا سورۂ تکاثر کی ان دو آیتوں سے بھی عذابِ قبر کا ثبوت مل رہا ہے شانِ نزول کی روایتوں میں آتا ہے۔ کہ دورِ جاہلیت میں ہر قبیلے پر اپنی کثرتِ آبادی اور کثرتِ سامان پر فوقیت جتانے کی عادت تھی ۔ جیسے آج بیسویں صدی کی مہذب حکومتوں کو فخر اپنی MAN - POWER پر رہا کرتا ہے ۔ اور بہت سے امراء و وزراء اپنے مال و منال اور مراتب و مناصب پر اتراتے ہیں اور ہر گھڑی فخر و غرور کے نشے میں بدمست رہتے ہیں ۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہو رہا ہے ۔

یہ فانی مال و دولت اور یہ عارضی جاہ و حشم پر تکبر اور آخرت سے اعراض و غفلت کا انجام بصورتِ عذاب عنقریب تمہیں قبر کے گڑھے میں پہنچتے ہی معلوم ہو جائے گا۔ آنکھ بند ہوتے ہی عالمِ برزخ شروع ہو جائے گا اور اسی کے ساتھ انکشافِ حقائق بھی، ۔ خود ہی جان لوگے کہ اصل حقیقت کیا تھی اور تم کس دنیا میں کس شدید حماقت اور بھول میں مبتلا رہے ۔

کَلَّا ثُمَّ کَلَّا جملہ کی تکرار تاکیدِ مضمون کی غرض سے ہے ۔

وَذَكَرُوا التَّكْرِيرَ اٰنَّهُ لِلتَّاكِيْدِ وَاٰنَّهُ وَعِيْدٌ بَعْدَ وَعِيْدٍ (روح) (اور ہمارے شیوخ نے کہا کہ یہ تاکید کے لیے ہے اور یہ وعید کے بعد نئی وعید ہے۔

مضمون کے مکرر آنے سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ اشارہ عذابِ برزخ اور عذابِ آخرت کی دو مختلف حالتوں کی جانب ہے ۔ اور یہ استدلال حضرت علیؓ کی جانب ہے۔

اِنَّ اِحْدَى الْحَالَتَيْنِ عَذَابُ الْقَبْرِ دونوں میں سے ایک اشارہ عذابِ قبر اور

وَالْاُخْرٰی عَذَابُ الْقِیٰمَۃِ سببیہ ٘ دوسرا عذاب قیامت کی جانب ہے۔

صاحب تفسیر کبیر امام رازی حضرت علیؓ کا قول حضرت زرّؓ سے روایت کرتے ہیں:۔

عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ یَقُوْلُ اِنَّ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ تَدُلُّ عَلٰی عَذَابِ الْقَبْرِ	حضرت زرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ یہ آیت عذاب قبر پر دلیل ہے۔
قَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَلْاَوَّلُ فِی الْقُبُوْرِ وَالثَّانِیْ فِی النُّشُوْرِ	نیز حضرت علیؓ نے فرمایا۔ کہ پہلی آیت (کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ) عذاب قبر کے متعلق اور دوسری آیت (ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ) قیامت کے بارے میں ہے۔
رُوح المعانی ۳۰/ ۲۸۷	
عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ مَا زِلْنَا نَشُکُّ فِیْ عَذَابِ الْقَبْرِ حَتّٰی نَزَلَتْ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ہ	حضرت زرّ بن حبیشؓ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم عذاب قبر کے بارے میں شک کرتے تھے۔ یہاں تک اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرُ نازل ہوئی تو ہمارا شک دور ہوا۔)
ابن کثیر ۴/ ۵۴۵	

امام محمد بن احمد الانصاری القرطبی اپنی تفسیر القرطبی میں حضرت ابن عباسؓ سے مندرجہ ذیل روایت لائے ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَا یَنْزِلُ بِکُمْ مِّنَ الْعَذَابِ فِی الْقَبْرِ ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ فِی الْاٰخِرَۃِ اِذَا حَلَّ بِکُمُ الْعَذَابُ	اور کہا ابن عباسؓ نے کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ سے مراد وہ عذاب ہے جو کہ قبر میں نازل ہوگا۔ اور ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ہ سے مراد عذاب آخرت ہے۔ پس پہلی (آیت) قبر

فَالْاَوَّلُ فِی الْقَبْرِ وَالثَّانِیْ فِی الْاٰخِرَۃِ، فَاَلتَّکْرَارُ بِالْحَالَتَیْنِ (القرطبی ج ۲۰ ص ۲۰۲ ۔ ۔)

کے متعلق اور دوسری آیت آخرت کے بارے میں ہے۔ اور یہ تکرار (لفظی) دو حالتوں کے متعلق ہے۔

پسِ پردہ موت

دُنیا کی موجودہ عارضی زندگی اور آخرت کی دائمی زندگی کے درمیان جو وقفہ جو مقام حائل ہے جس کے حالات انسان کی نگاہ سے پوشیدہ ہیں۔ اور جس کی کیفیات آج تک بڑے سے بڑا فلاسفر۔ اور عظیم سے عظیم تر عقلمند نہ سمجھ سکا اور نہ بتا سکا۔ اس کی نسبت ایک اُمّی (ان پڑھ) جس نے زندگی بھر کسی بھی عالم۔ کسی بھی مُدرس سے ایک حرف نہیں پڑھا۔ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خالق اپنے مالک کی طرف سے بذریعہ وحی (جبریل علیہ السلام) آئی ہوئی خبر سے دنیا کو روشناس کرایا۔ فرمایا

حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ہ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ہ (سورۃ تکاثر)

جب تم قبروں کی زیارت کرو گے۔ تو اپنے اعمال کے نتائج سے آگاہ ہو جاؤ گے۔

یعنی قبروں میں داخل ہوتے ہی اچھے اور بُرے اعمال کی جزا اور سزا شروع ہو جائے گی۔ اسی کا نام برزخ ہے۔ یاد رہے برزخ قبر کا نام نہیں۔ جو ہمارے سامنے مٹی کے ڈھیر کی شکل میں ہوتا ہے۔ یا پختہ اینٹ پتھر سے تعمیر کی گئی ہے۔ برزخ اُس پردے یا اس زمانے کا نام ہے۔ جو دنیا اور آخرت کے درمیان ہے۔ موت کے بعد انسان کسی بھی شکل اور کسی بھی حالت میں ہو۔ وہ قبر کے اندر ہو یا باہر۔ درندوں کے پیٹوں میں ہو۔ یا اسے جلا کر اس کی راکھ دریاؤں میں بہا دی گئی ہو۔ یا ہوا میں اُڑا دی گئی ہو۔ یا شفاخانے میں اس کے جسم کو چیر پھاڑ کر اس کے اعضاء الگ الگ کر دیئے گئے

ہوں ۔ پھر وہ سالہا سال یا ہمیشہ کے لیے بذریعہ ادویات محفوظ کر کے اسی طرح رکھ چھوڑے ہوں ۔ ہر حال میں وہ عالمِ برزخ میں ہے اور عالمِ برزخ کے احکامات اُس پر جاری ہوں گے اور عالمِ برزخ کے احوال سے وہ گزر کر رہے گا ۔ اور اس کے اچھے برے اعمال کے مطابق اس پر ثواب و عذاب کا قانون جاری ہو کر رہے گا ۔

یقین کی دو قسمیں | قرآن کریم میں یقین کی دو قسمیں بیان ہوئی ہیں ۔ ارشادِ ربانی ہے :

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝ (التکاثر)

اگر تم یقین کا جاننا جانتے تو البتہ دوزخ کو دیکھ لیتے پھر البتہ عین الیقین سے اس کو دیکھ لو گے ۔

علم الیقین ، عین الیقین اور حق الیقین

کسی شے کے دلائل سُن کر یا بعض علامات دیکھ کر اس کے وجود کا اقرار کرنا اسے علم الیقین کہتے ہیں ۔ اگر کوئی شے سامنے موجود ہو اور آنکھیں اس کا نظارہ کر رہی ہوں ۔ اور وہ احساس و مشاہدہ کی گرفت میں ہو تو یہ عین الیقین ہے ۔ علم الیقین جس کے حصول کا ذریعہ صرف کمالِ ایمان ہے ۔ اور کمالِ ایمان کا اعلیٰ درجہ علم الیقین ہے ۔ جس خوش بخت کو یہ حاصل ہے ۔ وہ اپنی باطن کی آنکھوں سے عالمِ برزخ کا منظر زندگی ہی میں دیکھ رہا ہوتا ہے ۔ موت جس کا آنا ایک دن یقینی ہے ۔ جب وہ آئے گی تو مادہ کا یہ حجاب جو آنکھوں پر پڑا ہوا ہے ۔ یک دم اٹھ جائے گا ۔ اور عالمِ غیب کے وہ اسرار جو اس وقت نگاہوں سے مستور ہیں منکشف ہو جائیں گے ۔ سہ

آنکھ اس کو دیکھ لے گی بعدِ مُردن بالیقین
کان جس کو سُن رہے ہیں آج حیرانی کے ساتھ — عاجزؔ

اعمال کے نتائج عذاب و ثواب کی شکل میں اور جنت و جہنم کے بعض مناظر

سامنے آجائیں گے۔ اور اس وقت یقین کی آنکھ سے بعض واقعات کا انسان مشاہدہ کرے گا۔

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ٥ (التکاثر) پھر تم جہنم کو یقین کی آنکھ سے دیکھ لو گے۔

یہ موت کے بعد کا منظر ہے جس کا نام برزخ ہے۔ اس کے بعد پھر قیامت قائم ہوگی جس روز انسان کے تمام پوشیدہ اعمال ظاہر ہو جائیں گے اور تمام راز فاش ہو جائیں گے۔

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ (الطارق ۹) اُس دن تمام بھید کھل جائیں گے۔

اور جنت و جہنم اپنی ظاہری شکل و صورت میں اس طرح روبرو آجائیں گے کہ پھر شک و شبہ باقی نہ رہے گا اور پھر اپنے اپنے اعمال کے مطابق جب لوگوں کو جنت یا جہنم میں داخل کر دیا جائے گا تو انہیں حقیقت حق الیقین کی تحقیق ہو جائے گی۔

سکرات کے وقت انکشافِ حقیقت

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ٥ (قٓ ۱۹) اور موت کی بے ہوشی حقیقت کو لے کر آگئی یہی ہے وہ (چیز) جس سے تو بدکتا تھا۔

یعنی اس وقت کی آمد سے خوف کھاتا تھا اور اس سے کترا کر نکل جانا چاہتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سکرات کے وقت حقیقت کا کوئی منظر سامنے ضرور آجاتا ہے بہت سے اہلِ تفسیر نے اس آیت سے یہی سمجھا ہے؛ ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

بِالْحَقِّ مِنْ اَمْرِ الْاٰخِرَةِ فَتَبَيَّنَهُ الْاِنْسَانِ حَتّٰى تَبَيَّنَهُ وَعَرَفَهُ تفسیر ابن جریر طبری ج ۲۶ - ۱۰۰ حق یعنی آخرت کا کچھ حال تو موت کی سکرات انسان پر کھول دیتی ہے۔ یہاں تک کہ انسان اس کو یقین کر لیتا ہے۔

حقیقتِ رُوح

اس کا تو سب کو علم ہی ہے اور تمام جانتے اور مانتے ہیں کہ بدن سے اخراجِ روح کا نام موت ہے۔ اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ روح کیا ہے۔ اس روح کی حقیقت و ماہیت کیا ہے۔ اس کے بارے میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین قریش نے سوال کیا جیسا کہ نسائی و ترمذی کی روایتوں میں آیا ہے اور یا یہود مدینہ نے جیسا کہ بخاری و مسلم کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے بہر صورت سائل جو بھی ہوں سوال سے مقصود ان کا استفادہ اور اپنے جہل کا دور کرنا نہ تھا بلکہ مقصود امتحان تھا اللہ پاک نے اس واقعہ کو اپنے کلامِ پاک میں یوں نقل فرمایا ہے۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝
(بنی اسرائیل ۸۵)

اے پیغمبرؐ آپ سے یہ لوگ روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے اور تمہیں اس کا علم نہیں دیا گیا مگر تھوڑا سا۔

روح بھی تمام دوسری مخلوقات کی طرح فانی ہے قرآن مجید کے اس مختصر و حکیمانہ جواب نے ان تمام لاطائل بحثوں کو بے نقاب کر دیا جو صدیوں سے فلاسفہ کے درمیان چلی آرہی تھیں۔ مثلاً یہ کہ روح مجرّد ہے یا مادی (بسیط ہے یا مرکب) جوہر ہے یا عرض وغیر ہا۔

روح کی حقیقت بھی منجملہ ان مسائل کے ہے جس کے باب میں اکثر مذاہب

باطلہ نے ٹھوکریں کھائی ہیں اور روح کا قدیم و غیر فانی ہونا تو بہت سے مشرکانہ مذاہب میں مسلّم رہا ہے۔ چنانچہ ہندوستان میں آریہ سماجی نام کا ایک فرقہ ہے جو بت پرستی کا دشمن اور عقیدۂ توحید کا مدعی ہے۔ روح کی قدامت ہی کا قائل ہے۔ وہ خدا کی طرح پرش (روح) اور پرکرتی (مادہ) کو بھی قدیم مانتا ہے۔ قرآن کریم کا مقصود اسی عقیدۂ روح پرستی پر ضرب لگانا ہے۔ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ فرما کر یہ بتا دیا کہ حقیقتِ روح کا علم نہ تمہارے حدودِ فہم کے اندر ہے۔ اور نہ تمہاری ضروریاتِ دینی و علمی میں داخل ہے اس لیے تمہیں عطا بھی نہیں کیا گیا۔

روح بدن سے نکل کر کہاں چلی جاتی ہے

سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قِیْلَ اَیْنَ تَذْھَبُ الْاَرْوَاحُ عِنْدَ مُفَارَقَۃِ الْاَبْدَانِ فَقَالَ اَیْنَ یَذْھَبُ ضَوْءُ الْمِصْبَاحِ عِنْدَ فَنَآءِ الْاَدْھَانِ۔ قِیْلَ لَہٗ فَاَیْنَ تَذْھَبُ الْجُسُوْمُ اِذَا بَلِیَتْ، قَالَ فَاَیْنَ یَذْھَبُ لَحْمُھَا اِذَا مَرِضَتْ

(عوارف المعارف ص ۴۴۸)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ بدن سے نکلنے کے بعد روحیں کہاں چلی جاتی ہیں۔ آپ نے جواب میں سوال کیا کہ جب تیل ختم ہو جاتا ہے تو چراغ کی روشنی کہاں چلی جاتی ہے؟ پھر آپ سے پوچھا گیا کہ جب قبر میں جسم گل جاتے ہیں کہاں چلے جاتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ جب وہ بیمار ہو جاتے ہیں ان کا گوشت کہاں چلا جاتا ہے۔

روح کے متعلق سوال اور پھر جواب اس سوال و جواب سے ملتا جلتا ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

مدت ہوئی میں نے ایک دفعہ ایک کتاب میں پڑھا۔ ایک دھریہ نے

ایک بزرگ سے سوال کیا کہ خدا اگر ہے۔ تو مجھے دکھاؤ، اگر آپ دکھا دیں گے میں مان جاؤں گا۔

اُس بزرگ نے سوال کرنے والے کے سر پہ مٹی کا ایک ڈھیلا اٹھا کر زور سے دے مارا۔ وہ درد سے بلبلا اُٹھا، کچھ لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ تو اُس نے اپنا قصہ کہنا شروع کیا کہ میں خدا کا قائل نہیں ہوں۔ ان بزرگ کے بارے میں سُنا تھا یہ اہلِ علم بزرگ آدمی ہیں، چنانچہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہُوا اور سوال کیا کہ خدا اگر موجود ہے تو مجھے دکھاؤ تاکہ میں بھی اس پہ ایمان لے آؤں۔ انھوں نے میرے سوال کا جواب تو درکنار، مٹی کا ڈھیلا اٹھا کر زور سے میرے سر پر دے مارا، جس سے میرے سر میں شدید درد پیدا ہو گیا ہے۔ اس بزرگ نے یہ سن کر کہا کہ میں نے تمہارے سوال کا جواب تمہارے سر میں ڈھیلا مار کر دے دیا ہے تم کہہ رہے ہو کہ اس مٹی کے ڈھیلا مارنے سے تمہارے سر میں درد پیدا ہو گیا ہے تم اپنے سر کا درد مجھے دکھلا دو میں تمہیں خدا دکھلا دوں گا ——— نتیجہ یہ نکلا کہ جس طرح کسی کے تڑپنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ تڑپنے والے کو کوئی اندرونی تکلیف ہے۔ اسی طرح آنکھوں کے سامنے حیرت انگیز مناظرِ کائنات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کائنات کا کوئی خالق۔ کوئی مُدبّر، کوئی ناظم ضرور ہے۔ ؎

نظر اُٹھا کے ذرا نظمِ کائنات تو دیکھ
وجودِ ذات پہ آیاتِ بیّنات نہ پوچھ (جامِ طہور)

ہر شے میں درخشاں ترے جلوے کے اشارات
ہر ذرّے میں تاباں تیری صنعت کے کمالات

پیکر تری قدرت کے یہ سرسبز نباتات
مظہر تری قوّت کی یہ دُنیائے جمادات

کہسار ہوں، دریا ہوں، بیاباں ہوں کہ باغات
ہر جا پہ نمایاں، تری عظمت کے نشانات

یہ دھوپ، یہ سائے، یہ حسیں دن یہ حسیں رات
ہیں چشمِ بصیرت کے لیے عبرت و آیات

محسوب ترے علم میں بارش کے ہیں قطرات — مکتوب ترے پاس ہیں صحراؤں کے ذرات
یہ پھول یہ کلیاں، یہ درخت اور یہ اثمار — دیتے ہیں تری شانِ جلالت کی شہادات
یہ آگ، یہ پانی، یہ ہوا، اور یہ مٹی! — بے شک تری صنعت کے ہیں یہ سارے کمالات
ہیں نور سے پُرنور ترے انجم و خورشید — برق و شرر و باد ترے زیرِ ہدایات
تو خالق کونین تو ہی مالکِ سطوت — قبضے میں ترے شمس و قمر ارض و سموات
رکھتا ہے تغیر میں سدا موسمِ دنیا — سردی کبھی گرمی، کبھی خشکی کبھی برسات

اتنا بھی سمجھتے نہیں اللہ کے منکر
خود آپ ہیں وہ ہستیٔ باری کی علامات (احجام طہور)

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ — بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش
وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيٰتٍ — اور رات دن کے آنے جانے میں
لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ (آل عمران ۱۹۰) — البتہ نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لیے۔

روح کی ماہیت و کیفیت

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ عوارف المعارف میں رقمطراز ہیں:

روح کے بارے میں کچھ کہنا بہت مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اربابِ علم و بصیرت نے اس مسئلہ میں سکوت اختیار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی روح کو بہت اہم قرار دیا ہے۔ اور یہ فرما کر وَمَآ أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا۔ تمہیں اس (روح) کا بہت کم علم دیا گیا ہے، مخلوق کی اس بارے میں کم علمی کی تصدیق کر دی ہے۔

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہود نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ ہمیں رُوح کی حقیقت سے آگاہ فرمائیں، اور وہ رُوح جو جسم میں ہوتی ہے اس پر کس طرح عذاب ہوتا ہے۔ جب کہ وہ خدا کے حکم سے پیدا ہوتی ہے۔ چونکہ

اس وقت تک رُوح کی حقیقت کے متعلق کوئی وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی جواب نہ دیا، جبریل علیہ السلام اس آیت مذکورہ کے ساتھ نازل ہوئے۔

لہٰذا اس بات کو مدِنظر رکھنا چاہیے کہ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رُوح اور اس کی حقیقت کے بارے میں بحکمِ الٰہی خاموشی اختیار فرمائی جبکہ آپ کی ذاتِ گرامی معدنِ علم و منبعِ حکمت تھی تو پھر دوسروں کے لیے اس میں تجسس کرنا یا اس کی حقیقت کے بارے میں اپنی طرف سے جرأتِ اظہار کس طرح ممکن اور کہاں تک درست ہے؟ ____ لیکن چونکہ نفسِ بشری ان امور سے آگاہ ہونے کا مشتاق رہا ہے جو معقول باتیں اور چیزیں ہیں۔ اور نفس کا یہ طبعی تقاضا ہے کہ جہاں اسے ٹھہرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ وہاں بھی وہ اس طبعی تقاضے کے باعث حرکت سے باز نہیں آتا۔ رُوح کی حقیقت دریافت کرنے کے سلسلے میں اسے روک دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ معلوم کرنے کے درپے ہے، ہر ایک بدن حقیقت معلوم کرنے پھرتا ہے۔ اور میدانِ فکر میں دوڑتا ہے، اور حقیقتِ روح کی تلاش میں خیالات کے وسیع صحراؤں بھٹکتا پھرتا ہے۔ اور اس سلسلے میں طرح طرح کی قیاس آرائیاں ہونے لگیں، یہی وجہ ہے کہ اربابِ عقل و نقل (علماء و مفکرین) کے درمیان جتنا اختلاف اس مسئلہ میں ہے (کہ روح کی حقیقت و ماہیت کیا ہے) اور کسی مسئلہ میں نہیں ہے۔ بہتر تو یہی تھا کہ اپنی حد پہ قائم رہتے ہوئے اپنے عجز کا اعتراف کر لیتے، یہ ان کے لیے بہت ہی مناسب تھا۔ کہ یہ دیانت داری کا تقاضا تھا، لیکن افسوس انسان نے ایسا نہیں کیا...... حقیقت یہ ہے کہ عقل بھی روح کی حقیقت اور ماہیت معلوم کرنے سے اسی طرح عاجز و قاصر ہے جس طرح آنکھ سورج کی روشنی کے سامنے خیرہ، عاجز و درماندہ ہے، اور سورج کی

روشنی کی ماہیت اور کیفیت کا اندازہ نہیں کر سکتی۔

تناسخ (جو ایک لغو عقیدہ ہے)

تناسخ کے وہی لوگ قائل ہیں جو حیات بعد الممات کے منکر ہیں۔ اُن کے فاسد گمان میں روحیں اجسام سے علیحدہ ہو کر اپنے اپنے اعمال کے مطابق حیوانات حشرات الارض اور طیور و حوش کی شکلیں اختیار کر لیتی ہیں۔ ہندوستان میں ہندوؤں کا بھی عقیدہ ہے، ان کا خیال ہے کہ روحیں اسی چکر میں رہتی ہیں۔ اور اس چکر سے انہیں کبھی نجات نہیں ملتی، کیونکہ ان کے خیال میں، دنیا کا چکر کبھی ختم نہیں ہوگا، حیات بعد الممات ان کے نزدیک کچھ نہیں کیونکہ دنیا کبھی ختم نہیں ہوگی، یہی وہ باطل تناسخ ہے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم اور حیات بعد الممات کی حقیقت کے خلاف ہے۔ دراصل یہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کا انکار ہے۔ اس فرقے کے نزدیک روحوں کا مستقر (ٹھکانا) بدن سے جدا ہونے کے بعد مناسب حیوانوں کے اجسام ہیں۔ یہ انتہائی گمراہی ہے اور غلط قول ہے۔ اسی کے قریب ان کا قول ہے جو کہتے ہیں جسموں کی طرح روحیں بھی فنا ہو جاتی ہیں اور عذاب و ثواب جسم یا اس کے کسی جزو پر ہوتا ہے، خواہ وہ ریڑھ کی پچھلی ہڈی ہو یا کچھ اور، حق تعالےٰ اسی میں خواہ زندگی لوٹا کر یا زندگی لوٹائے بغیر ہی احساس لذت والم پیدا فرما دیتا ہے۔ ان لوگوں کے خیال میں برزخ میں عذاب و ثواب فقط جسم پر ہے۔ برعکس اُن کے کچھ لوگ وہ ہیں جو یہ کہتے ہیں، کہ رُوح ایک مرتبہ خارج ہونے کے بعد دوبارہ کسی صورت جسم میں نہیں لوٹائی جاتی، اور نہ جسم سے اس کا تعلق رہتا ہے، اور عذاب و ثواب فقط روح پر ہوتا ہے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام نے اس سلسلہ میں جو بزبان وحی الٰہی اطلاع دی ہے۔ اور صحیح احادیث میں جو منقول ہے وہ یہ ہے۔ کہ یہ دونوں

باتیں غلط، باطل، لغو ہیں۔ بلکہ برزخ میں عذاب وثواب جسم اور روح دونوں پر ہے خواہ اکٹھے ہوں یا علیحدہ علیحدہ،

رُوحوں کا مستقر (ٹھکانا) انکے اعمال کے مطابق ہے

برزخ میں روحوں کا قیام ان کے اعمال اور درجات کے مطابق ہے۔ بعض روحوں کا مستقر (مقام) ملاءِ اعلیٰ علیین ہے۔ جیسے ارواحِ انبیاء کا مستقر، اور انبیاء کے مستقر میں بھی حسبِ مراتب فرق ہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج انبیاء کو دیکھا ـــ بعض روحوں کا مسکن سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہے جو جنت میں جہاں چاہتے ہیں آزادی سے کھاتے پیتے ہیں۔ یہ بعض شہیدوں کی روحیں ہیں، سب کی نہیں، کیوں کہ بعض روحوں کو قرض وغیرہ کے سبب جنت سے روک دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ مسند احمد میں ہے۔ کہ کسی نے رحمت عالم سے پوچھا اگر میں اللہ کی راہ میں قتل ہو جاؤں تو مجھے کیا ثواب ملے گا؟ فرمایا جنت، جب وہ پیٹھ پھیر کر واپس ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حکم صرف اسی کے لیے ہے۔ کیونکہ یہ خبر ابھی ابھی مجھے جبریل علیہ السلام سے پہنچی ہے۔ بعض روحیں جنت کے دروازے پر روک دی جاتی ہیں۔ بعض روحیں قبر میں محبوس رہتی ہیں جیسا کہ ایک شخص کا واقعہ حدیث میں آتا ہے، کہ اُس نے ایک چادر چرائی تھی، پھر وہ شہید ہو گیا۔ لوگ اس کی تعریف کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ خوش قسمت جنتی ہے۔ رحمت للعٰلمین نے فرمایا کہ خدا کی قسم اُس نے جو چادر چرائی تھی، وہ آگ بن کر قبر میں بھڑک رہی ہے ـــ بعض روحوں کا مقام بابِ جنت ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت کردہ حدیث میں ہے۔ کہ شہداء جنت کے دروازے پر نہر کے کنارے سبز گنبد میں ہیں، جنت سے اُن کی روزی ان کے پاس صبح وشام آتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ جعفرؓ بن ابی طالب کو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کے بدلے دو پر عطا فرمائے ہیں۔ وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں، اڑ کر پہنچ جاتے ہیں، (یہ خبر آپ نے اُن کی شہادت کے بعد دی ہے) بعض کی روحیں زمین ہی میں محبوس رہتی ہیں۔ اُن کی ملاءِ اعلیٰ (ساتویں آسمان) تک رسائی نہیں ہوتی، کیونکہ یہ سفلی اور ارضی روحیں ہیں۔ آسمانی روحوں کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں، جیسے ان دونوں قسموں کی روحوں کا دنیا میں اجتماع نہ تھا جیسے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی محبت۔ اطاعت، قربت اور اس سے نسبت حاصل نہ ہو سکی۔ بلکہ اس کی بغاوت اور معصیت ہی اس کی غذائے روح بنی رہی، اُس کی روح بدن سے جدا ہو کر بھی اسی قسم کی روحوں کے ساتھ رہے گی۔

اسی طرح ایک صالح اور بلند کردار شخص کی روح جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی محبت و اطاعت اور اس کی عبادت میں مستغرق رہا۔ بدن سے علیحدہ ہو کر بھی اپنے مناسب ارواحِ علویہ کے ساتھ رہتی ہے، غرضیکہ قیامت کے روز بھی اور عالمِ برزخ میں بھی انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اُس کا تعلق دُنیا میں رہا۔ پاکیزہ روحیں پاکیزہ روحوں کے ساتھ اور گندی روحیں گندی روحوں کے ساتھ، جیسا کہ امام ابن قیمؒ کتاب الروح میں لکھتے ہیں۔

فَلَيْسَ لِلْأَرْوَاحِ سَعِيدِهَا وَشَقِيِّهَا مُسْتَقَرٌّ وَاحِدٌ بَلْ رُوحٌ فِي أَعْلَى عِلِّيِّينَ وَرُوحٌ أَرْضِيَّةٌ سِفْلِيَّةٌ لَا تَصْعَدُ عَنِ الْأَرْضِ۔	روحوں کا ایک ٹھکانا نہیں ہے، علوی (پاکیزہ) روحیں اعلیٰ علیین میں ہیں اور سفلی (خبیث) روحیں زمین سے آگے نہیں بڑھتیں، (یعنی ان کے لیے آسمان کا دروازہ نہیں کھلتا)

(کتاب الروح ص ۱۱۶)

کیا رُوحیں قبروں میں مستقل رہتی ہیں؟

رُوحوں کے قبروں میں رہنے سے اگر یہ مُراد ہے کہ دہاں سے کبھی الگ ہی نہیں ہوتیں تو یہ غلط ہے جسکی تردید قرآن وحدیث سے ہوتی ہے اگر یہ مُراد ہے کہ کبھی قبروں میں آجاتی ہیں یا اپنی اصلی جگہ رہ کر قبروں سے تعلق رکھتی ہیں تو یہ درست ہے جیسا کہ سُورج آسمان پر ہے لیکن اُسکی شعاعیں (کرنیں) زمین پہ آتی ہیں، جس طرح سورج آسمان پر ہوتے ہوئے اُسکا تعلق شعاعوں کے ذریعہ زمین سے بھی ہے، اسی طرح رُوحوں کا علیین اور سجّین میں رہتے ہوئے قبروں سے تعلق قائم رہتا ہے متواتر احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

رُوحوں کا قبروں سے تعلّق

قرآن وسنت سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک رُوحوں کا مستقر (ٹھکانا) اعلیٰ علیین آسمان کے اُوپر اور بد رُوحوں کا مقام سجّین (زمین کے نیچے) ہے لیکن اس کے باوجود اُن کا قبروں سے بھی اور اجسام کے ہر ذرّے سے بھی اتصال رہتا ہے مگر قبریں اُن کا مستقل مستقر (ٹھکانا) نہیں، جیسا کہ امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں،

فَاِنْ اَرَادَ هٰذَا الْاَمْرَ لَازِمٌ	قبروں میں رُوحوں کے قیام سے اگر یہ مراد
لَّهَا لَا تُفَارِقُ اَفْنِيَةَ الْقُبُوْرِ	ہے کہ وہ وہاں سے کسی وقت علیحدہ
اَبَدًا فَهٰذَا خَطَأٌ تَرُدُّهٗ	نہیں ہوتیں تو یہ غلط ہے، قرآن وحدیث
نُصُوْصُ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ	سے (اس باطل عقیدہ کی) تردید ہوتی
وَاِنْ اَرَادَ اَنَّهَا تَكُوْنُ عَلٰى	ہے، اور اگر یہ مراد ہے کہ کسی وقت
اَفْنِيَةِ الْقُبُوْرِ وَقْتًا اَوْ لَهَا	قبروں میں آجاتی ہیں، یا اپنی اصلی جگہ
اِشْرَافٌ عَلٰى قُبُوْرِهَا وَهِيَ	رہتی ہوئی قبروں سے تعلق قائم رکھتی

فِی مَقَرِّھَا فَھٰذَا حَقٌّ وَّلٰکِن	ہیں تو یہ درست ہے، مگر اس سے معلوم
لَا یُقَالُ مُسْتَقَرُّھَا اَفْنِیَۃُ	ہوا کہ قبر ہیں انکا مستقر یعنی ان کا دائمی
الْقُبُوْرِ۔ کتاب الروح ص ۱۰۰"	ٹھکانا نہیں ہے۔

رُوح انتہائی سریع الحرکت ہے کہ پلک جھپکنے میں ہزاروں سال کی مسافت طے کر لیتی ہے"

رُوح کی مثال آفتاب سے، امام ابن قیم رُوح کے قبر سے تعلق کے سلسلہ میں بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَاَمَّا اَنْ یَّکُوْنَ الْمُتَّصِلُ	اس کا قبر سے اور اس کے ماحول سے
مِنْھَا بِالْقَبْرِ وَفِنَائِہٖ بِمَنْزِلَۃِ	تعلق قائم رہتا ہے جیسے سورج آسمان
شُعَاعِ الشَّمْسِ وَجِرْمُھَا	میں ہے، مگر کرنوں کے ذریعہ اس کا
فِی السَّمَاءِ وَقَدْ ثَبَتَ	تعلق زمین سے بھی قائم ہے، چنانچہ
اَنَّ رُوْحَ النَّائِمِ تَصْعَدُ	یہ ثابت ہو چکا ہے کہ سونے والے کی
حَتّٰی تَخْتَرِقَ السَّبْعَ الطِّبَاقَ	رُوح ذرا سی دیر میں ساتوں آسمانوں
وَتَسْجُدُ لِلّٰہِ بَیْنَ یَدَیِ	کی مسافت طے کر کے اللہ تعالےٰ کے
الْعَرْشِ ثُمَّ تُرَدُّ اِلٰی	روبرو عرش بریں پر سجدہ ریز ہو جاتی
جَسَدِہٖ فِیْ اَیْسَرِ زَمَانٍ	ہے، پھر وہ بہت ہی کم وقت میں
وَکَذٰلِکَ رُوْحُ الْمَیِّتِ	اپنے جسم میں لوٹ آتی ہے، اسی طرح
تَصْعَدُ بِھَا الْمَلٰئِکَۃُ	(مومن) میت کی رُوح کو فرشتے لیکر
حَتّٰی تُجَاوِزَ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ	پرواز کرتے ہیں، یہاں تک کہ ساتوں
وَتَقِفُ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ	آسمانوں سے گزر جاتی ہے اور اللہ کے سامنے
فَتَسْجُدُ لَہٗ وَیَقْضِیْ فِیْھَا	کھڑی ہو جاتی ہے اور اسے سجدہ کرتی ہے

قضاءه ويريها الملك ما أعدّ الله لها في الجنة ثمّ تهبط۔

(کتاب الروح لابن قیمؒ ص ۱۰۱)

اور اللہ تعالیٰ اسکے حق میں اپنا فیصلہ صادر فرماتا ہے، فرشتے اُسے اس کیلئے جنت میں جو نعمتیں تیار ہیں دکھاتے ہیں، اسکے بعد رُوح نیچے لوٹ آتی ہے۔

رُوحوں کے حالات اجسام کے حالات سے مختلف ہیں

احوال رُوح احوال جسم سے جداگانہ ہیں، دیکھو دو متناسب اور ہم مثل رُوحوں میں انتہائی قُرب ہوتا ہے اگرچہ مسافت و فاصلہ کے لحاظ سے انتہائی دُوری ہو اور نفرت و بُغض رکھنے والی دو رُوحوں میں انتہائی دُوری ہوتی ہے، اگرچہ جسم ان کے ایک دوسرے کے قریب ہوں، رُوح کا چڑھنا، اترنا قریب اور بعید ہونا جسم کے نزدیک و دُور ہونے کی طرح نہیں ہے، کیونکہ رُوح ذرا سی دیر میں (قبض کئے جانے کے بعد سے قبر میں رکھے جانے تک) ساتوں آسمانوں کی سیر کر کے واپس بھی آجاتی ہے، جو بدن کے لئے ناممکن ہے اسی طرح خواب میں رُوح ذرا سی دیر میں سینکڑوں ہزاروں میل کا سفر طے کر جاتی ہے، اور دُور دراز ممالک کی سیر کر کے واپس آجاتی ہے۔

جسم کے حالات سے ہیں مختلف حالاتِ رُوح !
رُوح کا ہے نامناسب جسمِ خاکی پر قیاس

ارواح الانبیاء علیہم السلام

علامہ ابن قیم اور حافظ ابن رجب فرماتے ہیں :

اَلْاَنْبِیَاءُ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ فَلَا شَکَّ اَنَّ اَرْوَاحَھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ فِیْ اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ وَقَدْ ثَبَتَ فِی الصَّحِیْحِ اَنَّ اٰخِرَ کَلِمَۃٍ تَکَلَّمَ بِھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِہٖ اَنَّہٗ	اس میں شک نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح اللہ کے پاس اعلیٰ علیین میں ہیں اور جیسا کہ صحیح بخاری سے ثابت ہے کہ آخری کلمہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت فرمایا وہ یہ تھا ۔

قَالَ اللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی (روح ج ا ص۱۶۱ شرح الصدور ص۱۰۴)

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ شہداء اور دیگر اموات کی طرح انبیاء علیہم السلام کی ارواح بھی ان کے ابدان سے نکالی جاتی ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی ارواح کا مستقر اعلیٰ علیین ہے نہ کہ اُن کے ابدان، کیونکہ ان کے ابدان مبارکہ تو قبور یا ارضی میں مدفون ہوتے ہیں۔ البتہ دیگر اموات کے برعکس ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت اور شرف عطا فرمایا ہے کہ ان کے ابدان قبروں میں بالکل اسی طرح صحیح سالم رہیں گے جس طرح رکھے گئے تھے اور مٹی ان کو نہیں کھائے گی، اُن کے ابدان کو محفوظ رکھنے کی اللہ کی طرف سے ضمانت ہے ۔ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ

خلاصۃ الکلام یہ کہ برزخ میں انبیاء علیہم السلام کو جو حیات حاصل ہے وہ ہمارے ادراک و حواس سے بالاتر ہے۔ لیکن حیاتِ شہداء سے بہت بلند اور اعلیٰ ہے۔ اور پھر حضرت سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ بلا شبہ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی نسبت ارفع و اعلیٰ اور اتم و اکمل ہے، جس کی کوئی مثال نہیں

مرنے کے بعد

مومن اور کافر کی روح آسمان کیطرف لیجائی جارہی ہے

مومن کی روح جس آسمان پر پہنچتی ہے۔ فرشتے فرطِ مسرت سے اس کا استقبال کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ دوسرے مومنوں کی روحوں کے پاس پہنچ جاتی ہے۔ اور وہ سب اس سے مل کر خوش ہوتی ہیں۔ کافر کی رُوح کے لیے آسمان کا دروازہ نہیں کھلتا یہاں تک کہ اسے دوسرے کفّار کی روحوں کے پاس پہنچا دیا جاتا ہے۔ جو کہ ساتوں زمینوں کے نیچے ہیں،

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ	حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت
اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا احْتُضِرَ	مومن کی موت کا وقت آتا ہے۔ اس کے
اَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ	پاس رحمت کے فرشتے سفید رنگ کا ریشمی
بِحَرِیْرَةٍ بَیْضَاءَ فَیَقُوْلُوْنَ	لباس لے کر آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اے
اُخْرُجِیْ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً	رُوح! تو نکل راحت اور اللہ کی نعمتوں کی
عَنْكِ اِلٰى رَوْحِ اللّٰهِ وَرَیْحَانٍ	طرف اس حال میں کہ تُو اس سے راضی ہے
وَرَبٍّ غَیْرِ غَضْبَانَ فَتَخْرُجُ	اور وہ تجھ سے، ایسے پروردگار کی طرف
كَاَطْیَبِ رِیْحِ الْمِسْكِ	چل کہ وہ تجھ پر ناراض نہیں ہے۔ تو وہ
حَتّٰى اِنَّهُمْ لَیُنَاوِلُهٗ بَعْضُهُمْ	خوشبو کی طرح نکلتی ہے، گویا کہ وہ کستوری
بَعْضًا یَشُمُّوْنَهٗ حَتّٰى	کی خوشبو ہے۔ یہاں تک کہ فرشتے اسے
یَاْتُوْبِهٖ بَابَ السَّمَاءِ	ایک دوسرے کے ہاتھوں میں دیتے
فَیَقُوْلُوْنَ مَا اَطْیَبَ هٰذِهٖ	ہیں اور وہ اسے سونگھتے ہیں۔ یہاں تک

الرِّيْحِ الَّتِىْ جَاءَتْكُمْ	کہ اسے لے کر آسمان کے دروازے پر آ
مِنَ الْاَرْضِ فَكُلَّمَا اَتَوْا	جاتے ہیں تو آسمان کے فرشتے کہتے ہیں کہ
السَّمَاءَ قَالُوْا ذَالِكَ	کس قدر عمدہ خوشبو ہے کہ تم زمین سے
حَتّٰى يَاْتُوْابِهٖ اَرْوَاحَ	آئے ہو، اسی طرح وہ جس آسمان پر پہنچتے
الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ فَلَهُمْ	ہیں وہاں کے فرشتے یہی کلمات کہتے ہیں
اَفْرَحُ بِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ	یہاں تک کہ وہ اُسے مومنوں کی روحوں کے
بِغَائِبِهٖ اِذَا قَدِمَ عَلَيْهِ	پاس لے آتے ہیں۔ وہ اسے دیکھ کر اس
قَالَ فَيَسْأَلُوْنَهٗ مَا فَعَلَ	طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح کوئی سفر
فُلَانٌ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ دَعُوْهُ	سے جب واپس آتا ہے، تو اسے دیکھ کر
حَتّٰى يَسْتَرِيْحَ فَاِنَّهٗ	اس کے گھر والے خوش ہوتے ہیں، وہ
كَانَ فِىْ غَمِّ الدُّنْيَا	روحیں اُس آنے والی رُوح سے پوچھتی
فَاِذَا قَالَ لَهُمْ اَمَا اَتَاكُمْ	ہیں، کہ فلاں شخص کا کیا حال ہے۔ فرشتے
فَاِنَّهٗ قَدْ مَاتَ قَالَ	جواب دیتے ہیں اُسے چھوڑو یہاں تک
فَيَقُوْلُوْنَ ذُهِبَ بِهٖ	کہ اسے دنیا کے غم سے نجات مل جائے
اِلٰى اُمِّهِ الْهَاوِيَةِ	پھر وہ رُوح اُن روحوں سے کہتی ہے۔
قَالَ وَاَمَّا الْكَافِرُ	وہ مرچکا ہے۔ کیا وہ تمہارے پاس نہیں پہنچا؟
فَاِنَّ مَلٰئِكَةَ الْعَذَابِ	تو وہ روحیں جواب دیتی ہیں کہ وہ جہنم
تَاْتِيْهِ فَتَقُوْلُ اُخْرُجِىْ	میں چلا گیا۔ (جیب کہ ہمارے پاس نہیں آیا)
سَاخِطَةً مَسْخُوْطًا	اور کافر کے پاس جب اس کی موت کے
عَلَيْكِ اِلٰى عَذَابِ اللّٰهِ	وقت عذاب کے فرشتے آتے ہیں ۔ تو
وَسُخْطِهٖ كَاَنْتَنِ رِيْحِ	ملک الموت اُس کی روح سے کہتا ہے کہ

جِيْفَةٍ فَيَنْطَلِقُوْنَ بِهٖ اِلٰى بَابِ الْاَرْضِ فَيَقُوْلُوْنَ مَا اَنْتَنَ هٰذِهِ الرِّيْحُ كُلَّمَا اَتَوْا عَلَى الْاَرْضِ قَالُوْا ذٰلِكَ حَتّٰى يَاْتُوْا بِهٖ اَرْوَاحَ الْكُفَّارِ.

(المستدرک للحاکم)

(ج ۱ ص ۳۵۲)

اے روح تو اب نکل اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے ناراض تھی اور وہ تجھ سے (جسم سے خروج کے وقت) اس روح کی بدبو مردار جانور سے بھی بدتر ہوتی ہے۔ پھر اسے فرشتے زمین کے دروازے کی طرف لاتے ہیں۔ تو زمین کے فرشتے (اس روح کو دیکھ کر) کہتے ہیں یہ اس قدر بدبودار (روح) کہاں سے آگئی۔ فرشتے اس روح کو لے کر جس زمین پر پہنچتے ہیں۔ وہاں کے فرشتے یہی کلمات کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس روح کو اس مقام پر لے آتے ہیں جہاں اور کافروں کی روحیں ہیں۔ (یعنی ساتویں زمین کے نیچے سجین میں جیسا کہ دوسری احادیث میں آیا ہے)۔

شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں

اللہ تعالیٰ شہداء کی روحوں کو سبز پرندوں کے قالب میں داخل کر دیتا ہے اور وہ جنت کے میوے کھاتے ہیں وہاں کی نہروں سے پانی پیتے ہیں۔ اور عرش بریں کے نیچے معلق قندیلوں میں سکون حاصل کرتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب

سَلَّمَ لَمَّا اُصِيْبَ اِخْوَانُكُمْ	تمہارے بھائی احد کی لڑائی میں شہید کئے
يَوْمَ اُحُدٍ جَعَلَ اللّٰهُ	گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی روحیں سبز
اَرْوَاحَهُمْ فِيْ اَجْوَافِ	پرندوں کے قالب میں داخل کر دیں تاکہ
طَيْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ اَنْهَارَ	جنت میں درختوں کے پھل کھائیں، اور جنت
الْجَنَّةِ وَتَاْكُلُ مِنْ	کی نہروں کا پانی پئیں، اور عرشِ معلیٰ کے
ثِمَارِهَا وَتَاْوِيْ اِلٰى قَنَادِيْلَ	سائے تلے آویزاں قندیلوں میں آرام
مِنْ ذَهَبٍ فِيْ ظِلِّ الْعَرْشِ	کریں۔ جب کھانے پینے رہنے سہنے
فَلَمَّا وَجَدُوْا طِيْبَ	کی یہ بہترین نعمتیں انہیں میسّر آئیں، تو
مَاْكَلِهِمْ وَمَشْرَبِهِمْ وَ	کہنے لگے کاش! ہمارے اُن بھائیوں
مَقِيْلِهِمْ قَالُوْا مَنْ يُّبَلِّغُ	کو جو دنیا میں ہیں ہماری ان نعمتوں کی اطلاع
اِخْوَانَنَا عَنَّا اَنَّا اَحْيَاءٌ	مل جاتی تاکہ وہ جہاد سے مُنہ نہ موڑیں، اور
فِي الْجَنَّةِ نُرْزَقُ لِئَلَّا	راہ خدا میں لڑائیوں سے تھک کر نہ بیٹھ
يَنْكِلُوْا عَنِ الْحَرْبِ وَلَا	رہیں۔ خدا تعالیٰ نے اُن سے فرمایا تم بے فکر
يَزْهَدُوْا فِي الْجِهَادِ۔	رہو یہ خبر میں انہیں پہنچا دیتا ہوں۔ چنانچہ
فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: اَنَا	اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں یہ آیت
اُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ فَاَنْزَلَ	اُتاری وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ
اللّٰهُ فِي الْكِتَابِ قَوْلَهٗ	سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ
تَعَالٰى وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ	رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ترجمہ جو لوگ اللہ کی راہ میں
قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا	مارے گئے تم انہیں مُردہ نہ خیال کرو، بلکہ وہ
بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ	اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ انہیں کھلایا
يُرْزَقُوْنَ (آل عمران ۱۶۹) (البدایہ النہایہ ج ۴ ص ۴۴)	پلایا جاتا ہے۔

ارواحِ شُہدار

جنّت کے دروازے پر نہر کے کنارے سبز گنبد میں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشُّهَدَاءُ عَلٰى بَارِقِ نَهْرٍ بِبَابِ الْجَنَّةِ فِيْهِ قُبَّةٌ خَضْرَاءُ يَخْرُجُ اِلَيْهِمْ رِزْقُهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ بُكْرَةً وَّعَشِيَّةً (ابن کثیر ج ا ص ۴۲۷)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہداء جنت کے دروازے پر نہر کے کنارے سبز گنبد میں ہیں، صبح وشام انہیں جنت کی نعمتیں پہنچ جاتی ہیں۔

دونوں حدیثوں میں مطابقت یہ ہے کہ بعض شہدار وہ ہیں جن کی روحیں پرندوں کے قالب میں ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جن کا مسکن سبز گنبد ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جنت میں پھرتے پھراتے یہاں جمع ہوتے ہوں اور انہیں کھانا یہاں کھلایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

مومن کی روح ایک پرندہ ہے

جو کہ جنّت کے پھل کھاتی پھرتی ہے

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ يَعْلَقُ فِيْ شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَهُ اللهُ اِلٰى جَسَدِهٖ يَوْمَ يَبْعَثُهٗ (ابن کثیر ج ا ص ۴۲۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی روح ایک پرندہ ہے جو جنت کے درختوں کے میوے کھاتی پھرتی ہے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ سب کو قبروں سے اٹھا کر کھڑا کرے گا اسے بھی اس کے جسم کی طرف لوٹا دے گا۔

اس حدیث کے راویوں میں تین جلیل القدر امام احمد بن حنبلؒ، امام محمد بن ادریس شافعیؒ، امام مالک بن انسؒ بھی شامل ہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مومن کی رُوح جنّتی پرندے کی شکل میں جنت میں رہتی ہے، اور شہیدوں کی روحیں (جیسا کہ پہلے گزر چکا) سبز رنگ کے پرندوں کے قالب میں رہتی ہیں۔ یہ روحیں مثل ستاروں کے ہیں (جو عام مومنین کی روحوں کو یہ مرتبہ حاصل نہیں) یہ اپنے طور پر آپ ہی جنت میں اُڑتی پھرتی ہیں۔ (ابن کثیر ج اص ۲۴۷ مطبوعہ مصر)

مومن کی رُوح
ایک پرندے کی صورت میں جنت میں سیر کرتی ہے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ نِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاهُ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ يُعَلَّقُ فِيْ شَجَرَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى جَسَدِهٖ يَوْمَ يُبْعَثُ (ابن ماجہ)

عبد الرحمٰن بن کعب انصاری بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی رُوح ایک پرندے کی صورت میں جنت میں اُڑتی پھرتی ہے۔ حتّٰے کہ اللہ تعالےٰ اسے قیامت کے دن اس کے جسم میں لوٹا کر اُسے اُٹھائے گا۔

روحوں کے مسکن سے متعلق ابن قیمؒ کی تحقیق

موت کے بعد قیامت تک اس وقفہ میں روحیں کہاں مقیم ہوتی ہیں، آسمان میں۔ یا زمین میں، جنت میں یا جہنم میں قبروں میں۔ یا جہاں چاہتی ہیں پھرتی ہیں۔ یا انھیں نیا جسم دے دیا جاتا ہے جس میں انھیں عذاب و ثواب ہوتا ہے۔ اس

مسئلہ میں علماءِ امت کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک مومن کی رُوح جنت میں رہتی ہے۔ عام مومن ہو یا شہید۔ بالشرطیکہ کوئی گناہ کبیرہ یا قرض حائل نہ ہو (یعنی مرنے والے کے ذمہ کسی کا قرض نہ ہو) حضرت ابوہریرہ اور ابن عمرؓ کا یہی قول ہے۔ بعض کے نزدیک حاروِ جنت میں جنّت کے دروازوں پر رہتی ہیں، اور انھیں جنت کی ٹھنڈی ہوائیں، اس کی نعمتیں میسر آتی رہتی ہیں، بعض کے نزدیک اپنی اپنی قبروں میں رہتی ہیں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ روحیں آزاد ہیں جہاں چاہتی ہیں آتی جاتی ہیں۔ امام احمد کا قول ہے کہ کافروں کی روحیں جہنم میں اور مومنوں کی جنت میں رہتی ہیں (ابن مندہ)

صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت کے نزدیک مومنوں کی روحیں اللہ پاک کے پاس رہتی ہیں، انھوں نے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں فرمایا، بعض کے نزدیک مومنوں کی روحیں ساتویں آسمان پر علیین میں اور کافروں کی روحیں ساتویں زمین میں شیطان کے لشکر کے نیچے سجین میں رہتی ہیں، بعض کے نزدیک مومنوں کی روحیں حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں طرف اور کافروں کی بائیں طرف رہتی ہیں۔ (جیسا کہ شبِ معراج رحمتِ عالمؐ نے آسمانِ اول پر دیکھا)

اُمِ کبشہ بنت معرورؓ بیان کرتی ہیں کہ ہمارے پاس رحمتِ عالمؐ تشریف لائے ہم نے آپ سے روحوں کے بارے میں پوچھا آپ نے اُن کا اس طرح بیان فرمایا کہ اہلِ خانہ کو رُلا دیا پھر فرمایا کہ مومنوں کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں رہتی ہیں جو جنت کی نعمتیں کھاتی پیتی ہیں، پھر عرش کے نیچے سونے کی قنادیل میں آرام کرتی ہیں، اور کہتی ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارے پاس ہمارے بھائیوں کو بھی لے آ، اور جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے وہ ہمیں عطا فرما، اور کافروں کی روحیں سیاہ پرندوں کے پوٹوں میں رہتی ہیں۔ جو آگ کھاتی پیتی ہیں، اور آگ میں رہتی ہیں،

اور کہتی ہیں اے اللہ ہمارے پاس ہمارے بھائی نہ ملا، اور جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے اسے عطا نہ فرما۔

ضمرہ بن حبیبؓ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روحوں سے متعلق سوال کیا گیا۔ فرمایا یہ سبز پرندوں میں ہیں۔ اور جنت میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں کھاتی پیتی ہیں، صحابہؓ نے پوچھا کافروں کی روحیں؟ فرمایا وہ سجین میں بند ہیں۔ (کتاب الروح بحوالہ طبرانی ابن عمروؓ)

علّیین سجّین اور سدرۃ المنتہیٰ

حضرت ہلال بن لیساف بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ہم کعب، ربیع بن خیثمؒ۔ خالد بن عررہ اور دیگر چند لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اتنے میں حضرت ابن عباسؓ تشریف لائے حضرت کعبؓ بولے یہ تمہارے نبیؐ کے چچا کے بیٹے تشریف لا رہے ہیں، آپ نے انہیں جگہ دی ابن عباسؓ بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میں نے تمام قرآن سمجھ لیا بس چار مقامات سمجھا دیجیے۔ سجین کیا ہے، علیین کیا ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ کیا ہے ۔ اور وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا علیین تو ساتواں آسمان ہے جس میں مومنوں کی روحیں ہیں اور سجین ساتویں زمین کے نیچے کا طبقہ، کافروں کی روحیں وہاں شیطان کے لشکر کے نیچے ہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ ایک بیر کا درخت ہے جو عرش اٹھانے والے فرشتوں کے سروں پر ہے، یہی مخلوق کے علم کی انتہا ہے۔ اس کے ماورا کا کسی کو علم نہیں، اسی لیے اسے سدرۃ المنتہیٰ کہا جاتا ہے (کتاب الروح بحوالہ جریر وابن مندہ) چوتھے مقام کا ذکر راوی نے نہیں کیا۔

روحوں کے مستقر کے بارے میں مختلف اقوال واحادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ مومنوں اور کافروں کی روحیں اپنے اپنے اعمال کے لحاظ سے مختلف درجات اور مختلف حالات میں ہیں۔

مومن اور کافر کی رُوح

مومن کی رُوح سدرۃ المنتہیٰ (ساتویں آسمان) پر اور کافر کی رُوح ساتویں زمین کے نیچے سجّین میں

مومن کی رُوح کو آسمان پر فرشتے لے کر چڑھتے ہیں۔ تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے خوش ہوتے ہیں اور اس کے لیے رحمت کی دُعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسے عارضی طور پر قیامت تک کے لیے سدرۃ المنتہیٰ (جو کہ ساتویں آسمان پر ہے) پہنچا دو، اور جب کافر کی رُوح لے کر فرشتے آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ تو آسمان کے دروازے نہیں کھلتے ہر طرف سے لعنت لعنت کی صدا بلند ہوتی ہے۔ اور اس کی بدبو پھیل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ اسے سجّین میں پھینک دو قیامت کے دن پھر مستقل جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اِذَا خَرَجَتْ رُوْحُ الْمُؤْمِنِ تَلَقَّاهَا مَلَكَانِ يُصْعِدَانِهَا قَالَ حَمَّادٌ فَذَكَرَ مِنْ طِيْبِ رِيْحِهَا وَذَكَرَ الْمِسْكَ قَالَ وَيَقُوْلُ اَهْلُ السَّمَاءِ رُوْحٌ طَيِّبَةٌ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ الْاَرْضِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكِ وَعَلٰى جَسَدٍ كُنْتِ تَعْمُرِيْنَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مومن کی رُوح (جسم سے) نکلتی ہے تو دو فرشتے اُسے (آسمان کی طرف) لے کر چڑھتے ہیں، اہلِ آسمان (فرشتے) کہتے ہیں، پاک رُوح زمین کی طرف سے آئی ہے۔ خدا تعالیٰ تجھ پر اور اس بدن پر جسے تو آباد رکھتی تھی، رحمت نازل فرمائے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے اسے لے جایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اسے اخیر وقت کے لیے سدرۃ المنتہیٰ (جنت

فَيُنْطَلَقُ بِهٖ اِلٰى رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ	کے قریب مقام لے جاؤ، اور جب کافر
ثُمَّ يَقُوْلُ اِنْطَلِقُوْا بِهٖ اِلٰى	کی رُوح نکلتی ہے تو اہلِ فلک (فرشتے)
اٰخِرِ الْاَجَلِ قَالَ وَاِنَّ الْكَافِرَ	کہتے ہیں کہ خبیث رُوح زمین کی طرف سے
اِذَا خَرَجَتْ رُوْحُهٗ قَالَ	آئی ہے۔ حماد کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ
حَمَّادٌ وَّذَكَرَ مِنْ نَتْنِهَا وَذَكَرَ	نے فرشتوں کا اُس پر لعنت بھیجنا اور اس
لَعْنًا وَّيَقُوْلُ اَهْلُ السَّمَآءِ	کی بدبو کا بھی ذکر کیا ___ تو حکم ہوتا ہے
رُوْحٌ خَبِيْثَةٌ جَآءَتْ مِنْ	کہ آخر وقت کے لیے اسے سجین میں
قِبَلِ الْاَرْضِ قَالَ فَيُقَالُ	لے جاؤ (جو کہ ساتوں زمینوں کے نیچے
اِنْطَلِقُوْا بِهٖ اِلٰى اٰخِرِ الْاَجَلِ	شیطان کے لشکر کی جائے سکونت ہے)
قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَرَدَّ رَسُوْلُ	حضرت ابوہریرہ رضہ بیان کرتے ہیں کہ کافر
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	کی روح کی بدبو ظاہر کرنے کے لیے آنحضرت
رِدَآءً كَانَتْ عَلَيْهِ عَلٰى اَنْفِهٖ	صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس موقع پر) اپنی
هٰكَذَا ۔ (مسلم)	چادر مبارک ناک مبارک پر لگا لی تھی۔

سدرۃ المنتہیٰ

سدرہ کے لغوی معنی بیر کے درخت کے ہیں۔ اور سدرۃ المنتہیٰ قرآن کی روشنی میں اُس درخت سے مراد ہے جو چھٹے یا ساتویں آسمان یا دونوں پر واقع ہے اور اس عالم اور اُس عالم کے درمیان ایک نقطۂ اتصال ہے جہاں عالمِ بالا سے جتنے احکام وغیرہ صادر ہوتے ہیں، وہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہلے آتے ہیں۔ اور پھر ملائکہ وہاں سے زمین پر لاتے ہیں، اسی طرح یہاں سے جو اعمال عالمِ بالا کی جانب پرواز کرتے ہیں (یعنی زمین سے آسمان پر جاتے ہیں) وہ بھی پہلے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچتے ہیں۔ پھر

وہاں سے اُوپر بھیجے جاتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَالضَّحَّاكِ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ وَإِلَيْهَا يَنْتَهِيْ مَا يَعْرُجُ إِلَى السَّمَاءِ۔ (جصاص)

حضرت ابن مسعودؓ اور ضحاکؒ سے روایت ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان پر ہے زمین سے آسمان کی طرف جو (اعمال وغیرہ) اوپر اُٹھتے ہیں یہ ان کا مقام انتہا ہے

اَلْجُمْهُوْرُ عَلٰى أَنَّهَا شَجَرَةٌ نَبْقٍ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ عَلٰى يَمِيْنِ الْعَرْشِ۔ (مدارک)

جمہور (اُمّتِ مسلمہ کی اکثریت) کا قول ہے کہ یہ ایک درخت ہے۔ جو ساتویں آسمان پر عرشِ بریں کے دائیں طرف واقع ہے۔

وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ إِلَيْهَا يَنْتَهِيْ مَا يَعْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ بِهٖ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَإِلَيْهَا يَنْتَهِيْ مَا يَهْبِطُ بِهٖ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا۔ (معالم)

اور وہ (بیر کا درخت) ساتویں آسمان پر ہے، جو کچھ زمین سے آسمان کی طرف جاتا ہے۔ اس کی انتہا یہاں تک ہے اور یہیں سے اُسے لے لیا جاتا ہے۔ اور جو عالم علوی (اللہ کی طرف) سے عالم سفلی کی جانب (زمین کی طرف) اُترتا ہے۔ اُس کا مقام انتہا بھی یہی (بیر کا درخت) ہے۔ یہیں پر اُسے بھی لے لیا جاتا ہے۔

زمین سے آسمان پر بندوں کے اعمال کا مائل بہ پرواز ہونا اور اللہ کی طرف سے احکامات کے نزول کا مقامِ اتصال یہ سدرۃ المنتہیٰ بیر کا درخت ہے عالمِ آخرت کی کوئی چیز بھی ہماری دنیا کی کسی چیز کے بعینہٖ مطابق نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جنت الفردوس کی نعمتوں مثلاً انار۔ انگور وغیرہ پھلوں کی تشبیہ ہمارے دنیا کے پھلوں سے ہمیں سمجھانے کے لیے دی ہے۔ حقیقت میں وہ ان سے کہیں ارفع ہوں گے جو احساساتِ بشری سے کہیں اعلیٰ ہوں گے۔

مقام و محل جنّت

سِدۡرَةُ الۡمُنۡتَهٰى عِنۡدَهَا جَنَّةُ الۡمَاۡوٰى (النجم ۱۴-۱۵) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہی جنۃ الماویٰ ہے۔

سدرۃ المنتہیٰ وہ مقام ہے جہاں اس عالمِ ناسوت[1] کی سرحدیں ختم ہوتی ہیں۔ اور عالمِ لاہوت[2] شروع ہوتا ہے، سِدۡرَةُ بیر کا درخت کو کہتے ہیں، معلوم ہوتا ہے۔ کہ بیر کا یہ درخت عالمِ ناسوت اور عالمِ لاہوت کے درمیان ایک حدِ فاصل ہے۔ ہماری نظر کو یہ قوت عطا نہیں کی گئی کہ ہم اِس عالم سے اُس عالم کا نظارہ کر سکیں، ہم ان دونوں کے درمیان کے اس نشانِ فاصل کی حقیقت سے واقف نہیں جس کو یہاں "سدرۃ" سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ یہ چیزیں متشابہات میں داخل ہیں۔ اس لیے قرآن کریم کی ہدایت کے مطابق ان پر ایمان لانا چاہیئے۔ اِن کی حقیقت کے درپے ہونا جائز نہیں، اِن کی حقیقت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، عِنۡدَهَا جَنَّةُ الۡمَاۡوٰى یہ سِدۡرَةُ الۡمُنۡتَهٰى کے مقام کی نشان دہی فرمادی کہ اس کے پاس جَنَّةُ الۡمَاۡوٰى بھی ہے۔ جس طرح سِدۡرَةُ الۡمُنۡتَهٰى عالمِ ناسُوت کی آخری حد پر ہے، اسی طرح جَنَّةُ الۡمَاۡوٰى عالمِ لاہوت کے نقطۂ آغاز پر ہے۔ (تدبرِ قرآن) مَاۡوٰى کے معنی قیام کے ہیں یعنی وہ جنت کہ مرنے کے بعد مومنوں کا جو مسکن و مقام ہے وہ ساتویں آسمان پر سدرۃ المنتہیٰ (بیری کے درخت) کے پاس ہے۔

[1] عالمِ ناسوت (مادّی عالم) [2] عالمِ لاہوت (غیر مادّی عالم)

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ شبِ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سدرۃ المنتہٰی پر لاتعداد فرشتے دیکھے، اور نورِ خدا اس پر جگمگا رہا تھا۔ اور قسم قسم کے رنگ جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جان سکتا، اور یہ درخت سونے کی ٹڈیوں سے لدا ہوا تھا۔ حضورؐ کو وہاں تین چیزیں عطا فرمائی گئیں، نمازِ پنجگانہ سورۂ بقرہ کی آخری آیات، اور آپ کی امت میں جو مشرک نہ ہو اس کی بخشش کی خوشخبری (مسلم) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ جس طرح کوّے کسی درخت کو گھیر لیتے ہیں اسی طرح شبِ معراج میں حضورؐ نے دیکھا کہ سدرۃ المنتہٰی کا اس طرح ملائکہ نے چاروں طرف حصار کیا ہوا تھا۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اس درخت کی شاخیں مروارید، یاقوت اور زبرجد (یعنی جواہرات) کی تھیں۔

ابن زیدؒ فرماتے ہیں، حضورؐ سے سوال ہوا کہ آپ نے سدرہ پر کیا منظر دیکھا؟ آپؐ نے فرمایا اسے سونے کی ٹڈیاں ڈھانکے ہوئے تھیں، اور ہر ایک پتّے پر ایک ایک فرشتہ محوِ تسبیح تھا۔ آپ کی نگاہیں دائیں بائیں نہیں اٹھیں جس چیز کو دیکھنے کا حکم تھا وہیں مرتکز تھیں۔ ثابت قدمی اور اطاعتِ کامل کی یہ دلیل ہے۔ کہ جو حکم ملا وہی بجا لائے جو عطا کیا گیا، لے کر خوش ہو گئے۔ (ابن کثیر مع معالم التنزیل الجزء التاسع صفحہ ۱۰۶)

سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی ساتویں آسمان پر عرشِ معلّٰی کے نیچے بیر کا درخت ہے مسلم کی روایت میں اسے چھٹے آسمان پر بتایا گیا ہے۔ دونوں روایتوں کی تطبیق اس طرح ممکن ہے۔ کہ اس کی جڑ چھٹے آسمان پر اور شاخیں ساتویں آسمان پر پھیلی ہوئی ہیں۔ (جیسا کہ تفسیر قرطبی میں مذکور ہے) اور عام فرشتوں کی رسائی کی یہ آخری حد ہے، اسی لیے اس کو منتہٰی کہتے ہیں۔ بعض روایات میں ہے۔ کہ احکامِ الٰہیہ پہلے عرشِ معلّٰی سے سدرۃ المنتہٰی پر نازل ہوتے ہیں۔ یہاں سے متعلقہ فرشتوں کے سپرد ہوتے ہیں۔ اور

زمین سے آسمان پر جانے والے اعمال نامے وغیرہ بھی فرشتے یہیں تک پہنچاتے ہیں۔ وہاں سے حق تعالیٰ کے سامنے پیشی کی کوئی اور صورت ہوتی ہے۔ مسند احمد میں یہ مضمون حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے (ابن کثیر)

عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوٰى مأویٰ کے معنی ٹھکانا اور آرام کی جگہ، جنت کو مأویٰ اسی لیے فرمایا کہ مومن کا اصل ٹھکانا، موت کے بعد یہی دائمی مقام ہے۔ یہیں آدم و حوّا علیہما السلام کی تخلیق ہوئی۔ یہیں سے انہیں زمین پر اتارا گیا۔ اور پھر صالحین و متقین کا یہی (جنت) آخری مقام ہوگا۔

جنّت و دوزخ کا موجودہ مقام

اس آیت نے یہ بھی بتا دیا کہ جنت اس وقت بھی موجود ہے۔ جیسا کہ جمیع امت کا عقیدہ ہے۔ جنت و دوزخ قیامت کے بعد پیدا نہیں کی جائیں گی، بلکہ یہ دونوں مقام اس وقت بھی موجود ہیں۔ اس آیت سے جنت کا محلِ وقوع بھی ثابت ہو گیا۔ کہ وہ ساتویں آسمان کے اُوپر اور عرشِ مُعلّٰی کے نیچے ہے۔ گویا ساتواں آسمان جنت کی زمین اور عرشِ رحمٰن اس کی چھت ہے، دوزخ کا محلِ وقوع کسی آیت قرآن یا روایتِ حدیث سے صریحاً ثابت نہیں ہوتا۔ سورۂ طور کی آیت وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ سے بعض مفسرین نے یہ مفہوم نکالا ہے کہ دوزخ سمندر کے نیچے زمین کے قعر (تہ) میں ہے۔ جس پر اس وقت کوئی بھاری اور سخت غلاف چڑھا ہوا ہے، جو قیامت میں پھٹ جائے گا اور اس کی آگ پھیل کر پورے سمندر کو آگ میں تبدیل کر دے گا۔

زمانۂ حال میں یورپ کے بہت سے ماہرین نے زمین کو بذریعہ آلاتِ جدید ایک طرف سے دوسری طرف جانے کا راستہ بنانے کی سالہا سال سے کوشش جاری رکھی، اور اس کام کے لیے سائنسی مشینیں ایجاد کیں مختلف جماعتوں نے اس کام میں بقدرِ امکان انتہائی جدوجہد کی، سب سے زیادہ جو جماعت کامیاب ہوئی

وہ مشینوں کے ذریعہ زمین کی گہرائی میں چھ میل تک پہنچ سکی، مگر چھ میل کے بعد سخت پتھر نے انہیں عاجز کر دیا۔ تو پھر دوسری طرف سے کھدائی شروع کی مگر یہاں بھی چھ میل کے بعد سخت پتھر سے سابقہ پڑا۔ متعدد جگہ تجربہ کرنے کے بعد اُن کی تحقیق یہ ہے کہ چھ میل کی گہرائی کے بعد کوئی غلافِ سنگ خارا پوری زمین پر محیط ہے جس میں کوئی مشین کام نہیں کر سکتی، زمین کا قطر جو ہزاروں میل کا ہے۔ اُس میں سائنس کے اس عروج کے زمانے میں) سائنس کی رسائی صرف چھ میل تک ہو سکی، اس سے آگے اسی سخت غلاف کا اقرار کر کے اپنی کوشش ترک کرنا پڑی، اس واقعہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، کہ زمین پوری کسی غلافِ حجری سے بند کی ہوئی ہے اگر کسی روایتِ صحیحہ سے جہنم کا محل وقوع اس غلاف کے اندر ہونا ثابت ہو جائے تو کچھ بعید نہیں، واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔ (معارف القرآن ج ۶ صفحہ ۲۰)

جہنم اِس وقت بھی موجود ہے

جیسا کہ سورۂ مومن کی آیت نمبر ۴۶ میں ارشاد ہے کہ فرعون اور اس کے ساتھیوں کو صبح وشام (جہنم کی) آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔ یعنی انہیں روزانہ دو مرتبہ دوزخ کے کنارے لے جایا جاتا ہے۔ یا دوزخ کی آگ کا منظر ان کی قبروں میں دکھایا جاتا ہے۔ اس آیت سے دو مسئلے ثابت ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ دوزخ کا وجود اس وقت بھی موجود ہے۔ اور دوسرا یہ کہ قیامت سے پہلے عالم برزخ میں بھی اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کو بڑے عذاب سے پہلے چھوٹا عذاب چکھایا جاتا ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن قیمؒ نے اپنی کتاب الروح میں سورۂ سجدہ کی اس آیت : وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ (السجدۃ:۲۱) ترجمہ (اور ہم انہیں بڑے عذاب سے قبل قریب کا عذاب چکھائیں گے) سے استدلال کیا ہے، کہ اس سے مراد

عذابِ برزخ ہے۔ لیکن جمیع علماء امت نے اس کے معنیٰ دنیا کا عذاب لیا ہے جو کہ گناہوں کے باعث۔ امراض۔ وبا۔ غم والم اور قسم قسم کے حوادث کی صورت میں نازل ہوتا ہے۔

احادیث میں بھی آتا ہے۔ کہ کافروں، مشرکوں، سرکشوں کو اُن کی موت کے بعد عالم برزخ میں قیامت سے پہلے جہنم کے عذاب کا کچھ حصہ پہنچتا ہے۔ معلوم ہوا جہنم اس وقت موجود ہے

قیامت کے دن جہنم کو محشر میں لایا جائے گا

اہل جہنم کو اُن کے جہنم میں داخلہ سے قبل میدانِ محشر میں جہنم کا خوفناک نظارہ کرایا جائے گا اور بتایا جائے گا کہ تمہارے حساب کے بعد تمہارا ٹھکانا یہ ہے۔ چنانچہ سورۃ الفجر میں ارشاد ہے:

وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۢ بِجَهَنَّمَ ۔ (الفجر ۲۳)

اور لایا جائے گا اُس (قیامت کے) روز جہنم کو۔

جہنم کو لائے جانے کا کیا مطلب ہے۔ اور کس طرح میدان حشر میں لائی جائیگی، اس کی حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے ظاہر یہ ہے کہ جہنم جو اب ساتویں زمین کی تہہ میں ہے۔ اس وقت وہ بھڑک اٹھے گی اور سمندر سب آگ ہو کر اس میں شامل ہو جائیں گے۔ اس طرح جہنم عرصۂ حشر میں سب کے سامنے آجائے گی۔ (معارف القرآن)

امام ابن کثیر بحوالہ صحیح مسلم رقمطراز ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کی اُس روز ستر ہزار لگامیں ہوں گی۔ ہر لگام پر ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو گھسیٹ رہے ہوں گے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ

عبد اللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا (ابن کثیر مع البغوی الجزء التاسع ص ۲۰۲)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جہنم کو لایا جائے گا۔ اس حال میں کہ اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی، ہر لگام پر ستر ہزار فرشتہ ہوگا جو اسے کھینچ رہا ہوگا۔

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَمُقَاتِلُ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ تُقَادُ جَهَنَّمُ بِسَبْعِيْنَ اَلْفَ زِمَامٍ كُلُّ زِمَامٍ بِيَدِ سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَهَا تَغَيُّظٌ وَزَفِيْرٌ حَتّٰى تُنْصَبَ عَلٰى يَسَارِ الْعَرْشِ۔ (تفسیر البغوی الجزء التاسع صفحہ ۲۰۲)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت مقاتل اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ کہ ستر ہزار لگاموں کے ساتھ جہنم کو لایا جائے گا۔ ہر لگام ستر ہزار فرشتوں کے ہاتھ میں ہوگی۔ وہ غضب ناک ہوگی۔ اور بھڑک رہی ہوگی۔ یہاں تک کہ وہ عرش کے بائیں طرف ٹھہر جائے گی۔

کفِ افسوس وحسرت

اُس دن انسان اپنے گناہوں کو یاد کرکے پچھتائے گا

يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى (الفجر ۲۳)

اُس دن انسان عبرت حاصل کرے گا۔ لیکن آج عبرت کا فائدہ؟

قیامت کے روز انسان دنیا میں کئے ہوئے چھوٹے بڑے، چھپے کھلے گناہ یاد کرے گا۔ اور حسرت وافسوس سے اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائے گا۔

وَيَقُولُ الْإِنسَانُ يٰلَيْتَنِي	اور انسان کہے گا کہ کاش میں اپنی زندگی کے
قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي (الفجر ۲۴)	لیے کچھ آگے (نیک اعمال) بھیجتا۔

اس آیت سے معلوم ہُوا کہ میدانِ حشر میں انسان کو یہ بات سمجھ میں آئے گی کہ دنیا کی زندگی تو دراصل زندگی تھی ہی نہیں جو کہ فنا ہو گئی، وہ تو دراصل آخرت کے لیے تیاری کا وقفہ تھا۔ زندگی تو فی الحقیقت آخرت کی ہے جس کے لیے دائمی بقا ہے اس لیے تو حسرت کر رہا ہے۔ کہ مَیں اپنی زندگی کے لیے کچھ آگے بھیجتا ــــ مسند احمد میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اگر کوئی بندہ اپنی پیدائش کے دن سے مرتے دم تک سجدہ میں پڑا رہے اور اللہ کا صحیح طور پر فرماں بردار ہو۔ تب بھی اپنی عبادت واطاعت کو قیامت کے دن حقیر سمجھے گا، اور تمنا کرے گا کہ اگر میں دُنیا کی طرف لوٹا دیا جاؤں تو خوب نیک کام کروں ــــ اللہ تعالیٰ مندرجہ بالا آیت کے بعد فرماتا ہے:

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ	اُس روز نہ تو اللہ کے عذاب کی طرح
أَحَدٌ ، وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ	کوئی عذاب دینے والا نکلے گا۔ اور نہ اس
أَحَدٌ - (الفجر ۲۵)	کے جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنے والا نکلیگا

یعنی وہ سزا و جزا ایسی ہوگی کہ اس کی کوئی نظیر و مثال نہیں، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوذُبِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَنَسْئَلُكَ رَحْمَتَكَ۔ آمین

دل سے خوفِ عذاب اٹھ جائے   اس سے بڑھ کر عذاب کیا ہوگا!

سلف کا عذابِ قبر سے خوف

یہ ڈھیر خاک کا اور اس میں لاشِ انساں کی
مقامِ درس ہے کتنا مہیب منظر ہے (رجامِ طہورا)

حضرت عثمانؓ کسی قبر کے پاس جب کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ آنسوؤں سے اُن کی ریش مبارک تر ہو جاتی۔

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ إِذَا وَقَفَ عَلَىٰ قَبْرٍ بَكَىٰ حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ فَقِيْلَ لَهُ تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَلَا تَبْكِيْ وَتَبْكِيْ مِنْ هٰذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَنَازِلِ الْاٰخِرَةِ فَإِنْ نَّجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ اَيْسَرُ مِنْهُ وَإِنْ لَّمْ يَنْجُ مِنْهُ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ (کہ ان کا حال یہ تھا) کہ جب وہ کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ اُن کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی، اُن سے پوچھا گیا کہ آپ جب جنت اور جہنم کا ذکر کرتے ہیں تو نہیں روتے۔ اور قبر کی وجہ سے روتے ہیں۔ فرمایا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی

فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ مِنْهُ۔ قَالَ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّے اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَ الْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ (الترمذی وابن ماجہ)

منزل ہے۔ اگر بندہ اس سے نجات پا گیا تو آئندہ پیش آنے والی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہیں۔ اور اگر قبر کی منزل سے بندہ نجات نہ پا سکا۔ تو اس سے بعد کی منزلیں اور زیادہ سخت اور کٹھن ہیں نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرماتے تھے۔ کہ قبر کے منظر سے میں نے کوئی خوفناک منظر نہیں دیکھا۔

حضرت عثمان خلیفۂ ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب قبر کا ذکر سنتا ہوں۔ یا میرا کسی قبر کے پاس سے گزر ہوتا ہے۔ تو قبر کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات یاد آجاتے ہیں۔ اور میں گھبرا اٹھتا ہوں اور بے اختیار آنکھیں تر ہو جاتی ہیں۔

حضرت عثمان بن عفان رضؓ جیسے داماد رسولؐ بے مثال فیاض۔ بے نظیر مخیرؔ اور کثیر العمل صحابی قبر کے عذاب سے کس قدر خائف ہیں۔ ایک ہم ہیں۔ کہ میت کو لحد میں اتارا جا رہا ہے۔ اور ہم قریب کھڑے سگریٹ پی رہے ہوتے ہیں، یا ادھر اُدھر کی بے معنی باتوں میں مصروف ہوتے ہیں، آہ! ہمارے دل کس قدر پتھر کی طرح سخت ہو گئے ہیں۔ اس قسم کے زہرہ گداز واقعات کا بھی ہم پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اپنے والد، والدہ، ہمشیرہ برادر اور اپنے لختِ جگر تک کو دفن کر کے گھر آتے ہیں۔ دری بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ تعزیت کرنے والوں کی خاطر و مدارات کے لیے درمیان میں حُقّہ رکھ لیا جاتا ہے۔ اور ایک دو اخبار بھی وہاں ہوتے ہیں۔ تین روز تک آنے جانے والوں کے لیے یہی مشغلہ رہتا ہے حُقّہ پینا۔ اخبار پڑھنا۔ میت خانے

میں اِدھر اُدھر کی باتیں کرنا اور گپیں ہانکتے رہنا یہ ہے آج کل تعزیت، خود اہلِ میت بھی تعزیت کے لیے آنے والوں کے ساتھ انہی کاموں میں مشغول ہوتے ہیں۔ کس قدر مقام افسوس ہے کہ ایسے مواقع پر بھی اہلِ میت ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں نہ تعزیت کے لیے آنے والے ہی ۔۔ اس گمراہی کے دبیز پردوں میں ہمارے دل اس قدر دب چکے ہیں۔ کہ اب ہمارے لیے اپنے عزیز کی موت بھی ایک کھیل ایک تماشہ بن گئی ہے۔۔ مرنے والے سے جو ہمارے فوائد وابستہ تھے اُن کے فقدان کے باعث چند روز رو دھو لیتے ہیں۔ لیکن اس کی موت سے عبرت نہیں پکڑتے حالانکہ ایک روز اسی طرح ہمیں بھی جامِ اجل نوش جاں کرنا ہے۔ اپنی اصلاح نہیں کرتے۔ برائیوں کو ترک کر کے نیک اعمال نہیں بجا لاتے۔ غفلت کی نیند سے بیدار ہو کر سفرِ آخرت کی تیاری میں منہمک نہیں ہوتے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ٥

تم جب مجھے میری قبر میں دیکھو گے

جب میری آنکھوں کے ڈھیلے میرے رخساروں پر ڈھلک رہے ہوں گے۔
جب میری ناک سے پیپ اور کیڑے بہہ رہے ہونگے
عمر بن عبد العزیزؒ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرَظِيِّ۔ قَالَ لَمَّا اسْتُخْلِفَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ رَحِمَهُ اللّٰهُ بَعَثَ إِلَيَّ وَاَنَا بِالْمَدِيْنَةِ فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ فَلَمَّا دَخَلْتُ جَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَيْهِ نَظَرًا لَا اَصْرِفُ بَصَرِيْ

محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے۔ عمر بن عبد العزیز جب خلیفہ ہوئے مجھے بلانے کے لیے میرے پاس ایک آدمی بھیجا اور میں اس وقت مدینہ میں تھا میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ میں انہیں حیرت نظر سے دیکھ رہا تھا۔ میری آنکھ اُن پر جمی ہوئی

عَنْهُ مُتَعَجِّبًا فَقَالَ یَا ابْنَ	تھی، آپ نے فرمایا۔ اے ابن کعب تم
کَعْبٍ اِنَّكَ تَنْظُرُ اِلَیَّ نَظَرًا	میری طرف اس طرح دیکھ رہے ہو کہ اس
مَا كُنْتَ تَنْظُرُهٗ قَالَ	طرح تمہیں دیکھنے کی عادت نہیں۔ میں نے
قُلْتُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ	کہا کہ میں تعجب سے دیکھ رہا ہوں۔ آپ
اَعْجَبَنِیْ مَا حَالَ مِنْ	نے فرمایا تم کس لیے متعجب ہو؟ میں نے
لَوْنِكَ وَنَحَلَ مِنْ جِسْمِكَ	عرض کیا یا امیر المؤمنین میں آپ کے (بدن
وَنَفَیٰ مِنْ شَعْرِكَ فَقَالَ	کے) رنگ اور جسم کی لاغری، اور (سر کے)
كَیْفَ لَوْ رَاَیْتَنِیْ بَعْدَ	بال جھڑ جانے پر تعجب کر رہا ہوں۔ آپ
ثَلَاثَةٍ وَقَدْ دُلِّیْتُ فِیْ	نے فرمایا تمہارا اُس وقت کیا حال ہو گا
حُفْرَتِیْ اَوْ فِیْ قَبْرِیْ	تم جب میری تین حالتیں دیکھو گے۔ تم
وَسَالَتْ حَدَقَتِیْ عَلٰی	جب مجھے میرے گڑھے یا میری قبر میں
وَجْنَتِیْ وَسَالَ مَنْخَرِیْ	دیکھو گے۔ اور جب میری آنکھوں کے ڈھیلے
صَدِیْدًا وَدُوْدًا كُنْتَ	(اپنے مقام سے نکل کر) میرے رخساروں
فِیْ اَشَدِّ نُكْرَةٍ	پر ڈھلک رہے ہوں گے اور میری ناک
(کتاب الزهد لاحمد	سے پیپ اور کیڑے بہ رہے ہوں گے
ابن حنبل ص۱۹۵)	اُس وقت (یہ منظر) تم سخت نفرت سے
	دیکھو گے۔

بغداد کا سعدون رحمہ اللہ

دیوانہ یا فرزانہ؟ ۔۔۔ بظاہر پاگل در پردہ عاقل

قبرستان میں شکستہ قبروں کا منظر دیکھتے ہیں اور بے اختیار رو پڑتے ہیں

قَالَ یَحْیَی بْنُ اَیُّوْبَ خَرَجْتُ	یحیٰی بن ایوب بیان کرتے ہیں کہ خراسان

يَوْمًا اِلٰى مَقَابِرِ بَابِ
خُرَاسَانَ ثُمَّ جَلَسْتُ فِيْ
مَوْضِعٍ اَرٰى مِنْهُ مَنْ
يَدْخُلُ الْمَقَابِرَ فَنَظَرْتُ
اِلٰى رَجُلٍ دَخَلَ الْمَقَابِرَ
مُقَنَّعًا فَجَعَلَ يَجُوْلُ فِي
الْمَقَابِرِ كُلَّمَا رَاٰى قَبْرًا
مَحْفُوْرًا اَوْ مُنْخَسِفًا
وَقَفَ عَلَيْهِ وَبَكٰى فَقُمْتُ
رِجَاءَ اَنْ اَنْتَفِعَ بِهٖ فَلَمَّا
صِرْتُ اِلَيْهِ اِذَا هُوَ
سَعْدُوْنُ الْمَعْتُوْهُ وَكَانَ
يَكُوْنُ فِيْ كُوْخٍ مَقَابِرِ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ مَالِكٍ فَقُلْتُ لَهٗ
يَا سَعْدُوْنُ اَيُّ شَيْءٍ
تَصْنَعُ؟ فَقَالَ يَا يَحْيٰى
هَلْ لَكَ فِيْ اَنْ تَجْلِسَ
فَنَبْكِيَ عَلٰى بِلٰى هٰذِهِ
الْاَبْدَانِ قَبْلَ اَنْ تَبْلٰى
فَلَا يَبْكِيْ عَلَيْهَا بَاكٍ؟
ثُمَّ قَالَ يَا يَحْيٰى الْبُكَاءُ

کے دروازے پر جو قبرستان ہے ایک دن
میں وہاں گیا۔ اور وہاں پہنچ کر ایسی جگہ بیٹھ
گیا کہ وہاں سے مجھے قبرستان میں داخل
ہونے والا صاف دکھائی دیتا تھا۔ میں
نے دیکھا کہ ایک شخص قبرستان داخل ہوا۔
اس ہیئت میں کہ اس نے اپنا منہ سر چھپایا
ہوا تھا اور وہاں اِدھر اُدھر گھومنے لگا۔
وہ جس قبر کو ٹوٹی ہوئی یا زمین میں دھنسی
ہوئی دیکھتا وہاں کھڑا ہو جاتا اور اُسے
دیکھ کر رونے لگ جاتا۔ میں اپنی جگہ
سے اُٹھا اس خیال سے کہ میں بھی اُس
سے کچھ نفع حاصل کروں میں جب اس
کے قریب پہنچا دیکھا تو وہ سعدون معتوہ
تھے اور وہ حضرت عبداللہ بن مالک
کے قبرستان کی ایک جھونپڑی میں بیٹھا
کرتے تھے۔ میں نے اُن سے کہا۔ اسے
سعدون تم کیا کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا
کہ اے یحییٰ کیا تمہارے پاس وقت ہے
کہ ہم دونوں بیٹھ کر ان خاک شدہ جسموں
کی حالت پر روئیں اس سے پہلے کہ ہمارے
جسموں کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہو اور اُن

مِنَ الْقُدُوْمِ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَوْلٰى بِنَا مِنَ الْبُكَاءِ عَلٰى بِلَى الْاَبْدَانِ ثُمَّ قَالَ يَا يَحْيٰى وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۔ ثُمَّ صَاحَ صَيْحَةً شَدِيْدَةً وَّ قَالَ وَا غَوْثَاهُ بِاللّٰهِ مِمَّا يُقَابِلُنِيْ فِي الصُّحُفِ قَالَ يَا يَحْيٰى فَغُشِيَ عَلَيَّ فَاَفَقْتُ وَهُوَ جَالِسٌ يَمْسَحُ وَجْهِيْ بِكُمِّهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ يَا يَحْيٰى مَنْ اَشْرَفَ مِنْكَ لَوْ مُتَّ

(صفۃ الصفوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۱۲)

پر رونے والا بھی اُس وقت کوئی موجود نہ ہو، پھر انہوں نے کہا اے یحیٰی اللہ کے روبرو (قیامت کے دن) رونے سے یہ زیادہ بہتر ہے کہ جسموں کے خاک ہونے کا منظر یاد کر کے ہم اس وقت روئیں۔ اس کے بعد کہا اے یحیٰی اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (جس وقت کہ اعمال نامے کھولے جائیں گے) یہ آیت پڑھی اور ایک سخت چیخ ماری اور کہا اے یحیٰی ہائے افسوس اُس وقت کیا ہوگا جس وقت کہ میرے سامنے لایا جائیگا جو کچھ کہ (میرے) نامۂ اعمال میں لکھا ہوگا یحیٰی کہتے ہیں کہ اس موقع پر میں (اُن کی یہ حالت دیکھ کر مارے دہشت کے) بے ہوش ہوگیا جب مجھے ہوش آیا وہ میرے پاس بیٹھے تھے اور میرا چہرہ اپنے آستین سے صاف کر رہے تھے۔ اور کہ رہے تھے۔ کہ اے یحیٰی اگر تم اس وقت فوت ہوجاتے تو تم سے زیادہ کوئی باشرف نہ ہوتا۔

عقلمند اور پاگل کی پہچان

حضرت اصمعیؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سعدونؒ کے قریب سے گزرا وہ ایک نشہ میں مدہوش بوڑھے آدمی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا

سعدون! میں تمہیں اس بوڑھے آدمی کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ کہنے لگے کہ یہ پاگل ہے۔ میں نے کہا تم پاگل ہو یا کہ یہ بوڑھا؟ کہنے لگے بلکہ یہ بوڑھا پاگل ہے۔ تو میں نے کہا یہ کیسے؟ سعدون نے جواب دیا اس لیے کہ لِاَنِّیْ صَلَّیْتُ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمَاعَةً وَّهُوَ لَمْ یُصَلِّ جَمَاعَةً وَّلَا فُرَادٰی۔ میں نے ظہر اور عصر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی ہے۔ اور اس نے نہ تو نماز جماعت کے ساتھ پڑھی ہے اور نہ تنہا ___ (صفۃ الصفوۃ ج ۲ ص ۵۱۵)

سچ ہے عقلمند وہی ہے جو فکرِ آخرت کے ساتھ اُس کی تیاری میں مصروف ہے۔ اور بے عقل۔ دیوانہ اور پاگل بلکہ بدبخت وہی ہے۔ جو اس چند روزہ دنیا کی ظاہری رونق پر فریفتہ ہو کر آخرت سے غافل ہو گیا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰهِ (الترغیب ج ۴ ص ۲۵۲)

عقلمند وہ ہے جس نے اپنے نفس کو (اللہ کی نافرمانی سے روکا) اور موت کے بعد جو پیش آنے والا ہے اس کے لیے تیاری کی۔ اور بے وقوف وہ ہے جو نفس کی اطاعت کر رہا ہے اور اللہ پر (بخشش کی) امید رکھتا ہے۔

بحوالہ ابن ماجہ و ترمذی۔

حضرت بہلولؒ قبرستان میں

میں اُن لوگوں کے پاس ہوں جن سے مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی اور جب میں انکے پاس سے چلا جاتا ہوں تو یہ میری غیبت نہیں کرتے۔

سَرِیُّ السَّقَطِیُّ قَالَ اجْتَزْتُ حضرت سری سقطی بیان کرتے ہیں۔ کہ

يَوْمًا بِالْمَقَابِرِ فَإِذَا أَنَا	میں ایک روز قبرستان سے گزرا تو میں
بِبَهْلُوْلٍ قَدْ دَلّٰى رِجْلَيْهِ	نے دیکھا کہ بہلول اپنے دونوں پاؤں ایک
فِيْ قَبْرٍ وَّ هُوَ يَلْعَبُ	قبر میں لٹکائے ہوئے مٹی سے کھیل رہا ہے
بِالتُّرَابِ فَقُلْتُ أَنْتَ	میں نے کہا آپ یہاں ؟ بہلول نے
هٰهُنَا ؟ قَالَ نَعَمْ ،	جواب دیا میں اُن لوگوں کے پاس ہوں جن
أَنَا عِنْدَ قَوْمٍ لَّا	سے مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی ۔ اور جب
يُؤْذُوْنَنِيْ وَإِنْ غِبْتُ	میں ان کے پاس سے چلا جاتا ہوں
عَنْهُمْ لَا يَغْتَابُوْنِيْ ،	تو وہ میری غیبت نہیں کرتے ۔ میں نے کہا
فَقُلْتُ يَا بَهْلُوْلُ الْخُبْزُ	اے بہلول روٹی مہنگی ہوگئی ہے ، کہنے لگے
قَدْ غَلَا ، فَقَالَ وَاللّٰهِ	خدا کی قسم مجھے کچھ پروا نہیں اگرچہ ایک
مَا أُبَالِيْ وَلَوْ حَبَّةً	روٹی ایک مثقال کے برابر کیوں نہ ہو جائے
بِمِثْقَالٍ إِنَّ عَلَيْنَا	ہم پر تو یہ فرض ہے کہ ہم اُس (اللہ) کی
أَنْ نَعْبُدَهٗ كَمَا أَمَرَنَا	عبادت کریں جیسا کہ اُس نے ہمیں حکم دیا
وَعَلَيْهِ أَنْ يَّرْزُقَنَا	ہے ۔ اور اس کے ذمے ہمارا رزق ہے
كَمَا وَعَدَنَا ثُمَّ وَلّٰى	جیسا کہ اس نے ہم سے وعدہ کیا ہے ۔
عَنِّيْ وَهُوَ يَقُوْلُ	اس کے بعد وہ میرے پاس سے یہ
شعر :	اشعار پڑھتا ہوا رخصت ہوا ۔
يَا مَنْ تَمَتَّعَ بِالدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا	اے وہ شخص جو دنیا اور اس کی زینت
وَلَا تَنَامُ عَنِ اللَّذَّاتِ عَيْنَاهُ	سے مستفید ہو رہا ہے اور آنکھیں اس (دنیا) کی
أَفْنَيْتَ عُمْرَكَ فِيْمَا لَسْتَ تُدْرِكُهٗ	لذتوں میں محویت کے باعث بیدار ہیں ۔ (افسوس)
تَقُوْلُ لِلّٰهِ مَاذَا حِيْنَ تَلْقَاهُ	تو اپنی عمر ایسی چیز کے حصول میں ضائع کر رہا

(صفۃ الصفوۃ جلد ۲ ص ۵۱۶) جسے تُو حاصل نہیں کر سکتا۔ تُو جب اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو گا تو اسے کیا جواب دے گا؟

تو دل لگا نہ اس سے یہ دنیا ہے بے وفا
یہ ایک رہ گزر ہے کسی کا یہ گھر نہیں (جامِ طہور)

قبر کے اندھیرے کے سامنے رات کا اندھیرا ماند پڑ جاتا ہے

حضرت ابو علیؒ (المعتوہ)

عَنْ خَلَفِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَلِیٍّ (اَلْمَعْتُوْہِ) وَكَانَ يَنْزِلُ فِي الْمُخَرَّمِ يَا اَبَا عَلِيٍّ اَلَكَ مَأْوًى؟ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَاَيْنَ مَأْوَاكَ؟ قَالَ فِيْ دَارٍ يَسْتَوِيْ فِيْهَا الْعَزِيْزُ وَالذَّلِيْلُ قَالَ قُلْتُ لَهٗ وَاَيْنَ هٰذِهِ الدَّارُ؟ قَالَ الْمَقَابِرُ۔ قُلْتُ يَا اَبَا عَلِيٍّ مَا تَسْتَوْحِشُ فِيْ

خلف بن سالم کہتے ہیں کہ میں نے ابو علی (المعتوہ) سے پوچھا جب بغداد کے محلہ مخرم میں داخل ہو رہے تھے کہ ابو علی کیا آپ کے پاس رہائش کے لیے کوئی ٹھکانہ نہیں؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں ہے! میں نے پوچھا کہاں ہے؟ فرمایا ایسا گھر جس میں کہ صاحب عزت اور رذیل برابر ہیں۔ "مروی ہے" میں نے پوچھا ایسا گھر کہاں ہے؟ فرمایا (ابو علی المعتوہ نے) قبرستان۔ میں نے پوچھا اے ابو علی آپ رات کی تاریکی میں کس طرح گزر کرتے ہیں۔ ابو علی نے جواب دیا میں لحد کی تاریکی اور اس

ظُلَمِ اللَّيْلِ ؛ قَالَ إِنِّي أُكْثِرُ	وحشت (تنہائی) کو کثرت سے یاد کرتا رہتا
ذِكْرَ ظُلَمِ اللَّحْدِ وَوَحْشَتِهِ	ہوں، اس طرح رات کے اندھیرے میں وقت
فَهُوِّنَ عَلَيَّ ظُلَمَ اللَّيْلِ. قُلْتُ	گزارنا مجھ پر سہل ہو جاتا ہے، میں نے کہا
لَهُ فَرُبَّمَا رَأَيْتَ فِي الْمَقَابِرِ	آپ نے قبرستان میں کبھی کوئی ناگوار چیز بھی
شَيْئًا تُنْكِرُهُ. قَالَ رُبَّمَا وَلٰكِنْ	دیکھی ہوگی؟ فرمایا ممکن ہے، لیکن آخرت
فِي هَوْلِ الْآخِرِ مَا يُشْغِلُ عَنْ	(قیامت) کا خوف مجھے قبرستان کے خوف

هَوْلِ الْمَقَابِرِ (صفۃ الصفوۃ ج ۲ ص۱۱۵) سے مستغنی (لاپروا) کر دیتا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ مع اپنے حواریوں کے ایک قبر پر

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے حواریوں (وہ لوگ جو آپ پر ایمان لانے کے بعد آپ کی مصاحبت میں آپ کے ہمراہ رہتے تھے) کے ہمراہ قبرستان میں ایک قبر پر کھڑے تھے۔ اسی موقع پر آپ کے حواریوں نے قبر کی تاریکی، اُس کی تنگی، اُس کی وحشت کا ذکر کیا۔ تو عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں اِس سے بھی زیادہ تنگ و تاریک مقام پر تھے جب اللہ تعالیٰ فراخ کرنا چاہتا ہے، فراخ کر دیتا ہے۔ (کتاب الزہد لابن حنبلؒ ص ۵۴)

تو قبر میں اس حال میں داخل نہ ہو

حضرت نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹے سام کو نصیحت

أَنَّ نُوحًا عَلَيْهِ السَّلَامُ	حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے
قَالَ لِابْنِهِ سَامٍ يَا بُنَيَّ	بیٹے سام کو نصیحت فرمائی میرے پیارے بیٹے

لَا تَدْخُلَنَّ الْقَبْرَ وَفِي قَلْبِكَ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنَ الْكِبْرِ فَإِنَّ الْكِبْرِيَآءَ رِدَآءُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَمَنْ يُّنَازِعُ رِدَآءَ اللّٰهِ يَغْضَبْ عَلَيْهِ، يٰبُنَيَّ لَا تَدْخُلَنَّ الْقَبْرَ وَفِي قَلْبِكَ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنَ الْقَنَطِ فَإِنَّهُ لَا يَقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ إِلَّا ضَالٌّ (کتاب الزہد لابن حنبل ص ۵۰)

قبر میں اس حال میں ہرگز نہ داخل ہونا کہ تیرے دل میں ذرہ برابر تکبر ہو، اس لیے کہ کبریائی (تکبر) کی چادر اللہ تعالیٰ کے لیے مختص ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اس چادر کو پھاڑنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہو جاتا ہے اے میرے پیارے بیٹے! قبر میں اس حال میں ہرگز داخل نہ ہونا، کہ تیرے دل میں ذرہ برابر رحمتِ الٰہی سے ناامیدی ہو، اس لیے کہ (بدبخت) گمراہ آدمی ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہوتا ہے۔

خبردار! کوئی شخص اہلِ قبور کی خاموشی سے دھوکہ نہ کھائے

قَالَ ثَابِتُ نِ الْبُنَانِيُّ دَخَلْتُ الْمَقَابِرَ فَلَمَّا قَصَدْتُّ الْخُرُوْجَ مِنْهَا فَاِذَا بِصَوْتِ قَائِلٍ يَّقُوْلُ يَا ثَابِتُ لَا يَغُرَّنَّكَ صُمُوْتُ اَهْلِهَا فَكَمْ مِّنْ نَّفْسٍ مَّغْمُوْمَةٍ فِيْهَا (احیاء العلوم ج ۴ ص ۶۰۶)

ثابت بنانیؒ فرماتے ہیں میں قبرستان داخل ہوا جب وہاں سے نکلنے کا ارادہ کیا تو مجھے ایک آواز سنائی دی، کہنے والا کہہ رہا تھا۔ اے ثابت! خبردار یہاں رہنے والوں کی خاموشی سے دھوکہ نہ کھانا! ان میں کتنے ایسے ہیں جو نہایت غمزدہ ہیں۔

حضرت علیؓ ایک قبر پر۔ اے کمیل! قبر عمل کا صندوق ہے

حضرت کمیل رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں، کہ ایک مرتبہ میں حضرت علی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ قبرستان پہنچا۔ آپ نے ایک قبر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے اہل قبور، اے قبروں کے گڑھوں میں بوسیدہ ہو جانے والو! اے وحشت و تنہائی سے ہمکنار لوگو! کچھ بتاؤ تمہارا کیا حال ہے؟ یہاں کس طرح گزر رہی ہے؟ پھر خود ہی یوں گویا ہوئے، تمہارے بعد تمہارے مال تقسیم ہو گئے، اولادیں یتیم ہو گئیں۔ بیویوں نے دوسرے شوہر کر لیے، اس کے بعد مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا۔ کمیل! اگر ان لوگوں کو اجازتِ گویائی ہوتی، اور یہ کلام کر سکتے۔ تو یہ اس طرح کہتے (کہ دنیا کے مال و دولت کی نسبت) بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے (انسان کا یہی اصل اور نافع سرمایہ ہے جو کہ راہِ آخرت میں کام آتا ہے) یہ فرمایا اور اشکبار ہو گئے، پھر فرمایا اے کمیلؒ! قبر عمل کا صندوق ہے۔ یعنی انسان کے اعمال قبر میں اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ انسان اچھا یا برا جو عمل کرتا ہے وہ قبر یعنی اس صندوق میں محفوظ رہتا ہے۔ اس مضمون کی بہت سی احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ کہ اچھا عمل خوبصورت آدمی کی صورت میں انسان کے ساتھ قبر میں داخل ہوتا ہے۔ اور اپنے عامل (میت) کا دل بہلاتا ہے، اُس سے پیار کرتا ہے۔ اس کی دلداری کرتا ہے، اور برا عمل بھیانک اور بدبودار شکل میں میت کے ہمراہ اس کی لحد میں اُترتا ہے۔ جو اس کی وحشت و اذیت میں اضافہ کرتا ہے اور اُسے ڈراتا اور دھمکاتا ہے۔

تین چیزیں میت کے ساتھ قبر تک جاتی ہیں

يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلٰثَةٌ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَعَمَلُهٗ فَيَرْجِعُ اِثْنَانِ وَيَبْقٰى وَاحِدٌ۔

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں۔ اُس کے عزیز،

فَيَرْجِعُ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَيَبْقٰى عَمَلُهٗ (عَنْ اَنَسٍ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) (کنز ج ۱۵ ص ۶۷۵)	اس کا مال اور اُس کا عمل، دو چیزیں لوٹ آتی ہیں، اور ایک باقی رہ جاتی ہے۔ اُس کے اقرباء واحباب واپس آجاتے ہیں اور اس کا مال بھی واپس آجاتا ہے۔ اور اس کا عمل رہ جاتا ہے۔

اسلام سے پہلے عرب میں دستور تھا کہ میت کے ہمراہ اس کا مال بھی قبر تک لے جاتے تھے۔ اب بھی چارپائی اور میت کے اوپر چادر وغیرہ جو ڈالتے ہیں یہ بھی مال ہی میں شامل ہے۔ جو کہ واپس آجاتی ہے اور میت کے لواحقین اور اس کے دوست اور پڑوسی وغیرہ جو اس کے جنازے کے ساتھ جاتے ہیں۔ یہ سب چیزیں قبر تک ساتھ دیتی ہیں۔ جہاں میت کو قبر میں اتارا اور اس پر مٹی ڈالی۔ سب کے سب اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آتے ہیں۔ میت کے ساتھ اس کا اپنا عمل ہی لحد میں داخل ہوتا ہے۔ اب یہ انسان کا اپنا کام ہے۔ وہ زندگی میں اچھا عمل کرے یا بُرا، قبر میں وہی اس کا ساتھی ہوگا اور مرنے والے کا اچھا عمل انسانی اچھی صورت میں قبر میں اس کے پاس آئے گا۔ اور اُس کا مونس وغمخوار ہوگا اور اسے تسلی وتشفی دے گا۔ اور بُرا عمل انسانی بُری شکل میں اُس کے پاس آئے گا۔ جسے دیکھتے ہی وہ کانپ اُٹھے گا، اور وہ میت کے لیے مزید اذیت کا سبب ہوگا۔

کچھ مُردے قبروں کے اندر اور کچھ باہر

کچھ مُردے قبروں کے اندر لیٹے ہوئے ہیں کچھ باہر چل پھر رہے ہیں

مُدت ہوئی میں نے ایک کتاب میں ایک واقعہ پڑھا حوالہ اس وقت ذہن میں محفوظ نہیں۔

عید کے روز ایک اہلِ دل درویش بازار میں چلے جا رہے تھے۔ اُن کے ساتھ اُن کا ایک چھوٹا سا بچہ بھی تھا لوگ زرق برق لباس زیبِ تن کیے ہوئے گھوم رہے تھے۔

بچے نے یہ منظر دیکھ کر اپنے والد سے کہا۔

ابُّو جان! کتنے اچھے اچھے خوبصورت لباس پہنے ہوئے لوگ چل پھر رہے ہیں۔

باپ نے بیٹے سے کہا، جانِ من یہ سب مُردے ہیں جنہوں نے اپنے جسم کپڑوں سے ڈھانک رکھے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کچھ مُردے قبروں کے اندر لیٹے ہوئے ہیں اور کچھ باہر پھر رہے ہیں۔ ان سب لوگوں سے زبردستی یہ لباس اُتروا لیا جائے گا۔ اور کفن پہنا کر انہیں بھی باری باری قبروں میں دفن کر دیا جائے گا۔ پھر ان میں سے کوئی شخص کبھی اس دنیا میں نہیں آئے گا۔ اور کبھی کسی کو نہیں بتا سکے گا کہ قبر میں اس کے ساتھ کیا گزر رہی ہے۔

آہ اے عاجزؔ یہ مجھ پر قبر میں روشن ہوا
زندگی کا میرا ہر لمحہ کفن بردوش تھا

مُردے کی تعزیت مُردے مُردوں سے کرتے ہیں

اَلْعَجَبُ تَعَزِّی الْاَمْوَاتُ الْاَمْوَاتَ اِلَی الْاَمْوَاتِ (کامل للمبرد) — تعجب ہے کہ مُردے مُردوں کی تعزیت مُردوں سے کرتے ہیں۔

یہ کس قدر عجیب اور کس درجہ حسرتناک بات ہے۔ کہ میّت کی تعزیت کے لیے جو لوگ اہلِ میّت کے گھر جاتے ہیں۔ اُن میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو میّت کے لواحقین کے پاس رسماً تعزیت کے لیے جاتے ہیں۔ ایک چلتے پھرتے کھاتے پیتے اپنے ہی عزیز اور دوست کا دنیا سے ہمیشہ کیلئے چلے جانے کا انہیں کوئی احساس نہیں ہوتا۔ اور وہ اپنے متعلق نہیں سوچتے کہ یہ واقعہ

ساتھ بھی ایک دن ہونے والا ہے۔ اسی طرح اکثر ایسا ہے کہ میت کے متعلقین اپنے عزیز کی موت پر رونے دھوتے تو ہیں۔ مگر وہ یہ فکر نہیں کرتے کہ جس طرح ہمارا یہ عزیز ہم سب کو داغِ مفارقت دے گیا، ہم سب سے اچانک ہمیشہ کے لیے جُدا ہو گیا ہم اب کبھی اس کی صورت تک نہیں دیکھ سکیں گے اور ہم اب اسے قبر کے گڑھے میں اتار کر اس پر مٹی ڈال کر پھر کبھی اس کی کوئی بات تک نہیں سُن سکیں گے اسی طرح ایک روز یہی واقعہ ہمارے ساتھ پیش آنے والا ہے۔ فکرِ دنیا نے فکرِ آخرت پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ میت سامنے پڑی ہوتی ہے ہم اس منظر کو چشمِ عبرت سے نہیں دیکھتے۔ اور اس حقیقت کو نہیں سمجھتے کہ ہم جس مُردے کی تعزیت کے لیے جا رہے ہیں۔ اُن کے لواحقین بھی عنقریب مُردوں کی صفوں میں شامل ہونے والے ہیں اور ہم بھی

ے عجیب منظر ہے ایک پل میں کروڑوں انسان مر رہے ہیں
اور ایک مُردے کی تعزیت ہے، جو مُردے مُردوں سے کر رہے ہیں (عاجزؔ)

اے ساکنانِ شہرِ خموشاں تم اور ہم دراصل ایک ہی ہیں۔ (ربیع بن خیثمؒ)

بہت سے عاجزؔ آگے جا چکے ہیں
کنارے قبر کے تُو بھی کھڑا ہے (جامِ طہور)

عَنْ عِيْسَى بْنِ فَرُّوْخَ قَالَ كَانَ الرَّبِيْعُ بْنُ خُثَيْمٍ إِذَا كَانَ اللَّيْلُ وَجَدَ غَفْلَةَ النَّاسِ خَرَجَ إِلَى الْمَقَابِرِ فَجَوَّلَ فِي الْمَقَابِرِ يَقُوْلُ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ كُنْتُمْ وَكُنَّا فَإِذَا أَصْبَحَ كَأَنَّهُ نُشِرَ مِنْ أَهْلِ

عیسٰی بن فروخ سے روایت ہے کہ جب رات کو لوگ غفلت کی نیند سو جاتے تو حضرت ربیع بن خیثم قبرستان میں چلے جاتے وہاں گھومتے اور اہلِ قبور کو مخاطب ہو کر کہتے:۔ اے اہلِ قبور! "تم اور ہم سب قبروں والے ہیں پھر جب صبح ہوتی

القبور (کتاب الزھد للامام احمد بن حنبل ص ۳۳۳) تو اُن کی حالت دیکھ کر ایسے معلوم ہوتا کہ وہ ابھی قبر سے زندہ ہو کر آئے ہیں۔

جن لوگوں کا قرآن وحدیث پر ایمان ہے اور قبر کے عذاب پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کا یہی حال ہوتا ہے۔ وہ منظر قبر کے تصور سے کانپ اٹھتے ہیں۔ اور زندگی بھر نیک اعمال کی بجاآوری میں منہمک رہتے ہیں۔ اور منکر نکیر کے سوالات و جوابات کی تیاری میں مصروف رہتے ہیں۔

اجل ہے، قبر ہے، محشر ہے، رنج ہے غم ہے — یہ مرحلے ہیں وہ جن سے کہیں فرار نہیں
لگا دے جان کی بازی حصولِ عقبیٰ میں — یہ چند روز کی فرصت بڑی غنیمت ہے

حضرت ابو نصر المصابؒ المدنی

اپنا ساتھی اسے بناؤ جو قبر میں تمہارا ساتھی ہو

أَيُّهَا النَّاسُ (اتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ (البقرہ ۱۲۳) إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا مَاتَ صَحِبَهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَإِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ رَجَعَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَبَقِيَ عَمَلُهُ فَاخْتَارُوا لِأَنْفُسِكُمْ مَا يُؤْنِسُكُمْ فِي قُبُوْرِكُمْ

اے لوگو! اُس دن سے ڈرو جس دن کوئی انسان کسی انسان کے کام نہ آئے گا۔ نہ اس کی طرف سے معاوضہ قبول کیا جائیگا اور نہ اسے سفارش نفع پہنچا سکے گی۔ جب بندہ مرجاتا ہے تو اس کے تین ساتھی ہوتے ہیں، اُس کے اقرباء۔ اس کا مال اور اس کا عمل جب اُسے قبر میں اتار دیا جاتا ہے تو اُس کے اقرباء اور اس کا مال واپس لوٹ جاتا ہے۔ اور اس کا عمل باقی رہ جاتا ہے اجو کہ اس کی قبر میں اسکے ساتھ جاتا ہے پس تم اپنے لیے اُسے اختیار کرو جو کہ تمہاری قبروں میں تمہارا

رَحِمَكُمُ اللهُ (صفة الصفوة ج ۲ ص ۱)   ہے اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔

اس قسم کا حکیمانہ اور ناصحانہ کلام کرنے والے لوگ پاگل کہاں ہو سکتے ہیں؟ ایسے لوگ عوام میں دیوانے مشہور ہوں تو ہوں، مگر حقیقت میں وہ عاقل اور فرزانے ہیں جنہیں قبر و قیامت کی خود بھی فکر ہے اور عوام میں ایسی ایمان افروز فکر کو بیدار کرتے ہیں۔ دراصل قبر و قیامت کی فکر اور اس کے لیے تیاری ہی عقلمندی کا نشان ہے۔ یہ مراحل ہر لحظہ انسان کے قریب آرہے ہیں اور بہر صورت ہر انسان نے انہیں طے کرنا ہے۔ کوئی بھی انسان اس سے گریز پا نہیں ہو سکتا۔

سے
جو فکرِ آخرت میں مضطرب رہتا ہو اے عاجزؔ
وہ دیوانہ تو کہلاتا ہے دیوانہ نہیں ہوتا

قبرستان میں مُردوں کے کاسہ ہائے سر

مدینہ منورہ کے قبرستان میں ایک جوان عورت کیا دیکھتی ہے؟ اور دیکھ کر چیختی ہوئی گھر لوٹتی ہے:-

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمَدَنِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَصْحَابُنَا أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ تُرْهَقُ فَدَخَلَتِ الْمَقَابِرَ ذَاتَ يَوْمٍ وَإِذَا هِيَ بِجُمْجُمَةٍ قَدْ بَدَتْ، فَصَرَخَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ مُنِيْبَةً فَدَخَلَ عَلَيْهَا نِسَاءُهَا فَقُلْنَ مَا

حضرت ابراہیم بن عبداللہ مدنی کہتے ہیں کہ میرے ساتھیوں نے مجھے یہ واقعہ سنایا کہ ایک جوان عورت مدینہ میں رہتی تھی۔ ایک دن وہ قبرستان میں داخل ہوئی کیا دیکھتی ہے کہ ایک کھوپڑی پڑی ہے وہ یہ دیکھ کر چیخنے لگی اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتی ہوئی واپس آئی۔ تو اس عورت کی قریبی رشتہ دار عورتیں اس کے

هٰذَا ، فَقَالَتْ ـــ	پاس جمع ہو گئیں اور کہنے لگیں کیا بات ہے؟
بَلٰی قَذِیْ لِذِکْرِ الْمَوْتِ لَمَّا	اس عورت نے جواب دیا۔ کہ میں نے
رَأَیْتُ حَمَاجِمَا جَوْفَ الْقُبُوْرِ	قبروں کے درمیان جب کھوپریاں دیکھیں۔
ثُمَّ قَالَتْ اُخْرُجْنَ عَنِّیْ	تو میرا دل موت کی یاد سے رونے
فَلَا تَأْتِیْنِیْ مِنْکُنَّ	لگا۔ اس کے بعد اس عورت نے دوسری
اِمْرَأَۃٌ تَرْغَبُ عَنْ	عورتوں سے کہا کہ آئندہ میرے پاس
خِدْمَۃِ اللّٰہِ ثُمَّ اَقْبَلَتْ	کوئی ایسی عورت نہ آئے۔ جو اللہ کی
عَلٰی عِبَادَۃِ اللّٰہِ حَتّٰی	اطاعت کا شوق نہ رکھتی ہو، چنانچہ
مَاتَتْ عَلٰی ذٰلِكَ	یہ عورت اللہ کی عبادت میں ہمہ تن
(صفوۃ الصفوۃ جلد ۲	مصروف ہو گئی اور اسی حالت میں فوت
ص ۲۰۴)	ہو گئی۔

ایک ہم بھی ہیں، کہ قبرستان میں اپنے عزیز کو دفن کرتے ہوئے بھی اس ہولناک منظر کو دل کی بصیرت سے نہیں دیکھتے اور اس کے بعد بدستور مشاغلِ دُنیا میں اس قدر منہمک ہو جاتے ہیں کہ بھول جاتے ہیں کون مرا کسے دفن کیا،

سوتا تھا جو کمخواب کے بستر پہ ہمیشہ
نعش اس کی پسِ مرگ تہہِ خاک پڑی ہے (جامِ طہور)

انسان کے تین ۳ دوست

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی	حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول
عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	کے تین دوست ہیں۔ ان میں سے ایک

وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ اِلَّا وَلَهٗ ثَلَاثَةُ اَخِلَّاءَ فَاَمَّا خَلِيْلٌ فَيَقُوْلُ "مَا اَنْفَقْتَ فَلَكَ وَمَآ اَمْسَكْتَ فَلَيْسَ لَكَ". فَذٰلِكَ مَالُهٗ وَاَمَّا خَلِيْلٌ فَيَقُوْلُ "اَنَا مَعَكَ فَاِذَآ اَتَيْتَ بَابَ الْمَلِكِ تَرَكْتُكَ فَذٰلِكَ اَهْلُهٗ. وَاَمَّا خَلِيْلٌ فَيَقُوْلُ "اَنَا مَعَكَ حَيْثُ دَخَلْتَ وَحَيْثُ خَرَجْتَ" فَيَقُوْلُ اِنَّكَ لَاَهْوَنُ الثَّلَاثَةِ عَلَيَّ

(کنز۔ ج ۱۵ ص ۶۹۱)

دوست کہتا ہے جو تو نے (راہ خدا میں) خرچ کر دیا وہ تیرا ہے اور جو تیرے قبضے میں ہے وہ تیرا نہیں، یہ اُس کا (دوست) اُس کا مال ہے اور ایک اُس کا دوست اسے کہتا ہے۔ کہ میں تیرا ساتھ دوں گا۔ مگر جب تو بادشاہ کے دروازے پر جائیگا (یعنی لحد میں اترے گا) تو میں تیرا ساتھ چھوڑ دوں گا۔ یہ اُس کے اعزہ اقرباء ہیں۔ اور تیسرا اس کا دوست (اُس کا عمل ہے) جو اسے کہتا ہے کہ جب تو قبر میں داخل ہو گا اور قبر سے اٹھے گا تو میں تیرے ہمراہ ہوں گا — وہ میت کہتی ہے تو ان تینوں میں میرا سچا دوست ہے۔

انسان کے حقیقی خیر خواہ اور اُس سے بے لوث محبت کرنے والے اس کے والدین ہوتے ہیں۔ اُن میں سے بھی کوئی ایک اُس کی قبر میں داخل نہیں ہوتا۔ بلکہ اُن میں سے کسی کو یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ اس کے لختِ جگر کے ساتھ قبر میں کیا پیش آ رہا ہے۔ اگر اسے وہاں عذاب ہو رہا ہو۔ تو وہ اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتے، اگر ماں باپ اپنے پیارے بچے کی قبر میں کچھ بھی اعانت نہیں کر سکتے تو دوسرا کون ہے جو ایسی جرأت کرے؟ لہٰذا ہر انسان کو نیک اعمال کے ساتھ اپنی مدد آپ کرنی چاہیئے۔ اور زندگی میں کوئی ایسا عمل نہیں کرنا چاہیئے۔ جو قبر میں برے ساتھی کی صورت میں اس کے ساتھ لپٹے۔

کس منہ سے وہ آسائشِ عقبیٰ کا ہے طالب دنیا میں جو اس کے لیے کوشاں نہیں ہوتا
ہیں سامنے جس کے رہِ منزل کے تقاضے
عاجز وہ کبھی بے سروساماں نہیں ہوتا (اجامِ طہور)

اِنکارِ آخرت

پسِ پردۂ موت اگر عذاب و ثواب، کلفت و راحت حکایات و افسانے ہی ہیں، اور ان کی کچھ بھی حقیقت نہیں تو اس گلشنِ عالم کی بہارِ خوشگوار سے قلب و جگر کو زیادہ سے زیادہ راحت نہ پہنچانا بیشک حماقت ہے۔ جزاء کی امید اور سزا کے خوف سے خالی دل، دنیا کی محبت سے کیوں نہ لبریز ہوگا؟ ایسا شخص دُنیا کی ادنیٰ سی ادنیٰ منفعت کو بہت بڑی چیز سمجھے گا۔ اور جس کے ذریعہ سے اسے منفعت حاصل ہوگی اُس کی قدر و منزلت اس کے دل میں بہت ہوگی۔

آخرت سے انکار اور دنیا کی محبت و عظمت کا میلان ایک خاص طرزِ فکر عطا کرتی ہے۔ ایسا شخص ہر اُس شئے سے مرعوب ہو کر اُس کی طرف مائل ہوتا ہے جس کے متعلق اُسے یہ وہم بھی ہو جائے کہ وہ اسے دنیا میں باقی رکھ سکتی ہے اور نفع یا ضرر پہنچا سکتی ہے۔ بعض اوقات تو اس وہم کی بنیاد محض کسی اتفاق پر ہوتی ہے۔ اگر اس شئے سے کسی غیر معمولی طاقت و قوت کا اظہار ہو رہا ہے اور نفس اسے اپنی عقل کی گرفت میں نہ لا سکا تو نتیجہ عبادت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ وہی جذبۂ قدر شناسی وہی میلانِ احسان مندی و شکر گزاری جو فی نفسہ قابلِ مذمت نہ تھے، اب حدود سے گزر کر نہایت مکروہ صورت اختیار کر لیتے ہیں، اور انسان کو شرک میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

انکارِ آخرت اور حیات بعد الممات سے مایوسی کے باوجود بقاء و دوام کی

خواہش آدمی کے دل سے نہیں نکلتی۔ فطرتِ نفس اس میلان کو ناسازگار حالات میں بھی زندہ رکھتی ہے۔ مگر منکرِ آخرت پر اس کا اثر اس طرح ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ ان اشیاءِ کائنات کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے۔ جن کے متعلق اسے بقاءِ دوام کا اعتقاد ہو، تاکہ ان سے ربط پیدا کر کے خود باقی رہ سکے، آفتاب، ماہتاب، زمین آسمان، نور اور ظلمت وغیرہ کو سطحی نظر یہ دائمی و ابدی سمجھتی ہیں، دیکھو! اُن کی پرستش میں کتنے مشرک مبتلا ہیں؟ زمانہ ایک وہمی شے ہے مگر حیرت ہے کہ اس کے پرستاروں میں اچھے اچھے عالم و عاقل شامل ہیں۔ وطن پرستی اور قوم پرستی اسی قسم کے اشراک کی نئی شکلیں ہیں۔ یہ سب اقسامِ اشراک درحقیقت ایک لفظ دنیا پرستی کے ماتحت آجاتے ہیں۔ اور انسان کو صرف انکارِ آخرت اس وادیٔ پرخار میں سرگردان رکھتا ہے،

قرآن حکیم نے اس اشراک کے سبب پر بھی خاصی روشنی ڈالی ہے۔ اور اس کا علاج اقرارِ آخرت کو قرار دیا ہے، آیتِ ذیل بطورِ نمونہ منقول ہے۔

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَالَّذِيْنَ	تمہارا معبود بس ایک ہی ہے۔ پس جو
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ	لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے
مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ۔	دل (اس حقیقت کے) منکر ہیں اور
(النحل ۲۲)	وہ تکبر کرتے ہیں۔

یہ نکتہ بھی قابلِ ذکر ہے۔ کہ انکارِ آخرت کا اثر بصورتِ شرک ظاہر ہونا اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ایمان بالآخرۃ کا تقاضا توحید ہے۔ یقینِ آخرت کی قوت میں اضافہ تکمیلِ توحید کا ضامن ہے، اور اس کے برعکس اول الذکر کا ضعف عقیدۂ توحید میں کمزوری کا سبب یا دوسرے الفاظ میں شرک میں مبتلا ہونے کے امکانات بڑھا دیتا ہے۔

(۱) یہ دنیا جس میں ہم اپنی زندگی گزار رہے ہیں، اور جس کو اپنی آنکھوں، کانوں یا دوسرے حواس سے محسوس کرتے ہیں، جس طرح یہ واقعی ایک حقیقت ہے، اسی طرح آخرت بھی جس کی اطلاع اللہ کے سب پیغمبروں نے دی ہے، وہ بھی ایک قطعی اور یقینی حقیقت ہے۔ اور اپنی اس زندگی کے اس دور میں ہمارا اس کو دیکھنا اور نہ محسوس کرنا بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ میں ہم اس دنیا کو نہیں دیکھتے تھے، اور نہیں محسوس کر سکتے تھے، پھر جس طرح ہم نے یہاں آکر اس دنیا کو دیکھ لیا اور زمین و آسمان کی ہزارہا اشیاء یہاں ہمارے مشاہدے میں آگئیں جن کا ہم ماں کے پیٹ میں تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔

اسی طرح مرنے کے بعد عالم آخرت میں پہنچ کر جنت و دوزخ کو اور اس عالم کی اُن تمام چیزوں کو دیکھ لیں گے اور پالیں گے جن کی اطلاع اللہ کے پیغمبروں اور اللہ کی کتابوں نے دی ہے۔

الغرض ہماری یہ دنیا جس طرح ایک حقیقی عالم ہے اسی طرح آخرت بھی مرنے کے بعد سامنے آجانے والا ایک حقیقی اور بالکل واقعی عالم ہے ——— ہمارا اس پر ایمان ہے اور نقل و عقل کی روشنی میں ہمیں اس کے بارے میں الحمدللہ پورا وثوق اور اطمینان ہے،

(۲) پھر دنیا کے بارے میں ہمیں یقین ہے کہ یہ اور اس کی ہر چیز فانی ہے۔ برخلاف عالم آخرت کے کہ وہ غیر فانی اور جاودانی ہے۔ اور وہاں پہنچنے کے بعد انسان بھی غیر فانی بنا دیا جائے گا یعنی اس کو کبھی نہ ختم ہونے والی دوامی زندگی عطا فرما دی جائے گی۔ اسی طرح وہاں اللہ کے نیک اور خوش نصیب بندوں کو جو نعمتیں عطا ہوں گی ان کا سلسلہ بھی ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے گا اور کبھی منقطع نہ ہوگا۔ اسی کو قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے؛

عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ — وہ عطاءِ خداوندی جس کا سلسلہ کبھی بھی منقطع نہ ہوگا۔
(ھود ۱۰۸)

اور اسی طرح جن شقی القلب افراد کی بغاوت، سرکشی، کفر و استکبار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غضب اُن پر ہوگا، اُن کی تکلیف اور عذاب کا سلسلہ بھی کبھی ختم نہ ہوگا جیسا کہ اہلِ جہنم کے بارے میں جا بجا فرمایا گیا ہے۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا — وہ ہمیشہ اسی جہنم میں پڑے رہیں گے۔
(الانعام ۱۲۸)

وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ (البقرہ ۱۶۷) — وہ دوزخی کبھی بھی دوزخ سے نکل نہ سکیں گے۔

وَلَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا (فاطر ۳۶) — اور دوزخیوں کو موت بھی نہ آئے گی کہ مر کر ہی عذاب سے چھوٹ جائیں، اور اُن کے عذاب میں کبھی تخفیف بھی نہ کی جائے گی۔

دنیا کی نعمتوں اور لذتوں کے مقابلہ میں آخرت کی لذتیں اور نعمتیں بے انتہا افضل ہیں۔ بلکہ اصلی لذتیں اور نعمتیں آخرت ہی کی ہیں۔ اور دنیا کی چیزوں کو اُن سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ اسی طرح دنیا کی سخت سے سخت تکلیف اور بڑے سے بڑے دُکھ کو دوزخ کے ہلکے سے ہلکے درجہ کے عذاب سے بھی کوئی نسبت نہیں، ظاہر ہے کہ ان سب باتوں کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کی فکر و عمل صرف آخرت ہی کے لیے ہو، اور دنیا سے اس کا تعلق صرف ناگزیر ضرورت تک ہو،

(۳) لیکن انسان کا عام حال یہ ہے، کہ دنیا چونکہ ہر وقت اُس کے سامنے ہے، اور آخرت سراسر غیب اور آنکھوں سے اوجھل ہے، اس لیے اکثر و بیشتر ان حقیقتوں کے ماننے والوں پر بھی دنیا ہی کی فکر و طلب غالب رہتی ہے، گویا یہ

انسان کی ایک طرح کی فطری کمزوری ہے۔

اُس کا حال اس معاملہ میں بالکل اُن چھوٹے بچوں کا سا ہے جن کو بچپن میں اپنے کھیل کھلونوں سے دلچسپی ہوتی ہے، اور مستقبل کی زندگی کو خوشگوار اور شاندار بنانے والے تعلیمی اور تربیتی مشاغل ان کے لیے سب چیزوں سے زیادہ غیر دلچسپ بلکہ انتہائی شاق گذرتے ہیں، جن کے شفیق ماں باپ ان کو سمجھا بجھا کر اُن اچھے کاموں کی طرف راغب کرتے رہتے ہیں جن میں محو ہو کر وہ کامیاب انسان بن سکتے ہیں اور عزت و عافیت کی زندگی حاصل کر سکتے ہیں،

(۴) اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے پیغمبروں اور اُس کی نازل کی ہوئی کتابوں کے ذریعہ ہمیشہ انسانوں کی اس غلطی اور کمزوری کی اصلاح کی کوشش ہوتی رہی ہے۔ اور آخرت کے مقابلہ میں دُنیا کا جو درجہ ہے اور دنیا کے مقابلہ میں آخرت کا جو مقام ہے وہ واضح کیا جاتا رہا ہے۔ مگر انسانوں سے اس بارہ میں غالباً ہمیشہ طفلانہ غلطی ہوتی رہی ہے۔

مکافاتِ عمل کا متفقہ عقیدہ

ادیانِ عالم کا متفق علیہ ایک عقیدہ ہے کہ انسان کی زندگی اسی دنیا میں ختم نہیں ہو جاتی، اس کے بعد بھی ایک زندگی ہے، اور اس زندگی میں جیسے کچھ اعمال ہوں گے، ویسے ہی نتائج دوسری زندگی میں پیش آئیں گے، قرآن حکیم میں بھی ایمان باللہ اصل الاصول ہے البتہ اس نے جو تعبیر اختیار کی ہے۔ وہ پیرو کارانِ مذہب کے عام تصور سے مختلف ہے، وہ اس گوشہ کو کائناتِ ہستی کے عالمگیر قوانینِ خلقت سے الگ نہیں قرار دیتا، بلکہ اسی کے ماتحت لاتا ہے، وہ کہتا ہے جس طرح دنیا میں ہر شے کے اثرات اور ہر حادثے کے نتائج ہیں ٹھیک اسی طرح انسانی اعمال کے

بھی خواص و نتائج ہیں، اور یہاں مادیات کی طرح معنویات کے قوانین بھی کام کر رہے ہیں پس اچھے عمل کا نتیجہ اچھا اور بُرے عمل کا نتیجہ بُرا ہوگا، یہ اچھے بُرے نتائج کس شکل میں پیش آئیں گے؟ قرآن کہتا ہے اصحاب نیک اعمال اصحاب جنت ہیں اور اصحاب بداعمال اصحاب دوزخ ہیں، ان کے لیے دوزخ کی بدحالیاں ہوں گی اور آخرت کی نعمتوں سے محرومی، پھر دونوں طرح کی زندگیوں کے احوال وواردات ہیں جنہیں جا بجا مختلف اسلوبوں میں بیان کیا گیا ہے۔

یہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے، اس کی حقیقت کیا ہے؟

اس بارے میں ہم اپنی عقل سے کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے، کیونکہ عالم آخرت ہمارے فہم و شعور ہمارے ادراک کی سرحد سے باہر ہے، جس مقام کا ہم ادراک نہیں رکھتے جس عالم کے حالات کا ہمیں علم نہیں، وہاں کے حالات کی نسبت حکم کیسے لگائیں، اگر لگائیں تو یہ ظن و گمان ہوگا اور ظن سے یقین پیدا نہیں ہو سکتا۔

لیکن پھر اس پر یقین ہم کیوں کریں؟

اس لیے ہم وجدانی طور پر محسوس کرتے ہیں کہ سرحدِ محسوسات سے ماوراء بھی ایک حقیقت موجود ہے۔ اور اگر اس حقیقت سے انکار کر دیں تو کائناتِ ہستی کے مسئلہ کا کوئی حل باقی نہیں رہتا اور خود ہماری عقل کہتی ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے، ہم دیکھتے ہیں کہ اگر اللہ کی ہستی اور آخرت کی زندگی کا مبدار تسلیم نہیں کیا جاتا تو مسئلہ ہستی کے سارے سوالات ینحل ہو جاتے ہیں، لیکن جونہی یہ مرکزی نقطہ تسلیم کر لیا جاتا ہے معاً سارے سوالات حل ہو جاتے ہیں، اور جہالت کی تاریکی کی جگہ عرفان و بصیرت کی روشنی ہر طرف نمایاں ہو جاتی ہے۔ پس ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ نقطہ بناوٹی نہیں ہے حقیقی ہے،

البتہ ایک بات بالکل واضح ہے جب ہم عالم آخرت کے احوال وواردات

سنتے ہیں کہ جہنم میں آگ ہوگی اور بہشت سے مقصود باغ ہے۔ تو ہمارے سامنے آگ کی وہی شکل آجاتی ہے۔ ہم جس کا شب و روز مشاہدہ اپنی عملی زندگی میں کرتے ہیں اور باغ کا تصور بھی ہمارے سامنے وہی آتا ہے جو ہم دیکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ عالم آخرت کی آگ اس دنیا کی آگ کی طرح نہیں ہوسکتی۔ اور نہ وہاں کے باغ ہمارے لگائے ہوئے باغوں کی طرح ہوں گے، سورۂ سجدہ کی آیت ۱۷ میں ہے:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ (السجدہ ۱۷)

کوئی جان نہیں جانتی کہ اس کی نیک عملیوں کی جزا میں نگاہ کا کیسا سرور پردۂ غیب میں پوشیدہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جنت کی راحت و سرور کی حقیقت کا ہم اس دنیا میں تصور بھی نہیں کرسکتے۔

ایک حدیث میں پیغمبر اسلام ﷺ نے جنت کی حقیقت یہ بتلائی ہے:

لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ بِبَالِ أَحَدٍ بَشَرٍ (مسلم)

نہ اسے کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے، اور نہ کسی کے دل پر اس کا خیال ہی گزرا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنت کی نعمتیں دنیا سے کوئی مشابہت نہیں رکھتیں۔ بجز اس کے کہ نام میں مشارکت ہے۔ (ابن کثیر)

باقی رہی یہ بات کہ اگر عالم آخرت کے یہ معاملات دنیا کے معاملات کے مطابق نہیں ہوں گے تو پھر ان کی حقیقت کیسی ہوگی؟ تو اس بارے میں ہماری عقل و دانش قاصر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مادی زندگی کے احساسات و مفہومات کی زنجیروں میں ہم کچھ اس طرح جکڑے ہوئے ہیں کہ ان سے آزاد ہوکر جمالِ حقیقی کا تصور ہی نہیں کرسکتے، پس اس کے سوا چارہ کار نہیں کہ جو کچھ وحی آسمانی

کے ذریعہ رسولوں کی زبانی ہمیں تبلادیا گیا ہے۔ اس پر یقین کریں، اور جو کچھ نہیں پاسکتے اُس کی جستجو میں سرگرداں نہ ہوں، کہ حقیقت کا سراغ نہیں ملے گا۔ البتہ نئے نئے وہموں اور وسوسوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔

قرآن مجید نے اسی لیے مطالب وحی کی دو قسمیں ٹھہرا دی ہیں۔ محکمات اور متشابہات، متشابہات کی نسبت فرمایا ہے، کہ اس کی حقیقت انسان نہیں پاسکتا۔

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۔ (آل عمران ۷) کوئی اس کا صحیح مطلب نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے۔

یہ اور اس قسم کے تمام معاملات جو عالم غیب سے تعلق رکھتے ہیں یعنی ماوراء محسوسات ہیں متشابہات کی قسم میں داخل ہیں، اور قرآن کہتا ہے جو علم میں کامل ہیں وہ ان کے تجسس میں نہیں پڑتے، بلکہ کہتے ہیں:

آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ ۔ (آل عمران ۷) ہم ایمان لے آئے اس پر وہ سب ہی ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اور نصیحت تو بس عقل والے ہی قبول کرتے ہیں۔

دُنیا، برزخ، آخرت

انسان کا تعلق ازمنۂ ثلاثہ سے ہے دُنیا، برزخ اور آخرت ہر زمانے ہر دور کے لیے مخصوص احکام ہیں۔ حق تعالیٰ نے انسان کو جسم اور رُوح سے مرکب فرمایا ہے۔ دنیا کے احکام اجسام پر جاری ہیں۔ اور روحیں اُن کے تابع ہیں اسی لیے احکام شرعیہ اقوال وافعال پر مرتب ہوتے ہیں۔ دل کے خیالات پر نہیں، اور برزخ کے احکام روحوں پر جاری ہوتے ہیں اور جسم ان کے تابع ہوتے ہیں۔ غور کرو جیسے

دنیوی احکام میں روحیں اجسام کے تابع ہیں۔ اور اجسام کی راحت و تکلیف کا احساس ہوتا ہے، کیوں کہ ان کے اسباب کا تعلق براہِ راست اجسام ہی سے ہے، اور بواسطہ اجسام کے روحیں بھی متاثر ہوتی ہیں۔ ٹھیک اسی طرح برزخ میں راحت و تکلیف کا تعلق براہِ راست روحوں سے ہوتا ہے۔ اور بواسطہ ارواح کے اجسام سے ہوتا ہے۔ دنیا میں اجسام ظاہر ہیں، اور ارواح پوشیدہ، گویا بدن روحوں کی قبریں ہیں۔ اور برزخ میں روحیں ظاہر ہیں۔ اور اجسام اپنی اپنی قبروں میں پوشیدہ اور گم ہیں۔ لہٰذا احکام برزخ براہِ راست روحوں پر جاری ہوتے ہیں۔ اور اُن کے واسطے سے اجسام بھی متاثر ہوتے ہیں۔

عالم برزخ سے بھی زیادہ حیرت انگیز واقعات

رحمتِ عالمؐ کے پاس حضرت جبریل علیہ السّلام انسانی صورت میں آکر آپ سے گفتگو کر لیا کرتے تھے۔ اور آپ ان کی باتیں سُن لیا کرتے تھے۔ حالانکہ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے حضرات نہ انھیں دیکھتے اور نہ ان کی باتیں سنتے تھے۔ یہی حال تمام انبیاءِ کرام کا تھا، کبھی آپ کے پاس گھنٹی کی جھنکار کی طرح وحی آتی تھی، جسے آپ کے سوا کوئی نہیں سنتا تھا، اسی طرح جن ہمارے درمیان بلند آواز سے بات چیت کرتے ہیں، مگر اُن کی آواز نہیں سنتے، حق تعالیٰ نے انسان سے بہت سے دنیوی حوادث چھپا رکھے ہیں، حضرت جبریلؑ رحمتِ عالمؐ کو قرآن پڑھاتے تھے، حالانکہ حاضرین اسے نہیں سنتے تھے، بہر حال جسے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے، اور اس کی ہمہ گیر قدرت پر یقین ہے۔ وہ ایسے حوادث کا کس طرح انکار کر سکتا ہے، جنھیں حق تعالیٰ نے اپنی حکمت و رحمت کی بنا پر اپنی مخلوق کی آنکھوں سے چھپا رکھا ہے، کیوں کہ اُن میں ان کے دیکھنے اور سننے کی قوت نہیں، انسان کی بصارت و

سماعت عذاب وثوابِ قبر کے مشاہدے کی طاقت نہیں رکھتی۔

برزخ کے واقعات کا قیاس مشاہدات پر کرنا غلط ہے

برزخ کے واقعات کا

قیاس مشاہدات پر کرنا سراسر جہالت وگمراہی ہے۔ سید کونین کی تکذیب اور رب العزت کی ہمہ گیر قدرت کا انکار صریح ظلم ہے۔ انسان دنیا میں دنیوی چیزوں ہی کا مشاہدہ کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو انہیں چیزوں کا مشاہدہ کرایا ہے جو دُنیا میں اس کی نگاہوں کے سامنے موجود ہیں، اور آخرت کے واقعات پر پردہ ڈال رکھا ہے تاکہ ایمان و اقرار انسان کے لیے سعادت کا سبب بن جائے، پھر جب یہ پردہ اٹھا دیا جائے گا، تو انسان خود بخود تمام باتوں کا مشاہدہ کرے گا۔

آئے گی اجل جس دم اُٹھ جائیں گے سب پردے

دیکھیں گی وہ آنکھیں جو کانوں نے سُنا ہوگا (رہام طہور)

فرشتے رکھی ہوئی لاش سے بھی سوال کرسکتے ہیں لٹکی ہوئی یا ڈوبی ہوئی، یا جلی ہوئی، جلنے کے بعد اس کی راکھ ہوا میں بکھری ہوئی، یا اور کسی قسم کی لاش میں رُوح کا لوٹایا جانا محال نہیں، اگر جنازہ رکھا ہُوا بھی ہو، اور اسے قبر میں دفن نہ کیا جائے، تو یہ غیر ممکن نہیں کہ فرشتے آکر اس سے سوال کریں۔ اور انہیں کوئی نہ دیکھے، اور وہ انہیں جواب دے اور اسے کوئی نہ سُنے۔ اور فرشتے اُس مردے کو ماریں مگر کسی کو اس کا علم نہ ہو، دیکھیے دو آدمی ایک بستر پر لیٹے ہوئے ہیں۔ ایک سو جاتا ہے اور ایک بیدار ہے۔ سونے والا خواب میں تکلیف میں مبتلا ہے اور اسے مارا جا رہا ہے۔ اور اسے درد بھی محسوس ہو رہا ہے، لیکن جاگنے والا اس کے ان تمام حالات سے بے خبر ہے۔ حالانکہ ضرب و تکلیف کا اثر روح سے بدن میں بھی سرایت کر گیا ہے۔ کتنی بڑی جہالت وحماقت کی بات ہے، کہ قبروں اور پتھروں

کو چیر کر فرشتوں کا پار جانا عقل سے بعید سمجھا جائے، جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سورج کی شعاعیں موٹے دبیز شیشے سے پار ہو جاتی ہیں۔ اور ہماری اپنی نظر شیشے سے پار سب کچھ دیکھتی ہے۔ حالانکہ درمیان میں شیشہ حائل ہے۔ جبکہ آفتاب کی کرنیں اور ہماری نگاہیں شیشے سے پار گزر سکتی ہیں۔ تو فرشتوں کے لیے بھی پتھر کی چٹانوں اور مٹی کے ڈھیر سے گزر جانا خلافِ عقل اور محال نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے لیے یہ چیزیں ایسی ہی بنائی ہیں۔ جس طرح پرندوں کے لیے ہوا ہے' ان چیزوں کے ارواحِ کثیفہ کے لیے حجاب ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ارواحِ لطیفہ کے لیے بھی حجاب ہوں، یہ بھی محال نہیں کہ لٹکی ہوئی یا ڈوبی ہوئی یا جلی ہوئی یا کسی قسم کی لاش میں رُوح لوٹائی جائے جس کا ہمیں شعور نہ ہو، کیونکہ لوٹائے جانے کی یہ ایک اور قسم ہے وہ نہیں ہے جس سے ہم آشنا ہیں، دیکھیے بے ہوش آدمی' سکتے کا مریض، اور مبہوت بظاہر زندہ ہوتے ہیں اور ان کی روحیں ان کے جسموں میں ہوتی ہیں، لیکن ہمیں ان کی حیات کا شعور نہیں ہوتا جس لاش کے اجزاء الگ الگ ہو کر منتشر ہو کر گم ہو گئے ہوں، اس ذات سے جس کی قدرت ہمہ گیر ہے یہ بعید نہیں کہ وہ ان ذرات سے رُوح کا اتصال کر دے، اگرچہ ایک مشرق میں ہو اور ایک مغرب میں،

اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کو مرنے کے بعد زندہ کر دیا

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھی روحیں کامل طور پر اجسام میں لوٹا کر اپنے بندوں کو مشاہدہ کرا دیا ہے۔ اور وہ زندہ ہو کر باتیں کرنے لگے، کھانے پینے لگے، شادی، بیاہ کیے۔ اور اولاد ہوئی، فرمایا:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا — کیا تجھے خبر نہیں اُن لوگوں کی جو اپنے گھروں

مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ	سے نکل کھڑے ہوئے موت کے خوف
حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ	سے اور وہ ہزاروں ہی تھے، اللہ نے
اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ	اُن سے کہا مرجاؤ، (وہ مرگئے) اس کے بعد اللہ
(البقرہ ۲۴۳)	نے انہیں پھر زندہ کر دیا۔ [1]
اَوْ كَالَّذِىْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ	یا پھر اس شخص کے حال پر نظر کی جو ایک
وَّهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا	بستی سے گزرا تھا اس حال میں کہ وہ بستی اپنی
قَالَ اَنّٰى يُحْيِىْ هٰذِهِ	چھتوں سمیت گری ہوئی تھی، وہ کہنے
اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ	لگا اللہ تعالیٰ ان مردہ بستی والوں کو کس
اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ	طرح دوبارہ زندہ کرے گا۔ سو اللہ تعالیٰ

[1] کسی قدیم قوم کا ذکر ہے کہ وہ ہزاروں کی تعداد میں وبا یا جہاد سے جی چراتے ہوئے یا کسی اور خوف سے جان بچانے کی غرض سے گھروں سے نکل گئے۔ لیکن اُن کی یہ تدبیریں کام نہ آئیں۔ اُلٹے موت کا شکار ہو کر رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مشاہدہ کرا دیا کہ موت و زندگی کا سر رشتہ کسی اور ہی کے ہاتھ میں ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ زندہ کر دیا۔ (ماجدی)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے یہ لوگ تعداد میں چار ہزار تھے۔ دوسری روایات میں چالیس ہزار تک آیا ہے۔ یہ لوگ طاعون کے سبب اپنا شہر چھوڑ کر ایک دوسری بستی میں جب پہنچے تو اللہ تعالےٰ نے ان سب پر موت نازل کر دی، ایک نبی کا وہاں سے گزر ہوا۔ اُن کی دُعا سے اللہ تعالےٰ نے انہیں دوبارہ زندہ کر دیا۔ اس گزرنے والے نبی کا نام حزقیل علیہ السّلام تھا۔

(ابن کثیر)

بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ	نے اُس شخص کو سو سال تک مُردہ رکھا پھر
لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ	اسے زندہ کر دیا۔ پھر اُس سے پوچھا کہ تو
يَوْمٍ ط قَالَ بَلْ لَبِثْتَ	کتنی مدت تک اس حالت میں رہا ؟ وہ
مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى	کہنے لگا میں اس حالت میں دن بھر یا دن کا
طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ	کچھ حصہ رہا۔ فرمایا۔ نہیں بلکہ تو سو سال کی
يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰى	مدت تک رہا۔ اپنے کھانے اور پینے کی
حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ	طرف تو دیکھ کہ اب تک وہ سڑا گلا نہیں
اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ	اور اپنے گدھے کی طرف دیکھ اور یہ
اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ	اس لیے کہ ہم تجھے ایک نشان لوگوں کے لیے
نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا	بنائیں۔ اور ہڈیوں کی طرف دیکھ ہم انہیں
لَحْمًا ط فَلَمَّا تَبَيَّنَ	کس طرح ترتیب دیتے ہیں۔ اور پھر اُن
لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ	پر گوشت چڑھاتے ہیں، پھر جب اُس پر
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝	یہ سب روشن ہو گیا تو اُس نے کہا میں یقین
(البقرہ ۲۵۹)	رکھتا ہوں، کہ بیشک اللہ ہر چیز پہ قادر
	ہے [1]

---

[1] یہ گزرنے والے مشہور قول کے مطابق حضرت عزیر علیہ السلام تھے، جو کہ سلسلۂ اسرائیلی کے ایک مشہور پیغمبر گزرے ہیں۔ اُن کا زمانہ پانچویں صدی قبل مسیح تھا۔ ۴۵۰ ق م میں ڈیڑھ ہزار یہود کو اُن کی قید اور جلاوطنی سے چھڑا کر فلسطین لائے، یہ بستی کونسی تھی نام مختلف شہروں کے لیے گئے ہیں لیکن اکثریت اسطرف گئی ہے کہ یہ بستی یروشلم یا بیت المقدس تھی۔ یہ شہر بخت نصر تاجدار بابل کے ہاتھوں ۵۸۶ ق م پوری طرح تاخت و تاراج ہو چکا تھا۔ بظاہر یہ واقعہ اسی شہر سے متعلق اس کی تباہی کے بعد قریب ہی کے زمانے کا ہے۔ (ماجدی) (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اسی طرح اصحٰبِ کہف اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور چار پرندوں کا واقعہ ہے۔ پھر جب کہ اللہ تعالیٰ نے موت کے بعد دوبارہ رُوح پھونک کر انھیں زندہ

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) بُخت نصر نے جب اسے پیوندِ زمیں کیا، یہاں کے باشندوں کو تہہِ تیغ کیا، مکانات منہدم کر دیئے، اس کے بعد یہ بزرگ یہاں سے گزرے۔ انھوں نے دیکھا کہ ساری بستی تہ و بالا ہوئی پڑی ہے نہ مکان ہیں نہ مکین، وہاں ٹھہر کر سوچنے لگے کہ بھلا ایسا بڑا پُر رونق شہر جو اس طرح برباد ہُوا ہے۔ دوبارہ کس طرح آباد ہوگا؟۔ اللہ تعالیٰ نے خود اُنھیں موت کی نیند سلا دیا، اور یہ اسی مردہ حالت میں رہے۔ کہ ستر (٧٠) سال کے بعد بیت المقدس پھر آباد ہوگیا، بھاگے ہوئے (جلاوطن) بنی اسرائیل بھی پھر آپہنچے، اور شہر کھچا کھچ بھر گیا وہی پہلی سی رونق اور چہل پہل ہوگئی، اب سَو سال کامل کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو زندہ کیا، اور سب سے پہلے رُوح آنکھوں میں آئی تاکہ اپنا دوبارہ زندہ ہونا خود دیکھ سکیں، جب تمام بدن میں روح پھونک دی گئی، تو اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے ذریعے دریافت فرمایا کہ کتنی مدت تک تم مُردہ رہے؟ جس کے جواب میں حضرت عزیر علیہ السلام نے کہا کہ ابھی تو ایک دن پورا نہیں ہُوا وجہ یہ ہوئی کہ اُن کی رُوح صبح کے وقت نکلی تھی جب زندہ ہوئے تو شام کا وقت تھا، اور خیال کیا یہ وہی دن ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم سَو سال تک مُردہ رہے، اب ہماری قدرت دیکھو تمہارا زادِ راہ جو کہ انگور، انجیر، اور عصیر (پھلوں کا رس) تھا خراب نہیں ہُوا، بلکہ ہر چیز اپنی اصلی حالت میں ہے۔ اور یہ تمہاری سواری کا گدھا جس کی بوسیدہ ہڈیاں تمہارے سامنے پڑی ہیں، ہم اسے تمہارے دیکھتے دیکھتے زندہ کر دیتے ہیں۔ ہم خود تمہاری ذات کو لوگوں کے لیے دلیل بنانے والے ہیں کہ انھیں قیامت کے دن اپنے دوبارہ جی اُٹھنے پر یقین کامل ہو جائے چنانچہ اُن کے دیکھتے ہوئے

[illegible] کے سو سال [illegible] مُردہ پڑے ہوئے گدھے کی بوسیدہ ہڈیاں جو ان کے دائیں بائیں بکھری پڑی

[illegible] کے ساتھ پیوست ہونا شروع ہو گئیں۔ یہاں تک کہ گدھے کا ڈھانچا مکمل قائم ہو گیا، جس پر گوشت مطلق نہ تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے گوشت اور پوست بہم پہنچا دیا، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کر دیا، تو اُس کی حیران کُن قدرت سے یہ بات کب بعید ہے، کہ مرنے کے بعد اُن میں ایک قسم کی زندگی پیدا کر دے، اور اُن سے اُن کی ذمہ داریوں کے متعلق پُوچھ گچھ کرے، جواب طلب فرمائے، اور حسبِ اعمال اُنھیں عذاب و ثواب سے ہمکنار کرے۔

اُٹھ جائے اگر پردۂ احوالِ پسِ مرگ!
رونق ہو بیاباں میں گلستاں نئے با۰

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) پھر فرشتے کو بھیجا جس نے اس کے نتھنے میں پھونک ماری اور وہ اللہ کے حکم سے اسی وقت زندہ ہو گیا۔ یہ تمام کیفیات حضرت عزیر علیہ السلام بچشمِ خود دیکھ رہے تھے۔ جب یہ ساری کیفیتیں تجربتاً اور مشاہدۃً ظہور پذیر ہوئیں تو وہ جوشِ ایمانی کے ساتھ پکار اُٹھے کہ بیشک پروردگار ہر چیز پر قادرِ مطلق ہے۔ اور میرا ایمان و اعتقاد سو گنا اور بڑھ گیا۔
(ابنِ کثیر)

بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے کوہِ طور پر مار ڈالا پھر دوبارہ زندہ کر دیا ۔

حیرت انگیز سچا واقعہ

وَاخْتَارَ مُوسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ

(الاعراف ۱۵۵)

اور موسیٰؑ نے اپنی قوم کے ستر (۷۰) آدمیوں کو منتخب کیا تاکہ وہ اسکے ساتھ ہمارے مقرر کئے ہوئے وقت پر حاضر ہوں، جب اُن لوگوں کو ایک سخت زلزلے نے آپکڑا تو موسیٰؑ نے عرض کیا اے میرے پروردگار آپ چاہتے تو پہلے ہی انکو اور مجھے ہلاک کر سکتے تھے، کیا آپ اُس قصور میں جو ہم میں سے چند نادانوں نے کیا تھا ہم سب کو ہلاک کر دینگے، یہ تو بس آپکی ایک آزمائش تھی آپ اس سے جسکو چاہیں گمراہی میں ڈالدیں اور جسکو چاہیں ہدایت دیں، آپ ہی ہمارے کارساز ہیں، آپ ہمیں بخش دیں اور ہم پر رحم فرمائیں، آپ بہترین بخشنے والے ہیں "

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کی کتاب تورات لاکر بنی اسرائیل کو دی، تو وہ احمق کہنے لگے کہ ہمیں یہ کیسے یقین آئے کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے ممکن ہے آپ اپنی طرف سے لکھ لائے ہوں، اُن کو اطمینان دلانے کے لئے موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو حق تعالیٰ کی طرف سے یہ ارشاد ہوا کہ اس قوم کے منتخب آدمیوں کو آپ کوہِ طور پر لے آئیں، تو ہم اُن کو بھی خود اپنا کلام سنا دینگے، جس سے اُن کو یقین آجائے، موسیٰ علیہ السلام نے اُن میں سے ستر آدمیوں کا انتخاب کیا اور کوہِ طور پر لے گئے، حسب وعدہ انہوں نے

اپنے کانوں سے اللہ تعالےٰ کا کلام سُن لیا، مگر جب یہ حجّت بھی پوری ہوگئی تو کہنے لگے ہمیں کیا معلوم کہ یہ آواز اللہ تعالےٰ کی ہے یا کسی اور کی، ہم تو تب یقین کرینگے جب کھلم کھلا اللہ تعالےٰ کو دیکھ لینگے۔ اُن کا یہ سوال چونکہ ہٹ دھرمی اور جہالت پر مبنی تھا اس پر غضب الٰہی متوجہ ہُوا اُن کے نیچے سے زلزلہ آیا اور اُوپر سے بجلی کی کڑک آئی جس سے یہ بے ہوش ہوکر گر گئے اور بظاہر مُردہ ہو گئے۔ سورہ بقرہ میں اس جگہ صاعقہ کا لفظ آیا ہے اور یہاں رجفہ کا صاعقہ کا معنیٰ بجلی کی کڑک اور رجفہ کے معنی زلزلہ کے ہیں۔ اس میں کوئی بُعد نہیں کہ دونوں چیزیں جمع ہو گئی ہوں"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہُوا اول تو اس لئے کہ یہ لوگ اپنی قوم کے منتخب لوگ تھے، دوسرے اس لئے کہ اپنی قوم میں جا کر کیا جواب دینگے، وہ یہ تہمت لگائینگے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان سب کو کہیں لے جا کر قتل کرا دیا ہے اور تہمت کے بعد یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کر ڈالینگے، اس لئے اللہ تعالےٰ سے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں جانتا ہوں کہ اس واقعہ سے آپکا مقصود ان کو ہلاک کرنا نہیں کیونکہ اگر یہ مقصود ہوتا تو اب سے پہلے بہت سے واقعات تھے جن میں یہ ہلاک کئے جا سکتے تھے۔ فرعون کے ساتھ غرق کر دئے جاتے یا گوسالہ پرستی کے وقت سب کے سامنے ہلاک کر دیئے جاتے، مگر آپ نے یہ نہیں چاہا تو معلوم ہوا کہ اس وقت بھی ان کا ہلاک کرنا مقصود نہیں، بلکہ سزا دینا اور تنبیہ کرنا مقصود ہے، اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ ہم سب کو چند بے وقوفوں کے عمل کی وجہ سے ہلاک کر دیں۔

اس جگہ اپنے آپ کو ہلاک کرنا اس لئے ذکر کیا کہ ان ستر آدمیوں کا اس طرح غائبانہ ہلاکت کا نتیجہ یہی تھا، کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ہاتھوں ہلاک کئے جائیں۔

پھر عرض کیا کہ میں جانتا ہوں یہ محض آپ کا امتحان ہے، جس کے ذریعہ آپ بعض لوگوں کو گمراہ کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی شکایت و ناشکری کرنے لگیں، اور بعض کو ہدایت پر قائم رکھتے ہیں، کہ وہ اللہ تعالےٰ کی حکمتوں اور مصلحتوں کو سمجھ کر مطمئن ہو جاتے ہیں، میں بھی

آپ کے فضل سے آپ کے حکیم ہونے کا علم رکھتا ہوں، لہٰذا اس امتحان میں مطمئن ہوں، اور آپ ہی تو ہمارے خبر گیراں ہیں، ہم پر مغفرت اور رحمت فرمائیے، اور آپ سب معافی دینے والوں سے زیادہ معافی دینے والے ہیں، اس لئے ان کی اس گستاخی کو بھی معاف کر دیجئے، چنانچہ وہ سب لوگ صحیح سالم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔"

"معارف القرآن ج ۴ ص ۷۴، ۷۵"

ہر ایک نقش قدم نقش راہ منزل ہے
نقوش چھوڑ گئے اہل کارواں کیا کیا

اِنَّهَا رَجْفَةٌ اَوْجَبَتِ الْمَوْتَ قَالَ السُّدِّيُّ قَالَ مُوْسٰى يَارَبِّ كَيْفَ اَرْجِعُ اِلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَقَدْ اَهْلَكْتَ خِيَارَهُمْ وَلَمْ يَبْقَ مَعِيَ مِنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاَحْيَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ (التفسیر الکبیر جلد ۴ السفر ۱)

وہ ایک ایسا زلزلہ تھا جس نے موت طاری کر دی حضرت سُدی بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار، میں بنی اسرائیل کی طرف کیسے لوٹوں جب کہ تو نے انکے بہترین منتخب افراد کو ہلاک کر دیا ہے۔ اور اسکے بعد اب میرے ساتھ ان میں سے کوئی نہیں ہے تو اللہ تعالے نے انہیں زندہ کر دیا۔

"دبحر المحیط ج ۴ ص ۴۰۰"

عَنْ مُجَاهِدٍ فَلَمَّا اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ مَاتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ۔"

حضرت مجاہد سے روایت ہے، جب انہیں زلزلہ نے پکڑ لیا تو وہ سب کے سب مر گئے اسکے بعد اللہ تعالے نے پھر انہیں زندہ کر دیا۔

(تفسیر لابن الجریر الطبری ج ۶ ص ۵۳)

جب کہ اللہ تعالے نے کوہِ طور پر ستر آدمیوں کو مار کر دوبارہ زندہ کر دیا، تو کسی آدمی کو مار کر قبر میں اس کے جسم میں روح داخل کرکے اس کی قبر فراخ کرکے اسے جُدا کر

فرشتوں کے ذریعہ اُس سے سوال و جواب اس کے لئے کیا مشکل ہے؟ وہ مختارِ کُل ہے جیسا بھی چاہے کر سکتا ہے، اس کا ہر فعل ہر ایک کی سمجھ میں آنا ضروری نہیں، تمام انسانوں کی عقلیں یکساں نہیں ہیں اور نہ ہی نظریں، بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کا وجود ہے۔ مگر نظر اُن کو دیکھتی نہیں، وہ نظر کی گرفت میں آ ہی نہیں سکتیں ایک ہوا ہی کو لے لیجئے جس سے ہر انسان کا واسطہ ہے۔

یہ ہوا ہر گھر، ہر گلی، ہر کوچہ، ہر بازار، ہر ملک، ہر مقام پر موجود ہے، اور ہر انسان یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہے کہ اس کا وجود ہے، مگر اس کا کیا رنگ ہے، اس کے وجود کی کیا ساخت ہے، آج تک اس کا کسی کو علم نہیں ہوا، اسی طرح عالم برزخ کا معاملہ ہے۔ مرنے کے بعد جسم کسی بھی جگہ کسی بھی حالت میں ہو قرآن و سنّت سے ثابت ہے کہ قیامت سے پہلے بھی عذاب و ثواب کا کچھ نہ کچھ حصہ اس کے عمل کے مطابق میّت کو پہنچتا ہے۔

اگرچہ کسی ناظر کی نظر اس کا نظارا نہیں کر رہی۔

اجل ہے قبر ہے محشر ہے، پلصراط بھی ہے
یہ مرحلے ہیں وہ جن سے کہیں فرار نہیں

بعض صالحین کی وفات کے ایک عرصہ بعد ضرورتاً انکی قبریں کھولی گئیں تو انہیں اسی حالت پر پایا گیا جس حالت میں انہیں دفن کیا گیا تھا

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبِیْ صَعْصَعَةَ	عبدالرحمن (صعصعہ کے والد) بیان کرتے ہیں
اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ عَمْرَو بْنَ الْجَمُوْحِ	کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ عمرو بن الجموح اور
وَعَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَمْرٍو الْاَنْصَارِیَّیْنِ	عبداللہ بن عمرو انصاری پھر سلمی پانی کے بہاؤ
ثُمَّ السَّلَمِیَّیْنِ کَانَا قَدْ حَفَرَ السَّیْلُ	نے انکی قبریں اکھاڑ دی تھیں، انکی قبریں
قَبْرَھُمَا۔ وَکَانَ قَبْرُھُمَا	پانی کی گزرگاہ کے قریب تھیں اور یہ دونوں
مِمَّا یَلِی السَّیْلَ وَکَانَا فِیْ	ایک ہی قبر میں مدفون تھے۔ اور یہ دونوں
قَبْرٍ وَاحِدٍ وَھُمَا مِمَّنِ	شہداء اُحد میں سے ہیں، اُن دونوں کی قبریں
اسْتُشْھِدَ یَوْمَ اُحُدٍ فَحُفِرَ	کھودی گئیں تاکہ انہیں دوسری جگہ دفن
لِیُغَیَّرَا مِنْ مَکَانِھِمَا فَوُجِدَا	کیا جائے، انہیں اس حال میں پایا کہ اُن
لَمْ یَتَغَیَّرَا کَاَنَّھُمَا مَاتَا	میں ذرا بھی تغیر نہ تھا گویا کہ وہ کل فوت
بِالْاَمْسِ وَکَانَ اَحَدُھُمَا	ہوئے ہیں ایک اُن میں سے زخمی تھا اس
قَدْ جُرِحَ فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی	نے اپنا ہاتھ زخم پر رکھا ہوا تھا وہ اسی حال
جُرْحِہٖ فَدُفِنَ وَھُوَ کَذٰلِکَ	میں دفن ہوا تھا۔ اس کا ہاتھ اُس کے زخم
فَاُمِیْطَتْ یَدُہٗ عَنْ جُرْحِہٖ	سے (قبر کھودنے کے وقت) ہٹایا گیا، پھر اسے
ثُمَّ اُرْسِلَتْ فَرَجَعَتْ کَمَا کَانَتْ	جب چھوڑا گیا، تو وہ دوبارہ اپنے زخم پر
وَکَانَ بَیْنَ اُحُدٍ وَبَیْنَ یَوْمَ	آلگا جنگ اُحد سے قبر کھونے کا واقعہ
حُفِرَ عَنْھُمَا سِتٌّ وَاَرْبَعُوْنَ سَنَةً	چھیالیس سال بعد پیش آیا

التذکرہ للامام القرطبی ص (۲۰۱، ۲۰۲)

وَفِی التِّرْمِذِیِّ فِیْ قِصَّةِ اَصْحَابِ	قصۂ اصحاب اخدود کے سلسلہ میں ترمذی

الاخدود ان الغلام الذی قتلہ الملک دفن، فذکر انہ اخرج فی زمن عمر بن الخطاب واصبعہ علی صدغہ کما وضعھا حین قتل، قال حدیث غریب وقصۃ الاخدود ذکرھا فی صحیح مسلم کانوا بنجران فی الفترۃ بین عیسیٰ ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم،	میں وارد ہے وہ غلام جسے بادشاہ نے قتل کر دیا تھا اسی حال میں دفن کر دیا گیا۔ وہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں قبر سے نکالا گیا تو دیکھا کہ اسکی انگلیاں اسکی کنپٹی پر (جہاں تیر لگا تھا) اس طرح رکھی ہوئی ہیں جس طرح کہ قتل کے وقت رکھی تھیں اصحاب اُخدود کا قصہ صحیح مسلم سے بیان کیا گیا ہے، اور یہ واقعہ نجران کے علاقہ میں ہوا ہے (جو سعودی عرب کے جنوب میں یمن کے نزدیک واقع ہے) اور اس کا زمانہ حضرت عیسیٰؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کا ہے۔
(التذکرۃ للقرطبی ص ۳۰۲ بحوالہ مسلم)	

حضرت معاویہؓ نے اپنے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ میں نہر کھدوائی جو کہ مدینہ منورہ کے قبرستان کے درمیان سے جا رہی تھی تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اپنے مُردوں کو قبروں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کر دیں۔ یہ واقعہ جنگ اُحد کے پچاس سال بعد کا ہے، لوگوں نے اپنے مُردوں کو جب قبروں سے نکالا تو دیکھا کہ وہ اسی حالت میں ہیں جس حالت میں انہیں دفن کیا گیا تھا۔ وَقَدْ اَصَابَتْ قَدَمَ حَمْزَۃَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَسَالَ مِنْہُ الدَّمُ، حضرت حمزۃ بن عبد المطلب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا) کے پاؤں سے خون جاری تھا۔ وَاَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ اَخْرَجَ اَبَاہُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ حَرَامٍ کَاَنَّمَا دُفِنَ بِالْاَمْسِ

اور حضرت جابر بن عبد اللہ نے اپنے والد عبد اللہ بن حرامؓ کو جب اُن کی قبر

سے نکالا تو دیکھا کہ گویا وہ کل دفن ہوئے ہیں۔ (التذکرہ للقرطبی ص ۲۰۲)

قدم اُٹھا لیا جس نے رہِ شہادت میں
مقام پا لیا اُس نے ریاضِ جنت میں

چھیالیس (۴۶) سال کے بعد دو صحابیوںؓ کی قبر کھولی گئی تو اُن میں ذرا تغیّر نہیں پایا گیا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْجَمُوحِ وَابْنَ حَرَامٍ كَانَ السَّيْلُ قَدْ خَرَّبَ قَبْرَهُمَا فَحُفِرَ عَنْهُمَا لِيُغَيَّرَا مِنْ مَكَانِهِمَا، فَوُجِدَا لَمْ يَتَغَيَّرَا كَأَنَّمَا مَاتَا بِالْأَمْسِ، وَكَانَ أَحَدُهُمَا قَدْ جُرِحَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى جُرْحِهِ، فَدُفِنَ كَذَالِكَ فَأُمِيطَتْ يَدُهُ عَنْ جُرْحِهِ ثُمَّ أُرْسِلَتْ فَرَجَعَتْ كَمَا كَانَتْ وَكَانَ بَيْنَ يَوْمِ أُحُدٍ وَيَوْمِ حُفِرَ عَنْهُمَا سِتٌّ وَأَرْبَعُونَ سَنَةً۔

(سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۲۵۵)

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے، کہ عمر بن الجموح اور ابن حرام (جو کہ دونوں ایک قبر میں مدفون تھے) کی قبر کو پانی کے بہاؤ نے خراب کر دیا۔ اُن کے لئے دوسری قبر کھودی گئی تا کہ اس جگہ سے انہیں نکال کر نئی قبر میں دفن کر دیا جائے۔ دیکھا کہ اُن دونوں کی حالت میں ذرا تغیّر نہیں آیا تھا، ایسا معلوم ہو رہا تھا، کہ کل ہی فوت ہوئے ہیں اُن میں سے ایک شخص کو (جنگ اُحد میں) جب زخم لگا تھا تو اس نے اپنا ہاتھ اپنے زخم پر رکھ لیا تھا، (جب اُن کو دوبارہ دوسری قبر میں دفن کرنے لگے) تو اُن کا ہاتھ وہاں سے ہٹایا مگر ہاتھ پھر وہیں آ لگا، اور یہ واقعہ جنگ اُحد اور جس دن اُنہیں دوسری قبر میں دفنایا گیا، اس پر چھیالیسؓ سال گزر چکے تھے۔

طبقات ابن سعد ۳/۵۶۲، وسیرۃ ابن ہشام ۹۸/۲ وسیرۃ ابن کثیر ۸۱/۳ - ۸۲ - ومؤطا امام مالک فی الجہاد باب الدفن فی قبر واحد من ضرورۃ و فتح الباری ج ۳ ص ۲۱۶، ۲۱۷ و التذکرہ للقرطبی ص ۲۰۱، ۲۰۲)

بعض شہداءِ اُحد کو پچاس سال بعد اُنکی قبروں سے نکالا گیا تو وہ ایسے معلوم ہورہے تھے کہ کل دفن ہوئے ہیں

حضرت معاویہؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں مدینۂ منورہ میں ایک نہر جاری کی جو کہ قبرستان کے درمیان سے گزر رہی تھی، وہاں جو مُردے دفن تھے حکم دیا انہیں یہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کردو۔ وَذٰلِكَ بَعْدَ اُحُدٍ بِنَحْوٍ مِّنْ خَمْسِيْنَ سَنَةً فَوُجِدُوْا عَلٰى حَالِهِمْ اور یہ واقعہ جنگِ اُحد کے پچاس سال بعد کا ہے اور دیکھا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ (جو کہ معرکۂ اُحد میں شہید ہوگئے تھے) کے جسم سے خون بہہ رہا ہے، اور حضرت جابرؓ نے اپنے والد حضرت عبداللہؓ کی میت کو قبر سے نکالا تو ایسا معلوم ہورہا تھا كَاَنَّمَا دُفِنَ بِالْاَمْسِ گویا کہ وہ کل دفن ہوئے ہیں۔

ولید بن عبدالملک کے دورِ خلافت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی ایک دیوار گرگئی، تو ایک قدم (اپنی اصلی حالت پر) ظاہر ہوا لوگ ڈر گئے کہ یہ قدم مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ ہو

وَجَاءَ سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَعَرَفَ اَنَّهَا قَدَمُ جَدِّهِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ رَحِمَهُ اللهُ قُتِلَ شَهِيْدًا۔

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطابؓ تشریف لائے انہوں نے پہچان لیا کہ یہ قدم اُن کے دادا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے جو کہ شہید قتل ہوئے تھے

(التذکرۃ للقرطبی ۲۰۲ - ۲۰۳)

سورۂ بروج میں قصۂ اصحاب اخدود

وہ نوجوان جسے اس کی کنپٹی پر تیر مار کر شہید کیا گیا!

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ایک زمانہ بعد اُسے اُن کی قبر سے باہر نکالا گیا وَاَصْبَعُهُ عَلٰى صُدْغِهٖ كَمَا وَضَعَهَا حِيْنَ قُتِلَ تو دیکھا کہ اس کی انگلی کنپٹی مقام زخم پر رکھی ہوئی ہے جیسا کہ شہادت کے وقت اس نے اس جگہ رکھی تھی۔[1]

---

[1] مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا اس کے پاس جادوگر تھا۔

جب جادوگر بوڑھا ہوا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری موت کا وقت آرہا ہے مجھے کسی بچے کو سونپ دو تو میں اسے جادو سکھا دوں، چنانچہ ایک ذہین لڑکے کو وہ تعلیم دینے لگا، لڑکا اس کے پاس جاتا تو راستہ میں ایک راہب کا گھر پڑتا جہاں وہ عبادت میں اور کبھی وعظ میں مشغول ہوتا، یہ بھی کھڑا ہو جاتا اور اس کے طریق عبادت کو دیکھتا اور وعظ سنتا آتے جاتے یہاں رک جایا کرتا تھا، جادوگر بھی مارتا اور ماں باپ بھی کیونکہ وہاں بھی دیر میں پہنچتا اور یہاں بھی دیر میں آتا، ایک دن بچے نے راہب کے سامنے اپنی یہ شکایت بیان کی، راہب نے کہا کہ جب جادوگر تجھ سے پوچھے کہ کیوں دیر لگ گئی؟ تو کہہ دینا کہ گھر والوں نے روک لیا تھا، اور گھر والے ناراض ہوں تو کہہ دینا کہ آج جادوگر نے روک لیا تھا، یونہی ایک زمانہ گذر گیا کہ ایک طرف تو وہ جادو سیکھتا تھا، دوسری جانب کلام اللہ اور دین سیکھتا تھا، ایک دن یہ دیکھتا ہے کہ راستہ میں ایک زبردست ہیبتناک جانور پڑا ہوا ہے، لوگوں کی آمد و رفت بند کر رکھی ہے ادھر والے اُدھر اور اُدھر والے ادھر نہیں آسکتے اور سب لوگ اِدھر اُدھر

حیران و پریشان کھڑے ہیں اس نے اپنے دل میں سوچا کہ آج موقعہ ہے کہ میں امتحان کروں کہ راہب کا دین خدا کو پسند ہے یا جادوگر کا۔ اُس نے ایک پتھر اٹھایا اور یہ کہہ کر اس پر پھینکا کہ خدایا اگر تیرے نزدیک راہب کا دین اور اس کی تعلیم جادوگر کے امر سے زیادہ محبوب ہے تو تو اس جانور کو اس پتھر سے ہلاک کر دے تاکہ لوگوں کو اس بلا سے نجات ملے۔ پتھر کے لگتے ہی وہ جانور مر گیا، اور لوگوں کا آنا جانا شروع ہو گیا، پھر جا کر راہب کو خبر دی اس نے کہا پیارے بچے! تو مجھ سے افضل ہے، اب خدا کی طرف سے تیری آزمائش ہو گی اگر ایسا ہو تو تو کسی کو میری خبر نہ کرنا، اب اس بچے کے پاس حاجتمند لوگوں کا تانتا بندھ گیا اور اس کی دعا سے مادر زاد اندھے کوڑھی جذامی اور ہر قسم کے بیمار اچھے ہونے لگے، بادشاہ کا ایک نابینا وزیر کے کان میں بھی یہ آواز پڑی وہ بڑے تحفے تحائف لے کر حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اگر تو مجھے شفا دیدے تو یہ سب میں تجھے دیدوں گا، اس نے کہا کہ شفا میرے ہاتھ میں نہیں، میں کسی کو شفا نہیں دے سکتا، شفا دینے والا تو اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے، اگر تو اس پر ایمان لانے کا وعدہ کرے تو میں اس سے دعا کروں اس نے اقرار کیا بچے نے اس کے لئے دعا کی اللہ تعالےٰ نے اسے شفا دیدی وہ بادشاہ کے دربار میں آیا اور جس طرح اندھا ہونے سے پہلے کام کرتا تھا کرنے لگا اور آنکھیں بالکل روشن تھیں، بادشاہ نے متعجب ہو کر پوچھا کہ تجھے آنکھیں کس نے دیں؟ اس نے کہا میرے رب نے بادشاہ نے کہا ہاں یعنی میں نے، وزیر نے کہا ہاں میرا اور تیرا رب عزوجل ہے، اب اس نے اسے مار پیٹ شروع کر دی اور طرح طرح کی تکلیفیں اور ایذائیں پہنچانے لگا اور پوچھنے لگا تجھے یہ تعلیم کس نے دی؟ آخر اس نے بتا دیا کہ اس بچے کے ہاتھ پر میں نے اسلام قبول کیا، اُس نے اُسے بلوایا اور کہا اب تو تم جادو میں خوب کامل ہو گئے ہو کہ اندھوں کو دیکھتا اور بیماروں کو تندرست کرنے لگ گئے، اس نے کہا غلط ہے نہ میں کسی کو شفا دے سکتا ہوں نہ جادو، شفا اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے، کہنے لگا ہاں یعنی میرے ہاتھ میں ہے کیونکہ اللہ تو میں ہی ہوں، اس نے کہا ہرگز نہیں، کہا پھر کیا تو میرے سوا کسی اور کو رب مانتا ہے، تو وہ کہنے لگا ہاں میرا اور تیرا رب اللہ تعالےٰ

باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

ہے، اس نے اب اسے بھی طرح طرح کی سزائیں دینی شروع کیں یہاں تک کہ راہب کا پتہ لگا لیا، راہب کو بُلا کر اُس سے کہا کہ تو اسلام کو چھوڑ دے اور اس دین سے پلٹ جا۔ اُس نے انکار کیا تو اس بادشاہ نے آرے سے اُسے چیر دیا، اور دو ٹکڑے کر کے پھینک دیا، پھر اُس نوجوان سے کہا کہ تو بھی دین سے پھر جا، اُس نے بھی انکار کیا، تو بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے سپاہی اسے فلاں فلاں پہاڑ پر لے جائیں اور اس کی بلند چوٹی پر پہنچ کر پھر اُسے اس کے دین چھوڑ دینے کو کہیں، اگر مان لے تو اچھا ورنہ وہیں سے اسے لڑھکا دیں، تاکہ وہ مر جائے چنانچہ یہ لوگ اسے لے گئے جب وہاں سے دھکا دینا چاہا تو اس نے اللہ تبارک و تعالٰی سے دُعا کی اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ، خدایا جس طرح چاہ مجھے ان سے نجات دے اس دُعا کے ساتھ ہی پہاڑ ہلا اور وہ سب سپاہی لڑھک گئے صرف وہ بچہ ہی بچا رہا وہاں سے وہ اُترا اور ہنسی خوشی پھر اس ظالم بادشاہ کے پاس آگیا، بادشاہ نے کہا یہ کیا ہوا؟ میرے سپاہی کہاں ہیں، فرمایا میرے خدا نے مجھے ان سے بچا لیا، اس نے کچھ اور سپاہی بلوائے اور ان سے کہا کہ اسے کشتی میں بٹھا کر لے جاؤ اور سمندر کے درمیان ڈبو کر چلے آؤ، یہ اسے لے کر چلے گئے اور درمیان میں پہنچ کر جب سمندر میں پھینکنا چاہا تو اس نے پھر وہی دعا کی کہ بارالہا جس طرح چاہ مجھے ان سے بچا، موج اُٹھی اور وہ سپاہی سارے کے سارے سمندر میں ڈوب گئے، صرف وہ بچہ ہی باقی رہ گیا۔ پھر یہ بادشاہ کے پاس آیا اور کہا میرے رب نے مجھے ان سے بھی بچا لیا، اے بادشاہ! تو چاہے تمام تدبیریں کر ڈال لیکن مجھے ہلاک نہیں کر سکتا، ہاں جس طرح میں کہوں اس طرح اگر کرے تو البتہ میری جان نکل جائے گی، اس نے کہا کیا کروں؟ فرمایا تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر پھر کھجور کے تنے پر سولی چڑھا اور میرے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر میری کمان پر چڑھا اور بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَامِ یعنی اس اللہ تعالٰی کے نام سے جو اس بچے کا رب ہے، کہہ کر وہ تیر میری طرف پھینک وہ مجھے لگے گا اور اس سے میں مروں گا، چنانچہ بادشاہ نے یہی کیا، تیر بچے کی کنپٹی میں لگا اس نے اپنا ہاتھ اس جگہ رکھ لیا اور شہید ہو گیا۔ اس کے شہید

باقی [illegible] اگلے صفحہ پر

ہوتے ہی لوگوں کو اس کے دین کی سچائی کا یقین آگیا ہر طرف سے یہ آوازیں اٹھنے لگیں کہ ہم سب اس بچے کے رب پر ایمان لا چکے یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے ساتھی بڑے گھبرائے اور بادشاہ سے کہنے لگے اس لڑکے کی ترکیب ہم تو سمجھے ہی نہیں، دیکھئے اس کا یہ اثر پڑا کہ یہ تمام لوگ اس کے مذہب پر ہو گئے ہم نے تو اسی لئے اُسے قتل کیا تھا کہ کہیں یہ مذہب پھیل نہ جائے لیکن وہ ڈر تو سامنے آگیا اور سب مسلمان ہو گئے۔ بادشاہ نے کہا کہ اچھا یہ کرو کہ تمام محلوں اور راستوں میں خندقیں کھدواؤ ان میں لکڑیاں بھرو اور ان میں آگ لگا دو جو اس دین سے پھر جائے اُسے چھوڑ دو اور جو نہ مانے اُسے اس آگ میں ڈال دو ان مسلمانوں نے صبر وتحمل کے ساتھ آگ میں جلنا منظور کر لیا اور اس میں کود کود کر گرنے لگے۔ البتہ ایک عورت جس کی گود میں دودھ پیتا چھوٹا سا بچہ تھا وہ ذرا جھجکی تو اس بچہ کو خداتعالیٰ نے بولنے کی طاقت دی۔ اس نے کہا، اماں کیا کر رہی ہو تو حق پر ہے صبر کرو اور اس میں کود پڑو۔ یہ حدیث مسند احمد میں ہے۔ اور صحیح مسلم کے آخر میں بھی ہے اور نسائی میں بھی قدرے اختصار کے ساتھ ہے۔

ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرت صہیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز کے بعد عموماً زیر لب کچھ فرمایا کرتے تھے تو آپ سے پوچھا گیا کہ حضورؐ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ایک نبی اپنی اُمت کی کثرت پر فخر کرتے تھے اور اپنے دل میں کہا ان سے کون مقابلہ کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس پر وحی بھیجی کہ ان کو اختیار دیں کہ میں انکو ہلاک کر دوں یا اُن پر کوئی دشمن مسلط کر دوں؟ اس پر انہوں نے ہلاکت کو اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ نے اُن پر موت بھیجی تو اُن میں سے ایک دن میں ستر ہزار آدمی مر گئے اسکے ساتھ ہی آپ نے یہ حدیث بھی بیان کی جو اوپر گذری، پھر اخیر میں آپؐ نے قُتِلَ سے مَجِیۡدُ تک کی آیتوں کی تلاوت فرمائی، یہ نوجوان شہید دفن کر دیئے گئے تھے، اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ان کی قبر سے انھیں نکالا گیا تھا۔ ان کی انگلی اُسی طرح ان کی کنپٹی پر رکھی ہوئی تھی جس طرح بوقت شہادت تھی۔

باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

امام ترمذیؒ اسے حسن غریب بتلاتے ہیں، لیکن اس روایت میں یہ صراحت نہیں کہ یہ واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی اس واقعہ کو بیان فرمایا ہو ان کے پاس نصرانیوں کی ایسی حکایتیں بہت ساری تھیں، واللہ اعلم۔

(تفسیر ابن کثیر سورۂ بروج)

امام محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس قصّہ کو دوسرے الفاظ میں بیان فرمایا ہے جو اس کے خلاف ہے وہ کہتے ہیں نجرانی لوگ بُت پرست مشرک تھے، اور نجران کے پاس ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جس میں ایک جادوگر تھا نجرانیوں کو جادو سکھایا کرتا تھا، فیمیون نامی ایک بزرگ عالم یہاں آئے اور نجران اور اس کے گاؤں کے درمیان انھوں نے اپنا پڑاؤ ڈالا، شہر کے لڑکے جو جادوگر سے جادو سیکھنے جایا کرتے تھے، ان میں ایک تاجر کا لڑکا عبداللہ نامی تھا اسے آتے جاتے راہب کی عبادت اور اس کی نماز وغیرہ کے دیکھنے کا موقعہ ملتا، اس پر غور و خوض کرتا اور دل میں اس کے مذہب کی جگہ کرتی جاتی، پھر تو اس نے یہاں کا آنا جانا شروع کر دیا اور مذہبی تعلیم بھی اس راہب سے لینے لگا، کچھ دنوں بعد اس مذہب میں داخل ہوگیا اور اسلام قبول کر لیا، توحید کا پابند ہوگیا، اور ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگا اور علم دین اچھی طرح حاصل کر لیا، وہ راہب اسم اعظم بھی جانتا تھا، اس نے ہر چند خواہش کی کہ اسے بتا دے لیکن اس نے نہ بتایا اور کہہ دیا کہ ابھی تم میں اس کی صلاحیت نہیں آئی تم ابھی کمزور دل والے ہو اس کی طاقت مَیں تم میں نہیں پاتا عبداللہ کے باپ تامر کو اپنے بیٹے کے مسلمان ہو جانے کی مطلق خبر نہ تھی، تو وہ اپنے نزدیک یہ سمجھ رہا تھا کہ میرا بیٹا جادو سیکھ رہا ہے اور وہیں آتا جاتا رہتا ہے، عبداللہ نے جب دیکھا کہ راہب مجھے اسم اعظم نہیں سکھاتے اور انھیں میری کمزوری کا خوف ہے تو ایک دن انھوں نے تیر لئے اور جتنے نام اللہ تبارک وتعالیٰ کے انہیں یاد تھے ہر ہر تیر پر ایک ایک نام لکھا پھر آگ جلا کر بیٹھ گئے اور ایک ایک تیر کو اس میں ڈالنا شروع کیا جب وہ تیر آیا جس پر اسم اعظم تھا تو وہ آگ میں پڑتے ہی اُچھل کر باہر نکل آیا اور اس پر آگ نے بالکل اثر نہ کیا

باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

سمجھ لیا کہ یہی اسم اعظم ہے، اپنے استاد کے پاس آئے اور کہا حضرت اسم اعظم کا علم مجھے ہو گیا۔ اُستاد نے پوچھا بتاؤ کیا ہے، اس نے بتایا راہب نے پوچھا کیسے معلوم ہوا۔ تو اُس نے سارا واقعہ کہہ سنایا تو فرمایا کہ بھائی تم نے خوب معلوم کر لیا واقعی یہی اسم اعظم ہے اسے اپنے ہی تک رکھو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں اُستاد کی یہ نصیحت سن کر وہ نجران میں آئے یہاں جس بیمار پر جس دُکھی پر جس ستم رسیدہ پر نظر پڑی اس سے کہا اگر تم موحّد بن جاؤ اور دین اسلام قبول کر لو تو میں اپنے رب سے دعا کرتا ہوں وہ تمہیں شفا اور نجات دیدے گا اور دُکھ بلا کو ٹال دے گا، وہ اسے قبول کر لیتا یہ اسم اعظم کے ساتھ دعا کرتے اللہ تعالےٰ اُسے بھلا چنگا کر دیتا۔ اب نجرانیوں کے ٹھٹھ لگنے لگے اور جماعت کی جماعت روزانہ مشرف باسلام اور فائز المرام ہونے لگی، آخر بادشاہ کو اس کا علم ہوا اس نے اُسے بلا کر دھمکایا کہ تو نے میری رعیت کو بگاڑ دیا اور میرے اور میرے باپ دادوں کے مذہب پر حملہ کیا میں اس کی سزا میں تیرے ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا، عبداللہ بن تامر نے جواب دیا کہ تو ایسا نہیں کر سکتا، اب بادشاہ نے اسے پہاڑ پر سے گرا دیا، لیکن وہ نیچے آکر صحیح سلامت رہا، سارے جسم پر کہیں چوٹ بھی نہ آئی نجران کے اُن طوفان خیز دریاؤں میں گرداب کی جگہ انھیں ڈالا جہاں سے کوئی بچ نہیں سکتا لیکن یہ وہاں سے بھی صحت و سلامتی کے ساتھ واپس آگئے، غرض ہر طرح عاجز آگیا تو پھر حضرت عبداللہ بن تامر نے فرمایا کہ اے بادشاہ سُن! تو میرے قتل پر کبھی قادر نہ ہو گا یہاں تک کہ اس دین کو مان لے جسے مَیں مانتا ہوں، اور ایک خدا کی عبادت کرنے لگے اگر تو یہ کرے گا تو پھر تو مجھے قتل کر سکتا ہے، بادشاہ نے ایسا ہی کیا، اُس نے حضرت عبداللہ کا بتلایا ہوا کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو کر جو لکڑی اس کے ہاتھ میں تھی اُس سے حضرت عبداللہ کو مارا جس سے کچھ معمولی سی خراش آئی اور اُسی سے وہ شہید ہو گئے، اللہ ان سے خوش ہو اور اپنی خاص رحمتیں انھیں عنایت فرمائے ان کے ساتھ ہی بادشاہ بھی مر گیا اس واقعہ نے لوگوں کے دلوں میں یہ بات پیوست کر دی کہ دین ان کا ہی سچا ہے، چنانچہ نجران کے تمام لوگ مسلمان ہو گئے اور حضرت عیسیٰؑ کے سچے

باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

دین پر قائم ہوگئے اور وہی مذہب اس وقت برحق بھی تھا، ابھی تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی بن کر دنیا میں آئے نہ تھے لیکن پھر ایک زمانہ کے بعد ان میں بدعتیں پیدا ہونے لگیں اور پھیل گئیں اور دین حق کا نور چھن گیا، غرض نجران میں عیسائیت کے پھیلنے کا اصلی سبب یہ تھا ایک زمانہ کے بعد ذونواس یہودی نے اپنے لشکر لے کر ان نصرانیوں پر چڑھائی کی اور غالب آگیا پھر ان سے کہا یا تو یہودیت قبول کرلو یا موت، انھوں نے قتل ہونا منظور کیا، اس نے خندقیں کھدوا کر آگ سے پُر کرکے اُن کو جلا دیا، بعضوں کو قتل بھی کیا، بعضوں کے ہاتھ پاؤں ناک کان کاٹ دیئے، وغیرہ، تقریباً بیس ہزار مسلمانوں کو اس سرکش نے قتل کیا اسی کا ذکر آیت قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ میں ہے ذونواس کا نام زرعہ تھا اس کی بادشاہت کے زمانہ میں اسے یوسف کہا جاتا تھا، اس کے باپ کا نام بیان اسعد ابی کریب تھا جو تبع ہے جس نے مدینہ میں غزوہ کیا اور کعبہ کو پردہ چڑھایا اس کے ساتھ دو یہودی عالم تھے، یمن والے ان ہی کے ہاتھ پر یہودی مذہب میں داخل ہوئے، ذونواس نے ایک ہی دن میں صرف صبح کے وقت ان کھائیوں میں بیس ہزار ایمان والوں کو قتل کیا، ان میں سے صرف ایک ہی شخص بچ نکلا جس کا نام دوس ذی ثعلبان تھا یہ گھوڑے پر بھاگ کھڑا ہوا، گو اس کے پیچھے بھی گھوڑے سوار دوڑائے، لیکن یہ ہاتھ نہ لگا، یہ سیدھا شاہ روم قیصر کے پاس گیا اُس نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو لکھا، چنانچہ دوس وہاں سے حبشہ کے نصرانیوں کا لشکر لے کر یمن آیا اس کے سردار یاطہ اور ابرہہ تھے، یہودی مغلوب ہوئے یمن یہودیوں کے ہاتھ سے نکل گیا، ذونواس بھاگ نکلا لیکن وہ پانی میں غرق ہو گیا پھر ستر سال تک یہاں حبشہ کے نصرانیوں کا قبضہ رہا بالآخر سیف بن ذی یزن حمیری نے فارس کے بادشاہ سے امدادی فوجیں اپنے ساتھ لیں اور سات سو قیدی لوگوں سے اُس پر چڑھائی کرکے فتح حاصل کی اور پھر سلطنت حمیری قائم کی، اس کا کچھ بیان سورہ فیل میں بھی ہے، سیرت ابن اسحٰق میں ہے کہ ایک نجرانی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

کے زمانہ میں نجران کی ایک بنجر غیر آباد زمین اپنے کسی کام کے لئے کھودی تو دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن تامر رحمۃ اللہ علیہ کا جسم اُس میں ہے، آپ بیٹھے ہوئے ہیں، سر پر جس جگہ چوٹ آئی تھی وہیں ہاتھ ہے، ہاتھ اگر ہٹاتے ہیں تو خون بہنے لگتا ہے، پھر ہاتھ کو چھوڑ دیتے ہیں تو ہاتھ اپنی جگہ چلا جاتا ہے، ہاتھ کی ایک انگلی میں انگوٹھی ہے جس پر رَبِّیَ اللّٰہُ لکھا ہوا ہے۔ یعنی میرا رب اللہ ہے، چنانچہ اس واقعہ کی اطلاع قصر خلافت میں دی گئی، یہاں سے حضرت فاروق اعظمؓ کا فرمان گیا کہ اسے یونہی رہنے دو اور اُوپر سے مٹی وغیرہ جو ہٹائی ہے، دُوہ ڈال کر جس طرح تھا اسی طرح بے نشان کر دو، چنانچہ یہی کیا گیا، ابن ابی الدنیاؒ نے لکھا ہے کہ جب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اصبہان فتح کیا تو ایک دیوار دیکھی کہ وہ گر پڑی، آخر معلوم ہوا کہ اس کے نیچے کوئی نیک بخت مدفون ہیں جب زمین کھودی گئی تو دیکھا کہ ایک شخص کا جسم کھڑا ہوا ہے ساتھ ہی ایک تلوار ہے جس پر لکھا ہے، میں حارث بن مضاض ہوں جس نے کھائیوں والوں سے انتقام لیا، حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس لاش کو نکال لیا اور وہاں دیوار کھڑی کرا دی جو برابر رہی، میں کہتا ہوں یہ حارث بن مضاض بن عمرو جرہمی ہے جو کعبۃ اللہ کے متولی ہوئے تھے، بنا بت اسمٰعیل بن ابراہیم کی اولاد کے بعد اس کا لڑکا عمرو بن حارث ابن مضاض تھا جو مکہ میں جرہم خاندان کا آخری بادشاہ تھا، جس وقت خزاعہ قبیلے نے انھیں یہاں سے نکالا اور یمن کی طرف جلا وطن کیا یہی وہ شخص ہے جس نے پہلے پہلے عرب میں شعر کہا جس شعر میں ہے آباد مکہ کو آباد کرنا اور زمانہ کے ہیر پھیر سے پھر وہاں سے نکالا جانا اس نے بیان کیا ہے، اس واقعہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ حضرت اسماعیلؑ کے کچھ زمانہ بعد کا اور بہت پرانا ہے جو کہ حضرت اسماعیلؑ کے تقریباً پانچ سو سال کے بعد کا معلوم ہوتا ہے لیکن ابن اسحاق کی اس مطوّل روایت سے جو پہلے گذری یہ ثابت ہو رہا ہے کہ یہ قصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کا ہے زیادہ ٹھیک بھی یہی معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ

باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

واقعہ دنیا میں کئی بار ہوا ہو، جیسے ابن حاتم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، کہ حضرت عبدالرحمٰن بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ تُبّع کے زمانہ میں یمن میں خندقیں کھدوائی گئی تھیں اور قسطنطین کے زمانہ میں قسطنطنیہ میں بھی مسلمانوں کو یہی عذاب کیا گیا تھا، جب کہ نصرانیوں نے اپنا قبلہ بدل دیا دین مسیح میں بدعتیں ایجاد کریں توحید کو چھوڑ بیٹھے تو اس وقت جو سچے دیندار تھے انہوں نے اُن کا ساتھ نہ دیا اور اصلی دین پر قائم رہے تو اُن ظالموں نے خندقیں آگ سے پُر کرا کر انھیں جلا دیا، اور یہی واقعہ بابل کی زمین پر بخت نصر کے زمانہ میں ہوا جس نے ایک بُت بنا لیا تھا اور لوگوں سے اسے سجدہ کراتا تھا، حضرت دانیال اور ان کے دونوں ساتھی عزریا اور میشائیل نے اس سے انکار کیا تو اس نے انھیں اس آگ کی خندق میں ڈال دیا، اللہ تعالےٰ نے آگ کو ان پر ٹھنڈا کر دیا انھیں سلامتی عطا فرمائی، صاف نجات دی اور ان سرکش کافروں کو اُن خندقوں میں ڈال دیا، یہ نو قبیلے تھے سب جل کر خاک ہو گئے، سدیؒ فرماتے ہیں تین جگہ یہ معاملہ ہوا، عراق میں، شام میں اور یمن میں مقاتلؒ فرماتے ہیں کہ خندقیں تین جگہ تھیں ایک تو یمن کے شہر نجران میں، دوسری شام میں، تیسری فارس میں شام میں اس کا بانی انطنانوس رومی تھا، اور فارس میں بخت نصر اور زمین عرب پر یوسف ذو نواس، شام اور فارس کی خندقوں کا ذکر قرآن میں نہیں ہے یہ ذکر نجران کا ہے، حضرت ربیع بن انسؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے سُنا ہے فترۃ کے زمانہ میں یعنی حضرت عیسٰی اور پیغمبر آخر الزماںؐ کے درمیانی زمانہ میں ایک قوم تھی انہوں نے جب دیکھا کہ لوگ فتنے اور شر میں گرفتار ہو گئے ہیں اور گروہ گروہ بن گئے ہیں اور ہر گروہ اپنے خیالات میں خوش ہے تو ان لوگوں نے انھیں چھوڑ دیا، اور یہاں سے ہجرت کر کے الگ ایک جگہ بنا کر وہیں رہنا سہنا شروع کیا اور خدا تعالےٰ کی مخلصانہ عبادت میں یک۔دلی کے ساتھ مشغول ہو گئے نمازوں کی پابندی زکوٰتوں کی ادائیگی میں لگ گئے اور ان سے الگ تھلگ رہنے لگے، یہاں تک کہ ایک سرکش بادشاہ کو اس باخدا جماعت کا پتہ لگ گیا اُس نے ان کے پاس اپنے آدمی بھیجے اور انھیں سمجھایا کہ تم بھی ہمارے

باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر

ساتھ مل جاؤ اور بت پرستی شروع کردو۔ ان سب نے انکار کر دیا کہ ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ کے سوا کسی اور کی بندگی کریں۔ بادشاہ نے کہلوایا کہ اگر تمھیں یہ منظور نہیں تو میں تمہیں قتل کراؤں گا، جواب ملا کہ جو چاہو کرو لیکن ہم سے دین نہیں چھوڑا جائے گا۔ اس ظالم نے خندقیں کھدوائیں آگ جلوائی اور ان سب مردوں عورتوں بچوں کو جمع کیا اور ان خندقوں کے کنارے کھڑا کرکے کہا بولو یہ آخری سوال و جواب ہے، آیا بت پرستی قبول کرتے ہو یا آگ میں گرنا قبول کرتے ہو۔ انھوں نے کہا ہمیں جل مرنا منظور ہے۔ لیکن چھوٹے چھوٹے بچوں نے چیخ و پکار شروع کر دی، بڑوں نے انھیں سمجھایا کہ بس آج کے بعد آگ نہیں نہ گھبراؤ اور خدا کا نام لے کر کود پڑو، چنانچہ سب کے سب کود پڑے انھیں آنچ بھی نہیں لگنے پائی تھی کہ خدا نے ان کی روحیں قبض کرلیں اور آگ خندقوں سے باہر نکل پڑی اور ان بدکردار سرکشوں کو گھیر لیا اور جتنے بھی تھے سارے کے سارے جلا دیئے گئے۔ اسی کی خبر ان آیتوں قُتِلَ الخ میں ہے، تو اس بنا پر فَتَنُوْا کے معنے ہوئے کہ جلایا تو فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے مسلمان مردوں عورتوں کو جلا دیا ہے اگر انھوں نے توبہ نہ کی یعنی اپنے اس فعل سے باز نہ آئے اپنے اس کئے پر نادم نہ ہوئے تو ان کے لئے جہنم ہے اور جلنے کا عذاب ہے تاکہ بدلہ بھی انکے عمل جیسا ہو۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ بزرگ و برتر کے کرم و رحم اسکی مہربانی اور عنایت کو دیکھو کہ جن بدکاروں نے اسکے پیارے بندوں کو ایسے بدترین عذابوں سے مارا انھیں بھی وہ توبہ کرنے کو کہتا ہے اور ان سے بھی مغفرت اور بخشش کا وعدہ کرتا ہے، خدایا ہمیں بھی اپنی وسیع رحمتوں سے بھرپور حصہ عطا فرما، آمین (تفسیر ابن کثیر سورۂ بروج) وصحیح مسلم جلد آخر کتاب الزہد

جب اُس شہید نوجوان کو عرصۂ دراز کے بعد حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں اُنکی قبر سے نکالا گیا، تو وہ اسی حالت پر تھا جس حالت میں اُسے دفن کیا گیا تھا جو پروردگار اس قسم کے اپنی قدرت کے عجائبات دکھا سکتا ہے۔ میت کیلئے عالم برزخ میں عذاب و ثواب اسکے لئے کیا مشکل ہے۔

اصحابِ کہف

جن لوگوں کو عذاب و ثوابِ عالمِ برزخ میں شک ہے۔ وہ اصحابِ کہف کا قصہ مطالعہ فرمائیں

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝ (الکہف ۹-۱۲)	کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور کتبہ والے ہماری حیرت انگیز نشانیاں تھیں، وہ وقت قابلِ ذکر ہے۔ جب یہ نوجوان غار میں پناہ گزیں ہوئے، پھر بولے اے ہمارے پروردگار ہم پر رحمت و فضل فرما، اور ہمارے لیے اس کام میں بہتری کا سامان کر دے، سو ہم نے غار میں اُن پر سالہا سال تک نیند مسلط کر دی پھر ہم نے انھیں اٹھایا تاکہ معلوم کریں ان دونوں گروہوں میں کونسا گروہ اس حالت میں مدتِ قیام سے زیادہ واقف ہے۔

عربی زبان میں "کہف" سلسلۂ کوہ میں وسیع و عریض غار کو کہتے ہیں۔ رقیم بمعنی المرقوم یعنی لکھا ہوا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کے فرمان کے مطابق بادشاہِ وقت نے اصحاب کہف کے نام ایک تختی پر کندہ کروائے اور غار کے دہانے پر نصب کر دیا اس نسبت سے اصحابِ کہف کو اصحاب الرقیم بھی کہتے ہیں۔

حضرت قتادہؒ۔ عطیہؒ۔ عوفیؒ، مجاہدؒ فرماتے ہیں۔ کہ رقیم اس دامن کوہ کا نام ہے

جس میں اصحابِ کہف کا غار تھا۔ بعض نے خود اس پہاڑ کو رقیم کہا ہے۔ بعض نے کہا ہے۔ کہ رقیم، ایلہ یعنی عقبہ کے قریب ایک شہر کا نام ہے جو بلادِ روم میں واقع ہے۔

اصحاب الکہف واصحاب الرّقیم

امام بخاری نے یہ سمجھا ہے کہ "اصحاب کہف" اور "اصحاب رقیم" دو الگ الگ شخصیتیں ہیں

(اصحابِ رقیم سے مراد وہ حضرات ہیں جن کا ذکر حدیث الغار میں کیا گیا ہے (قصص القرآن ص ۲۶ ج ۲)) جو ایک غار میں چھپ گئے تھے۔ اور پھر دعاؤں کے ذریعہ راستہ کھل جانے پر وہ اس مصیبت سے نجات پا گئے، یہ تین شخص کسی زمانے میں بارش سے بچنے کی غرض سے غار میں پناہ گزین ہو گئے تھے۔ پہاڑ کی بلندی سے ایک بڑے پتھر نے لڑھک کر غار کے منہ کو بند کر دیا اور غار سے باہر نکلنے کا راستہ مسدود ہو گیا۔ ان تینوں شخصوں نے اپنے اپنے خاص نیک اعمال کا واسطہ دے کر اللہ جل شانہ سے دعا کی کہ یہ کام اگر خالص تیری رضا کے لیے کیا گیا ہے۔ تو تُو اپنے فضل سے غار کا منہ کھول دے۔ تاکہ ہم یہاں سے نکل جائیں۔ پہلے شخص کی دعا سے پتھر کچھ سرک گیا۔ پھر دوسرے کی دعا سے کچھ اور سرک گیا پھر تیسرے کی دعا سے پتھر مکمل طور پر غار کے منہ سے ہٹ گیا۔ اور راستہ صاف ہو گیا۔ اور وہ تینوں شخص وہاں سے نکل آئے ـــــ لیکن حافظ ابن حجر شارح بخاری نے فتح الباری میں اصحاب الکہف اور رقیم کو ایک ہی جماعت اور ایک ہی واقعہ قرار دیا ہے۔ اور جمہور مفسرین اور محدثین ان دونوں واقعات کے ایک ہی ہونے پر متفق ہیں۔

رقیم سے مراد وہ تختی ہے جو غار کے منہ پر نصب تھی جس پر اصحابِ کہف کے نام اور ان کا قصہ لکھا ہوا تھا۔

لَوْحٌ مِّنْ حِجَارَةٍ كُتِبُوْا (الرقیم سے مراد) ایک پتھر کی تختی ہے۔ جس

فِيهِ قِصَصُ أَصْحَابِ الْكَهْفِ ﴿؟﴾ پر کہ اصحابِ کہف کا قصہ مرقوم تھا اس

ثُمَّ وَضَعُوهُ عَلَى بَابِ الْكَهْفِ ﴿؟﴾ تختی کو غار کے منہ پر نصب کر دیا تھا۔

حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس سے روایت فرماتے ہیں، کہ حضرت کعبؓ کے خیال کے مطابق رقیم اس بستی کا نام تھا جسے چھوڑ کر اصحابِ کہف نے غار میں پناہ لی۔ (تدبر قرآن ج ۴ ص ۲۴)

مولانا ابوالکلام آزاد نے ایلہ (عقبہ) کے قریب موجودہ شہر پیٹرا جسے عرب مورخین ...کہتے تھے، کو قدیم شہر رقیم قرار دیا ہے۔ اور موجودہ تاریخوں سے اس کے قریب دیہات میں ایک غار کے آثار بھی بتائے جاتے ہیں، جس کے ساتھ کسی مسجد کی تعمیر کے آثار بھی بتائے جاتے ہیں ——— عام مفسرین نے اصحابِ کہف کی جگہ شہر افسوس کو قرار دیا ہے۔ جو ایشیائے کوچک کے مغربی ساحل پر رومیوں کا ایک عظیم شہر تھا، جس کے کھنڈرات اب بھی موجودہ ٹرکی کے شہر ازمیر (سمرنا) سے ۲۰ - ۲۵ میل جنوب کی جانب پائے جاتے ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بیان القرآن میں تفسیر حقانی کے حوالے سے اصحابِ کہف کا مقام اور اس مقام کی تاریخی تحقیق یہ نقل کی ہے کہ جابر شاہِ وقت جس کے خوف سے بھاگ کر اصحابِ کہف نے غار میں پناہ لی تھی، اس کا زمانہ ۲۵۰ء تھا۔ پھر تین سو سال تک یہ لوگ محوِ خواب رہے اس طرح یہ مجموعہ ۵۵۰ء ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ۵۷۰ء میں ہوئی لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے بیس سال پہلے ان کے بیدار ہونے کا یہ واقعہ پیش آیا۔ اور تفسیر حقانی میں بھی ان کا مقام شہر افسوس یا طرسوس قرار دیا ہے جو ایشیائے کوچک میں تھا۔ جس کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (معارف القرآن ج ۵ ص ۵۴۵ - ۵۴۶)

شہرِ افسوس جس کے کھنڈرات پر موجودہ شہر یا سلوک قائم ہے ۔ سمرنا ترکی سے ۲۰ میل اور سمندر سے ۴ میل کے فاصلے پر ایشیائے کوچک میں واقع تھا ، اور اسی کا حدودِ اربعہ غالباً یہاں مراد ہے ۔ مسیحی ادبیات میں اس کا ذکر کثرت سے آتا ہے ۔ ہمارے قدیم جغرافیہ نویسوں نے بھی اس کا ذکر اسی حیثیت سے کیا ہے ۔ ۔ ۔ یہ لوگ کون اور کس زمانے کے تھے ؟ قرآن مجید کا مقصود چونکہ صرف بصیرتوں عبرتوں اور اخلاقی قدروں سے ہوتا ہے ۔ اس لیے وہ تاریخی اور جغرافی تفصیلات کو اکثر نظر انداز کر دیتا ہے ۔ اور اس باب میں احادیثِ صحیح بھی تفصیل سے خاموش ہیں مفسرینِ قدیم و جدید کی اکثریت نے اسے مسیحی دور کی حکایت قرار دیا ہے ۔ رومی شہنشاہ ڈی سیس ، یا دقیانوس متوفی ۲۵۱ء اپنے مذہب بت پرستی میں غلو کرتا تھا ۔ مسیحی مذہب اسی کے زمانے میں سلطنت روم میں نیا نیا پھیل رہا تھا ۔ اس نے عیسائی موحدین پر سختی شروع کی ۔ اس سے تنگ آکر چند نیک سیرت نوجوان شہر سے نکل کھڑے ہوئے اور قریب کے ایک پہاڑی غار میں جاکر پناہ لی ، وہاں ان پر غیر طبعی بلکہ خارقِ عادت نیند مسلط ہو گئی ۔ اور وہ کچھ اوپر تین سو سال سوتے رہے اور جب ایک اعجازی انداز سے جاگے تو خود رومی حکومت کا مذہب اس درمیان میں شرک سے مسیحیت میں تبدیل ہو چکا تھا ۔ لیکن حافظ ابن کثیر نے اپنا خیال غالب بہ ظاہر کیا ہے کہ یہ قصہ ظہورِ مسیحؑ سے قبل دورِ یہودیت کا ہے (ماجدی)

مقامِ اصحابِ کہف اور ان کا زمانہ

امام قرطبی اندلسی نے اپنی تفسیر میں اس جگہ چند روایات شنیدہ اور کچھ چشم دید نقل کی ہیں ۔ جو مختلف شہروں سے متعلق ہیں ۔ وہ حضرت ضحاک سے روایت کرتے ہیں کہ رقیم روم کے شہر کا ایک نام ہے جس کے غار میں اکیس آدمی

لیٹے ہوئے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سو رہے ہیں، پھر امام تفسیر نے ابن عطیہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے بہت سے لوگوں سے سنا ہے۔ کہ شام میں ایک غار ہے جس میں کچھ لاشیں ہیں۔ وہاں کے محافظ اور مجاور یہ کہتے ہیں، کہ یہی لوگ اصحاب کہف ہیں، اور اس غار کے پاس ایک مسجد اور ایک مکان تعمیر ہے جس کو رقیم کہا جاتا ہے۔

ابن عطیہ کہتے ہیں۔ کہ غرناطہ میں ایک لوشہ نامی گاؤں کے قریب ایک غار ہے۔ جس میں کچھ لاشیں ہیں۔ اور اُن کے ساتھ ایک مُردہ کتے کا ڈھانچہ بھی موجود ہے ان میں سے اکثر لاشوں پر گوشت باقی نہیں رہا۔ صرف ہڈیوں کے ڈھانچے ہیں۔ اور بعض پر اب تک گوشت پوست بھی موجود ہے۔ اس پر صدیاں گزر گئیں۔ مگر صحیح سند سے ان کا کچھ حال معلوم نہیں۔ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ یہی اصحاب کہف ہیں ابن عطیہ کہتے ہیں کہ یہ خبر سن کر میں خود ۵۰۴ھ میں وہاں پہنچا۔ تو واقعی یہ لاشیں اسی حالت پر پائیں۔ اور ان کے قریب ہی ایک مسجد بھی ہے۔ اور ایک رومی زمانے کی تعمیر بھی ہے۔ جس کو رقیم کہتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانے میں کوئی عالیشان محل ہوگا اس وقت بھی اس کی بعض دیواریں موجود ہیں۔ اور یہ ایک غیر آباد جنگل میں ہے اور فرمایا کہ غرناطہ کے بالائی حصہ میں ایک قدیم شہر کے آثار و نشانات پائے جاتے ہیں، جو رومیوں کے طرز کے ہیں اس شہر کا نام رقیوس بتلایا جاتا ہے، ہم نے اس کے کھنڈرات میں عجوبہ روزگار چیزوں کے علاوہ قبریں دیکھی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے، کہ ہم حضرت معاویہؓ کی ہمراہی میں رومیوں کے سامنے صف آرا ہوئے جس کو غزوۃ المضیق کہتے ہیں، اس موقعہ پر یہ غار ہماری نظر سے گزرا جس میں اصحاب کہف فروکش تھے، جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تحریر فرمایا ہے حضرت امیر معاویہؓ نے غار کے اندر داخل ہونے کا ارادہ فرمایا، تاکہ اصحاب کہف کی لاشوں کا مشاہدہ کریں، مگر میں نے انہیں روک

دیا، اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مشاہدے سے اس ہستی اطہر کو بھی روک دیا ہے جو آپ سے کہیں بہتر تھی۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے :-

یعنی اگر آپ ان کو دیکھیں تو آپ ان سے بھاگیں گے۔ اور رعب وہیبت سے مغلوب ہو جائیں گے مگر حضرت معاویہؓ نے اُن کی اس بات کو شاید اس لیے قبول نہیں کیا کہ قرآنِ کریم نے ان کی جو حالت بیان کی ہے، یہ وہ ہے۔ جو ان کی زندگی کے وقت تھی، یہ کیا ضروری ہے کہ اب بھی وہی حالت ہو، اس لیے کچھ آدمیوں کو دیکھنے کے لیے بھیجا۔ وہ غار پر پہنچے اور جب غار میں داخل ہونے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک سخت ہوا بھیج دی جس نے ان سب کو غار سے باہر دھکیل دیا۔ (معارف القرآن ج ۵ ص ۵۴۴)

اصحاب کہف شاہی خانوادے سے تھے

اور اپنی قوم کے سردار تھے، قوم بت پرست تھی، ایک روز اُن کی قوم اپنے کسی مذہبی تہوار منانے کے لیے شہر سے باہر نکلی، جہاں اُن کا سالانہ اجتماع ہوتا تھا۔ وہاں پہنچ کر یہ لوگ اپنے بتوں کی پوجا کرتے۔ اور اُن کے نام پر جانوروں کی قربانی دیتے ــــ ان کا بادشاہ جس کا نام دقیانوس نہایت درجہ جابر، ظالم اور بُت پرست تھا۔ وہ اپنی رعایا کو بھی بت پرستی پر مجبور کرتا تھا۔ اس سال جب کہ پوری قوم اس میلے میں جمع ہوئی۔ تو یہ نوجوان (اصحابِ کہف) بھی وہاں حسبِ دستور حاضر ہوئے، اور وہاں اپنی قوم کی یہ حرکات دیکھ کر کہ اپنے ہاتھ سے تراشے ہوئے پتھروں کو خدا سمجھتے اور ان کی عبادت کرتے اور اُن کے لیے قربانی کرتے ہیں اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ان چند نوجوانوں کو عقلِ سلیم عطا فرمائی۔ اور اُن کے

دلوں میں خیال پیدا کر دیا کہ عبادت تو صرف اور صرف اُس ہستی لاشریک کے لائق ہے۔ جو کہ زمین و آسمان اور تمام مخلوق کا خالق ہے۔ یہ خیال آتے ہی وہ قوم کی احمقانہ حرکت پر کفِ افسوس ملنے لگے۔ اور اُن کے اجتماع سے نکلنا شروع کیا، سب سے پہلے ایک شخص مجمع سے دُور ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گیا اس کے بعد ایک دوسرا نوجوان آیا اور وہ بھی اس کے قریب آ بیٹھا۔ اسی طرح تیسرا اور چوتھا آدمی آتا گیا اور اُس درخت کے نیچے بیٹھتا گیا۔ مگر اُن میں کوئی ایک دوسرے کو نہ پہچانتا تھا۔ اور نہ یہ کہ یہاں کیوں آیا ہے۔ ان نوجوانوں کو ایک مقام پر دراصل اُس قدرت نے جمع کیا تھا، جس نے ان کے دلوں میں ایمان پیدا فرمایا، یہ لوگ ایک جگہ جمع تو ہو گئے مگر ہر ایک اپنے عقیدے کو دوسرے سے اس لیے چھپاتا تھا کہ وہ کہیں اس کی شکایت بادشاہ سے نہ کر دے، اور میں گرفتار ہو جاؤں، کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد ایک شخص بولا کہ بھائیو ہم سب کا قوم سے علیحدہ ہو کر یہاں پہنچنے کا کوئی سبب تو ضرور ہے۔ مناسب یہ ہے کہ ہم سب باہم ایک دوسرے کے خیال سے واقف ہو جائیں، اس پر ایک شخص بول اُٹھا۔ کہ حقیقت یہ ہے کہ میں نے اپنی قوم کو جس دین اور جس عبادت میں مبتلا پایا مجھے یقین ہے کہ یہ باطل ہے۔ عبادت تو صرف خالقِ کائنات کی ہونی چاہیئے۔ جس کا کوئی شریک نہیں، اب تو دوسروں کو بھی اظہارِ خیال کا موقع مل گیا۔ ان میں سے ہر ایک نے اقرار کیا کہ یہی عقیدہ اور خیال درست ہے جس نے مجھے قوم سے علیحدہ کر کے یہاں پہنچایا ہے۔

اب یہ ہم خیال لوگ ایک دوسرے کے جانثار و غمگسار ہو گئے۔ اور انہوں نے الگ اپنی ایک عبادت گاہ بنالی، جس میں جمع ہو کر یہ لوگ اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتے لگے، آہستہ آہستہ یہ خبر شہر میں پھیل گئی، یہاں تک کہ بادشاہ کو

اس کی خبر پہنچ گئی، بادشاہ نے ان سب کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ یہ لوگ دربار میں حاضر ہوئے۔ تو بادشاہ نے ان کے عقیدے اور طریقِ عبادت کے متعلق سوال کیا ــــ انہوں نے بلاخوف وخطر اپنا عقیدۂ توحید سرِ دربار بیان کر دیا۔ اور بادشاہ کو بھی اس عقیدے کی دعوت دی، بادشاہ یہ سن کر غضب ناک ہو گیا اور انہیں ڈرایا، دھمکایا۔ اور اُن کے بدن سے شہزادوں کا فاخرانہ لباس اترو الیا تاکہ یہ لوگ اِس معاملہ پر سنجیدگی سے غور کر سکیں اور غور کرنے کے لیے چند روز کی مہلت دے دی۔ کہ تم نوجوان ہو، میں تمہارے قتل میں اس لیے جلدی نہیں کرتا۔ کہ تمہیں غور کرنے کا موقع مل جائے۔ اب بھی اگر تم اپنی قوم کے دین ومذہب پر آجاؤ، تو تمہیں تمہارے درجات پر بحال کر دیا جائے گا۔ ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے۔ ان اولیاء اللہ اُن مومن بندوں پر یہ اللہ تعالیٰ نے لطف کرم فرمایا۔ کہ اس مہلت نے اُن کے لیے راہِ فرار کھول دی، اور یہ لوگ وہاں سے بھاگ کر ایک غار میں روپوش ہو گئے۔

عام روایاتِ مفسرین اس پر متفق ہیں کہ یہ لوگ دینِ مسیح علیہ السلام کے پیروکار تھے، اور یہ لوگ موحدین تھے، یعنی صحیح دینِ مسیحؑ پر قائم تھے۔ اور بادشاہِ وقت کا نام دقیانوس تھا۔ جو کہ ظالم اور بُت پرست تھا۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ یہ لوگ جب بیدار ہوئے، اُس وقت ملک پر ملتِ مسیح علیہ السلام پر پابند لوگوں کا قبضہ تھا، اور اس وقت کے حکمران کا نام بیدوسیس تھا۔

کیا اصحابِ کہف اب بھی زندہ ہیں؟

اس سلسلہ میں صحیح یہی ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔ اصحابِ کہف کی بیداری اور شہر میں اُن کے محیر العقول واقعہ کی شہرت ہو جانے اور اس وقت کے بادشاہ بیدوسیس سے ملاقات کے بعد بادشاہ سے الوداعی سلام کیا، اور اُس کے لیے دُعا کی۔ اور پھر اُس کے دربار سے لوٹ کر اسی غار میں آکر دوبارہ لیٹ۔

گئے اور اللہ تعالیٰ نے اسی وقت انہیں ابدی نیند سلادیا (معارف القرآن ج ۵ ص ۵۵ بحوالہ تفسیر مظہری)

اَصحٰبِ کہف کون تھے اور ان کا تعلق تاریخ کے کس دور سے تھا

ان سوالات کا کوئی حتمی جواب دینا مشکل ہے۔ ان کے بارے میں قطعیت سے اتنی ہی بات کہی جاسکتی ہے جتنی کہ قرآن نے بیان کی ہے، قرآن نے اُن کی سرگذشت کا صحیح اور سبق آموز حصہ بیان کرکے اُن کے بارے میں مزید کریدنے سے منع کر دیا ہے۔ قیاسات وقرائن سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تعلق تاریخِ نصاریٰ سے ہے۔ اُن کے ہاں ایسی روایات ملتی ہیں۔ جو اصحابِ کہف کے واقعہ سے مماثلت رکھتی ہیں۔ اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی اپنی تاریخ کے ابتدائی دور میں جب دین کی خاطر رومیوں کے ہاتھوں ستائے گئے، اصحابِ کہف نے دعوتِ حق کی راہ میں وہ بازی کھیلی ہے۔ جس کا قرآن نے ذکر کیا ہے، ان لوگوں نے اس جانفشانی اور بے خوفی سے توحید اور آخرت کی دعوت دی، یہاں تک کہ اُن کا پورا ماحول ان کا دشمن بن گیا، اور خطرہ پیدا ہو گیا کہ مخالفین انہیں سنگسار کر دیں گے —— جب معاملہ اس حد تک پہنچ گیا تو ان لوگوں نے ایک غار میں پناہ لی، اور اللہ تعالیٰ نے اس غار میں اُن کی حفاظت کے لیے وہ سامان بہم پہنچائے، جو صرف اللہ تعالیٰ ہی بہم پہنچا سکتا ہے۔ بعد میں جب ان کے حالات لوگوں پر منکشف ہوئے اور تائیدِ الٰہی کی جو رحمتیں اور برکتیں ان کے لیے ظاہر ہوئیں، اُن کا چرچا ہُوا تو ان کی یادگاریں قائم ہوئیں، ہر گروہ ان کے ساتھ اپنی نسبت کا دعویٰ کرنے لگا، اس طرح نصاریٰ میں ایک مقدس روایت کی حیثیت سے ان کا ذکر باقی رہا لیکن یہ ذکر آہستہ آہستہ چند کرامتوں اور چند بحثوں تک محدود رہ گیا۔ اُن کی زندگی کا

اصل کارنامہ اُن کی توحید پرستی، اُن کی دعوت اور اس دعوت کی راہ میں اُن کا عزم و ثبات اور ان کی قربانی آنکھوں سے اوجھل ہوگئی۔ جس طرح اصحابِ کہف اپنے ماحول اور اپنے زمانے میں ہدفِ جور وستم بنے تھے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ بھی قریش کی ایذا رسانی کے مرکز بن گئے تھے، جس طرح اصحابِ کہف کو غار میں پناہ لینی پڑی، اسی طرح آپؐ اور آپ کے صحابہؓ کے سامنے بھی ہجرتِ حبشہ۔ غارِ ثور، اور ہجرتِ مدینہ منورہ کے مراحل آنے والے تھے۔ اب اس تمہید کی روشنی میں اصحابِ کہف کے قصہ سے متعلق آیات کا ترجمہ اور اس کے بعد ان کی مختصر تشریح مطالعہ فرمائیں،

قصہ اصحابِ کہف قرآن مجید میں

سورۂ کہف، ترجمہ از آیت نمبر ۹ تا آیت نمبر ۲۶

کیا تم نے کہف ورقیم والوں کو ہماری نشانیوں میں سے کچھ بہت عجیب خیال کیا۔ جبکہ کچھ نوجوانوں نے غار میں پناہ لی۔ اور دُعا کی کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارے لیے ہمارے اس معاملے میں رہنمائی کا سامان بہم فرما، تو ہم نے غار میں اُن کے کانوں پر کئی برس کے لیے تھپک دیا (یعنی اُن پر نیند طاری کردی) پھر ہم نے انہیں بیدار کیا کہ دیکھیں دونوں گروہوں میں سے کون مدّتِ قیام کو زیادہ صحیح شمار میں رکھنے والا نکلتا ہے۔ آیت ۹ تا ۱۲۔

ہم تمہیں اُن کی سرگذشت حرف بحرف سناتے ہیں۔ یہ کچھ نوجوان تھے، جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے اُن کی ہدایت میں مزید اضافہ فرما دیا، اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کیا۔ جبکہ وہ اُٹھے اور کہا کہ ہمارا مسجود و معبود وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے، ہم اس کے سوا کسی اور معبود کو ہرگز نہیں پکاریں گے

اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم بر حق سے نہایت ہی گری ہوئی بات کریں گے۔ یہ ہماری قوم کے لوگوں نے اُس کے سوا کچھ دوسرے معبود بنا رکھے ہیں، یہ اُن کے حق میں واضح دلیل کیوں نہیں پیش کرتے۔ اُن سے بڑا ظالم کون ہوگا جو خدا پر بہتان تراشیں اور اب کہ تم ان کو اور ان کے معبودوں کو جن کو وہ خدا کے علاوہ پوجتے ہیں چھوڑ کر الگ ہو گئے ہو تو غار میں پناہ لو، تمہارا رب تمہارے لیے دامن رحمت پھیلائے گا اور تمہیں اس آزمائش میں تمہاری تمام حاجاتِ زندگی بہم پہنچائے گا۔ آیت ۱۴ تا ۱۶

اور تم سورج کو دیکھتے ہو کہ جب طلوع ہوتا ہے۔ تو اُن کے غار سے دائیں جانب کو نکل جاتا ہے۔ اور جب غروب ہوتا ہے۔ تو اُن سے بائیں طرف کو مُڑ جاتا ہے۔ اور وہ اُس (غار) کے صحن میں ہیں، یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے جس کو اللہ ہدایت دے وہی راستہ پاتا ہے، اور جسے وہ گمراہ کر دے، تم اُس کے لیے کوئی دستگیری کرنے والا اور رہنمائی کرنے والا نہیں پا سکتے، آیت ۱۷

اور تم ان کو بیدار تصور کرتے۔ حالانکہ وہ محوِ خواب ہوتے، اور ہم اُن کو داہنے بائیں پہلو بھی بدلواتے۔ اور اُن کا کُتا دونوں ہاتھ پھیلائے دہلیز پر ہوتا، اگر تمہاری نظر اُن پر پڑ جاتی تو تم وہاں سے اُلٹے پاؤں بھاگ کھڑے ہوتے، اور تمہارے اندر اُن کی دہشت سما جاتی، — آیت ۱۸

اور اسی طرح ہم نے ان کو بیدار کیا کہ وہ آپس میں تحقیق کریں، اُن میں سے ایک نے پوچھا، تم نے یہاں کتنے عرصے تک قیام کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہم ایک دن یا ایک دن سے بھی کم ٹھہرے ہوں گے، پھر کہا کہ تمہاری مدتِ قیام کو تمہارا رب ہی بہتر جانتا ہے۔ پس اپنے میں سے کسی کو اپنی یہ رقم دے کر شہر بھیجو تو وہ اچھی طرح دیکھے کہ شہر کے کس حصہ میں پاکیزہ کھانا ملتا ہے۔ اور وہاں سے تمہارے لیے کھانا لائے۔ اور احتیاطاً وہ دبے پاؤں جائے، اور کسی

کو خبر تک نہ ہونے پائے۔ اگر انہیں تمہارا علم ہو گیا تو تمہیں سنگسار کر دیں گے۔ یا تمہیں اپنے دین کی طرف لوٹا لیں گے، اور پھر تم کبھی فلاح نہ پا سکو گے، آیت ۱۹ تا ۲۰۔

اور اسی طرح لوگوں کو ان کا علم ہو گیا، تاکہ لوگ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ پورا ہونے والا ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شبہ نہیں ہے، ___ وہ وقت بھی خیال کرو جب لوگ آپس میں ان کے بارے میں جھگڑ رہے تھے، بولے کہ ان کے غار پر ایک عمارت تعمیر کرو، ان کا رب ان کو خوب جانتا ہے، جو لوگ ان کے معاملے میں غالب آئے، انہوں نے کہا کہ ہم تو ان کے غار پر ایک مسجد بنا لیں گے۔ آیت ۲۱

اب یہ کہیں گے یہ تین تھے، چوتھا اُن کا کتا تھا۔ اور کہیں گے یہ پانچ تھے، چھٹا اُن کا کتا تھا، بالکل بے معنی ہے اور کہیں گے یہ سات تھے، اور آٹھواں اُن کا کُتا تھا، کہہ دیجئے میرا رب ہی اُن کی تعداد کو خوب جانتا ہے، اُن کو بس تھوڑے ہی لوگ جانتے ہیں۔ اور تم ان کے باب میں نہ بحث کرو مگر ٹالنے کے انداز میں اور ان کے باب میں ان میں سے کسی سے نہ پوچھو، اور کسی امر میں یوں نہ کہا کرو کہ میں کل یہ کر دوں گا مگر یہ کہ اللہ چاہے اور جب تم بھول جایا کرو تو اپنے رب کو یاد کرو اور کہو کہ امید ہے کہ میرا رب اس سے بھی کم مدت میں صحیح بات کی طرف میری رہنمائی فرما دے۔ آیت ۲۲ - ۲۴

اور وہ اپنے غار میں تین سو سال رہے اور نو سال مزید براں، کہہ دو اللہ ہی خوب جانتا ہے جتنی مدت وہ رہے، آسمانوں اور زمین کا غیب اسی کے علم میں ہے، کیا ہی خوب ہے وہ دیکھنے والا اور سننے والا، اس کے سوا اُن کا کوئی کارساز نہیں اور وہ اپنے اختیار میں کسی کو شریک نہیں بناتا، آیت ۲۵ تا ۲۶

معارف ومسائل

ان آیات میں حق تعالیٰ نے اصحابِ کہف کی تین صورتیں بتائی ہیں۔ اور تینوں عجیب ہیں۔

(۱) اوّل زمانۂ دراز (تین سو سال) تک مسلسل نیند کا مسلط ہونا اور اس میں بغیر کسی غذا وغیرہ کے زندہ رہنا۔ اس طویل نیند کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے اُن کو غار میں اس طرح محفوظ رکھا کہ صبح و شام دھوپ اُن کے قریب سے گزر جاتی مگر غار کے اندر اُن کے جسموں پر نہ پڑتی تھی، قریب سے گزرنے کے فوائد زندگی کے آثار کا قیام، ہوا اور سردی۔ گرمی کا اعتدال وغیرہ تھے، اور اُن کے جسموں پر دھوپ نہ پڑنے سے جسموں اور اُن کے لباس کی حفاظت بھی تھی، دھوپ سے حفاظت کا یہ سامان غار کی کسی وضع و ہیئت کا نتیجہ نہیں تھا۔ بلکہ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ یہ اللہ کی قدرت کی نشانی تھی۔ (قرطبی)

اصحابِ کہف طویل نیند کے دوران اس حالت پر تھے کہ دیکھنے والا انہیں بیدار سمجھے

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ اصحابِ کہف پر زمانۂ دراز تک نیند مسلط کر دینے کے باوجود اُن پر نیند کے آثار نہ تھے۔ بلکہ ایسی حالت تھی، کہ انہیں دیکھنے والا یہ محسوس کرے، کہ وہ جاگ رہے ہیں، عام مفسرین نے لکھا ہے کہ اُن کی آنکھیں کھلی ہوتی تھیں، بدن میں ڈھیلا پن جو نیند سے ہو جاتا ہے۔ وہ نہیں تھا، اور جو سونے والوں کے سانس میں تغیر ہو جاتا ہے، وہ بھی نہیں تھا، اس میں بظاہر حکمت اُن کی حفاظت تھی، کہ کوئی انہیں سوتا ہوا دیکھ کر اُن پر حملہ نہ کرے۔ یا جو سامان اُن کے ہمراہ تھا وہ نہ چرائے، اور مختلف کروٹیں بدلنے سے بھی دیکھنے والے کو بیداری کا خیال ہو سکتا ہے، اور کروٹیں بدلنے میں یہ مصلحت بھی تھی کہ مٹی ایک پہلو یکساں

حالت پڑے رہنے سے نقصان نہ پہنچائے۔

اصحابِ کہف کا کتّا

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حدیثِ صحیح میں آیا ہے کہ جس گھر میں کُتّا یا تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے، صحیح بخاری کی ایک حدیث میں بروایت ابن عمرؓ مذکور ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شکاری کُتّے یا جانوروں کے محافظ کُتّے کے علاوہ کُتّا پالتا ہے۔ تو ہر روز اس کے اجر میں سے دو قیراط کم ہو جاتا ہے (قیراط ایک چھوٹے سے وزن کا نام ہے) ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ایک تیسری قسم کے کُتّے کا بھی استثناء آیا ہے، وہ جو کھیتی باڑی کی حفاظت کے لیے پالا گیا ہو،

ان روایاتِ حدیث کی بنا پر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ان اولیاء اللہ کی جماعت نے کُتّا کیوں اپنے ساتھ لیا؟ اس کا ایک جواب تو یہ ہو سکتا ہے کہ کُتّا پالنے کی ممانعت کا حکم شریعتِ محمدیہ میں ہے۔ ممکن ہے کہ دینِ مسیح علیہ السلام میں ممنوع نہ ہو، دوسرے یہ بھی قرینِ قیاس ہے۔ کہ یہ لوگ صاحبِ جائداد تھے اور مویشی بھی رکھتے تھے۔ اُن کی حفاظت کے لیے کُتّا پالا ہو، اور جس طرح کُتّے کی وفاداری مشہور ہے۔ یہ لوگ جب شہر سے چلے تو وہ بھی ساتھ چل پڑا۔

نیک صحبت کی برکات کہ اُس نے کُتّے کا اعزاز بھی بڑھا دیا

ابن عطیہ فرماتے ہیں۔ کہ میرے والد ماجد نے بتایا کہ میں نے ابوالفضل جوہری رح کا ایک وعظ ۴۶۹ھ ہجری میں جامع مصر میں سُنا وہ برسرِ منبر فرما رہے تھے۔ کہ جو شخص نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ اُن کی نیکی کا حصّہ اس کو بھی ملتا ہے، دیکھو اصحابِ کہف کے کُتّے نے اُن سے محبت کی اور اُن کے ہمراہ رہا تو اللہ تعالیٰ نے اُس کا ذکر قرآنِ پاک میں فرمایا ——— امام قرطبیؒ

نے اپنی تفسیر میں ابن عطیہؒ کی روایت نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ جب ایک کتّا صلحاء اور اولیاء کی صحبت سے یہ مقام پا سکتا ہے۔ تو آپ قیاس کریں کہ مومنین و موحدین جو اولیاء، اللہ اور صالحین سے محبت رکھیں ان کا مقام کتنا بلند ہوگا،

خوش جنت ہیں اللہ کے محبوب ہیں وہ لوگ
اللہ کے دیدوں سے جو کرتے ہیں محبت

تم جس سے محبّت رکھتے ہو قیامت کے دن اُسی کے ساتھ ہو گے

صحیح بخاری میں بروایت حضرت انسؓ مذکور ہے۔ کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد سے باہر آرہے تھے۔ مسجد کے دروازے پر ایک شخص ملا اور یہ سوال کیا کہ یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی ؟ آپ نے فرمایا کہ تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے۔ (جو اس کے بارے میں پوچھ رہے ہو) آپ کا یہ فرمان سن کر وہ شخص دل میں کچھ شرمندہ ہوا۔ اور پھر عرض کیا، کہ میں نے قیامت کے لیئے بہت نمازیں روزے، اور صدقات تو جمع نہیں کیئے۔ مگر میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ اگر ایسا ہے، (تو سن لو کہ) تم قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگے جس سے محبت رکھتے ہو۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ کہ ہم یہ جملہ مبارکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر اتنے خوش ہوئے۔ کہ اسلام لانے کے بعد اس سے زیادہ خوشی کبھی نہ ہوئی تھی، اور اس کے بعد حضرت انسؓ نے فرمایا کہ (الحمد للہ) میں اللہ سے اس کے رسول سے ابوبکرؓ و عمرؓ سے محبت رکھتا ہوں، اس لیے اس کا امیدوار ہوں۔ کہ ان کے ساتھ ہوں گا۔ تفسیر قرطبی مصری ج ۱۰ ص ۳۷۱

اصحاب کہف تین سو سال سونے کے بعد بیدار ہوتے ہیں

جس طرح اُن کی نیند عام

نسانوں کی نیند کی طرح نہیں تھی اسی طرح ان کی بیداری بھی عام عادت سے ممتاز تھی، جس طرح اُن کی لمبی نیند ایک نشانِ قدرت تھی، اسی طرح سینکڑوں سال کے بعد بغیر کسی غذا کے قوی، تندرست بیدار ہو کر اُٹھ بیٹھنا بھی قدرتِ کاملہ کی نشانی تھی، اور چونکہ قدرت کو یہ بھی منظور تھا کہ خود ان لوگوں پر بھی یہ حقیقت منکشف ہو جائے کہ سینکڑوں برس سوتے رہے تو اس کی ابتداء باہمی سوالات سے ہوئی اور انتہا اس واقعہ سے ہوئی جس کا ذکر آیت وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا میں آیا ہے کہ اہلِ شہر پر اُن کا راز کھل گیا۔ اور تعیینِ مدت میں اختلاف کے باوجود زمانۂ دراز تک سوتے رہنے کا سب کو یقین ہو گیا۔

اصحابِ کہف آپس میں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں ہم کتنی دیر سوتے رہے

اصحابِ کہف میں سے ایک شخص نے سوال اٹھایا۔ کہ تم کتنا عرصہ سوتے رہے ہو

کسی نے کہا کہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ، کیوں کہ یہ لوگ صبح کے وقت غار میں داخل ہوئے تھے، اور بیدار ہونے کا وقت شام کا تھا، اس لیے خیال ہوا کہ یہ وہی دن ہے جس میں ہم غار میں داخل ہوئے تھے، اور سونے کی مدت تقریباً ایک دن ہے۔ مگر انہی میں سے دوسرے لوگوں کو احساس ہوا کہ شاید یہ وہ دن نہیں جس دن کہ غار میں داخل ہوئے تھے۔ پھر معلوم نہیں کتنے دن ہو گئے۔ بالآخر اس کے علم کو سپردِ خدا کیا اور اس بحث کو غیر ضروری سمجھ کر اصل کام کی طرف توجہ دلائی کہ شہر سے کچھ کھانا لانے کے لیے ایک آدمی کو بھیجا جائے۔ یہ حضرات غار میں داخل ہونے کے وقت کچھ روپیہ پیسہ بھی اپنے ہمراہ لائے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ضروری اسباب کا اہتمام زہد و توکل کے خلاف نہیں، (بحر محیط) جس زمانے میں یہ لوگ شہر سے نکلے تھے۔ وہاں بتوں کے نام کا ذبیحہ ہوتا تھا۔ اور وہی بازار

میں فروخت ہوتا تھا۔ اس لیے شہر سے کھانا لانے والے کو یہ تاکید کی کہ وہ اس کی تحقیق کرکے کھانا لائے۔ کہ یہ کھانا حلال بھی ہے کہ نہیں۔

اصحابِ کہف کی حقیقت اہلِ شہر پر کھل گئی

اصحابِ کہف کے شہر سے نکلتے وقت جو ظالم اور مشرک بادشاہ دقیانوس اس شہر پر مسلط تھا وہ مرگیا۔ اور صدیاں گزر چکی تھیں۔ یہاں تک کہ اس شہر پر اہلِ حق کا قبضہ ہوگیا۔ اور حکمران ایک صالح اور نیک خصلت انسان تھا، جس کا نام بیدوسیس تھا (مظہری) اس کے دورِ حکومت میں اتفاقاً قیامت اور اس میں مُردوں کے زندہ ہونے کے مسئلے میں کچھ اختلافات پیدا ہوگئے، ایک فرقہ اس کا منکر ہوگیا۔ کہ یہ بدن قبر میں گل سڑجاتا ہے۔ اور ریزہ ریزہ ہوکر اگر ہوا میں بکھر جائے تو کیا قیامت کے دن پھر از سر تو اس میں روح پھونک دی جائے گی اور یہ انسان کی صورت میں زندہ ہوجائے گا؟ بادشاہِ وقت بیدوسیس کو اس کی فکر ہوئی کہ کس طرح ان کے شکوک وشبہات دُور کئے جائیں، جب کوئی تدبیر نہ بن آئی، تو اس نے ٹاٹ کے کپڑے پہنے۔ اور راکھ کے ڈھیر پر بیٹھ کر اللہ سے دعاء کی کہ اے اللہ تو آپ ہی کوئی ایسی صورت پیدا فرما کہ ان لوگوں کا عقیدہ درست ہوجائے، اور یہ سیدھے راستے پر آجائیں، اس طرف یہ بادشاہ آہ وزاری اور دعاء میں مصروف تھا۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اس کی دعاء کو شرفِ قبولیت اس طرح بخشا کہ اصحابِ کہف بیدار ہوئے۔ اور انہوں نے اپنے ایک آدمی کو بازار میں کھانا لانے کے لیے بھیجا۔ وہ کھانا خریدنے کے لیے ایک دوکان پر پہنچا۔ اور تین سو برس پہلے بادشاہ دقیانوس کے زمانے کا سکہ دوکاندار کو پیش کیا تو وہ حیران رہ گیا کہ یہ سکہ کہاں سے آیا، کس زمانے کا ہے؟ بازار کے دوسرے دوکانداروں کو دکھلایا، سب نے کہا کہ اس شخص کو کہیں پرانا خزانہ ہاتھ آگیا ہے۔ اس نے انکار کیا اور

کہا کہ نہ مجھے کوئی خزانہ ملا ہے اور نہ کہیں سے لایا ہوں، یہ میرا اپنا ہے۔

اہلِ بازار نے اسے گرفتار کر کے سلطانِ وقت کی عدالت میں پیش کر دیا۔ یہ بادشاہ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ ایک صالح، خدا پرست۔ دیندار آدمی تھا۔ اس نے سلطنت کے قدیم خزانے کے آثارِ قدیمہ میں ایک تختی دیکھی تھی جس پر اصحابِ کہف کا قصہ اور ان کے نام لکھے ہوئے تھے۔ اور یہ تختی اس وقت کے ظالم بادشاہ دقیانوس نے خود لکھوائی تھی۔ کہ یہ لوگ اشتہاری مجرم ہیں۔ ان کے نام اور پتے محفوظ ہیں۔ جب ملیں گرفتار کر لیے جائیں۔

الغرض اس بادشاہ کو اس واقعہ کا اس طرح کچھ علم تھا۔ اور اس وقت وہ اس دعا میں مشغول تھا۔ کہ کسی طرح لوگوں کو اس بات کا یقین آ جائے۔ کہ مُردوں کو دوبارہ زندہ کر دینا اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کے سامنے کچھ بعید نہیں، اس لیے اُس نے کھانا طلب کرنے والے سے حالات کی تحقیق کی تو اس کو اطمینان ہو گیا کہ یہ اُنہی لوگوں میں سے ہے۔ اور اس نے کہا کہ میں اللہ سے دعا کیا کرتا تھا۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے ملا دے، جو دقیانوس کے زمانے میں اپنا ایمان بچا کر فرار ہوئے ہیں۔ بادشاہ مسرور ہُوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرما لی۔ اس میں شاید لوگوں کے لیے کوئی حجت ہو جس سے انہیں حشر اجساد (قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہوتے) کا یقین آ جائے۔ یہ کہہ کر اُس شخص سے کہا کہ مجھے اُس غار پر لے چلو جہاں سے تم آئے ہو،

بادشاہ اہلِ شہر کے مجمع کے ساتھ غار پہنچا۔ جب غار قریب آیا۔ تو اُس شخص نے کہا کہ آپ ذرا ٹھہریں میں جا کر اپنے ساتھیوں کو خبر کر آؤں کہ اب بادشاہ مسلمان موحد ہے۔ اور قوم بھی مسلمان ہے۔ وہ ملنے کے لیے آئے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اطلاع سے پہلے آپ پہنچیں۔ تو وہ سمجھیں کہ ہمارا دشمن بادشاہ حملہ آور ہُوا ہے، اس

کے مطابق اس نے جاکر پہلے اپنے ساتھیوں کو سب حالات سے مطلع کیا۔ تو وہ لوگ بہت خوش ہوئے بادشاہ کا استقبال تعظیم کے ساتھ کیا۔ بعض روایات میں آیا ہے۔ کہ جس وقت اصحابِ کہف کو ان کے ساتھی نے یہ سارا قصہ سنایا اسی وقت سب وفات پا گئے تفسیر بحر محیط میں یہ روایت ہے۔ کہ بادشاہ سے ملاقات کے بعد اہلِ غار نے بادشاہ اور اہلِ شہر سے کہا کہ اب ہم آپ سے رخصت چاہتے ہیں، یہ کہہ کر غار کے اندر چلے گئے۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں موت دے دی، واللہ اعلم (معارف القرآن ج ۵ ص ۵۰۲-۵۰۴)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور چار پرند

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حقیقت اشیاء کی جستجو اور طلب کا فطری ذوق تھا اور وہ ہر شے کی حقیقت تک پہنچنے کی جستجو کو اپنی زندگی کا مقصد اولیٰ سمجھتے تھے تاکہ ان کے ذریعہ ذاتِ واحد (اللہ جل جلالہ) کی ہستی، اس کی وحدانیت، اور اس کی قدرتِ کاملہ کے متعلق علم الیقین کے بعد حق الیقین حاصل کر سکیں، آزر، جمہور اور نمرود کے ساتھ مناظروں میں اُن کے اس فطری ذوق کا پتہ چلتا ہے۔

اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حیات بعد الممات یعنی مرنے کے بعد جی اُٹھنے کے متعلق خدائے تعالیٰ سے یہ سوال کیا کہ وہ کس طرح ایسا کریں گے؟ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا۔ اے ابراہیم! کیا تم اس مسئلہ پر یقین نہیں رکھتے؟ ابراہیم علیہ السلام نے فوراً جواب دیا، کیوں نہیں! میں بلا توقف اس پر ایمان رکھتا ہوں لیکن میرا یہ سوال ایمان و یقین کے خلاف اس لیے نہیں ہے۔ کہ میں علم الیقین کے ساتھ ساتھ عین الیقین اور حق الیقین کا خواستگار ہوں، میری تمنا ہے، کہ آپ مجھ کو آنکھوں سے مشاہدہ کی نعمت سے فیض یاب فرمائیں کہ حیات بعد الممات کی

کیا صورت ہوگی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اچھا اگر تم اس کے مشاہدے کے طالب ہو تو چار پرندے فراہم کریں اور اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے سامنے والے پہاڑ پر علیحدہ علیحدہ مقامات پر رکھ دیں۔ اور پھر دُور سے اُنہیں پکاریں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے انہیں آواز دی تو اُن سب کے اجزاء فوراً اپنی اپنی شکل اختیار کر کے اور زندہ ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اُڑتے ہوئے چلے آئے۔ جیسا کہ سورۂ بقرہ میں بیان ہوا ہے۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ۖ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيْنَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

(البقرہ ۲۶۰)

اور وہ وقت بھی قابلِ ذکر ہے، جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے پروردگار تو مجھے دکھا دے کہ تو مُردوں کو کس طرح جلائے گا، ارشاد ہوا کیا آپ کو اس کا یقین نہیں ہے۔ عرض کی ضرور ہے لیکن یہ (درخواست) اس لیے ہے کہ دل کو اطمینان ہو جائے۔ ارشاد ہوا کہ اچھا چار پرندے لیجئے، پھر انہیں مانوس کیجئے۔ پھر ان میں کا ایک ایک حصہ پہاڑ پر رکھ دیجئے۔ پھر اُن کو اپنی طرف بلایئے تو وہ دوڑتے ہوئے آپ کی طرف چلے آئیں گے۔ اور یقین رکھیے کہ اللہ بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے چار پرندے پکڑ کر ان کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے پہاڑ پر علیحدہ علیحدہ مقامات پر رکھدئے۔

پھر اللہ تعالےٰ کے امر سے انہیں آواز دی تو اُن کے بکھرے ہوئے متفرق اجزاء آپس میں جُڑ کر اپنی اپنی شکل اختیار کرکے مکمل جانور بن کر اور زندہ ہوکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اُڑتے ہوئے چلے آئے، اور یہ واقعہ اللہ تعالےٰ نے اُس وقت کے لوگوں کو اُن کی آنکھوں سے مشاہدہ کرا دیا، اور پھر اسے قرآن کریم میں نقل فرمایا، اور اُن لوگوں کو دعوتِ فکر دی، جنہیں اس میں تردد ہے کہ میّت کے اجزاءِ جسم جب بکھر جاتے ہیں، یا مختلف جانوروں کے پیٹوں میں چلے جاتے یا آگ میں جل کر راکھ ہو جاتے ہیں، پھر اس راکھ کو ہوا اُڑا کر نہ معلوم کہاں کہاں پہنچا دیتی ہے، عالمِ برزخ میں کس طرح عذاب و ثواب ہوتا ہے وہ خالقِ کُل قادرِ مطلق جس طرح اُن مرے ہوئے پرندوں کے اجسام کے مختلف مقامات پر پڑے ہوئے مختلف ٹکڑوں میں رُوح داخل کرکے ازسرِنو انہیں پہلی حالت پر لاکر اور پرندے بنا کر اُڑا سکتا ہے، اسی طرح کیا وہ فوت شدہ انسانوں کے اجسام کے سڑے پھٹے منتشر اجزاء میں رُوح داخل کرکے عالمِ برزخ میں فرشتوں کے ذریعہ اُن سے سوال و جواب نہیں کر سکتا؟

مُردہ قبر میں مدفون ہو یا قبر کے باہر کسی بھی مقام یا کسی بھی حالت میں ہو وہ عالمِ برزخ میں ہے۔ اور قیامت سے پہلے عذاب و ثواب کا کچھ حصہ اس کے عمل کے مطابق اُسے ملتا رہتا ہے یہ قرآن کریم کی متعدد آیات اور بہت سی صحیح احادیث سے ثابت ہے اس کا انکار کتاب اللہ کا انکار ہے۔

حصّہ ہے ایک قبر عذاب و ثواب کا!
یہ وحیِ آسماں ہے کوئی داستاں نہیں

برزخ و آخرت کے معاملات احساس و ادراک سے باہر ہیں

برزخ و آخرت کے معاملات دائرہ ادراک سے باہر ہیں، حق تعالیٰ نے برزخ و آخرت کے معاملات دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھے ہیں۔ ان تک احساس و ادراک کی رسائی نہیں۔ اس کی کمالِ حکمت کا یہی تقاضا ہے: تاکہ مسلمانوں اور کافروں میں، تمیز ہو جائے۔ دنیا ہی میں سکراتِ موت پر فرشتوں سے سابقہ پڑتا ہے اور دُنیا سے جانے والا ہی انہیں دیکھ سکتا ہے۔ فرشتے اس کے پاس آکر بیٹھ جاتے ہیں، اس سے بات چیت کرتے ہیں، اُن کے پاس جنت یا جہنم کا کفن اور خوشبو یا بدبو بھی ہوتی ہے۔ یہ تیمارداروں کی دعا یا بددعا پر آمین بھی کہتے ہیں۔ مرنے والے نیک آدمی کو سلام بھی کہتے ہیں۔ اور وہ انہیں جواب بھی دیتا ہے۔ اور اگر بول نہیں سکتا اور اشارہ بھی نہیں کر سکتا تو دل سے جواب دیتا ہے۔ چنانچہ بعض مرنے والوں کو سکرات کے وقت اھلاً وسھلاً و مرحبا (آیئے آیئے تشریف لایئے آپ کا آنا مبارک ہے) کہتے ہوئے سنا گیا ہے۔ امام قیمؒ فرماتے ہیں ہمارے استاد (امام ابن تیمیہؒ) نے بتایا نہ معلوم آپ نے مشاہدہ فرمایا تھا یا کوئی مرنے والا کہہ رہا تھا آیئے تشریف رکھیے، امام ابن قیمؒ نے اپنی تصنیف کتاب الروح میں سکرات کے وقت کے کئی واقعات درج کئے ہیں۔ ان میں سے ہم یہاں چند واقعات تحریر کرتے ہیں۔

سکراتِ موت اور چند واقعات

خیر النساج کا واقعہ خیر النساج کا واقعہ مشہور ہے۔ کہ آپ نے موت کے وقت فرمایا۔ صبر کروں گا، اللہ پاک تمہیں عافیت عطا فرمائے، تمہیں جو حکم ہے اس کے بغیر چارہ نہیں اور میری عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے پھر پانی منگوا کر وضو کیا اور نماز ادا کر کے فرمایا۔ اب تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرو، یہ فرمایا اور دنیا سے انتقال فرما گئے (تاریخ بغداد ج ۲ ص ۴۹)

عمر بن عبدالعزیز رح عمر بن عبدالعزیزؒ جس روز عالم فانی سے عالم باقی کی طرف رحلت فرمانے والے تھے اس روز فرمانے لگے، مجھے اٹھا کر بٹھاؤ، تیمارداروں نے آپ کو اٹھا کر بٹھا دیا، چشم پُرنم کے ساتھ فرمایا مَیں وہ ہوں جس نے تعمیل احکام میں کوتاہی کی، اور گناہوں میں سرگرمی دکھائی، یہ جملہ تین بار فرما کر کلمۂ طیبہ پڑھا اور سر اٹھا کر غور سے دیکھنے لگے، لوگوں نے پوچھا امیر المومنین! آپ اس قدر غور سے کیا دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا مَیں ایسی صورتیں دیکھ رہا ہوں جو نہ انسان ہیں نہ جن، پھر جان جانِ آفرین کو سونپ دی، مسلمہؒ فرماتے ہیں کہ سکراتِ موت کے وقت مَیں آپ کے پاس موجود تھا، آپ نے اشارے سے ہمیں باہر جانے کا حکم دیا، ہم سب باہر آ کر بیٹھ گئے، صرف ایک خادم آپ کے پاس رہ گیا، اس وقت آپ اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ (القصص ۸۳)	آخرت کا گھر (جنت) ہم نے ان لوگوں کے لیے تیار کیا ہے، جو دنیا میں شان و شوکت کے طالب نہیں ہیں۔ اور بہترین انجام متقیوں ہی کا ہے۔

بیشک تم نہ انسان ہو اور نہ جن ، پھر خادم نے باہر آکر ہمیں اندر آجانے کو کہا اب جو ہم اندر گئے تو آپ انتقال فرما چکے تھے ۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۸۱)

محمدؒ بن واسع فضالہ بن دینار کا بیان ہے ۔ کہ میں محمد بن واسع کی وفات کے وقت موجود تھا آپ دفعۃً فرمانے لگے ۔ اے میرے اللہ کے فرشتو! آؤ ، ہر طرح کی طاقت و قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے اس وقت مجھے نہایت روح افزا اور مست کن خوشبو کی لپٹیں آرہی ہیں ۔ پھر آپ کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی ۔

اس سلسلہ میں بے شمار واقعات و مشاہدات ہیں ۔ لیکن سب سے بلیغ ، مؤثر اور جامع یہ آیت ہے : فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ۝ (الواقعہ) جب رُوح بدن سے سینے میں آکر اٹک جاتی ہے ۔ اور اس وقت تم (یہ منظر) حسرت بھری نظر سے دیکھ رہے ہوتے ہو ، اور ہم مرنے والے کے تم سے زیادہ قریب ہوتے ہیں ، لیکن تمہیں دکھائی نہیں دیتے ،

یہ محفل دنیا سے جانے کی آخری گھڑی اور عالم برزخ میں داخل ہونے کی ساعتِ اوّل ہے ، اور اس وقت مرنے والے سے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں ۔ اور عالمِ برزخ کے احوال اس پر منکشف ہونا شروع ہو جاتے ہیں ۔ اور پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کو اس کا کچھ علم نہیں ہوتا ،

کر رہا ہے آج تو تکذیب جن احوال کی
سامنے آئیں گے جس دم کا پتنا رہ جائے گا (عاجز)

پھر فرشتہ ہاتھ بڑھا کر روح سے خطاب کرتا ہے اور اسے قبض کر لیتا ہے تیماردار نہ فرشتے دیکھتے ہیں اور نہ فرشتوں کی بات سنتے ہیں پھر بدن سے رُوح نکل آتی ہے ، اور سورج کی کرنوں کی طرح اس سے نُور کی شعاعیں اور کستوری سے

یدہ مخمور کُن خوشبو کی لپٹیں نکلنے لگتی ہیں ۔ وہاں موجود لوگ نہ نور کی شعاعیں دیکھتے
ں ۔ اور نہ انہیں خوشبو کی لپٹیں آتی ہیں ، پھر فرشتوں کی جلو میں روح آسمان کی طرف
واز کرتی ہے ۔ مگر فرشتے میت کے پاس بیٹھنے والوں کو دکھائی نہیں دیتے ، پھر
ح واپس آکر بدن کو غسل دینے ۔ کفن پہنانے اور قبرستان کی طرف لے جانے
مشاہدہ کرتی ہے ۔ اور کہتی ہے ۔ جلدی سے لے چلو یا یہ کہتی ہے مجھے کہاں لیے
رہے ہو ؟ اس کی آواز کسی کو سنائی نہیں دیتی ، پھر جب لاش لحد میں رکھ کر اس پر
ٹی ڈال کر قبر بنادی جاتی ہے ۔ تو یہ مٹی کا ڈھیر فرشتوں کو میت کے پاس آنے
ے روکاوٹ نہیں بنتا ۔ بلکہ اگر چٹان تراش کر اس میں لاش رکھ کر اسے سیسہ پلاکر
ند بھی کر دی جائے ۔ تو فرشتے پھر بھی لاش تک پہنچ جائیں گے ۔ کیونکہ اجسامِ کثیفہ
ے ارواحِ لطیفہ آسانی سے پار ہو جاتی ہیں ۔ فرشتے تو فرشتے اُن سے تو جن
ی پار ہو جاتے ہیں ۔ بلکہ جس طرح پرندے ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں ۔ اسی
رح فرشتے اجسامِ کثیفہ میں تیرتے پھرتے ہیں ۔

وسعتِ قبر قبر کی فراخی روح کے لیے بالذات ہے ۔ اور بدن کے لیے
بواسطۂ روح ہے ۔ عالمِ برزخ کے احوال روح پر براہِ راست
ری ہوتے ہیں ، اور بدن پر بواسطۂ روح ، بظاہر لاش قبر میں ہاتھ دو ہاتھ جگہ
ں ہوتی ہے ۔ حالانکہ قبر منتہائے نظر تک فراخ ہوتی ہے ۔ اسی طرح اگر قبر
ول کر دیکھی جائے تو لاش اپنی ہیئت پر بدستور نظر آتی ہے ۔ مگر قبر میت کو
س طرح بھینچتی ہے ۔ کہ ادھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی ادھر آجاتی ہیں ۔ یہ
ات حس ، عقل اور فطرتِ سلیم کے خلاف نہیں ، اگر لحد میں لاش بدستور اپنی اصلی
حالت میں رکھی ہوئی ہے ۔ تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قبر نے اسے بھینچا نہیں
ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ بھینچنے کے بعد لاش پھر اپنی سابق حالت کی طرف عود

کرائی ہو۔

قبر کی نار اور بہار قبر کی آگ اور باغ و بہار دُنیا کی آگ اور بہار کی طرح ہے کہ اس کا اہلِ دنیا مشاہدہ کر سکیں، بلکہ آخرت کی آگ بہار کی طرح ہے، جو دنیا کی نار و بہار سے کہیں زیادہ قوتی ہے۔ آخرت کی چیز کی دنیا کی اشیاء سے مشابہت نہیں دی جا سکتی۔ اور نہ ہی قبل از موت ا ان کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن پر اُن کی قبروں کی مٹی اور پتھر بھی بھڑ کا سکتا جن میں وہ مدفون ہیں۔ لیکن اگر انہیں اہلِ دُنیا چھو کر دیکھیں تو انہیں ذرہ برا گرمی کا بھی احساس نہ ہو۔ اسی طرح حق تعالیٰ انہیں باغ و بہار بنا دیتا ہے ایک ہی قبر میں دو شخص مدفون ہوتے ہیں۔ ایک کے لیے یہ قبر جہنم کا گڑھا مگر اس کی گرمی کا احساس اس کے پڑوسی کو نہیں ہوتا، اور ایک کے لیے کا باغیچہ ہے۔ لیکن اس کی راحت افزا نعمتوں کا احساس اس کے پڑوسی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت تو اس سے بھی زیادہ کہیں وسیع اور ح انگیز ہے۔ مگر لوگوں کو جن باتوں کا علم نہیں ہوتا انہیں جھٹلا دیا کرتے مگر اللہ تعالیٰ نے جنہیں تسلیم و یقین کی توفیق عطا فرمائے اور تکذیب سے محفوظ رکھے۔

غرض کہ اللہ تعالیٰ قبر میں کافر کے نیچے آگ کا بچھونا بچھا دیتا ہے سے اس کی قبر تنور کی طرح بھڑک اٹھتی ہے پھر جب اللہ کو منظور ہوتا ہے اس پر اپنے کسی بندے کو مطلع بھی فرما دیتا ہے۔ اور دوسروں سے چھپا رکھتا اگر قبر کے عذاب سے عام لوگ مطلع ہو جائیں، تو ایمان بالغیب کہاں رہے، اور لوگ م کو دفن کرنا چھوڑ دیں، جیسا کہ رحمتِ عالم نے فرمایا اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم دفن کرنا چھوڑ تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ میری طرح تمہیں بھی عذابِ قبر سُنا دے (بخاری)

حضرت یزید بن ابان الرقاشی رح

موت جس کے لیے پیغام ہو اور قبر جس کا مقام، اے لوگو! تم اس پر کیوں نہیں روتے؟

عن ابی اسحاق الخمیسی قال کان یزید یقول ویحك یا یزید من ذا یصلی عنك بعد الموت من یرضی عنك ربك ومن یصوم عنك او یصلی لك؟ ثم یقول معشر من القبر بیته والموت موعده الا تبکون؟ قال فبکی حتی سقطت اشفار عینیه۔

ابو اسحاق الخمیسی بیان کرتے ہیں کہ یزید فرمایا کرتے تھے۔ اے یزید تجھ پر افسوس ہے! تیری طرف سے تیرے رب کو کون خوش کرے گا اور تیرے لیے کون روزے رکھے گا یا تیرے لئے کون نماز پڑھیگا پھر فرماتے اے لوگو! قبر جس کا مقام ہو اور موت جس کے لیے پیغام تم اس پر کیوں نہیں روتے؟ یہ فرماتے اور خود ہی رو پڑتے۔

عن زهیر السلولی قال: کان یزید الرقاشی یبکی حتی تناثرت اشفاره وحرقت الدموع مجاریها من وجهه

زہیر سلولی بیان کرتے ہیں کہ یزید الرقاشی (خوف آخرت سے) اس قدر روتے تھے کہ آنسوؤں نے اُن کے چہرے کی وہ جگہ جلادی جہاں سے وہ گزرتے تھے

لوگوں نے حضرت یزید الرقاشی سے کہا کہ کثرت گریہ سے آپ کا کیا حال ہو گیا ہے؟

فبکی وقال واللہ لوددت ان ابکی بعد الدموع الدماء وبعد الدماء الصدید

وہ یہ سن کر رو پڑے اور فرمایا خدا کی قسم میں یہ پسند کرتا ہوں کہ آنسوؤں کے بعد خون رونے لگ جاؤں اور خون کے بعد پیپ۔

(صفۃ الصفوۃ ۳/۲۸۹)

یزید الرقاشی کے بیٹے سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کے والد صاحب کبھی کوئی شعر بھی پڑھا کرتے ہیں؟ بیٹے نے کہا وہ یہ شعر پڑھا کرتے ہیں۔

اِنَّا لَنَفْرَحُ بِالْاَیَّامِ نَقْطَعُھَا ۔۔۔ وَکُلُّ یَوْمٍ مَضٰی یُدْنِیْ مِنَ الْاَجَلِ

ہم جو دن گزارتے ہیں اُن پر خوش ہوتے ہیں ۔۔۔ حالانکہ جو دن گزرتا ہے وہ موت سے قریب کرتا ہے

عاقل کے تین اوصاف

وہ دُنیا کو چھوڑ دیتا ہے اس سے پہلے کہ دُنیا اُسے چھوڑ دے۔ وہ قبر کے لیے تیاری کرتا ہے اس سے قبل کہ اس میں جا داخل ہو۔ وہ اپنے پروردگار کو راضی کرتا ہے اس سے پیشتر کہ اس سے ملاقات کرے۔

یحییٰ بن معاذ بن جعفر الرازیؒ

رے کے رہنے والے تھے اور پھر نیشاپور منتقل ہو گئے تھے۔ وہیں سکونت اختیار کر لی۔ اور ۲۵۸ھ میں وہیں وفات پا گئے۔ یہ تین بھائی تھے۔ اسماعیل یحییٰ ابراہیم۔ اسماعیل سب سے بڑے اور ابراہیم سب سے چھوٹے۔ اور حضرت یحییٰ ان دونوں کے درمیان تھے۔ تینوں بھائی عابد و زاہد تھے۔

عبداللہ بن محمد بن وھب بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن معاذ فرمایا کرتے تھے۔

اَلَا اِنَّ الْعَاقِلَ الْمُصِیْبَ مَنْ عَمِلَ ثَلَاثًا تَرَكَ الدُّنْیَا قَبْلَ اَنْ تَتْرُكَهٗ وَبَنٰی قَبْرَهٗ قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَهٗ وَاَرْضٰی رَبَّهٗ ...

سُن لو! حقیقت میں عاقل وہ ہے جو تین کام کرتا ہے۔ (۱) اس نے دنیا ترک کر دی اس سے پہلے کہ دنیا اسے ...کر دے (۲) اس نے قبر کے لیے تیاری ... قبل کہ وہ اس میں جا د...

... آزہ صفۃ الصفوۃ ج ... حلیۃ ...

ہو (۳) اُس نے اپنے رب کو راضی کر لیا
اس سے پیشتر کہ وہ اس سے ملاقات کرے

اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ یَحْیَی بْنَ مُعَاذٍ یَقُوْلُ اللَّیْلُ طَوِیْلٌ فَلَا تُقَصِّرْہُ بِمَنَامِکَ، وَالنَّہَارُ نَقِیٌّ فَلَا تُدَنِّسْہُ بِآثَامِکَ۔	حسن بن علی بیان کرتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معاذ سے سُنا۔ فرماتے تھے۔ رات دراز ہے تو اُسے اپنی نیند کے ساتھ کم نہ کر۔ اور دن صاف شفّاف (روشن) ہے تو اُسے اپنے گناہوں کے ساتھ غبار آلود نہ کر۔
(کتاب الروح لابن قیمؒ ص ۷۶ بحوالہ ابن ابی الدنیا)	
وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ الدُّنْیَا خَرَابٌ وَاَخْرَبُ مِنْہَا قَلْبُ مَنْ یَّعْمُرُہَا وَالْآخِرَۃُ دَارُ عُمْرَانٍ وَاَعْمَرُ مِنْہَا قَلْبُ مَنْ یَّطْلُبُہَا وَیَقُوْلُ اَخُوْکَ مَنْ عَرَّفَکَ الْعُیُوْبَ وَصَدِیْقُکَ مَنْ حَذَّرَکَ مِنَ الذُّنُوْبِ	اور میں نے اُن سے سُنا فرمایا کرتے تھے۔ دُنیا ویران ہے اور وہ دل اس سے بھی ویران ہے جو اسے آباد کرتا ہے آخرت آباد گھر ہے اس سے زیادہ آباد وہ دل ہے جو (نیک اعمال کے ساتھ) اُس کا طلبگار ہے۔ اور فرمایا کرتے تیرا بھائی وہ ہے جو تیرے عیوب تجھ پر ظاہر کرتا ہے اور تیرا دوست وہ ہے جو تجھے گناہوں سے روکتا ہے۔
صفۃ الصفوۃ ج ۴ ص ۹۵	
وَیَقُوْلُ عَجِبْتُ مِمَّنْ یَّحْزَنُ عَلٰی نُقْصَانِ مَالِہٖ کَیْفَ لَا یَحْزَنُ عَلٰی نُقْصَانِ عُمْرِہٖ	اور فرمایا کرتے تعجب ہے اس شخص پر جو اپنے مالی نقصان پر تو غمگین ہوتا ہے لیکن اپنی عمر کے نقصان پر (کہ وہ ہر لحظہ کم ہو رہی ہے) اسے کوئی غم نہیں۔

اگر تیرا قرآن پر ایمان ہے

تو دنیا میں تیرا خوف اور رونا شدید ہو جانا چاہیے

قَالَ حَوْشَبُ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَحْلِفُ بِاللهِ يَقُولُ وَاللهِ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَإِنْ قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ اٰمَنْتَ بِهٖ لَيَطُولَنَّ فِي الدُّنْيَا حُزْنُكَ وَ لَيَشْتَدَّنَّ فِي الدُّنْيَا خَوْفُكَ وَلَيَكْثُرَنَّ فِي الدُّنْيَا بُكَائُكَ

(کتاب الزھد لابن حنبلؒ ص ۲۵۹)

حضرت حوشب کہتے ہیں کہ میں نے حسنؒ سے سنا وہ اللہ کی قسم کھا کر فرما رہے تھے اے ابنِ آدم اگر تو نے قرآن پڑھا ہے اور اس پر تیرا ایمان ہے۔ تو دنیا میں تیرا غم طویل ہونا چاہیے اور تیرا (اللہ سے) خوف زیادہ شدید ہونا چاہیے۔ اور دنیا میں تجھے (فکرِ آخرت میں) بکثرت رونا چاہیے۔

کیوں کہ قرآنِ مجید میں سفرِ آخرت میں پیش آنے والے مراحل شاقہ کا بالتفصیل بیان ہے۔ سکرات موت۔ اور قبر و قیامت کی ہولناک منظر کشی ہے اور انسان کی بدکرداری کے خوفناک انجام سے اُسے آخری حد تک متنبہ کر دیا گیا ہے، نیز میدانِ محشر اور جہنم کا دلدوز نقشہ بار بار انسان کے سامنے رکھا گیا ہے۔ لہٰذا جو شخص قرآن حکیم کی تلاوت کرتا ہے۔ اور اُس پر ایمان لے آتا ہے۔ نتیجۃً اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس کی آنکھیں احوالِ آخرت پر یقین کے سبب اشکبار رہتی ہیں۔ اور وہ زندگی بھر حزن و ملال سے ہمکنار رہتا ہے، جب تک وہ جہنم کا پل پار کر کے جنت میں داخل نہیں ہو جاتا، اُسے اطمینان و آرام نصیب نہیں ہوتا۔

انسان کے لیے اس سے بڑا امتحان کیا ہو گا کہ وہ قبر میں اکیلا داخل ہو گا

موت کا فرشتہ اس کے پاس آئے گا جبکہ وہ تنہا ہوگا۔ قبر میں تنہا اُترے گا۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے تنہا کھڑا ہوگا۔ اس حالت میں کہ اس کے دامن میں گناہ بھی بہت ہوں گے اور اُس پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بھی کثرت سے ہوں گی۔

قَالَ جَعْفَرٌ سَمِعْتُ ثَابِتَ الْبُنَانِيَّ يَقُوْلُ وَاَيُّ عَبْدٍ اَعْظَمُ حَالًا مِّنْ عَبْدٍ يَأْتِيْهِ مَلَكُ الْمَوْتِ وَحْدَهٗ وَيُدْخَلُ قَبْرَهٗ وَحْدَهٗ وَيُوْقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَحْدَهٗ وَمَعَ ذٰلِكَ ذُنُوْبٌ كَثِيْرَةٌ وَنِعَمٌ مِّنَ اللّٰهِ كَثِيْرَةٌ۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۲۲۵)

حضرت جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ثابت بنانی سے سُنا وہ فرما رہے تھے۔ بندوں میں سے کونسا بندہ اُس سے زیادہ سخت حال میں گرفتار ہے؟ کہ فرشتۂ موت (عزرائیل علیہ السلام) جس تنہا کے پاس آئے گا، اور جو اپنی قبر میں تن تنہا داخل ہوگا۔ اور جو (حساب کتاب کے لیے) اللہ کے سامنے (قیامت کے روز) اکیلا کھڑا ہوگا اس حال میں کہ اُس پر گناہوں کا بوجھ ہوگا اور وہ بے شمار اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوگا۔

نزع، قبر، قیامت اور پُل صراط یہ سفرِ آخرت کے نڑپا دینے والے خوفناک مرحلے اور انسان کی تنہائی یہ دہشت ناک مقامات۔ یہ پُر صعوبت گھاٹیاں انسان تنہا عبور کرے گا۔ اس راہ میں اس کا نہ کوئی ساتھی ہوگا نہ غمخوار ـــــ یہ حقیقت ہے یا افسانہ؟

خوفِ عذابِ قبر میں فکرِ حساب میں ۔۔۔ آنکھیں تری ہوئی ہیں کبھی اشکبار کیا؟

اور جب قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو گا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان نہ کوئی ترجمان ہو گا اور نہ بندے کے ساتھ اس کا کوئی مددگار۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے خود اس کی زندگی کے بارے میں سوال کرے گا۔ کہ یہ کس طرح بسر کی میری اطاعت میں یا نافرمانی میں؟

ہوتا جو کچھ بھی خطرۂ روزِ جزا ہمیں
غافل نہ رہتے یوں کبھی زادِ سفر سے ہم (مہانم طہور)

اللہ سے حیا کرنے والا

قبر اور اس میں پیش آنے والے معاملے کو نہیں بھولتا

عَنِ الْحَسَنِ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ يُحِبُّ اَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَاقْصِرُوْا مِنَ الْاَمَلِ وَثَبِّتُوْا اٰجَالَكُمْ بَيْنَ اَبْصَارِكُمْ وَاسْتَحْيُوْا مِنَ اللهِ حَقَّ الْحَيَاءِ۔ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ كُلُّنَا نَسْتَحْيِيْ مِنَ اللهِ قَالَ لَيْسَ كَذٰلِكَ الْحَيَاءُ

حضرت حسن بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کی یہ خواہش ہے کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے، صحابہ نے عرض کیا بیشک! اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا تو (زندگی کی) حرص مختصر کرو۔ اور اپنی موت کو ہمیشہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو۔ (یعنی یاد رکھو) اور اللہ سے جیسا حیاء کرنے کا حق ہے ویسی حیاء کرو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سب اللہ سے حیاء کرتے ہیں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا اللہ سے حیاء

مِنَ اللهِ وَ لٰكِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ اللهِ اَنْ لَّا تَنْسَوُا الْمَقَابِرَ وَ الْبِلٰى وَ اَنْ لَّا تَنْسَوُا الْجَوْفَ وَمَا وَعٰى وَ اَنْ لَّا تَنْسَوُا الرَّاْسَ وَمَا احْتَوٰى وَ مَنْ يَّشْتَهِيْ كَرَامَةَ الْاٰخِرَةِ يَدَعُ زِيْنَةَ الدُّنْيَا هُنَالِكَ اِسْتَحَى الْعَبْدُ وَهُنَالِكَ اَصَابَ وَلَايَةَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

(کتاب الزھد لابن مبارک ص۱۰۷)

کرنے کا یہ مطلب نہیں (جو تم نے سمجھا ہے) بلکہ اللہ سے حیا رکا یہ مطلب ہے کہ تم قبروں کو اور اس میں (بدن کا) گل سڑ جانا نہ بھولو۔ اور تم سر اور اس کے اِرد گرد (آنکھ، کان، ناک، منہ، زبان وغیرہ) کو نہ بھولو (یعنی انہیں اللہ کی نافرمانی میں استعمال نہ کرو) اور جو شخص آخرت میں عزت کا خواہش مند ہے۔ تو وہ دنیا کی زینت چھوڑ دے۔ (یعنی دنیا کے عیش و عشرت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے) یہ ہے بندے کا اللہ سے حیا رکرنے کا طریقہ۔ اور اس طرح وہ اللہ کے انعامات کا مستحق ہو جاتا ہے۔

صحابہ کرام اور فکرِ آخرت

حضرت ابو ذر غفاریؓ کی تمنا۔ کاش میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ وَالَّذِیْ

حضرت ابو ذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں عالم غیب کی وہ چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے، اور وہ آوازیں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، آسمان چرچرا رہا ہے اور حق ہے کہ وہ چرچرائے قسم ہے اُس ذات

نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا فِيْهَا مَوْضِعُ	کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آسمان
اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ	میں چار انگل جگہ بھی نہیں ہے جہاں کوئی نہ
وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰهِ	کوئی فرشتہ اللہ کے حضور اپنا ماتھا رکھے سجدہ
وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ	میں نہ پڑا ہو، اگر تم وہ باتیں جانتے جو میں
لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ	جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ
كَثِيْرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ	روتے، اور بستروں پر بیویوں سے بھی
بِالنِّسَآءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ	لطف اندوز نہ ہو سکتے، اور اللہ سے نالہ و
وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ	فریاد اور گریہ وزاری کرتے ہوئے جنگل
تَجْاَرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ. قَالَ اَبُوْذَرٍّ	کی طرف نکل جاتے، (اس حدیث کو نقل
يَا لَيْتَنِيْ كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ	کرکے) ابوذرؓ فرماتے ہیں کاش میں ایک
(احمد و ترمذی و ابن ماجہ)	درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے عام انسانوں کو علم کے جو ذرائع، عقل اور شعور وغیرہ عطا فرمائے ہیں ان کی دسترس صرف اسی عالمِ شہود تک ہے۔ عالمِ غیب تک نہیں اس لیے نئی دریافت اور ان کے بارے میں تحقیق کی بہترین راہ ہمارے لیے یہی ہے کہ اللہ کے پیغمبروں کے مشاہدات اور اُن کے اخبار پر ہمیں یقینِ محکم ہو اور عمل پیرا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں عالمِ غیب کے چند حقائق کا انکشاف فرمایا ہے کہ اللہ کے جلال، اور فرشتوں کی کثرت سے آسمان بھرا ہوا ہے۔ اور ذرہ بھر جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں کوئی فرشتہ سربسجود نہ ہو، اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا۔ مزید برآں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔ اگر میری طرح تم پر یہ منکشف ہو جائے، جو میں جانتا، اور دیکھتا سنتا ہوں، تو تم اس دنیا میں اس

طرح خوش وخرم نہ رہ سکو، اور ازدواجی زندگی کے لطف ومحبت کا ہوش نہ رہے، اور گھروں سے نکل کر جنگلوں میں نالہ وفریاد کرتے پھرو۔ ——— حدیث کے راوی حضرت ابوذر غفاریؓ پر اس کا اتنا گہرا اثر تھا کہ بعض اوقات اس حدیث کے بیان کرنے کے ساتھ پکار اُٹھتے کاش۔ میں ایک درخت ہوتا، جسے جڑ سے کاٹ دیا گیا ہوتا، تاکہ میں آخرت کی جوابدہی سے بچ جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے چونکہ انسان سے خلافتِ ارضی کا کام لینا ہے، اور وہ جب ہی ممکن ہے کہ انسان اس دنیا میں اطمینان اور سکون سے رہ سکے اس لیے وہ حقیقتیں عام انسانوں سے پردۂ غیب میں رکھی گئی ہیں۔ جن کے انکشاف کے بعد آدمی اس دنیا میں سکون سے نہیں رہ سکتا، مثلاً قبر کا یا دوزخ کا عذاب اور اسی طرح قیامت کے لرزہ خیز مناظر اگر اس دنیا میں ہم جیسے کمزور دل انسانوں پر ظاہر کر دیئے جائیں اور ہم لوگ ان کا مشاہدہ کرسکیں، تو پھر اس دنیا میں ہم کوئی کام نہیں کر سکتے، بلکہ خوف ودہشت سے ہمارے اجسام سے ہماری ارواح پرواز کر جائیں،

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کو جو خاص کام لینا تھا اس کے لیے ضروری تھا کہ آپ پر ان چیزوں کا انکشاف کر دیا جائے، اور ان حقائق کا مشاہدہ آپ کو کرا دیا جائے، تاکہ آپ کے اندر وہ عین الیقین اور حق الیقین پیدا ہو جائے، جس کی آپ کے منصبِ نبوت اور کارِ عظیم کے لیے ضرورت تھی، اس لیے اس قسم کے بہت سے غیبی حقائق آپ پر منکشف کیے گئے اور اسی کے ساتھ حکمتِ خداوندی نے آپ کے قلبِ مبارک کو وہ غیر معمولی طاقت بھی بخشی، کہ اس انکشاف اور مشاہدہ کے باوجود آپ اپنے تمام فرائضِ منصبی کو بحسن وخوبی انجام دے سکیں، اور دنیا میں ایسی جامع اور معتدل زندگی گزار

سکیں، جو قیامت تک پیدا ہونے والے ہر قسم اور ہر طبقے کے انسانوں کے لیے نمونہ بن سکے صلی اللہ علیہ وسلم

میں موت کے بعد پیش آنے والے سفر (قبر و قیامت) پر رو رہا ہوں (حضرت ابوہریرہؓ)

اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَكٰى فِىْ مَرَضِهٖ فَقِيْلَ مَا يُبْكِيْكَ؟ فَقَالَ اَمَا اِنِّىْ لَا اَبْكِىْ عَلٰى دُنْيَاكُمْ هٰذِهٖ وَلٰكِنْ اَبْكِىْ عَلٰى بُعْدِ سَفَرِىْ وَقِلَّةِ زَادِىْ وَاِنِّىْ اَمْسَيْتُ فِىْ صُعُوْدِ مُهْبَطَةٍ عَلٰى جَنَّةٍ وَّنَارٍ لَا اَدْرِىْ عَلٰى اَيَّتِهِمَا يُؤْخَذُ بِىْ (کتاب الزھد لابن مبارک)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موت کے وقت رو رہے تھے۔ اُن سے پوچھا گیا آپ اس وقت کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا میں تمہاری اس دُنیا پر نہیں رو رہا۔ لیکن میں اس کے بعد اپنے سفر آخرت پر رو رہا ہوں۔ میں نے شام کی ہے ایسی بلندی پر جو کہ گرنے والی ہے جنت یا جہنم میں، مجھے معلوم نہیں میرا مقام ان دونوں میں سے کونسا ہوگا۔

سب سے زیادہ حسرتناک انجام

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلِ الْحَسَرَاتِ؟ رَجُلٌ جَمَعَ دِرْهَمًا اِلٰى دِرْهَمٍ وَقِيْرَاطًا اِلٰى قِيْرَاطٍ ثُمَّ مَاتَ وَوَرِثَهٗ غَيْرُهٗ فَوَضَعَهٗ فِىْ حَقِّهٖ وَاَمْسَكَهٗ

حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ کیا میں تمھیں ندامتوں میں سب سے زیادہ ندامت والی بات کے بارے میں خبر دوں؟۔ وہ آدمی جس نے درہم پر درہم جمع کیے اور قیراط پر قیراط (یعنی سونے پر سونا) پھر وہ مر گیا اور پھر اس کے اس مال کا کوئی دوسرا

عَنْ حَقِّهِ۔
(کتاب الزھد لابن مبارک
ص ۳۸)

وارث ہو گیا۔ پھر اُس نے اُس مال کو صرف اپنے لیے رکھ لیا اور اس میں جو دوسروں کے حقوق تھے اُنھیں اُس سے محروم کر دیا۔

مال گن گن کر جمع کرتے رہنا اور بنکوں میں سرمایہ جمع کرتے رہنا۔ نہ زکوٰۃ نہ صدقات اور اسی حال میں مرجانا اس کا نقصان ظاہر ہے۔ کہ وہ مال میت کے وارث آپس میں بانٹ لیتے اور خوب مزے اڑاتے ہیں۔ اور یہ بدبخت آدمی مرنے کے بعد قبر میں اُتر کر اور قیامت کے دن مال و دولت کے حساب میں پھنس جاتا ہے۔ اور اس کی سزا بھگتتا ہے۔ آہ دوسروں کی دنیا آباد کرتا اور اپنی آخرت برباد کر لیتا ہے کتنا احمق کس قدر ظالم ہے یہ انسان؟

دوزخ کے خوف نے ربیع کی نیند اڑا دی

قَالَ ابْنُ دِيْنَارٍ قَالَتْ ابْنَةُ الرَّبِيعِ لِلرَّبِيعِ يَا أَبَتِ لِمَ لَا تَنَامُ وَالنَّاسُ يَنَامُوْنَ؟ فَقَالَ إِنَّ الْبَيَاتَ النَّارُ لَا تَدَعُ أَبَاكَ أَنْ يَّنَامَ

(حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۱۱۴)

ابن دینارؒ بیان کرتے ہیں کہ ربیعؒ کی بیٹی نے (اپنے باپ) ربیعؒ سے کہا پیارے باپ آپ رات کو سوتے کیوں نہیں جبکہ سب لوگ سو جاتے ہیں۔ ربیع نے جواب دیا کہ سونا آگ ہے (وہ آگ) تیرے باپ کو سونے نہیں دیتی۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ وفات کے وقت

قبر دو مقامات میں سے ایک مقام ہے۔ یا جنت کے باغات میں سے ایک باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔

حضرت ضحاک بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ جب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا وقتِ وفات قریب آیا۔ تو آپ نے غلاموں کو بلایا، اور اُن سے فرمایا۔ جاؤ (میرے لیے) چوڑی اور گہری قبر کھود کر آؤ، وہ قبر کھود کر واپس آئے اور عرض کیا آپ کے حکم کے مطابق ہم نے قبر وسیع اور گہری کھود دی، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم، قبر دو مکانوں میں سے ایک مکان ضرور ہے، یا تو میرے لیے قبر اس قدر فراخ کر دی جائے گی کہ اس کا ہر ایک زاویہ چالیس ہاتھ کا ہو گا۔ اور پھر میرے لیے اس میں جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جائے گا۔ جس میں سے کہ اپنی ازواج اور اپنے محلات اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے انعامات تیار کر رکھے ہیں۔ اُن کا نظارہ کروں گا، اور میں اپنے اُس مکان کی طرف اِس سے زیادہ راستہ پانے والا ہوں گا جس طرح کہ آج کے دن اپنے اِس مکان کی طرف، اس کے بعد اس باغیچہ کی خوشبو اور مکان کی زیبائش و آرائش کا دلنشین منظر اس وقت تک میری آنکھوں کے سامنے رہے گا جب تک کہ قیامت کے روز دوبارہ قبر سے نہ اٹھایا جاؤں گا۔ اگر دوسری بات ہوئی ومیں اُس سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں) تو ضرور مجھ پر میری قبر تنگ کر دی جائے گی۔ یہاں تک کہ میں ایسے مقام میں ہوں گا جو اس لوہے سے زیادہ تنگ ہو گا جو لکڑی میں لگا ہوا ہوتا ہے۔ پھر میرے لیے جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا جائیگا، جہاں سے میں اپنی زنجیروں، طوقوں، اور اپنے ساتھیوں کو دیکھوں گا۔ اسکے بعد میں جہنم کے اپنے ٹھکانے کی طرف اس سے زیادہ راستہ پانے والا ہوں گا جیسا کہ آج کے دن اپنے مکان کی طرف، پھر مجھے حشر کے دن (قبر سے) اُٹھائے جانے تک نارِ جہنم کی تپش اور گرم پانی ملتا رہے گا۔ (حلیتہ الاولیاء ج ۱ ص ۲۶۲)

مالک بن دینارؒ

وفات اور اس کا سبب

عَنْ حُصَيْنِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ زَيْدٍ مَا كَانَ سَبَبُ مَوْتِ مَالِكِ بْنِ دِيْنَارٍ، قَالَ اَنَا كُنْتُ سَبَبَهُ سَئَلْتُهُ عَنْ رُؤْيَا رَاٰى فِيْهَا مُسْلِمَ بْنَ يَسَارٍ فَقَصَّهَا عَلَيَّ فَانْتَفَضَتْ فَجَعَلَ يَشْهَقُ وَيَضْطَرِبُ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّ كَبِدَهٗ قَدْ تَقَطَّعَتْ فِيْ جَوْفِهٖ ثُمَّ هَدَأَ فَحَمَلْنَاهُ اِلٰى بَيْتِهٖ فَلَمْ يَزَلْ مَرِيْضًا يَعُوْدُهٗ اِخْوَانُهٗ حَتّٰى مَاتَ مِنْهَا، فَهٰذَا كَانَ سَبَبَ مَوْتِهٖ

(صفۃ الصفوۃ ج ۳ ص ۲۸۸)

حصین بن قاسمؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبدالواحد بن زید سے مالک بن دینار کی وفات کا سبب پوچھا، فرمایا اس کا سبب میں ہوں میں نے اُن سے اُس خواب کے بارے میں سوال کیا تھا جس میں کہ انہوں نے مسلم بن یسار کو دیکھا تھا: انہوں نے مجھ سے قصۂ خواب بیان فرمایا اس حال میں کہ آپ کی آنکھوں سے اشک رواں تھے۔ اور قلب مضطرب تھا اور آپ بے ہوش ہو گئے میں نے خیال کیا کہ سینے میں آپ کا جگر شق ہو گیا ہے۔ پھر آپ کو ذرا ہوش آیا تو ہم انہیں اٹھا کر اُن کے مکان پر لے گئے۔ اس کے بعد آپ بیمار ہو گئے، آپ کے اقربا و احباب آپ کی عیادت کے لیے آ رہے تھے کہ آپ فوت ہو گئے آپ کی وفات کا سبب یہ تھا۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ تُوُفِّيَ (مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ) قَبْلَ الطَّاعُوْنِ بِيَسِيْرٍ وَكَانَ الطَّاعُوْنُ سَنَةَ اِحْدٰى وَثَلَاثُوْنَ وَمِائَةٌ (صفة الصفوة ج ۳ ص ۲۸۸)	سالم بن عبید اللہ کا بیان ہے کہ مالک بن دینارؒ کی وفات طاعون سے تھوڑی مدت قبل ہوئی ہے۔ اور طاعون کا زمانہ ایک سو اکتیس (۱۳۱) ہجری ہے۔

مسلم بن یسارؒ

مالک بن دینار کو خواب میں اپنی موت کے بعد پیش آنے والے احوال بیان کر رہے ہیں، مالک بن دینار مسلم بن یسارؒ سے متعلق اپنا خواب سناتے ہیں اور اسقدر روتے ہیں کہ بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ اور کچھ روز اسی صدمہ سے بیمار رہ کر وفات پا جاتے ہیں۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْغَلَابِيُّ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ وَلَادَةُ بِنْتُ اِبْرَاهِيْمَ الْاَزْدِيَّةُ قَالَتْ حَدَّثَتْنِيْ اُمِّيْ قَالَتْ قَالَ مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ رَاَيْتُ مُسْلِمَ بْنَ يَسَارٍ فِيْ مَنَامِيْ بَعْدَ مَوْتِهٖ بِسَنَةٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ فَقُلْتُ لِمَ لَا تَرُدُّ عَلَيَّ السَّلَامَ؟ قَالَ اَنَا مَيِّتٌ	محمد بن زکریا غلابی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ولادۃ بنت ابراہیم ازدیہ نے بیان کیا وہ کہتی تھیں کہ مجھ سے میری والدہ نے فرمایا کہ حضرت مالک بن دینارؒ نے بیان کیا کہ میں نے مسلم بن یسار کی وفات کے ایک سال بعد انہیں خواب میں دیکھا میں نے انہیں سلام کہا۔ تو انہوں نے مجھے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے ان سے پوچھا آپ نے مجھے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا؟ فرمایا کہ میں تو مردہ

فَكَيْفَ اَرُدُّ السَّلَامَ فَقُلْتُ مَاذَا لَقِيْتَ يَوْمَ الْمَوْتِ؟ قَالَ قَدْ لَقِيْتُ اَهْوَالًا وَّ زَلَازِلَ عِظَامًا شِدَادًا. قُلْتُ وَمَاذَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ؟ قَالَ وَمَا تَرَاهُ يَكُوْنُ مِنَ الْكَرِيْمِ؟ قُبِلَ مِنَّا الْحَسَنَاتُ وَعُفِيَ لَنَا عَنِ السَّيِّئَاتِ وَضُمِّنَ عَنَّا التَّبِعَاتُ. قَالَتْ فَكَانَ مَالِكٌ يُحَدِّثُ بِهٰذَا وَهُوَ يَبْكِيْ وَيَشْهَقُ ثُمَّ يُغْشٰى عَلَيْهِ فَلَبِثَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَيَّامًا مَرِيْضًا ثُمَّ مَاتَ فِيْ مَرَضِهٖ فَكُنَّا نَرٰى اَنَّ قَلْبَهٗ انْصَدَعَ.

(حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۲۵۴ - ۲۵۵)

ہوں سلام کا جواب کیسے دوں! میں نے پوچھا موت کی گھڑی آپ پر کس طرح گزری؟ فرمانے لگے وہ وقت بڑا ہولناک ہلا دینے والا اور نہایت ہی شدید تھا میں نے پھر پوچھا اس کے بعد پھر کیا ہوا! فرمایا جیسا کہ کریم سے توقع کی جا سکتی ہے ہماری نیکیاں قبول فرمالیں اور ہمارے گناہ معاف کر دئے گئے اور ان کی سزا سے ہمیں بری کر دیا گیا۔ مالک بن دینار جب اپنا یہ خواب بیان فرماتے تو شدتِ غم سے بے ہوش ہو جاتے اس خواب کے بعد آپ مستقل بیمار رہنے لگے۔ ہمارا خیال ہے کہ اس صدمہ سے آپ کا قلب سخت ترین متاثر ہو گیا تھا۔ اور آپ اسی حال میں وفات پا گئے۔

اے اللہ تجھے معلوم ہے

کہ مجھے دُنیا میں قیام سے کوئی دلچسپی نہیں ہے

عَنْ حَزْمِ الْقُطَعِيِّ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى مَالِكِ بْنِ دِيْنَارٍ فِيْ مَرَضِهٖ

حزم بن قطیعیؒ بیان کرتے ہیں ہم مالک بن دینارؒ کی علالت میں عیادت کے

الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَهُوَ يَجُودُ بِنَفْسِهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أُحِبُّ الْبَقَاءَ فِي الدُّنْيَا لِبَطْنٍ وَلَا لِفَرْجٍ

(صفوۃ الصفوۃ ج ۳ ص ۲۸۸)

لیے حاضر ہوئے، جس میں کہ اُن کی وفات واقع ہوگئی، اُن کا سانس اکھڑا ہوا تھا اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرما رہے تھے اے اللہ تجھے معلوم ہے کہ پیٹ اور تکمیلِ شہوت کے لیے میں دنیا میں رہنا پسند نہیں کرتا تھا۔

اگر جائز ہوتا تو میں وصیت کر جاتا کہ میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر مجھے دفن کیا جائے

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ زَاذَانَ أَنَّ مَالِكَ بْنَ دِينَارٍ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لَوْلَا أَنِّي أَكْرَهُ أَنْ أَصْنَعَ شَيْئًا لَمْ يَصْنَعْهُ أَحَدٌ كَانَ قَبْلِي لَأَوْصَيْتُ أَهْلِي إِذَا أَنَا مِتُّ أَنْ يُقَيِّدُونِي وَأَنْ يَجْمَعُوا يَدَيَّ إِلَى عُنُقِي فَيَنْطَلِقُوا بِي عَلَى تِلْكَ الْحَالِ حَتّٰى أُدْفَنَ كَمَا يُصْنَعُ بِالْعَبْدِ الْآبِقِ

(ایضاً ج ۳۔ ص ۲۸۸)

عمارہ بن زاذان بیان کرتے ہیں، کہ مالک بن دینار رحمہ اللہ کی وفات کا وقت جب قریب ہوا تو آپ نے فرمایا۔ کہ اگر مجھے ناپسند نہ ہوتا تو میں ایسا کام کر جاتا کہ مجھ سے پہلے کسی نے نہیں کیا۔ میں اہل و عیال کو وصیت کر جاتا کہ جب میری وفات ہو جائے۔ تو قیدیوں کی طرح میرے دونوں ہاتھ میری گردن سے باندھ دیں، اور میری وہ ہیئت بنا کر جو ہیئت بھاگے ہوئے غلام کی بنائی جاتی ہے۔ قبر میں دفن کر دیا جائے۔

پاؤں آگے کرتے ہیں کبھی پیچھے، اپنے حقیقی مالک سے التجا کر رہے ہیں یہاں تک کہ اسی حالت میں صبح ہو جاتی ہے۔

قَالَ جَعْفَرٌ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ ابْنَ حَبِيْبٍ اَبَا صَالِحٍ خَتَنَ مَالِكِ بْنِ دِيْنَارٍ يَقُوْلُ بِمُوْتُ مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ وَاَنَا مَعَهُ فِي الدَّارِ لَا اَدْرِيْ مَا عَمَلُهُ قَالَ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ جِئْتُ فَلَبِسْتُ قَطِيْفَةً فِيْ اَطْوَلِ مَا يَكُوْنُ اللَّيْلُ قَالَ وَجَاءَ مَالِكٌ فَقَرَّبَ رَغِيْفَهُ فَاَكَلَ ثُمَّ قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاسْتَفْتَحَ ثُمَّ اَخَذَ بِلِحْيَتِهِ فَجَعَلَ يَقُوْلُ اِذَا جَمَعْتَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فَحَرِّمْ شَيْبَةَ مَالِكِ بْنِ دِيْنَارٍ۔ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَ كَذٰلِكَ حَتّٰى غَلَبَتْنِيْ عَيْنِيْ ثُمَّ انْتَبَهْتُ فَاِذَا هُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ يُقَدِّمُ رِجْلًا

حضرت جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے مالک بن دینار کے داماد ابوصالح مغیرہ بن حبیب سے سنا وہ کہتے تھے کہ مالک بن دینار کی وفات کے قریب میں ان کے پاس ان کے مکان میں تھا مجھے یہ علم نہیں تھا۔ کہ ان کے کیا معمولات ہیں میں نے ان کے ساتھ نمازِ عشاء ادا کی اور اس کے بعد ایک چادر اوڑھ کر رات بھر لیٹا رہا۔ میں نے دیکھا کہ مالک بن دینار کے پاس روٹی لائی گئی، انہوں نے کھالی۔ اس کے بعد نماز تہجد کے لیے مصلے پر تشریف لے آئے۔ نماز شروع کر دی اور اپنی ڈاڑھی اپنے ہاتھ میں پکڑ کر کہنا شروع کیا اے پہلوں اور پچھلوں کو جمع کرنے والی ذاتِ مقدس! بوڑھے مالک بن دینار کے جسم کو جہنم کی آگ پر حرام کر دے خدا کی قسم وہ اسی حال میں تھے کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ میں سو گیا پھر میں جب

وَهُوَ آخِذٌ بِلِحْيَتِهِ يُؤَخِّرُ رِجْلًا وَّيَقُوْلُ يَا رَبِّ إِذَا جَمَعْتَ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ فَحَرِّمْ شَيْبَةَ مَالِكِ بْنِ دِيْنَارٍ عَلَى النَّارِ فَمَا زَالَ كَذٰلِكَ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ وَاللّٰهِ لَئِنْ خَرَجَ مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ فَرَآنِيْ لَا يَبُلُّ لِيْ عِنْدَهٗ بَالَّةٌ أَبَدًا۔ قَالَ فَجِئْتُ إِلَى الْمَنْزِلِ وَتَرَكْتُهٗ۔

(حلیۃ ج ۲ ص ۳۶۲)

بیدار ہوا۔ تو دیکھا کہ آپ اسی حال میں کبھی اپنا پاؤں آگے کرتے ہیں کبھی پیچھے اور فرما رہے ہیں، اے میرے پروردگار! جس روز (قیامت میں) تو اولین اور آخرین (یعنی سب لوگوں کو حساب کے لیے) جمع کرے گا تو بوڑھے مالک بن دینار کو جہنم کی آگ پر حرام کر دینا، آپ اسی حال پر رہے یہاں تک صبح صادق ہو گئی۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر مالک بن دینار نے مجھے دیکھ لیا تو مجھے کوئی عطیہ نہیں دیں گے۔ اس لیے میں انہیں وہیں چھوڑ کر اپنے گھر واپس آگیا۔

تدفینِ میت دیکھ کر اپنے آپ سے خطاب

اے مالک! تو بھی انہی معاملات سے دوچار ہوگا، قبر میں تجھے گھر کی سی کوئی آسائش میسر نہیں آئے گی، بار بار یہ الفاظ دہرا رہے تھے کہ قبر کے کنارے کھڑے بے ہوش ہو کر اسی قبر میں گر پڑے۔ لوگوں نے انہیں بصد احترام اٹھایا اور ان کے مکان پر لے گئے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَرْزُوْقٍ قَالَ بَلَغَنِيْ أَنَّ مَالِكَ بْنَ دِيْنَارٍ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ذَاتَ

عبداللہ بن مرزوق بیان کرتے ہیں کہ ایک دن مالک بن دینار قبرستان میں داخل ہوئے دیکھا کہ ایک میت دفن کی جا رہی

يَوْمٍ فَإِذَا رَجُلٌ يُدْفَنُ فَجَاءَ حَتّٰى وَقَفَ عَلَى الْقَبْرِ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى الرَّجُلِ وَهُوَ يُدْفَنُ فَجَعَلَ يَقُولُ مَالِكٌ غَدًا هٰكَذَا يَصِيْرُ وَلَيْسَ لَهٗ شَيْءٌ يَتَوَسَّدُهٗ فِيْ قَبْرِهٖ فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ غَدًا مَالِكٌ هٰكَذَا يَصِيْرُ حَتّٰى خَرَّ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فِيْ جَوْفِ الْقَبْرِ۔ فَحَمَلُوْهُ فَانْطَلَقُوْا بِهٖ إِلٰى مَنْزِلِهٖ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ (صفۃ الصفوۃ ج ۳ ص ۲۸۰)	ہے۔ آپ بھی قبر کے کنارے کھڑے ہو گئے۔ اور یہ منظر دیکھنے لگے۔ اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرمانے لگے۔ اے مالک کل تیرے ساتھ بھی یہی معاملہ ہو گا۔ اور قبر میں ایسی کوئی چیز نہیں جس سے تو تکیے کا کام لے سکے، اور یہ قول بار بار دُہرا رہے تھے کہ اے مالک! کل تیرے ساتھ بھی یہی معاملہ ہو گا کہ بے ہوش ہو کر اُسی قبر میں گر پڑے، (جس میں کہ میت کو دفن کیا جا رہا تھا) لوگوں نے انہیں اُسی بے ہوشی کی حالت میں اٹھایا اور اُن کی رہائش گاہ پہنچا دیا۔

موت جس کا انجام ہو اور قبر جس کا مقام

اُس کی آنکھ رونقِ دنیا سے کس طرح لذت اندوز ہے؟ اور وہ دُنیا میں کس طرح پُرسکون زندگی گزار رہا ہے؟ مالک بن دینار یہ کہتے ہیں اور بے ہوش ہو جاتے ہیں۔

قَالَ مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ عَجَبًا لِمَنْ يَعْلَمُ أَنَّ الْمَوْتَ مَصِيْرُهٗ	مالک بن دینار فرمایا کرتے۔ تعجب ہے اس شخص پر موت جس کا انجام اور

وَالْقَبْرُ مَوْرِدُهٗ كَيْفَ تَقَرُّ بِالدُّنْيَا عَيْنُهٗ وَكَيْفَ يَطِيْبُ فِيْهَا عَيْشُهٗ ؛ ثُمَّ يَبْكِيْ مَالِكٌ حَتّٰى يَسْقُطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ۔

(صفۃ الصفوۃ ج ۳ ص ۲۷۷)

قبر جس کا مقام ہو اس کی آنکھ دنیا سے کس طرح ٹھنڈی ہے۔ اور وہ حیاتِ دنیوی کس طرح اطمینان سے بسر کر رہا ہے (یہ فرماتے) اور بے اختیار اشکبار ہو جاتے یہاں تک کہ بے ہوش ہو کر گر جاتے۔

اہلِ قبور مجھے جواب نہیں دے رہے

میں ان کے پاس سے بصد حسرت و یاس لوٹ رہا ہوں

قَالَ جَعْفَرٌ كُنَّا نَخْرُجُ مَعَ مَالِكِ بْنِ دِيْنَارٍ مِّنَ الْحُطَمَةِ فَنَجْمَعُ الْمَوْتٰى وَنُجَهِّزُهُمْ ثُمَّ يَخْرُجُ عَلٰى حِمَارٍ قَصِيْرٍ لَاطِئٍ وَلِجَامُهٗ مِنْ لِيْفٍ وَعَلَيْهِ عَبَاءَةٌ مُّرْتَدِيًا بِهَا۔ قَالَ فَيَعِظُنَا فِي الطَّرِيْقِ حَتّٰى إِذَا أَشْرَفَ عَلَى الْقُبُوْرِ وَأَحَسَّ بِنَا أَقْبَلَ بِصَوْتٍ لَهٗ مَحْزُوْنٍ۔

سہ

حضرت جعفرؒ فرماتے ہیں کہ ہم جنگِ حطمہ سے فارغ ہوئے، اور شہداء کی لاشوں کو جمع کیا۔ اور ان کی تجہیز و تکفین کی۔ کہ مالک بن دینارؒ ایک چھوٹے سے گدھے پر سوار ہو کر آئے، جو کہ زمین سے تھوڑا سا اونچا تھا اور اُس کی لگام کھجور کی چھال سے بنی ہوئی تھی، آپ نے اپنا لمبا کوٹ اپنے کندھوں پر ڈالا ہوا تھا۔ اور راستے میں آپ ہمیں وعظ و نصیحت کرتے آرہے تھے۔ کہ ایک قبرستان آگیا، آپ نے ہماری طرف دیکھ کر غمزدہ آواز میں یہ اشعار پڑھنا شروع کر دیئے۔

اَلَاحَیَّ الْقُبُوْرِ وَمَنْ بِہِنَّہٗ	وُجُوْہٌ فِی التُّرَابِ اُحِبُّہُنَّہٗ
اے قبرستان والو اور یہاں دفن ہونے والے	ساتھیو، میں تم سے محبت رکھتا ہوں
فَلَوْ اَنَّ الْقُبُوْرَ اَجِبْنَ حَیًّا	اِذًا لَاَجَبْنَنِیْ اِذْ زُرْتُہُنَّہٗ
اگر اہلِ قبور کسی زندہ کو جواب دے سکتے	تو جب میں ان کی زیارت کیلئے آیا ہوں مجھے ضرور جواب دیتے
وَلٰکِنَّ الْقُبُوْرَ صَمَتْنَ عَنِّیْ	فَاُبْتُ بِحَسْرَۃٍ مِّنْ عِنْدِہِنَّہٗ
لیکن یہ اہلِ قبور مجھے جواب دینے سے خاموش ہیں	میں ان کے پاس بڑی حسرت ویاس کے ساتھ لوٹ رہا ہوں
قَالَ فَاِذَا سَمِعْنَا صَوْتَہٗ	حضرت جعفر فرماتے ہیں، کہ آپ کی آواز سن
جِئْنَا اِلَیْہِ فَیَقُوْلُ اِنَّمَا	کر ہم آپ کے قریب آگئے، تو آپ یہ
اَلْخَیْرُ فِی الشَّبَابِ ثُمَّ	فرما رہے تھے، کہ اصل نیکی (جہاد) نوجوانی
یَجْمَعُہُمْ فَیُصَلِّیْ عَلَیْہِمْ	میں ہوتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے
(حلیۃ الاولیاء جلد ۲	لاشوں کو جمع کیا۔ اور ان کی نمازِ جنازہ
ص ۳۷۳ ـ ۳۷۴)	پڑھائی۔

آپ کا زہد مالک بن دینار چالیس سال بصرہ میں مقیم رہے، اس عرصۂ طویل میں انہوں نے وہاں کی ایک کھجور نہیں چکھی یہاں تک کہ وفات پاگئے۔ جب تازہ کھجوروں کا موسم گزر جاتا۔ تو فرماتے، اے ساکنانِ بصرہ! یہ میرا پیٹ ہے۔ اس میں سے کچھ کم نہیں ہوا (رسالۂ قشیریہ ص ۱۸۵)

ایک عورت نے مالک بن دینار سے کہا اے ریاکار! یہ سن کر آپ نے فرمایا تم نے تو میرا وہ نام لیا ہے جس سے اہلِ بصرہ ناواقف ہیں (رسالۂ قشیریہ ۲۷۹)

مالک بن دینارؒ نے ایک قبر پر کیا لکھا دیکھا؟

ہم بھی تمہاری طرح تھے لیکن حوادثِ زمانہ نے ہمیں تبدیل کر دیا۔ عنقریب تم

بھی ہماری طرح ہو جاؤ گے۔ موت سے پہلے اپنی سواریوں کو تیز چلاؤ، اُن کی لگامیں ڈھیلی چھوڑ دو، جو کام کرنا چاہتے ہو جلدی کر لو۔

قَالَ مَالِكٌ اَتَيْتُ عَلٰى قَبْرٍ فَاِذَا عَلَيْهِ مَكْتُوْبٌ — مالک بن دینارؒ کہتے ہیں میں ایک قبر پر آیا تو اس پر یہ لکھا ہوا تھا۔

يَا اَيُّهَا الرَّكْبُ سِيْرُوْا اِنَّ غَايَتَكُمْ اَنْ تُصْبِحُوْا ذَاتَ يَوْمٍ لَّا تَسِيْرُوْنَا

اے قافلہ والو چلو، یاد رکھو! ایک دن تم پر ایسا وقت آئے گا کہ تم ہمارے ساتھ نہیں چل سکو گے

حُثُّوا الْمَطَايَا وَاَرْخُوْا مِنْ اَزِمَّتِهَا قَبْلَ الْمَمَاتِ وَقَضُّوْا مَا تَقْضُوْنَا

موت سے پہلے پہلے تم اپنی سواریوں کو تیز چلاؤ اور اُن کی لگامیں ڈھیلی چھوڑ دو، اور جو کام تم کرنا چاہتے ہو جلدی کر لو

كُنَّا اُنَاسًا كَمَا كُنْتُمْ فَغَيَّرَنَا دَهْرٌ فَسَوْفَ كَمَا كُنَّا تَكُوْنُوْنَا

ہم بھی تمہاری طرح کے لوگ تھے لیکن حوادث زمانہ نے ہمیں (فوت کر کے) تبدیل کر دیا، عنقریب تم بھی ہماری طرح ہو جاؤ گے۔ (حلیہ ج ۲ ص ۳۸۴)

اے اللہ تو اہلِ جنّت اور اہلِ جہنم دونوں سے واقف ہے مالک کن میں سے ہے؟

قَالَ جَعْفَرُ كَانَ مَالِكُ ابْنُ دِيْنَارٍ اِذَا قَامَ فِيْ مِحْرَابِهٖ قَالَ يَا رَبِّ قَدْ عَرَفْتَ سَاكِنَ الْجَنَّةِ وَسَاكِنَ النَّارِ فَفِيْ اَيِّ الدَّارَيْنِ مَالِكٌ ثُمَّ بَكٰى

حضرت جعفر بیان کرتے ہیں کہ مالک بن دینار جب اپنی محراب میں عبادت کے لیے کھڑے ہوتے، تو فرماتے اے میرے پروردگار! تو اہلِ جنت سے بھی واقف ہے اور اہلِ جہنم کو بھی جانتا ہے۔ ان دونوں مقامات میں سے مالک کس مقام میں ہوگا؟ (یہ فرماتے) اور بے اختیار رو پڑتے۔

دُور رحم سے وہ کس طرح اشکبار نہ ہو
جسے خبر نہیں وہ جنتی کہ ناری ہے

کلماتِ طیّبات

—— کَانَ الْاَبْرَارُ یَتَوَاصَوْنَ بِثَلَاثٍ (۱) بِسِجْنِ اللِّسَانِ (۲) وَکَثْرَۃِ الْاِسْتِغْفَارِ (۳) وَالْعُزْلَۃِ۔	نیک لوگ آپس میں تین وصیتیں کرتے تھے (۱) زبان کی حفاظت (۲) کثرتِ استغفار (۳) اور خلوت اختیار کرنا۔
مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ اللُّؤْلُؤَۃِ اَیْنَمَا کَانَتْ حُسْنُھَا مَعَھَا۔	مومن کی مثال موتی کی طرح ہے وہ جہاں کہیں ہوتا ہے۔ اس کا حسن اس کے ساتھ ہوتا ہے۔
—— کُلُّ جَلِیْسٍ لَا تَسْتَفِیْدُ مِنْہُ خَیْرًا فَاجْتَنِبْہُ	جس ہمنشین سے تجھے کوئی نیکی حاصل نہیں ہوتی اس سے کنارہ کشی اختیار کر لے
—— نَحْنُ رَھَائِنُ الْاَمْوَاتِ وَھُمْ مُحْتَسِبُوْنَ حَتّٰی تُرَدَّ اِلَیْھِمُ الرَّھَائِنُ فَیُحْشَرُوْنَ جَمِیْعًا —— ثُمَّ غُشِیَ عَلَیْہِ	ہم مرنے والوں کی طرف سے گروی رکھے ہوئے ہیں (یہاں تک کہ جب ہم فوت ہوں گے) ان کی گروی رکھی ہوئی امانتیں ان کو واپس مل جائیں گی اور پھر ہم اور وہ اللہ کے پاس اکٹھے جمع کیے جائیں گے۔ آپ نے جب یہ بات فرمائی اسی وقت آپ پر غشی طاری ہو گئی۔
—— لَوْ وَجَدْتُ اَعْوَانًا لَنَادَیْتُ فِیْ مَنَارِ الْبَصْرَۃِ بِاللَّیْلِ النَّارُ النَّارُ لَوِ اسْتَطَعْتُ اَنْ لَا اَنَامَ لَمْ اَنَمْ مَخَافَۃَ اَنْ یَنْزِلَ الْعَذَابُ وَاَنَا نَائِمٌ۔۔۔۔	اگر میں کچھ مددگار پاتا۔ تو رات کے وقت بصرہ کے منارہ سے پکارتا آگ۔ آگ۔ اگر ممکن ہوتا کہ میں نہ سوؤں تو میں نہ سوتا اس خوف سے کہ کہیں عذاب نازل نہ ہو جائے (اس حال میں) کہ میں سویا ہوا

ـــــ وَلَوْ وَجَدْتُّ اَعْوَانًا لَفَرَّقْتُهُمْ	ہوں، اگر میں ایسے مددگار پاتا تو انہیں
يُنَادُوْنَ فِيْ سَائِرِ الدُّنْيَا	الگ الگ دنیا کے ہر حصہ میں بھیج دیتا
كُلِّهَا يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَلنَّارُ	یہ منادی کرنے کے لیے کہ اے لوگو!
اَلنَّارُ۔	آگ، آگ۔
ـــــ اِنَّ الْبَدَنَ اِذَا سَقِمَ لَمْ	جب بدن بیمار ہو جاتا ہے۔ تو اسے کھانا
يَنْجَعْ فِيْهِ طَعَامٌ وَّلَا	پینا، نیند اور آرام سے کچھ فائدہ حاصل
شَرَابٌ وَّلَا نَوْمٌ وَّلَا	نہیں ہوتا۔ اسی طرح دل کی حالت ہے
رَاحَةٌ وَّكَذَالِكَ الْقَلْبُ	کہ جب محبتِ دنیا کا مرض اُس سے
اِذَا عَلَّقَهُ حُبُّ الدُّنْيَا لَمْ	لپٹ جاتا ہے۔ تو اُسے وعظ و نصیحت
تَنْجَعْ فِيْهِ الْمَوْعِظَةُ۔	کچھ اثر نہیں کرتی۔
ـــــ نَظَرْتُ فِيْ اَصْلِ كُلِّ اِثْمٍ فَلَمْ	میں نے ہر گناہ کی بنیاد پر نظر اٹھائی۔ تو
اَجِدْهُ اِلَّا حُبَّ الْمَالِ۔	محبتِ مال معلوم ہوئی جس نے محبتِ مال
فَمَنْ اَلْقٰى حُبَّ الْمَالِ	(دل سے) نکال دی اُس نے (حقیقی)
فَقَدِ اسْتَرَاحَ۔	آرام حاصل کر لیا۔
ـــــ اَلصِّدْقُ وَالْكِذْبُ يَعْتَرِكَانِ	(انسان کے) دل میں سچ اور جھوٹ کی
فِي الْقَلْبِ حَتّٰى يُخْرِجَ	جنگ ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک ان
اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ	میں سے دوسرے کو نکال دیتا ہے۔
ـــــ اِنَّ الْكَلْبَ اِذَا طُرِحَ اِلَيْهِ	کتے کے سامنے سونا اور چاندی پھینک
الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ لَمْ يَعْرِفْهُمَا	دیا جائے تو وہ انہیں نہیں پہچانتا۔ لیکن
وَاِذَا طُرِحَ اِلَيْهِ الْعَظْمُ	جب اس کے آگے ہڈی پھینکی جاتی ہے
اَكَبَّ عَلَيْهِ۔ كَذَالِكَ	تو وہ اُس پر اوندھے منہ گرتا ہے۔ اسی

سُفَهَآؤُكُمْ لَا يَعْرِفُوْنَ الْحَقَّ — طرح بے وقوف لوگ حق نہیں پہچانتے

اَلْخَوْفُ عَلَى الْعَمَلِ اَنْ لَّا يُتَقَبَّلَ اَشَدُّ مِنَ الْعَمَلِ — عمل کے بعد یہ خوف کہ شاید قبول نہ ہوا ہو عمل سے زیادہ سخت ہے۔

اَلسُّوْقُ مُكْثِرَةٌ لِّلْمَالِ مُذْهِبَةٌ لِّلدِّيْنِ۔ — بازار مال کو بڑھانے اور دین کو لے جانے کا سبب ہیں۔

حلیہ ج ۲ ص ۳۶۰- ۳۸۵

بدکردار ساتھی کُتّے سے بُرا ہے

قَالَ حَمَّادُ بْنُ وَاقِدِ الصَّغَّارُ جِئْتُ يَوْمًا مَّالِكَ بْنَ دِيْنَارٍ وَّهُوَ جَالِسٌ وَّحْدَهٗ وَاِلٰى جَانِبِهٖ كَلْبٌ قَدْ وَضَعَ خُرْطُوْمَهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ فَذَهَبْتُ اَطْرُدُهٗ فَقَالَ دَعْهُ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ جَلِيْسِ السُّوْءِ، هٰذَا لَا يُؤْذِيْنِيْ۔

حماد بن واقد الصغار بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دن میں مالک بن دینار کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اکیلے تشریف فرما تھے اور آپ کے قریب ہی ایک کتا اس طرح بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اس کا منہ آپ کے سامنے تھا۔ میں نے اسے وہاں بھگانے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو یہ برے ہمنشین سے بہتر ہے، یہ مجھے کوئی تکلیف نہیں دیتا۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۳۸۵۔

جو شخص اپنی خواہشات پر غالب آگیا شیطان اُس کے سائے سے الگ کر دیا گیا (رسالہ قشیریہ اُردو ص ۲۳۱)

ابا جان آپ رات کو سوتے کیوں نہیں؟

مالک بن دینار کی بیٹی نے کہا ابا جان آپ رات کو سوتے کیوں نہیں؟ فرمایا بیٹی مجھے ڈر ہے اگر میں سو جاؤں تو راہزن (شیطان) دولتِ ایمان (لوٹ کر لے جائے

(رسالہ قشیریہ اردو ص ۶۱۲)

اہلِ دُنیا دُنیا کی بہترین چیز کا ذائقہ چکھے بغیر دُنیا سے چلے جاتے ہیں

قَالَ مَالِكٌ خَرَجَ اَهْلُ الدُّنْيَا مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَذُوْقُوْا اَطْيَبَ شَيْءٍ فِيْهَا قَالُوْا وَمَا هُوَ يَا اَبَا يَحْيٰى، قَالَ مَعْرِفَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى (حلیہ ج ۲ ص ۳۵۸)

اہلِ دنیا دنیا سے اس حال میں جاتے ہیں کہ انھوں نے اچھی چیز کا ذائقہ نہیں چکھا ہوتا۔ لوگوں نے پوچھا ابو یحییٰ! بتایئے تو وہ کونسی چیز ہے (جس کا ذائقہ نہیں چکھا ہوتا) فرمایا اللہ کی معرفت۔

عَنْ مَالِكٍ قَالَ اِنَّ فِيْ بَعْضِ الْكُتُبِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ اِنَّ اَهْوَنَ مَا اَنَا صَانِعٌ بِالْعَالِمِ اِذَا اَحَبَّ الدُّنْيَا اَنْ اُخْرِجَ حَلَاوَةَ ذِكْرِيْ مِنْ قَلْبِهٖ۔ (حلیہ ج ۲۔ ص ۳۶۰)

حضرت مالک فرماتے ہیں بعض کتابوں میں لکھا ہوا پایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سب سے ہلکا معاملہ جو میں ایسے عالم سے کرتا ہوں جو دنیا سے محبت کرتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ میں اپنے ذکر کی حلاوت (مٹھاس) اس کے دل سے نکال دیتا ہوں۔

جس طرح سکونت کے بغیر مکان خراب ہو جاتا ہے اسی طرح غم کے بغیر دل بھی خراب ہو جاتا ہے

قَالَ جَعْفَرٌ سَمِعْتُ مَالِكَ ابْنَ دِيْنَارٍ يَقُوْلُ اِنَّ الْقَلْبَ اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ حُزْنٌ

حضرت جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے مالک بن دینار سے سُنا، آپ فرمایا کرتے۔ کہ دل میں جب غم نہیں رہتا۔

خَرِبَ كَمَا اَنَّ الْبَيْتَ إِذَا لَمْ يَكُنْ فِي الْبَيْتِ سَاكِنٌ يَخْرَبُ

تو وہ خراب ہو جاتا ہے۔ جس طرح وہ مکان خراب (منہدم) ہو جاتا ہے جس میں (لوگوں کی) رہائش نہیں رہتی،

وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اِنَّ الْعَالِمَ إِذَا لَمْ يَعْمَلْ بِعِلْمِهٖ زَلَّتْ مَوْعِظَتُهٗ عَنِ الْقُلُوْبِ كَمَا تَزِلُّ الْقَطْرَةُ عَنِ الصَّفَا (حلیۃ الاولیاء ج ۲)

میں نے آپ سے یہ بھی سنا۔ کہ جب کوئی عالم اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا تو اُس کے وعظ کا اثر دلوں سے محو ہو جاتا ہے۔ جس طرح بارش کا قطرہ صاف پتھر پر نہیں ٹھہرتا۔

بادشاہوں کو کوسنے میں مصروف نہ رہو بلکہ اللہ کی طرف توبہ کرو

مالک بن دینار کہتے ہیں میں نے "حکمت و دانش" میں پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں۔ بادشاہوں کے دل میرے قبضۂ قدرت میں ہیں، جو لوگ میرے تابعِ فرمان ہوتے ہیں، میں بادشاہوں کو اُن کے لیے رحمت بنا دیتا ہوں، اور نافرمانوں کے لیے اُن کو زحمت بنا دیتا ہوں، بادشاہوں کو کوسنے اور انہیں بُرا بھلا کہنے میں معروف نہ رہو، بلکہ اللہ کی طرف توبہ اور مراجعت کرو۔ وہ اُن کو تم پر مہربان کر دے گا۔ (الجواب الکافی اردو لابن قیم ص ۴۵)

چوروں کو مالک بن دینارؒ کے مکان میں کچھ نہیں ملا

وہ وہاں سے خالی ہاتھ لوٹنے لگے تو مالک بن دینارؒ نے اُن سے فرمایا تم دو رکعت نماز ہی ادا کرتے جاؤ۔

قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ الْحَلْوَانِيُّ	حسین بن علی حلوانی بیان کرتے ہیں۔ کہ
دَخَلَ اللُّصُوصُ إِلَى بَيْتِ مَالِكِ	مالک بن دینارؒ کے گھر میں چور داخل
ابْنِ دِيْنَارٍ فَلَمْ يَجِدُوا فِي	ہوئے۔ انہیں وہاں کچھ نہ ملا۔ تو وہ نامراد
الْبَيْتِ شَيْئًا فَأَرَادُوا الْخُرُوجَ	وہاں سے لوٹنے لگے، مالک بن دینار
مِنْ دَارِهِ فَقَالَ مَالِكٌ مَا عَلَيْكُمْ	نے انہیں فرمایا، تم دو رکعتیں کیوں
لَوْ صَلَّيْتُمْ رَكْعَتَيْنِ۔	نہیں ادا کر جاتے ؟

(صفۃ الصفوۃ ج ۳ ص ۲۸۷)

دارِ فرار کے مقابلے میں دارِ قرار حاصل کرو

جعفر بن سلیمان سے روایت ہے۔ کہ مالک بن دینار فرمایا کرتے تھے..... اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دارِ فرار اور آخرت کو مقامِ قرار بنایا ہے۔ تو تم دارِ فرار کے مقابلے میں مقامِ قرار حاصل کرو۔ اس سے قبل کہ اس دنیا سے تمہارے اجسام نکال دیئے جائیں، تم اپنے دلوں سے اس دنیا کو نکال دو، یاد رکھو! تم اپنے خفیہ بد اعمال اللہ تعالیٰ سے ہرگز نہیں چھپا سکتے۔

إِنَّمَا مَثَلُ الدُّنْيَا كَالسُّمِّ أَكَلَهُ	دنیا کی مثال زہر کی ہے۔ اسے وہی
مَنْ لَا يَعْرِفُهُ وَاجْتَنَبَهُ مَنْ	کھاتا ہے جو اسے پہچانتا نہیں، اور جو
عَرَفَهُ وَمَثَلُ الدُّنْيَا مَثَلُ الْحَيَّةِ	اسے پہچان لیتا ہے۔ وہ اُس سے
مَسُّهَا لَيِّنٌ وَفِي جَوْفِهَا السُّمُّ	مجتنب رہتا ہے۔ اور دنیا کی مثال ایک
الْقَاتِلُ يَحْذَرُهَا ذَوُو الْعُقُولِ	زہریلے سانپ کی ہے۔ کہ وہ چھونے
وَيَهْوِي إِلَيْهَا الصِّبْيَانُ بِأَيْدِيهِمْ	سے نہایت نرم اور گداز معلوم ہوتا ہے
(صفۃ الصفوۃ ج ۳ ص ۲۸۵)	لیکن اس کے اندر زہرِ قاتل ہے۔ لہذا

عقلمند اس سے سخت اجتناب کرتے ہیں۔

سورۂ زلزال سن کر مالک بن دینار بیہوش ہو گئے

حارث بن سعید بیان کرتے ہیں کہ ہم مالک بن دینارؒ کی مجلس میں بیٹھے تھے، کہ ایک قاری نے سورۂ زلزال کی تلاوت شروع کر دی، مالک بن دینار اور اہلِ مجلس بے اختیار اشکبار ہو گئے، قاری جب اس آیت پر آیا فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ —— ترجمہ:۔ جو شخص ذرہ برابر نیکی کرے گا (قیامت کے دن) اسے اپنے سامنے پائے گا اور ذرہ برابر جو برائی برابر کرے گا (حشر کے میدان میں) اس کے روبرو آجائے گی، مالک بن دینار بیہوش ہو گئے، لوگ انہیں اسی حالت میں وہاں سے اٹھا کر لے گئے۔ (صفۃ الصفوۃ ج ۳ ص ۲۸۰)

قِلّت و کثرت

بصرہ میں آگ لگ گئی، مالک بن دینارؒ نے کمبل اٹھایا اور چل پڑے

وَقَعَ حَرِيْقٌ بِالْبَصْرَةِ فَاَخَذَ مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ بِطَرَفِ كِسَائِهٖ وَقَالَ هَلَكَ اَصْحَابُ الْاَثْقَالِ (صفۃ الصفوۃ ج ۳ ص ۲۸۱)	ایک دفعہ بصرہ میں آگ لگ گئی۔ مالک بن دینار نے اپنا کمبل اٹھایا اور چل پڑے فرمایا کہ زیادہ ساز و سامان والے ہلاک ہو گئے۔

عشرتِ دنیا دھوکا دھوکا
لذتِ ہستی وہم سراپا
منزلِ عاجز قبر کی مٹی
خاک کا بستر خاک کا تکیہ

حضرت الفضیل بن عیاضؒ

تو وحشت اور تاریکی اور کیڑوں کے گھر منتقل ہونے والا ہے، وہاں منکر و نکیر تیری زیارت کو آئینگے

عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ الْفُضَيْلَ بْنَ عِيَاضٍ يَقُوْلُ لَا تَجْعَلِ الرِّجَالَ اَوْصِيَاءَكَ كَيْفَ تَلُوْمُهُمْ اِنْ يُّضَيِّعُوْا وَصِيَّتَكَ وَاَنْتَ قَدْ ضَيَّعْتَهَا فِيْ حَيَاتِكَ، وَاَنْتَ بَعْدَ هٰذَا تَصِيْرُ اِلٰى بَيْتِ الْوَحْشَةِ وَبَيْتِ الظُّلْمَتِ وَبَيْتِ الدُّوْدِ وَيَكُوْنُ زَائِرُكَ فِيْهَا مُنْكَرًا وَّنَكِيْرًا وَقَبْرُكَ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرِ النَّارِ ثُمَّ بَكَى الْفُضَيْلُ وَقَالَ اَعَاذَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ مِنَ النَّارِ

(حلیۃ الاولیاء ج ۸ ص ۸۷)

عبدالصمد بن یزید سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے فضیل بن عیاض کو فرماتے سنا کہ تُو آدمیوں کو اپنے وصی نہ مقرر کر کیونکہ اگر وہ تیری وصیت ضائع کر دیں تو تُو انہیں کیسے ملامت کر سکتا ہے جب کہ تو نے اپنی زندگی میں خود ہی اسے ضائع کر دیا (اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی کو موت کے بعد اپنے ورثہ اور ترکہ کی حفاظت کیلئے اللہ کی حفاظت پر اعتماد کرنا چاہئے، بندوں کی نگہبانی کام نہیں آسکتی) اور اس کے بعد تُو وحشت و تاریکی اور کیڑوں کے گھر جانے والا ہے، اور اُسمیں تجھے ملنے کیلئے منکر اور نکیر (فرشتے) آئینگے اور تیری قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جائے گی یا آگ کا گڑھا، پھر فیضلؒ رو پڑے اور کہا اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں جہنم کی آگ سے بچائے "

میت کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرنا چاہیے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُدْفِنُوْا اَمْوَاتَکُمْ وَسْطَ قَوْمٍ صَالِحِیْنَ، فَاِنَّ الْمَیِّتَ یَتَاَذّٰی بِجَارِ السُّوْءِ کَمَا یَتَاَذّٰی الْحَیُّ بِجَارِ السُّوْءِ وَرُوِیَ مَعْنَاهُ مِنْ حَدِیْثِ عَلِیٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَغَیْرِهِمَا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مُردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو، بے شک میت بُرے پڑوسی سے تکلیف پاتی ہے جس طرح زندہ شخص بُرے پڑوسی سے تکلیف اُٹھاتا ہے اس مفہوم کی احادیث حضرت علی اور حضرت ابن عباس اور اُن کے علاوہ دوسرے اصحاب سے بھی مروی ہیں۔

(احکام تمنی الموت بحوالہ نعیم وغیرہ ص ۱۷)

ایک بصری گورکن کا واقعہ بصری گورکن — میں نے ایک دن ایک قبر کھودی اور اس کے قریب ہی سو گیا خواب میں میرے پاس دو عورتیں آئیں، ایک عورت بولی اے اللہ کے بندے خدارا اس عورت کو ہم سے ہٹالے اسے ہمارے قریب دفن نہ کر، گھبرا کر میری آنکھ کھل گئی، اتنے میں اسی قبر کے پاس ایک عورت کا جنازہ لایا گیا۔ میں نے اسے اس میں دفن نہ ہونے دیا، اور دوسری قبر بنادی، رات ہوئی تو پھر وہی دونوں عورتیں خواب میں دکھائی دیں، اُن میں سے ایک بولی، اللہ تمہارا بھلا کرے، تم نے ہمیں ایک طول طویل شر سے بچا لیا، میں نے کہا تمہاری طرح یہ عورت بات کیوں نہیں کرتی، بولی یہ عورت وصیت کے بغیر فوت ہو گی ہے، ایسوں پر واجب ہے قیامت تک بات نہ کریں۔

(کتاب الروح لابن قیم اردو ص ۹۳)

قبر ضرورت سے زیادہ گہری کھودنا مناسب نہیں

أَخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَوْتُ أَوْصَاهُمْ فَقَالَ أَحْفِرُوا لِي وَلَا تُعَمِّقُوا فَإِنَّ خَيْرَ الْأَرْضِ أَعْلَاهَا، وَشَرَّهَا أَسْفَلُهَا.

ابن سعد حضرت معاویہ بن صالح سے روایت کرتے ہیں کہ جب عمر بن عبد العزیز رح کے پاس موت آئی تو انہوں نے اپنے ساتھیوں کو وصیت فرمائی کہ میرے لئے قبر کھودیں تو اُسے گہرا نہ کریں، اس لئے کہ زمین کا اوپر کا حصہ سے بہتر ہے۔

وَأَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِلْحَفَّارِ لِأَخِيهِ أَحْفِرْ لَهُ عَلَى قَدْرِ طُولِكَ أَوْ إِلَى الْمَنْكِبِ وَلَا تَبْعُدْ لَهُ فِي الْأَرْضِ۔

ابن عساکر بھی انہی سے روایت لائے ہیں، کہ انہوں نے قبر کھودنے والے اپنے بھائی سے کہا کہ آپ اُن کیلئے قبر اپنے قد کی لمبائی کے مطابق یا کندھوں (شانوں) تک کھودیں، زمین میں زیادہ گہری نہ کھودیں،

• احکام تمنی الموت ص ۱۷ "

احباب و اقرباء ہیں تری زندگی کے ساتھ
اُترا نہیں ہے قبر میں کوئی کسی کے ساتھ

دلدادگان عشرتِ دنیا کا ہے یہ حال
مرقد پہ اُن کے آج کوئی نوحہ خواں نہیں،

سوچتا ہوں کس طرح گذرے گی غارِ قبر میں
جب کہ تنہا ظلمتِ شب سے بھی گھبراتا ہوں میں

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی تمنّا

اے اللہ مجھے شہادت نصیب ہو اور میری موت مدینہ منورہ میں آئے

آپ یہ دعاء کیا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِکَ وَوَفَاةً بِبَلَدِ رَسُوْلِکَ

"الطبقات لابن سعد ج ۳ ص ۳۳"

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے تیرے راستے میں شہادت کا سوال کرتا ہوں، اور تیرے رسول کے شہر میں وفات کا متمنّی ہوں۔

مرنے کے بعد صلحاء و اتقیاء و اصفیاء کی ہمسائگی میں دفن ہونا خوش بختی ہے اور نہایت درجہ نافع ہے، اسی لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ شہادت کی موت کے ساتھ مدینہ منورہ میں موت کی دعاء کرتے ہیں تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب نصیب ہو، جو کہ سب سے بڑی سعادت ہے، چنانچہ اُن کی یہ دعاء اللہ تعالےٰ نے قبول فرمائی، اُنہیں شہید کیا گیا (وہ بھی نماز کی حالت میں) اور وفات کے بعد کائنات میں سب سے برگزیدہ و بلند ہستی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تدفین کی نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز ہوئے۔

چارہ گر چھوڑ دے درماں دوا رہنے دے
خاک کو خاکِ مدینہ میں ملا رہنے دے

باپ کی وفات کے بعد اُس کی قبر میں بیٹے کی طرف سے تحفہ بھیجنے کا طریقہ

جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ والد کی وفات کے بعد اُس کی قبر میں اس کے ساتھ کوئی نیکی کی جائے، تو اُسے چاہئے کہ والد کے دوستوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرے، رسُول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ۔

عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ فَاَتَانِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ اَتَدْرِیْ لِمَ اَتَیْتُكَ قَالَ، قُلْتُ، لَا. قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ، مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّصِلَ اَبَاهُ فِیْ قَبْرِهٖ فَلْیَصِلْ اِخْوَانَ اَبِیْهِ بَعْدَهٗ وَاِنَّهٗ كَانَ بَیْنَ اَبِیْ عُمَرَ وَبَیْنَ اَبِیْكَ اِخَاءٌ وُدٌّ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَصِلَ ذَاكَ

"الترغیب ج ۳ ص ۳۲۳ بحوالہ ابن حبان ۔

حضرت ابوبردہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ آیا تو میرے پاس عبداللہ بن عمر تشریف لائے اور فرمایا آپکو معلوم ہے، میں کیوں آپکے پاس آیا ۔ میں نے کہا نہیں، فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرمارہے تھے کہ جسکی یہ خواہش ہو کہ وہ اپنے باپ کی قبر میں اسکے ساتھ کوئی نیکی کرے تو اُسے چاہیئے کہ باپ کی وفات کے بعد اسکے بھائیوں، دوستوں سے نیکی کرے چنانچہ میرے والد حضرت عمرؓ اور آپکے والد کے درمیان بھائی چارہ اور محبت تھی، تو میری خواہش ہے کہ اس محبت واخوت کو قائم رکھا جائے ۔"

تحفہ اگر ہے بھیجنا والد کو قبر میں
والد کے دوستوں سے پھر حُسنِ سلوک کر

والدین کی وفات کے بعد اُن سے حُسنِ سلوک کی بہترین صورت

والدین کی وفات کے بعد اُن کے لئے دعا کرنا، اور اُن کی وصیت پر عمل کرنا، اور اُن کے احباب واقارب سے حُسنِ سلوک کرنا، یہ والدین سے حُسنِ سلوک کی بہترین صورت ہے ۔

عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ مَالِكِ بْنِ رَبِیْعَةَ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَیْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ

حضرت ابوسعید مالک بن ربیعہ ساعدی رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلَمَۃَ ، فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّ اَبَوَیَّ شَیْئٌ اَبَرُّھُمَا بِہٖ بَعْدَ مَوْتِھِمَا؟ قَالَ نَعَمْ اَلصَّلٰوۃُ عَلَیْھِمَا . وَالْاِسْتِغْفَارُ لَھُمَا وَاِنْفَاذُ عَھْدِھِمَا مِنْ بَعْدِھِمَا ، وَصِلَۃُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِھِمَا وَاِکْرَامُ صَدِیْقِھِمَا . رواہ ابوداؤد وابن ماجہ وابن حبان فی صحیحہ وزادفی آخرہ قَالَ الرَّجُلُ مَا اَکْثَرَ ھٰذَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَاَطْیَبَہٗ . قَالَ فَاعْمَلْ بِہٖ . "الترغیب ج ۳ ص ۳۲۳" .	بیٹھے تھے، کہ بنی سلمہ قبیلہ کا ایک شخص آیا، اس نے کہا یارسول اللہ میرے وفات شدہ والدین کے ساتھ اُن کی وفات کے بعد میں کوئی نیکی کرنا چاہوں تو اُس کی کوئی صورت ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، اُن کے لئے دعا کرنا اور بخشش طلب کرنا اور اُن کا وعدہ اُن کی وفات کے بعد پورا کرنا اور اُنکے اقرباء سے نیک سلوک کرنا، اور اُن کے دوستوں کی عزت کرنا، اُس آدمی نے (یہ سُن کر پھر) پوچھا، اے اللہ کے رسولؐ کیا کوئی اس سے بھی زیادہ اور اچھا عمل ہے، آپ نے فرمایا بس یہی عمل کر۔

جس کا اندازۂ ثواب نہیں!
اپنے ماں باپ کی وہ خدمت ہے

اَے عمرؓ تیرا اُس وقت کیا حال ہوگا؟

جس وقت قبر میں تیرے پاس منکر و نکیر آئینگے، جن کے لمبے لمبے بال اُن کے پاؤں کے نیچے آ رہے ہونگے اُن کی آواز نہایت خوفناک بجلی کی کڑک جیسی ہے، اُن کے ساتھ ایسا ہتھوڑا ہوگا کہ اہلِ دنیا اگر اُسے اٹھانا چاہیں تو اٹھا نہ سکیں گے (جس سے کہ مجرموں کی پٹائی کی جائیگی)

عَنْ عَمْرِوبْنِ دِيْنَارٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعُمَرَ كَيْفَ بِكَ يَا عُمَرُ بِفَتَّانِي الْقَبْرِ؟ إِذَا أَتَيَاكَ يَحْفُرَانِ بِأَنْيَابِهِمَا وَيَطَآنِ فِي أَشْعَارِهِمَا أَعْيُنُهُمَا كَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ وَأَصْوَاتُهُمَا كَالرَّعْدِ الْقَاصِفِ مَعَهُمَا مِرْزَبَّةٌ لَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهَا أَهْلُ مِنًى لَمْ يُقِلُّوْهَا، قَالَ عُمَرُ وَأَنَا عَلَى مَا أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ؟ قَالَ وَأَنْتَ عَلَى مَا أَنْتَ عَلَيْهِ الْيَوْمَ قَالَ إِذًا أَكْفِيْهِمَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ وَكَانَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ يَقُوْلُ نَعَمْ ذَالِكَ مُنْكَرٌ وَنَكِيْرٌ (مصنف عبدالرزاق)

عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عمر تمہارا اُس وقت کیا حال ہوگا جب کہ قبر میں منکر و نکیر آئینگے، اور اپنے بڑے بڑے دانتوں سے زمین کھود رہے ہونگے، اور اُنکے لمبے لمبے بال اُن کے پاؤں کے نیچے آ رہے ہونگے اور اُن کی آنکھیں اور اُن کی آواز خوفناک کڑک کی طرح ہے ان کے ساتھ ایسا ہتھوڑا ہوگا اگر اُسے اہلِ دنیا اٹھانا چاہیں تو نہ اٹھا سکیں گے، حضرت عمرؓ نے کہا کیا میں اُس روز اسی حالت پر ہونگا جس حالت پر آج ہوں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں؟ تم اسی حالت پر ہوگے جس حالت پر آج ہو، حضرت عمرؓ نے کہا تو میں ان شاء اللہ اُن کے لئے کافی ہوں عبید بن عمیر کہا کرتے

تھے جی ہاں وُہ منکر و نکیر ہیں۔ الجزء الثالث ص ۲۸۵، ۳۸۶ اخرجہ ابو داؤد فی البعث والبیہقی فی عذاب القبر کما فی شرح الصدور ۵۰ و اخرجہ غیرھما عنہ مرسلا، وتفسیر درمنثور ج ۴ ص ۸۲

قبر تجھ کو یاد کرتی ہے ہر اک دن پانچ بار
اور اے انسان تو ہے عیش و عشرت میں مگن

تیرا کیا حال ہوگا جب تُو قبر میں داخل ہوگا؟
تیرے پاس کالے اور نیلے رنگ کے دو فرشتے آئینگے۔ اور وہ اپنے بڑے بڑے دانتوں سے زمین کھود رہے ہونگے۔
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال کرینگے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ أَتَى رَجُلٌ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلَهُ عَنْ آيَةٍ فَلَمْ يُخْبِرْهُ فَوَلَّى الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ كَيْفَ إِذَا دَخَلْتَ قَبْرَكَ فَأُخْرِجَ لَكَ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ يَطَآنِ فِي أَشْعَارِهِمَا وَيَحْفِرَانِ بِأَنْيَابِهِمَا۔ فَيَسْأَلَانِ عَنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَيُّ رَجُلٍ أَنْتَ إِنْ أَنْتَ

محمد بن قیس بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص ابو درداء کے پاس آیا اُس نے ایک آیت کے بارے میں پوچھا آپ نے اُسے کچھ جواب نہ دیا، وہ یہ آیت پڑھتا ہُوا لوٹنے لگا اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی (ترجمہ کچھ لوگ ہماری اتاری ہوئی آیات اور ہدایت کو چھپاتے ہیں) حضرت ابو درداء نے فرمایا، تیرا کیا حال ہوگا جب تو قبر میں داخل ہوگا تیرے پاس کالے اور نیلے رنگ کے دو فرشتے آئینگے اور اُنکے لمبے لمبے بال اُنکے پاؤں کے نیچے آرہے ہونگے اور اپنے بڑے دانتوں سے زمین کھود رہے ہونگے محمد صلی اللہ

ثَبَتَّ فِیہِ وَذُکِرَ اَنَّ مَعَہُمَا	علیہ وسلم کے متعلق سوال کرینگے تم کتنے اچھے ہو
مِرْزَبَۃٌ لَوِ اجْتَمَعَ عَلَیْہِ	گے جب کہ تم اسمیں ثابت رہے اور بیان کیا
الثَّقَلَانِ اَوْ قَالَ اَھْلُ مِنًی	کہ اُن دونوں کے پاس ایسا گرز (ہتھوڑا)
مَا اَطَاقُوْھَا کَیْفَ بِكَ	ہوگا کہ اگر جن وانسان یا اہل دنیا جمع ہو
اِذَا وُضِعَ جِسْرُ جَھَنَّمَ فَاَیُّ	جائیں تب بھی اُسے اٹھا نہ سکینگے۔ تیرا اُس وقت
رَجُلٍ اَنْتَ اِنْ اَنْتَ مَرَرْتَ	کیا حال ہوگا جبکہ جہنم پر پُل رکھ دیا جائے گا
عَلَیْہِ اَوْ سَلِمْتَ وَکَیْفَ بِكَ	تم کتنے خوش بخت ہوگے اگر تم صحیح وسالم
اِذَا لَمْ یَکُنْ مِنَ الْاَرْضِ	اس سے گزر گئے۔ اور تیرا کیا حال ہوگا جبکہ
اِلَّا مَوْضِعُ قَدَمِكَ وَلَا ظِلَّ	زمین پر (ازدحام کے باعث حساب وکتاب
اِلَّا ظِلُّ عَرْشِ الرَّحْمٰنِ فَاَیُّ	کے وقت) کوئی جگہ خالی نہ ہیگی مگر صرف تیرے
رَجُلٍ اَنْتَ اِذَا اسْتَظْلَلْتَ بِہٖ	قدم رکھنے کے برابر اور (اُس روز) کہیں سایہ نہ
اِذْھَبْ اِلَیْكَ فَوَاللّٰہِ الَّذِیْ	ہوگا، مگر رحمن کے عرش کا سایہ، اب تم جاؤ، یہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَھُوَ الْحَقُّ۔	نصیحت تمہارے لئے کافی ہے،، پس قسم ہے
(مصنف عبدالرزاق)	اللہ تعالیٰ کی جسکے سوا کوئی معبود نہیں یہ سب
،، الجزء الثالث ص ۵۸۷ ،،	کچھ حق ہے (ایسا ہوکر رہے گا)

قبر میں عاجز کو رکھ کر لوٹ جب آئینگے لوگ
کیا وہاں پیش آئے گا دل لرزہ براندام ہے!

جو انسان جس حال پر مرتا ہے وہ قیامت کے روز قبر سے اُسی حال پر اُٹھایا جائے گا اس لئے انسان کی عقلمندی کا تقاضا ہے کہ اسکا ہر لحظہ حیات اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں گزرنا چاہئے اور اسی حالت میں اسے موت آنی چاہئے، تاکہ وہ آخرت میں فلاح یاب و سرفراز ہو، اور ہر لحظہ ربِّ کائنات کی معصیت اور اسکی ادنیٰ نافرمانی سے

مجتنب رہنا چاہئے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی حالت میں کہیں موت نہ آجائے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یُبْعَثُ کُلُّ عَبْدٍ عَلٰی مَا مَاتَ عَلَیْہِ	جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو انسان جس حال پر مرتا ہے قیامت کے روز اُسی حال پر (قبر سے) اٹھایا جائے گا۔
وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ عَذَابًا اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ کَانَ فِیْہِمْ ، ثُمَّ یُبْعَثُوْا عَلٰی نِیَّاتِہِمْ (بخاری)	عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے، جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب کا ارادہ کرتا ہے تو عذاب مشترکہ طور پر سب لوگوں پر آتا ہے، پھر قیامت کے روز اپنی اپنی نیتوں پر اٹھینگے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر عذاب بھیجتا ہے تو عذاب اُن سب پر بھیجتا ہے جو اُن میں موجود ہوتے ہیں۔ پھر انہیں اُن کے اعمال کے مطابق (قبروں سے) اُٹھائے گا۔
وَلَفْظُ الْبُخَارِیِّ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْزَلَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ عَذَابًا اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ کَانَ فِیْہِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰی اَعْمَالِہِمْ (بخاری)	
عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُکْلَمُ اَحَدٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ	حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے مجھے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے، کسی شخص کو اللہ کی راہ میں کوئی زخم نہیں لگتا اللہ تعالیٰ خوب جانتا

بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِهِ اِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ وَمَا اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالْعَرْفُ عَرْفُ الْمِسْكِ۔

(بخاری ومسلم)

ہے جس کو اسکے راستے میں زخم لگا ہے ، وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اسکے زخم سے خون بہ رہا ہوگا جو بظاہر خون دکھائی دے گا مگر اسکی خوشبو کستوری کی ہوگی ۔

جس حال پہ مرتا ہے جو اُٹھے گا اُسی پر
پائے گا ہر انسان صلہ اپنے عمل کا

شہید کی شہادت کا ثواب یا عذاب اُسکی نیّت کے مطابق دیا جائے گا

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اَخْبِرْنِي عَنِ الْجِهَادِ وَالْغَزْوِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ اِنْ قُتِلْتَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا بَعَثَكَ اللهُ صَابِرًا مُحْتَسِبًا وَاِنْ قُتِلْتَ مُرَائِيًا مُكَاثِرًا بَعَثَكَ مُرَائِيًا مُكَاثِرًا عَلٰى اَيِّ حَالٍ قَاتَلْتَ اَوْ قُتِلْتَ بَعَثَكَ اللهُ بِتِلْكَ الْحَالِ۔

(ابوداود)

عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد اور غزوہ کے متعلق سوال کیا آپ نے ارشاد فرمایا اے عبداللہ اگر تم صبر کرتے ہوئے اور ثواب کی امید میں قتل ہوگئے تو روز محشر صبر کرنے والے ثواب کی امید رکھنے والوں میں اٹھائے جاؤ گے اور اگر محض دکھاوے اور حریف پر غلبہ پانے کی نیت سے مارے جاؤ گے، تو تمہیں تمہاری قبروں سے ، ریاکار اور طالب دنیا کی حالت میں اٹھایا جائے گا، تم جس حال پر قتل کروگے یا خود قتل ہوگے، اللہ تعالی تمہیں ، قیامت کے دن ، اسی حال میں (تمہاری قبروں سے) اٹھائے گا ۔

جو بد قسمت نشے کی حالت میں مر جاتا ہے

وہ اُسی حالت میں قبر سے اٹھایا جائے گا اور اُسے جہنم کے درمیان ایک ایسے گڑھے میں پھینکا جائے گا جس کا نام سکران (بے ہوش) ہے، اس میں ایسی نہر ہے جس میں پانی کی جگہ خون جاری ہے، اس نشہ باز آدمی کیلئے کھانا اور پینا وہی خون ہوگا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ سَکْرَانَ فَاِنَّہٗ یُعَایِنُ مَلَکَ الْمَوْتِ سَکْرَانَ وَیُعَایِنُ مُنْکَرًا وَّنَکِیْرًا سَکْرَانَ وَیُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ سَکْرَانَ اِلٰی خَنْدَقٍ فِیْ وَسْطِ جَھَنَّمَ یُسَمّٰی السَّکْرَانَ فِیْہِ عَیْنٌ تَجْرِیْ مَاؤُھَا لَا یَکُوْنُ لَہٗ طَعَامٌ وَّلَا شَرَابٌ اِلَّا مِنْہُ،

(التذکرہ للقرطبی ص ۲۲۸)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے، کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نشے کی حالت میں مرجاتا ہے وُہ نشے کی حالت ہی میں ملک الموت کو دیکھے گا اور نشے کی حالت ہی میں منکر نکیر (فرشتوں) کو دیکھے گا اور قیامت کے روز نشے کی حالت ہی میں اٹھایا جائے گا، اور اسے جہنم کے وسط میں واقع گڑھے میں دھکیلا جائے گا جہاں اس کا نام نشہ باز ہوگا، اس میں ایک ایسی نہر ہے جس میں پانی کے بجائے خون جاری ہے۔ اس کیلئے نہ وہاں کھانا ہوگا اور نہ پینا مگر وہی خون۔

منشّیات

نشہ آور کوئی بھی چیز ہو اسلام نے ایک مسلمان کو اس سے سختی کے ساتھ روکا ہے کیوں کہ منشّیات کے استعمال سے ہلاکت آفرین نقصانات ہیں۔

دراصل شریعت نے اسی چیز کو حرام قرار دیا ہے جو کہ مآل کار انسان کے لئے ضرر رساں اور مہلک ہے، مگر ایک بے عقل و بدنصیب انسان غیر شعوری طور پر ان چیزوں کو استعمال کرتا ہے اور وہ اعمال بلا جھجک بجا لاتا ہے جن سے اُس کے حقیقی محسن و آقا اللہ رب العزت نے اسے روکا ہے، اور اس کے مُربّی و مشفق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع فرمایا ہے۔

نتیجۃً وہ مہلک گڑھے میں جا گرتا ہے جہاں سے پھر نکلنا بڑا دشوار ہے۔

حُقّہ اور سگریٹ نوشی اس درجہ عام ہو گئی ہے کہ اس وبا سے اب کوئی گھر ہی ہوگا جو محفوظ ہے، تمباکو نوشی میں اب کوئی عار ہے نہ شرم جس طرح نوجوان عورتوں میں بے پردگی گانا بجانا، مردوں کا ڈاڑھی منڈانا ایک فیشن بن گیا ہے، حالانکہ اسلام میں اس کی قطعاً اجازت نہیں، سگریٹ نوشی اس قدر جزو جاں بن چکی ہے کہ اس کا عادی موقعہ و محل کا بھی خیال نہیں کرتا۔ میری آنکھوں نے یہ دلخراش منظر دیکھا ہے، کہ قبرستان میں میت کو دفن کیا جا رہا ہے، اسکی نعش پر مٹی ڈالی جا رہی ہے، دوسری طرف میت کے ہمراہ آنے والے چار، چھ آدمی ایک جگہ اور دس پندرہ دوسری جگہ بیٹھے سگریٹ پی رہے ہیں، اور کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں، انہیں یہ خبر ہی نہیں یا احساس ہی نہیں کہ کسے دفن کیا جا رہا ہے اور کیوں مٹی کے نیچے دبایا جا رہا ہے اور میت کے ساتھ اب کیا پیش آنے والا ہے۔ اُف آخرت کے ہولناک راستے پر اور پُر خطر سفر میں قدم رکھنے والے قابلِ رحم مسافر کے

ساتھ اس قدر ظالمانہ سلوک، ہائے قبرستان میں اردگرد شکستہ قبروں کے عبرت انگیز مناظر سے بھی ان کی آنکھیں اشکبار نہیں ہوتیں۔ آہ ان لوگوں کے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو گئے کہ یہ ٹوٹی پھوٹی قبروں کے درمیان بیٹھے ہوئے اور پھر ایسے وقت جب کہ ان کا کوئی عزیز، کوئی دوست، کوئی پڑوسی، کوئی اہل محلہ زمین میں گڑھا کھود کر اس میں اتارا جا رہا ہوتا ہے، یہ اُس وقت ایک طرف الگ بیٹھے سگریٹ نوشی کے ساتھ قہقہے لگا رہے ہوتے ہیں، الٰہی تو بڑا ہی رحیم وکریم ہے، ان بدبختوں اور بے شعوروں پر رحم وکرم فرما انہیں شعور عطا فرما کہ یہ حقیقت کو سمجھیں اور اس سفاکانہ روش سے توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لیں، الٰہی میرے مہربان الٰہی مَیں تو درِ رحمت پر یہی دعا کرتا ہوں، اور کرتا رہوں گا، کہ تُو اُن بے خبروں کو خبردار کر دے اور غفلت شعاروں کو ہوشیار کر دے، اور انہیں سمجھا دے، کہ موت تمہیں بھی آئے گی اور اسی طرح تمہیں بھی قبروں میں دفن کیا جائے گا، کچھ اس کا ذکر، اس کی فکر، اور اس کی تیاری ؟ (تمباکو نوشی) پر مَیں نے الگ رسالہ لکھا ہے اسے مطالعہ فرمائیں ؎

جب اندھیری قبر میں سب چھوڑ جائینگے تجھے،
غور کر اُس وقت تیرے پاس کیا رہ جائے گا؟

تمباکو نوشی میں کم از کم پانچ نقصانات تو ظاہر ہیں جو کہ سب کے سب فکر انگیز اور ہلاکت خیز ہیں، ضیاعِ وقت، ضیاعِ مال، مضرِ صحت، بدبُو، نشہ یا فتور، ممکن ہے حُقہ اور سگریٹ نوشی میں اس سے بھی زیادہ خرابیاں ہوں، مَیں نے جو کچھ سمجھا ہے عرض کر دیا ہے، اس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے، سگریٹ نوش خود اعتراف کرتا ہے کہ یہ ایک بے ہُودہ علت ہے جو لگ گئی ہے، مَیں یہاں پیارے قارئین کی خدمت میں نہایت احترام اور پیار سے یہ ضرور عرض کرونگا، کہ خدا کے لئے اور خدا کی رضا کے لئے تمباکو نوشی

سے مکمل پرہیز فرمائیں کہ یہ آپ کی اپنی جان عزیز ہے اس پر ظلم نہ کریں

حسرت و حیرت انگیز منظر

میں نے بعض ڈاکٹروں اور طبیبوں کو دیکھا ہے، کہ وہ اپنے کلینکوں اور اور مطبوں میں سگریٹ پی رہے ہوتے ہیں اور پھر دوا کے ساتھ بعض اشیاء سے پرہیز بتا رہے ہوتے ہیں، دوسرے لوگ نہ سہی کم از کم مجھے ایسا بے شعور و کم عقل آدمی تو کچھ دیر کے لئے دریائے فہم و فراست میں غوطے کھانے لگ جاتا ہے۔ اور اپنے ضمیر سے سوال کرتا ہے، کہ یہ ڈاکٹر صاحب کسی کا کیا علاج کرینگے جب کہ یہ خود خطرناک مرض میں مبتلا ہیں اور پھر تعجب یہ ہے۔ کہ خود دوا بھی نہیں کھا رہے ہیں شاید اس طرح یہ اپنی ہمّت و جراُت کا مظاہرہ فرما رہے ہوتے ہیں، مگر سمجھنے والے سب کچھ سمجھ رہے ہیں۔ وہ اتنے بھولے نہیں کہ ایک غلط چیز پر صحیح کی مُہر تصدیق ثبت کر دیں صحیح ہمیشہ صحیح ہے اور غلط غلط ہی ہے، خواہ کوئی بھی کرے"

احرام کی حالت میں مرنے والا تکبیرات پڑھتا ہوا قبر سے اُٹھے گا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلاً كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمًا فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ، فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں تھا کہ اُسکی اونٹنی نے اسے گرا دیا اور وہ فوت ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے پانی اور بیری کے پتوں سے نہلا دُ،

وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبِهِ	اور اسی کے کپڑوں میں اسے
وَلَا تَمَسُّوهُ بِطِيبٍ وَلَا تُخَمِّرُوا	کفنا دو۔ اور اس کا سر نہ ڈھانکو یہ
رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ	قیامت کے دن تکبیرات پڑھتا ہوا
مُلَبِّيًا	اُٹھے گا۔

(اخرجہ البخاری)

حشر کے دن تک رہے گا اس کے نشہ میں وہ مست
زندگی میں پی لیا اک بار جس نے جام حج

ظالموں کی قبروں اور ان مقامات سے گزرنے کا اتفاق ہو جہاں اُن پہ عذاب نازل ہوا تو روتے ہوئے وہاں سے جلدی گزر جاؤ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَصْحَابِهِ يَعْنِيْ لَمَّا وَصَلُوا الْحِجْرَ دِيَارَ ثَمُوْدَ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِيْنَ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَإِنْ لَمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ لَا يُصِيْبُكُمْ مَا أَصَابَهُمْ (بخاری ومسلم)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا تم جب حجر یعنی ثمود کے علاقہ میں پہنچو تو عذاب الٰہی سے تباہ شدہ ان لوگوں کی بستیوں میں داخل نہ ہو مگر اس حال میں کہ تمہاری آنکھوں سے آنسو جاری ہوں۔ اگر تم رو نہ سکو تو ان میں داخل نہ ہو، کہیں ایسا نہ ہو، جس عذاب الٰہی میں یہ مبتلا ہوئے ہیں تم بھی ہو جاؤ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ لَمَّا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ أَنْ يُّصِيْبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ ثُمَّ قَنَّعَ رَأْسَهٗ وَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى أَجَازَ الْوَادِيَ۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علاقہ ثمود حجر سے گزرے، آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کی بستیوں میں داخل نہ ہو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، ایسا نہ ہو جو عذاب انہیں پہنچا ہے، تمہیں بھی پہنچ جائے مگر اس حال میں کہ تم روتے ہو، پھر آپ نے اپنا سر منہ ڈھانپ لیا اور تیز چلنے لگے یہاں تک کہ (اس) وادی سے گذر گئے۔

خاک ہو کر رہ گئے ہیں کس قدر فرعون وقت
پوچھ لے جا کر یہ کوئی مصر کے اہرام سے

قرنِ اوّل کی خواتین اور قبر کی فکر

مُنِیبَةُ الْبَصَرِیَّةُ وَابْنَتُهَا منیبہ بصریہؒ اور اس کی بیٹی

اے ابا سعید! اب آپ میری والدہ ماجدہ کی طرف دیکھنا وہ میرے والد سے فرمائیں گی، میری بیٹی کے لیے فراخ قبر تیار کریں اور اُسے نفیس کفن پہنائیں، خدا کی قسم! اگر میں مکہ مکرّمہ کی طرف سفر کا ارادہ کرتی تو صعوبات سفر اور قلّت زادِ سفر اور اپنے گناہوں کے خیال سے) رو پڑتی۔ اب جب کہ میں حیاتِ فانی کے آخری لمحات میں ہوں، اور طویل سفرِ آخرت درپیش ہے۔ اس سفر کی پہلی منزل قبر کے گڑھے میں داخل ہونے والی ہوں، وہاں کی خلوت، ظلمت، وحشت اور خطرناک کیڑوں کی کثرت کی ہیبت سے کس طرح نہ روؤں۔!

یہ منیبہؒ کی بیٹی کا موت کے وقت روتے ہوئے حضرت حسنؒ کے اُس سوال کا جواب ہے جبکہ انہوں نے فرمایا کہ پیاری بیٹی! تم اس وقت کیوں رو رہی ہو؟

اَبُوْ عَیَّاشٍ الْقَطَّانُ قَالَ	ابو عیّاش القطّان بیان کرتے ہیں کہ
کَانَتْ اِمْرَأَةٌ بِالْبَصْرَةِ	بصرہ میں ایک عابدہ خاتون تھی جس
مُتَعَبِّدَةٌ یُقَالُ لَهَا مُنِیبَةٌ	کا نام مُنیبہ تھا اس کی ایک بیٹی تھی
وَکَانَتْ لَهَا ابْنَةٌ اَشَدُّ	جو کہ اس سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ
عِبَادَةً مِنْهَا فَکَانَ الْحَسَنُ	کی عبادت کرتی تھی۔ حضرت حسنؒ
رُبَّمَا رَآهَا وَتَعَجَّبَ مِنْ	جب بھی اُسے دیکھتے تو چھوٹی عمر

عِبَادَتِهَا عَلٰی حَدَاثَتِهَا
فَبَيْنَ الْحَسَنِ ذَاتَ يَوْمٍ
جَالِسٌ اِذْ اَتَاهُ آتٍ فَقَالَ
اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْجَارِيَةَ
قَدْ نَزَلَ بِهَا الْمَوْتُ
فَوَثَبَ الْحَسَنُ فَدَخَلَ
عَلَيْهَا فَلَمَّا نَظَرَتِ
الْجَارِيَةُ اِلَيْهِ بَكَتْ
فَقَالَ لَهَا يَا حَبِيْبَتِيْ مَا
يُبْكِيْكِ؟ قَالَتْ لَهُ يَا
اَبَا سَعِيْدٍ اَلتُّرَابُ يُحْثٰی
عَلٰی شَبَابِيْ وَلَمْ اَشْبَعْ
مِنْ طَاعَةِ رَبِّيْ. يَا اَبَا سَعِيْدٍ
اُنْظُرْ اِلٰی وَالِدَتِيْ وَهِيَ
تَقُوْلُ لِوَالِدِيْ اِحْفِرْ
لِابْنَتِيْ قَبْرًا وَاسِعًا وَ
كَفِّنْهَا بِكَفَنٍ حَسَنٍ وَاللّٰهِ
لَوْ كُنْتُ اُجَهَّزُ اِلٰی مَكَّةَ
لَطَالَ بُكَائِيْ، كَيْفَ وَاَنَا
اُجَهَّزُ اِلٰی ظُلُمَاتِ الْقُبُوْرِ
وَوَحْشَتِهَا وَبَيْتِ الظُّلُمَاتِ

میں اس کی عبادت میں اس قدر
محویت پر تعجب فرماتے۔ ایک دفعہ
حضرت حسنؒ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک
شخص آیا اور اُس نے آتے ہی حضرت
حسنؒ سے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں
کہ وہ لڑکی (منیبہؒ کی بیٹی) پنجۂ
موت میں گرفتار ہے۔ حضرت حسنؒ
اُٹھے اور فوراً اس کے پاس پہنچ گئے
اُس لڑکی نے آپ کی طرف دیکھا اور
بے اختیار اشکبار ہو گئی۔ حضرت
حسنؒ نے فرمایا۔ پیاری بیٹی! تمہیں
کس چیز نے رُلایا ہے۔ لڑکی کہنے لگی
اے ابا سعید! اب مجھ جوان عمر پر
مٹی ڈال دی جائے گی اس حال میں
کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت سے
سیراب بھی نہیں ہوئی اے ابا سعید!
میری والدہ کی طرف دیکھنا (وہ میری
موت کے بعد) میرے والد سے کہے گی
کہ میری بیٹی کے لئے کشادہ قبر تیار
کریں اور اُسے بہترین کفن پہنائیں
خدا کی قسم اگر میرا مکہ مکرمہ کی جانب

وَالدُّوْدِ ؟	سفر کا ارادہ ہوتا تو میرا رونا دراز
صفۃ الصفوۃ ج ۴ ص ۲	ہو جاتا۔ اب جب کہ میں قبر کے
	اندھیرے اس کی وحشت اور اُس
	کیڑوں کے گھر کی طرف جانے کی تیاری
	کر رہی ہوں تو کیوں آہ و بکا نہ کروں

معاذہ بنت عبداللہ عدویہ بصریہؒ

تعجب ہے اُس آنکھ پر جو اب محوِ خواب ہے اور اُسے معلوم ہے کہ قبر کی تاریکی میں عرصۂ دراز تک سونا ہے۔ اے میری جان! مقامِ خواب تو تیرے آگے ہے۔ اگر تو اب سو گئی تو یاد رکھ! قبر میں حسرت بھری نیند بہت طویل ہوگی۔ حضرت معاذہؒ اپنے نفس کو یہ سمجھاتیں اور رات بھر عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتیں۔ رحمۃ اللہ علیہا۔

قَالَتْ آسِيَةُ بِنْتُ عَمْرٍو	آسیۃ بنت عمرو العدویۃ کا بیان
الْعَدَوِيَّةُ كَانَتْ مُعَاذَةُ	ہے کہ معاذۃ العدویۃ ہر دن رات
الْعَدَوِيَّةُ تُصَلِّيْ فِيْ كُلِّ	میں چھ سو رکعت نماز پڑھتی تھی اور
يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ سِتَّمِائَةَ رَكْعَةٍ	رات کے قیام میں قرأت کرتی،
وَتَقْرَأُ جُزْءَهَا مِنَ اللَّيْلِ	اور کہتی تھی کہ تعجب ہے اُس آنکھ
تَقُوْمُ بِهٖ وَكَانَتْ تَقُوْلُ	پر جو اب سوتی ہے اور اسے خبر
عَجِبْتُ لِعَيْنٍ تَنَامُ وَقَدْ	ہے کہ قبر کے اندھیروں میں بہت
عَرَفَتْ طُوْلَ الرُّقَادِ فِيْ	طویل مدت تک سونا ہے ——
ظُلَمِ الْقُبُوْرِ۔ اَلْحَكَمُ بْنُ	الحکم بن سنان الباھلی کہتے ہیں

سِنَانِ الْبَاهِلِيِّ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ	کہ مجھے اس خاتون نے جو معاذۃ العدویۃ
اِمْرَأَةٌ كَانَتْ تَخْدِمُ مُعَاذَةَ	کی خادمہ تھی بتایا کہ وہ نماز پڑھتے
الْعَدَوِيَّةَ قَالَتْ كَانَتْ تُحْيِيْ	ہوئے ساری رات جاگتیں اور اگر
اللَّيْلَ صَلَاةً فَإِذَا غَلَبَهَا	نیند غالب آنے لگتی تو صحن میں
النَّوْمُ قَامَتْ فَجَالَتْ فِي	گھومنے لگتیں اور یہ کہتیں اے
الدَّارِ وَهِيَ تَقُوْلُ يَا نَفْسُ	میری جان! نیند تو تیرے آگے
اَلنَّوْمُ اَمَامَكِ لَوْ قَدْ مِتِّ	ہے۔ اگر تو اب سو گئی تو پھر قبر
لَطَالَتْ رَقْدَتُكِ فِي الْقَبْرِ	میں حسرت بھری نیند بہت طویل
عَلٰى حَسْرَةٍ اَوْ سُرُوْرٍ قَالَتْ	ہوگی اور اسی کیفیت میں صبح
فَهِيَ كَذٰلِكَ حَتّٰى تُصْبِحَ	ہو جاتی۔

(صفۃ الصفوۃ ج ۴ ص ۲۲)

اُمِّ نہار عدویہ

ساکنانِ شہرِ خموشاں کے حالات سے عبرت حاصل کرو۔ اُن کی موت سے اپنے آپ کو زندگی بخشو۔ ان کی غفلت سے سبق سیکھو اور ہوشیار ہو جاؤ، اور اُن کے ظاہری امن سے خوف کھاؤ اور ان کی طرح دھوکہ کھانے سے احتیاط برتو، اور انہیں دیکھو اور یقین کرو کہ تمہارے جسم بھی اسی طرح خاک میں ہو جائیں گے تمہاری آبادیاں اُجڑ جائیں گی۔ اور دیکھو تو جب مٹی کو ان پر تسلط ملا تو کیا سے کیا کر دیا۔ زبان کی بجائے بے زبانی ملی اور بہترین سماعت بہرے پن سے بدل گئی اور تمام تر چہل پہل سکون ہو کر رہ گئی، قبر کا معاملہ کس درجہ خوفناک

ہے؟ عبرت، عبرت، عبرت،

عَنْ عُتْبَةَ بْنِ صَالِحِ الْهِلَالِيِّ	عتبہ بن صالح الہلالی بیان کرتے ہیں
قَالَ شَهِدْتُّ أَعْرَابِيَّةً	کہ میں ایک اعرابی عورت کو بنی عدی
بِالْجَفْرِ جَفْرِ بَنِيْ عَدِيٍّ يُقَالُ	کے کنوئیں پر ملا اسے ام نہار العدویہ
لَهَا أُمُّ نَهَارِ الْعَدَوِيَّةُ	کہا جاتا تھا اور وہ اس آدمی کی قبر
وَاقِفَةً عَلَى قَبْرِ رَجُلٍ وَ	پر کھڑی تھی جسے ہم دفن کر رہے
نَحْنُ نَدْفِنُهُ فَقَالَتْ أَيُّهَا	تھے۔ کہنے لگی۔ اے لوگو! تم اللہ کی
النَّاسُ أَتَاكُمْ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ	طرف سے ستر (عفو) کی نعمت میں ہو
وَجَلَّ فِيْ نِعْمَةِ سِتْرٍ وَ	اور عامۃ النّاس کے ہاں اچھے کردار
مِنَ النَّاسِ بِمَحَلِّ تَزْكِيَةٍ	کے حامل سمجھے جاتے ہو۔ پس
فَإِيَّاكُمْ وَمُصَادَاةَ زَخَارِفِ	آسائش و آرام کی زندگی میں ہی نہ
الرَّخَاءِ فَإِنَّهَا لَيْسَتْ مِنْ	کھو جانا کیونکہ یہ داناؤں کا شیوہ
صِفَةِ الْأَلِبَّاءِ فَاجْلُوْا	نہیں۔ دلوں سے غفلت کی شدّت
شَمَاذِيْرَ الْغَفْلَةِ عَنْ قُلُوْبِكُمْ	کو دُور کرو اور اس شہرِ خموشاں کے
وَتَأَمَّلُوْا أَهْلَ هٰذِهِ	باسیوں اور ان بہروں کے میدانوں
الْعَرَصَاتِ الْخُرْسِ وَالرُّبُوْعِ	میں فکر کرو اور ذرا اپنے دماغ
الصَّمُوْتِ وَارْجِعُوْهَا	میں انہیں ایک روحانی صورت دو
صُوَرًا بِوَهْمِكُمْ تَتَنَسَّمُوْنَ	اور پھر انہیں پکارو، سُنیں گے۔ اور
رُوْحَ الْحَيَاةِ فَنَادُوْهُمْ	ان سے پُوچھو، بتائیں گے (عبرت
يَسْمَعُوْا وَاسْئَلُوْهُمْ يُخْبِرُوْا	حاصل کرو) اور ان کی موت سے
فَاحْيُوْا بِمَوْتِهِمْ وَتَيَقَّظُوْا	اپنے آپ کو زندگی بخشو۔ ان کی

لِغَفَلَاتِهِمْ وَخُذُوا خَوْفَكُمْ	غفلت سے (سبق سیکھو) اور ہوشیار
مِنْ أَمْنِهِمْ وَحَذَرَكُمْ	ہو جاؤ اور ان کے (ظاہری) امن سے
مِنْ غُرُوْرِهِمْ وَانْظُرُوْا	خوف کھاؤ اور ان کی طرح دھوکہ کھانے
بِهِمْ إِلَى آثَارِ الْبِلَى فِي	سے احتیاط برتو۔ اور انہیں دیکھو اور
أَجْسَامِكُمْ وَالْخَرَابِ فِي	یقین کر لو کہ تمہارے جسم بھی بوسیدہ
مَسَاكِنِكُمْ وَكَيْفَ حَكَمَ	و بالیدہ ہوں گے تمہاری آبادیاں بھی
فِيهِمُ التُّرَابُ إِذْ وَلِيَ الْحُكْمَ	اُجڑ جائیں گی۔ اور دیکھو تو جب مٹّی
فِيهِمْ فَأَبْدَلَ لَهُمْ بِالنُّطْقِ	کو ان پر تسلّط ملا تو کیا سے کیا کر دیا۔
خَرَساً وَبِالسَّمْعِ صَمَماً	زبان کی بجائے بے زبانی ملی اور بہترین
وَبِالْحَرَكَاتِ سُكُوْناً رَحِمَ	سماعت بہرے پن سے بدل گئی اور
اللهُ امْرَءاً أَبْصَرَ فَتَدَبَّرَ	تمام تر چہل پہل سکون ہو کر رہ گئی۔
وَاتَّعَظَ فَاعْتَبَرَ وَعَمِلَ	اللہ تعالےٰ اس بندے پر رحم فرمائے
لِيَوْمِ الْحِسَابِ وَخَشِيَ	جس نے دیکھا تو فکر کیا۔ ڈر گیا۔
وَقْتَ الْعِقَابِ	اور عزّت حاصل کی اور یوم الحساب
ثُمَّ قَالَتْ : ؎	کے لیے عمل کیا اور عقاب کی گھڑیوں
اَلْمَوْتُ يُفْنِي وَلَا يُبْقِي عَلَى أَحَدٍ	سے ڈر گیا۔
مَا أَحْسَبُ الْمَوْتَ يُبْقِي جِدَّةَ الْأَبَدِ	پھر کہنے لگی موت فنا کر دیتی ہے
يَا مَوْتُ كَمْ مِنْ كَرِيمٍ قَدْ فَجَعْتَ بِهِ	اور کسی کو بقا نہیں بخشتی اور طویل مختوں
مِنْ أَقْرِبَيْهِ وَمِنْ أَهْلٍ وَمِنْ وَلَدٍ	کو باقی نہیں چھوڑتی
ثُمَّ قَالَتْ تَعَمَّدَكُمُ اللهُ بِالرَّحْمَةِ	اے موت! تو نے کتنے ہی شرفاء کو
وَبَلَّغَ بِكُمْ شَرَفَ الْهِمَّةِ	اقرباء اہل و عیال اور اولاد سے محرومی

صفة الصفوۃ ج ۴ ص ۳۸۹، ۳۹۰ — کا دکھ دیا ہے

پھر کہتی ہیں اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے ڈھانپ لے اور بزرگی کی شرافت سے نوازے۔

کوفہ کی ایک عابدہ و زاہدہ

مومن کے لیے حادثۂ موت اور قبر میں طویل نیند نصیحت کے لیئے کافی ہے۔ زیادہ گفتگو اس گھر میں بھلی معلوم ہوتی ہے جہاں کوئی غم ہو، نہ موت اور نہ کوئی فکر۔

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ عَمْرٍو الْكَلْبِيِّ قَالَ كَانَتْ اِمْرَأَةٌ عَابِدَةٌ فِيْ غِنًى فَكَانَتْ لَا تَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ اِلَّا يَسِيْرًا فَعُوْتِبَتْ فِيْ ذَالِكَ فَقَالَتْ كَفٰى بِالْمَوْتِ وَطُوْلِ الرَّقْدَةِ فِي الْقُبُوْرِ لِلْمُؤْمِنِيْنَ رُقَادٌ وَكَانَتْ تَصُوْمُ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ حَتّٰى يَسْوَدَّ لَوْنُهَا وَيَتَغَيَّرَ وَجْهُهَا وَكَانَتْ قَدْ بَكَتْ حَتّٰى اَسْوَدَّ مَجَارِيْ دُمُوْعِهَا

سوید بن عمرو کلبی بیان کرتے ہیں کہ (کوفہ میں) ایک امیر ترین عابدہ عورت تھی۔ وہ رات کا اکثر حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارتی اور بہت کم سوتی تھی۔ اس کی اس حالت پر اسے ملامت کی جاتی تو وہ جواب دیتی کہ اہلِ ایمان کے لیے موت کا معاملہ اور قبر میں خوابِ دراز نصیحت کے لیے کافی ہے (یہ فکرِ آخرت کا نتیجہ تھا) کہ وہ سخت گرمی میں روزہ رکھتی یہاں تک کہ اس کا رنگ سیاہ ہو گیا اور چہرے کی حالت متغیر ہو گئی۔ وہ

مِنْ وَجْهِهَا فَكَانَ يَأْتِيْهَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ وَأَصْحَابُهُ فَيُحَادِثُهَا سَاعَةً ثُمَّ تَقُوْلُ قُوْمُوْا فَالْحَدِيْثُ هُنَاكَ يَطِيْبُ فِيْ دَارٍ لَا هَمَّ فِيْهَا وَلَا مَوْتَ وَلَا تَعَبَ (صفة الصفوة ج ۳ ص ۱۹۴، ۱۹۵)

اس قدر روتی تھی کہ اُس کے چہرے پر مسلسل آنسو جاری رہنے کے مقام پر سیاہ نشان پڑ گئے۔ اس کے پاس محمد بن نضر اپنے دوستوں کے ہمراہ آتے اور اس سے کچھ دیر باتیں کرتے تو وہ (گھبرا اُٹھتی) اور اُن سے کہتی کہ اب تشریف لے جائیں، زیادہ بات چیت وہاں اچھی لگتی ہے جہاں نہ کوئی غم ہو اور نہ موت اور نہ فکر۔

بیت المقدس کی ایک عابدہ

اپنے عمل کو اپنا ساتھی بنا لو حقیقت میں انسان کا ساتھی قبر میں اس کا عمل ہے۔ سُن لو! دراصل انسان اپنے اقرباء میں مہمان کی حیثیت میں ہے، وہ اُن کے پاس تھوڑا سا ٹھہر کر چلا جاتا ہے۔ یاد رکھو! خالق کی قربت سے مخلوق کو دنیا کی محبّت نے دُور کر رکھا ہے۔ کچھ خوش بخت ایسے بھی ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبّت کا جام پلا دیا ہے۔ وہ اللہ کی محبت میں کسی کو شریک نہیں کرتے۔

عَنْ اَبِيْ سُلَيْمَانَ الدَّارَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ الْاَفْرِيْقِيُّ قَالَ كُنْتُ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ

ابو سلیمان دارانی رحؒ فرماتے ہیں۔ کہ مجھ سے سعید افریقی نے بیان کیا کہ میں اپنے دوستوں کے ہمراہ بیت

مَعَ اَصْحَابٍ لِی فِی الْمَسْجِدِ فَاِذَا اَنَا بِجَارِیَةٍ عَلَیْهَا دِرْعُ شَعْرٍ وَخِمَارُ صُوْفٍ فَاِذَا هِیَ تَنُوْلُ، اِلٰهِیْ وَ سَیِّدِیْ مَا اَضْیَقَ الطَّرِیْقَ عَلٰی مَنْ لَمْ تَکُنْ اَنِیْسُهٗ فَقُلْتُ یَا جَارِیَةُ مَا قَطَعَ الْخَلْقَ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ قَالَتْ حُبُّ الدُّنْیَا اِلَّا اَنَّ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عِبَادًا اَسْقَاهُمْ مِنْ حُبِّهٖ شَرْبَةً فَوَلِهَتْ قُلُوْبُهُمْ فَلَمْ یُحِبُّوْا مَعَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ غَیْرَهٗ ثُمَّ قَالَتْ "تَنْشُدُ"

المقدس کی مسجد میں تھا۔ ناگہاں میں نے وہاں ایک لڑکی کو دیکھا کہ جو بالوں کا دوپٹہ اوڑھے اور اُونی چادر میں ملبوس تھی اور پکار رہی تھی اے میرے معبود، اے میرے آقا! بے شک راستہ اس پر بہت تنگ ہوگیا ہے۔ جس کا تو دوست نہیں رہا۔ میں نے کہا۔ اے لڑکی! مخلوق کو اللہ عزوجل سے کس چیز نے دُور کر دیا ہے۔ لڑکی نے جواب دیا دُنیا کی محبّت نے۔ مگر اللہ عزّوجل کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں کہ جنہیں اُس نے اپنی محبّت کا جام پلایا ہے، تو اُن کے دل اُسی کے مُشتاق ہو گئے اب وُہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں کسی کو شریک نہیں کرتے۔ پھر اس نے یہ شعر پڑھے

تَزَوَّدْ قَرِیْنًا مِنْ فِعَالِكَ اِنَّمَا
اپنے عمل کو اپنا ساتھی بنا لو

قَرِیْنُ الْفَتٰی فِی الْقَبْرِ مَا کَانَ یَعْمَلُ
حقیقت میں انسان کا ساتھی قبر میں اُس کا عمل ہے،

اَلَا اِنَّمَا الْاِنْسَانُ ضَیْفٌ لِاَهْلِهٖ
سُن لو! دراصل انسان اپنے عزیزوں میں مہمان ہے

یُقِیْمُ قَلِیْلًا عِنْدَهُمْ ثُمَّ یَرْحَلُ
وہ اُن کے پاس تھوڑا سا ٹھہر کر چلا جاتا ہے

(صفة الصفوة ج ۴ ص ۲۵۲)

سوئے منزل قافلہ

جوہرہ رات کو محوِ خواب خاوند کو جگاتی ہے اور کہتی ہے ابوعبداللہ اُٹھو اٹھو دیکھو عقلمند لوگ سفرِ آخرت کے لئے زادِ راہ فراہم کرنے میں مصروف ہیں۔ آپ بھی رات کی تاریکی میں نمازِ تہجد ادا کریں۔ تاکہ قبر کی تاریکی روشنی میں تبدیل ہو جائے۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْبَرَائِیِّ قَالَ کَانَتْ جَوْھَرَۃُ تُنَبِّھُنِیْ مِنَ الَّیْلِ وَ تَقُوْلُ یَآ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ قَدْ سَارَتِ الْقَافِلَۃُ

ابوعبداللہ البرائی بیان کرتے ہیں کہ (اُن کی زوجہ) جوہرہ انہیں رات کو خبردار کرتی اور کہتی کہ اے ابوعبداللہ قافلہ (اپنی منزل کی طرف) رواں ہو چکا ہے۔

(صفۃ الصفوۃ ج ۲ ص ۲۲ د)

ابتداءِ اسلام میں عورتوں کے دلوں میں فکرِ آخرت کس درجہ مستحکم و جاگزیں ہوتی تھی۔ اپنے شوہروں کو نمازِ تہجد کے لیے جگائیں، اور قبر و قیامت کے ہولناک مناظر کا تصور پیش کر کے اس کے لیے تیاری کی ترغیب دیتیں، قبر کے اندھیرے کو یاد کر کے رات کے اندھیرے میں خود بھی نمازِ تہجد ادا کرتیں اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں کرتیں، کہ سفرِ آخرت میں پیش آنے والے نزع۔ قبر۔ قیامت کے مراحلِ شاقہ آسانی سے عبور ہو جائیں ـــــ اپنے شوہروں کو بھی میٹھی نیند سے بیدار کرتیں۔ اور اپنے ساتھ نمازِ تہجد میں شریک کر کے دلی مسرت محسوس کرتیں۔

؎ وہ بشر سوتا نہیں ہرگز کبھی غفلت کی نیند
جس کی منزل دُور ہو، اور راستہ جس کا کٹھن

عالمِ برزخ میں راحت و کلفت احادیث کی روشنی میں

عَنْ اُسَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا مَاتَ وَحُمِلَ قَالَ اَسْرِعُوْا بِيْ فَاِذَا وُضِعَ فِيْ لَحْدِهٖ كَلَّمَتْهُ الْاَرْضُ فَقَالَتْ لَهٗ اِنْ كُنْتُ لَاُحِبُّكَ وَاَنْتَ عَلٰى ظَهْرِيْ فَاَنْتَ الْاٰنَ اَحَبُّ اِلَيَّ۔ فَاِذَا مَاتَ الْكَافِرُ وَحُمِلَ قَالَ ارْجِعُوْا بِيْ۔ فَاِذَا وُضِعَ فِيْ لَحْدِهٖ كَلَّمَتْهُ الْاَرْضُ فَقَالَتْ اِنْ كُنْتُ لَاُبْغِضُكَ وَاَنْتَ عَلٰى ظَهْرِيْ فَاَنْتَ الْاٰنَ اَبْغَضُ اِلَيَّ۔

(كتاب الزهد لابن المبارك صفحه ۴۱)

اُسید بن عبدالرحمٰن رقمطراز ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ جب کوئی بندۂ مومن فوت ہوتا ہے۔ اور اس کا جنازہ اُٹھایا جاتا ہے وہ کہتا ہے مجھے جلدی لے جاؤ۔ اور جب وہ لحد میں اتار دیا جاتا ہے۔ تو اُس سے زمین ہمکلام ہوتی ہے کہ جب تو میری پشت پر محوِ خرام ہوتا تھا۔ تو میں تجھے بہت محبوب رکھتی تھی۔ (اب تو میری آغوش میں آگیا ہے) دیکھ! اس وقت بھی میں تجھ سے کس قدر محبت کرتی ہوں — جب کوئی کافر یہاں سے اُٹھتا ہے اور اس کا جنازہ اٹھایا جاتا ہے۔ تو وہ کہتا ہے مجھے واپس لے چلو۔ پھر جس وقت وہ لحد میں اتارا جاتا ہے تو اس سے زمین کلام کرتی ہے کہ جب تُو میری پُشت پر چلتا تھا۔ تو میرے نزدیک بہت ہی بُرا آدمی تھا — تُو اس وقت (میرے اندر) بھی میرے نزدیک بدترین وجود ہے۔ (تُو دیکھیگا اس وقت تیرے ساتھ میں کیا بدترین سلوک کرتی ہوں)

مومن اور کافر کے ساتھ قبر ان کے اعمال کے مطابق الگ الگ پیش آئے گی

انسان کی اپنی مرضی ہے وہ دنیا میں اعمال صالح سے اپنی قبر کو اپنے لیے گوشۂ جنت نشاں بنا لے۔ یا اعمال بد سے اپنی قبر کو بدتر از جہنم بنا لے۔ قبر کے ظلمت کدہ کو ہر لمحہ اپنے تصور میں رکھیے۔ نہ معلوم وہاں کب منتقل ہو جانا ہے۔

قبر تجھ کو یاد کرتی ہے ہر اک دن پانچ بار اور اے انسان تو ہے عیش و عشرت میں مگن

روزانہ قبر کی پکار

مومن اور کافر کے ساتھ قبر کا سلوک

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُصَلَّاہُ فَرَاٰی نَاسًا کَاَنَّھُمْ یَکْتَشِرُوْنَ فَقَالَ اَمَا اِنَّکُمْ لَوْ اَکْثَرْتُمْ ذِکْرَھَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ فَاِنَّہٗ لَمْ یَاْتِ عَلَی الْقَبْرِ یَوْمٌ اِلَّا تَکَلَّمَ فِیْہِ فَیَقُوْلُ اَنَا بَیْتُ الْغُرْبَۃِ وَاَنَا بَیْتُ الْوَحْدَۃِ وَاَنَا بَیْتُ التُّرَابِ	حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد میں) نماز پڑھانے تشریف لائے۔ دیکھا کہ صحابہ کرام بیٹھے ہوئے ہنس رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کاش! تم لذتوں کو توڑنے والی موت کا ذکر کثرت سے کرتے۔ (تو یہ بات نہ ہوتی) فرمایا۔ کہ قبر پر کوئی دن ایسا نہیں آتا جس دن کہ وہ یہ منادی نہ کرتی ہو۔ کہ میں مسافروں کا ٹھکانہ ہوں اور میں گوشۂ تنہائی ہوں۔ اور میں مٹی کا گھر ہوں اور میں حشرات الارض کا مسکن ہوں۔ پس جب مومن بندے کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اُسے خوش آمدید کہتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ جب تو میری

وَاَنَا بَیْتُ الدُّوْدِ فَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَہُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَّاَھْلًا اَمَا اِنْ کُنْتَ لَاَحَبَّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی ظَھْرِیْ اَیْ فَاِذْ وُلِّیْتُکَ الْیَوْمَ فَسَتَرٰی صَنِیْعِیْ بِکَ قَالَ فَیَتَّسِعُ لَہٗ مَدَّ بَصَرِہٖ وَیُفْتَحُ لَہٗ بَابٌ اِلَی الْجَنَّۃِ۔ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ اَوِ الْکَافِرُ فَقَالَ لَہُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَّلَا اَھْلًا اَمَا اِنْ کُنْتَ لَاَبْغَضَ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی ظَھْرِیْ اِلَیَّ فَاِذَا وُلِّیْتُکَ الْیَوْمَ وَصِرْتَ اِلَیَّ فَسَتَرٰی صَنِیْعِیْ بِکَ قَالَ فَیَلْتَئِمُ عَلَیْہِ حَتّٰی یَلْتَقِیَ عَلَیْہِ وَتَخْتَلِفَ اَضْلَاعُہٗ قَالَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

پشت پر محو خرام ہوتا تھا تو مجھے بہت پیارا لگتا تھا۔ اب جبکہ تو میرے پاس آ پہنچا ہے تو دیکھے گا میں تیرے ساتھ کیا (بہترین) سلوک کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ پھر اس کے لیے جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے قبر فراخ ہو جاتی ہے اور قبر میں جنت کی طرف سے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے (تاکہ وہ جنت کے جاں فزا منظر سے لطف اندوز ہو) اور جب فاجر و فاسق اس کے سپرد کیا جاتا ہے تو قبر اسے خوش آمدید نہیں کہتی۔ بلکہ اس سے یوں ہمکلام ہوتی ہے (کیا تجھے خبر ہے؟) جب تو میری پشت پر چلا کرتا تھا۔ تو میں تجھے بدترین وجود سمجھتی تھی۔ آج جبکہ تو میرے پاس آ پہنچا ہے اب تو دیکھے گا میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا پھر قبر اس پر تنگ ہو جاتی ہے اور اسے اس طرح بھینچ لیتی ہے۔ کہ اس کی پسلیوں کی ہڈیاں ایک دوسری میں پھنس جاتی ہیں اور ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں (اس موقع پر) آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری میں داخل

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَصَابِعِهٖ فَاَدْخَلَ بَعْضَهَا فِیْ جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ وَيُقَيَّضُ لَهٗ سَبْعُوْنَ تِنِّيْنًا لَوْ اَنَّ وَاحِدًا مِنْهَا نَفَخَ فِی الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ شَيْئًا مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا فَتَنْهَشُهٗ وَتَخْدِشُهٗ حَتّٰى يُفْضٰى بِهٖ اِلَى الْحِسَابِ (الترغیب ج ۴ ۔ ص ۲۳۷)

کیا اور یہ منظر مثالاً صحابہؓ کو دکھایا اور آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس کافر و فاجر میت پر ستر اژدھے (بڑے قد آور سانپ) مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ (اس قدر زہریلے) کہ اگر اُن میں سے ایک سانپ زمین پر پھونک مارے۔ تو جب تک دنیا قائم رہے گی کبھی زمین میں کوئی سبزی پیدا نہ ہو۔ وہ اُسے ڈستے رہیں گے۔ یہاں تک کہ روزِ جزا آجائے یعنی قیامت قائم ہونے تک قبر میں اسی عذاب میں مبتلا رہے گا۔

قبر تجھ کو یاد کرتی ہے ہر اک دن پانچ بار
اور اے انسان تو ہے عیش و عشرت میں مگن (جامِ طہور)

زاہد کون ہے؟ (جو قبر کو یاد رکھتا ہے)

وَعَنِ الضَّحَّاكِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَزْهَدُ النَّاسِ؟ فَقَالَ مَنْ لَّمْ يَنْسَ الْقَبْرَ وَالْبِلٰى وَتَرَكَ فَضْلَ زِيْنَةِ الدُّنْيَا

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ایک شخص آیا۔ اور سوال کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ لوگوں میں زاہد کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو قبر اور قبر میں جسم کے گل جانے کو نہیں بھلاتا اور دُنیا کی بے جا زیب و زینت سے گریز کرتا ہے۔ اور فانی (دنیا)

وَاٰثَرَ مَا يَبْقٰى عَلٰى مَا يَفْنٰى وَلَمْ يَعُدَّ غَدًا مِّنْ اَيَّامِهٖ وَعَدَّ نَفْسَهٗ مِنَ الْمَوْتٰى۔ (الترغیب ج ۴ ص ۲۴۰)

پر باقی (آخرت) کو ترجیح دیتا ہے۔ روز فردا کو (زندگی میں) شمار نہیں کرتا۔ اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرتا ہے۔

منظرِ قبر دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے اختیار رو پڑے

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَجَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِ الْقَبْرِ فَبَكٰى حَتّٰى بَلَّ الثَّرٰى ثُمَّ قَالَ يَا اِخْوَانِيْ لِمِثْلِ هٰذَا فَاَعِدُّوْا (ابن ماجہ والترغیب جلد ۴ صفحہ ۲۴۰)

حضرت براء رضی بیان فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک جنازہ میں شریک تھے (جب میت کو لحد میں اتار دیا گیا) آپ سر قبر بیٹھ گئے۔ (یہ منظر دیکھ کر) اس قدر آبدیدہ ہوئے کہ قبر کے کنارے کی مٹی تر ہوگئی۔ پھر ارشاد فرمایا۔ کہ اے میرے بھائیو! اس (خطرناک) مقام کے لیے کچھ تیاری کر لو۔

رکھا جو کل اک دوست کی میت کو لحد میں
دل کانپ اٹھا اور مری آنکھ بھر آئی ! (جام طہور)

میں کیڑوں کا گھر ہوں

رُوِيَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا

حضرت ابوہریرہ رضی سے روایت ہے کہ، ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	کے ہمراہ ایک جنازہ میں شریک تھے
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جِنَازَةٍ	آپ قبر کے پاس تشریف فرما ہوئے
فَجَلَسَ اِلٰى قَبْرٍ مِّنْهَا فَقَالَ	اور ارشاد فرمایا کہ قبر ہر روز ہیبت ناک
مَا يَاْتِيْ عَلٰى هٰذَا الْقَبْرِ	کرپہہ آواز میں پکارتی ہے کہ اے آدم
يَوْمٌ اِلَّا وَهُوَ يُنَادِيْ بِصَوْتٍ	کے بیٹے کیا تُو نے مجھے بُھلا دیا ہے ؟
ذَلِقٍ طَلِقٍ يَا ابْنَ اٰدَمَ	کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں گوشۂ تنہائی ہوں
نَسِيْتَنِيْ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنِّيْ بَيْتُ	اور مسافروں کا ٹھکانہ ہوں، اور وحشت
الْوَحْدَةِ وَبَيْتُ الْغُرْبَةِ وَبَيْتُ	کا گھر ہوں۔ اور حشرات الارض کا مسکن
الْوَحْشَةِ وَبَيْتُ الدُّوْدِ وَبَيْتُ	ہوں۔ اور نہایت تنگ جگہ ہوں ــــ مگر
الضِّيْقِ اِلَّا مَنْ وَسَّعَنِيَ اللّٰهُ	جس کے لیے مجھے اللہ فراخ کر دے۔
عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى	پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْقَبْرُ اِمَّا رَوْضَةٌ	کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک
مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ	باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک
حُفَرِ النَّارِ (الترغیب ج ۴ ص ۲۳۸)	گڑھا ہے۔

عشرتِ دنیا دھوکہ ہی دھوکہ ۔۔۔ لذتِ ہستی مکر سراپا
منزلِ عاجز قبر کی مٹی ۔۔۔ خاک کا بستر خاک کا تکیا

جو چاہو خوب کھا پی لو میں بھی عنقریب تمہارا گوشت اور
پوست کھانے والی ہوں !

اس طرح ستر مرتبہ روزانہ وہ زمین پکارتی ہے۔ جہاں انسان کی قبر تیار کی جائے گی۔ اور وہ موت کے بعد جہاں لیٹے گا، اور چونکہ جادۂ عقبیٰ کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ جہاں کی راحت و کلفت آنے والی منزلوں کی راحت و کلفت کی

علامت ہے۔

اِنَّ الْاَرْضَ لَتُنَادِیْ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً یَا بَنِیْ اٰدَمَ کُلُوْا مَا شِئْتُمْ وَ اشْتَھَیْتُمْ فَوَاللّٰہِ لَاٰکُلَنَّ لُحُوْمَکُمْ وَجُلُوْدَکُمْ۔	بیشک زمین ہر روز ستّر مرتبہ پکارتی ہے اے آدم کی اولاد جو چاہو کھا پی لو۔ خدا کی قسم! اگر تم نے میرے پاس ہی آنا ہے، میں بھی تمہارا گوشت اور پوست تک کھا جاؤں گی،

(عن ثوبان رض کنز ج ۱۵ ص ۵۴۵)

آخرت سے غافل اچھی اچھی مرغن غذائیں کھلا کر جس جسم کی پرورش کرتا ہے، اور عمدہ عمدہ قیمتی لباس سے جس بدن کی زیبائش و آرائش کرتا ہے، اور کثرتِ مال و اولاد کے غرور میں زمین پر اکڑ اکڑ کر چلتا ہے۔ عنقریب جب وہ زمین (غارِ قبر) میں داخل ہوگا۔ تو قبر اُس سے اس کا بدلہ لے گی اور اُس سے بہت بُرا سلوک کرے گی۔ اور اُسے اُس کے اُس جُرم کی سزا وہاں مل کر رہے گی۔

حقیقی امن میں

وہ ہے جو قبر کے عذاب سے محفوظ رہا

عَنْ ھُشَیْمِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ کُنَّا نَتَحَدَّثُ عِنْدَ اَیْفَعَ بْنِ عَبْدٍ وَّعِنْدَہٗ اَبُوْ عَطِیَّۃَ الْمَذْبُوْحُ فَتَذَاکَرُوا النَّعِیْمَ فَقَالُوْا مَنْ اَنْعَمُ النَّاسِ؟ فَقَالُوْا فُلَانٌ وَّفُلَانٌ فَقَالَ	ہیثم بن مالک سے روایت ہے کہ ہم ایفع بن عبد کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے تھے اور وہاں ابوعطیہ مذبوح بھی موجود تھے چنانچہ نعمتوں کا تذکرہ شروع ہوا لوگوں نے کہا: سب سے زیادہ انعام یافتہ کون ہے؟ اور

اَیْفَعُ مَا تَقُوْلُ یَا اَبَا عِطِیَّۃَ	انھوں نے فلاں اور فلاں کا نام لیا
قَالَ اَنَا اُخْبِرُکُمْ بِمَنْ	اس پر ایفع نے کہا :۔ اَبو عطیہ! تمہارا
ھُوَ اَنْعَمُ مِنْہُ جَسَدٌ فِی	کیا خیال ہے ؟ اس نے کہا :
لَحْدٍ قَدْ اَمِنَ مِنَ	میرے خیال میں سب سے زیادہ انعام
الْعَذَابِ ۔	یافتہ وہ ہے جو عذابِ قبر سے امن
(کتاب الزھد لابن المبارک ۹۳)	میں ہو۔

مومن کے لیے موت اور قبر دونوں انعامِ الٰہی ہیں

ثُمَّ اَمَاتَہٗ فَاَقْبَرَہٗ ۞ (عبس ۲۱) (اللہ تعالیٰ نے) پھر اُس (انسان) کو موت دی۔ پھر اُسے قبر میں اُتار دیا۔ پچھلی آیات میں خالقِ کائنات تخلیقِ انسانی کا ابتدائی منظر بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرما رہا ہے۔ کہ انسان کے تمام اعضاء وجوارح کی تکمیل کے بعد پھر اس کی انتہا موت اور قبر ہے۔ اور اس کا ذکر بسلسلۂ انعامات فرمایا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

تُحْفَۃُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ (الترغیب) مومن کا تحفہ موت ہے۔

فَاَقْبَرَہٗ کے معنی پھر اس کو قبر میں اتارا یہ بھی ایک انعام ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عام جانوروں کی طرح نہیں رکھا۔ بلکہ اس کا یہ اکرام کیا گیا کہ اس کو نہلا کر کفن میں ملبوس کر کے احترام کے ساتھ قبر میں اتارا جاتا ہے۔

مسئلہ :۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مردہ انسان کو دفن کرنا واجب ہے۔ (معارف القرآن)

خاک سے پیدا ہوا تو خاک میں مل جائے گا	ہے وہی انجام تیرا جو ترا آغاز تھا
مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْھَا	اسی خاک سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور

نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ — اسی کی طرف ہم تمہیں لوٹائیں گے اور

تَارَةً اُخْرٰی ○ (طٰہٰ ۵۵) — اُسی سے دوسری دفعہ تمہیں نکالیں گے

یعنی خواہ تمہیں مرتے ہی خاک (قبر) میں رکھ دیا جائے۔ یا تم کچھ عرصہ بعد خاک میں مل جاؤ۔ بہر حال اس جسدِ خاکی کا انجام خاک میں خاک ہو جانا ہے۔

کل یہی خاک خاک کر دے گی

آج جس پر اکڑ کے چلتا ہے (عاجزؔ)

انسان اپنی تقدیر کے معاملہ ہی میں نہیں بلکہ اپنی پیدائش۔ اپنی موت۔ قبر۔ قیامت میں حساب کتاب کے معاملہ میں بھی اپنے خالق، اپنے آقا کے سامنے مجبور ولاچار ہے۔ وہ نہ اپنی خواہش سے پیدا ہو سکتا ہے، نہ اپنی منشا سے مر سکتا ہے۔ اور نہ ہی اپنی موت کے وقتِ مقررہ کو لمحہ بھر کے لیے آگے پیچھے کر سکتا ہے۔ ؎

اجل اپنے معیّن وقت پر جس وقت آتی ہے

کوئی بھی بچ نہیں سکتا تدبّر سے تفکر سے (عاجزؔ)

جس گھڑی، جہاں جس حال میں بھی اس کی موت کا فیصلہ ہو چکا ہے، اُسی گھڑی، اُسی جگہ، اسی حال میں موت سے ہمکنار ہو کر رہنا ہے۔ اور جس قسم کی قبر اس کے لیے مقدر ہو چکی ہے۔ اسی قسم کی قبر میں اسے اتار دیا جاتا ہے۔ خواہ وہ زمین کی گہرائی ہو، یا سمندر کی پہنائی۔ کسی درندے کا پیٹ ہو، یا آگ کی لپیٹ فرش سے عرش تک جن وانسان اور فرشتے مل کر بھی خالقِ کائنات کے فیصلے کو اگر ٹالنا چاہیں تو نہیں ٹال سکتے۔

اَقْبَرَهٗ۔ اس سے مراد انسان کا قبر میں اترنا ہے۔ اس کے لیے ظاہری تکفین وتدفین ضروری نہیں۔ آگ میں جل کر۔ پانی میں ڈوب کر۔ درندوں کی غذا بن کر

ہر حال میں اور ہر صورت میں انسان عالم قبر میں ہی جاتا ہے۔ (ماجدی)

قبر مومن کے لیے مقام اکرام ہے

فَقَالَ الْفَرَّاءُ جَعَلَهُ اللّٰهُ مَقْبُوْرًا وَّلَمْ يَجْعَلْهُ مِمَّنْ يُلْقٰى لِلطُّيُوْرِ وَالسِّبَاعِ لِاَنَّ الْقَبْرَ مِمَّا اُكْرِمَ بِهَا الْمُسْلِمُ

(تفسیر الکبیر ج ۳۱ ص ۶۰)

حضرت فراء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے نے موت کے بعد قبر کو میت کے لیے جائے حفاظت بنا دیا اور اسے جانوروں اور درندوں کی خوراک نہیں بنایا۔ اس لیے قبر مسلمان کے لیے اکرام وعزت کی جگہ ہے

فَاَقْبَرَهٗ اَيْ جَعَلَ لَهٗ قَبْرًا صِيَانَةً لِّجَسَدِهٖ اَنْ يَّاْكُلَهُ الطَّيْرُ وَالسِّبَاعُ

(بحر المحیط ج ۸ ص ۴۲۹)

تفسیر بحر المحیط میں صاحب تفسیر فاقبرہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں، قبر کو میت کے جسم کی حفاظت گاہ بنایا۔ تاکہ اُسے جانور اور درندے نہ کھائیں۔

اسی آیت کی تفسیر میں امام قرطبیؒ فرماتے ہیں،

فَاَقْبَرَهٗ - اَيْ جَعَلَهٗ قَبْرًا تُوَارِيْ فِيْهِ اِكْرَامًا وَّلَمْ يَجْعَلْهُ مِمَّا يُلْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ تَاْكُلُهُ الطَّيْرُ وَالْعَوَافِيْ

(القرطبی ج ۱۹ ص ۲۱۹)

میت کے اکرام (اور اس کی حفاظت) کے لیے قبر بنا دی جس میں وہ مدفون ہو اور ایسا نہیں کیا کہ اسے زمین پر یونہی ڈال دیا جائے کہ جانور اور درندے اسے کھاتے رہیں۔

انسان مٹی سے پیدا کیا گیا مرنے کے بعد مٹی ہی میں مل جاتا ہے

قیامت کے روز مٹی ہی سے پیدا کر کے اُٹھایا جائے گا

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝ (طٰہٰ ۵۵)

اسی (زمین) میں سے ہم نے تمہیں پیدا کیا تھا، اور اسی میں ہم تمہیں واپس لے جائیں گے، اور اسی میں سے تمہیں دوبارہ پھر نکالیں گے۔

انسان کی آفرینش اجزائے ارضی ہی سے ہوئی ہے، اور موت کے بعد ہر صورت وہ اجزائے ارضی ہی میں ملایا جائے گا۔ اور قیامت کے دن اس کی آفرینش ثانی بھی انہی اجزاء ارضیہ ہی سے ہوگی۔ بائبل میں ایک آیت اس سے ملتی جلتی موجود ہے،۔ "تُو خاک ہے اور پھر خاک بن جائے گا۔ پیدائش"۔ (۳ : ۱۹) لیکن حشر و بعثت کا اس میں کوئی ذکر نہیں۔ (ماجدی)

ارشاد ہو رہا ہے، جس طرح نباتات کو ہم زمین سے نکالتے ہیں۔ اسی طرح ہم نے تم کو اسی زمین سے (ابتدا میں) پیدا کیا، (چنانچہ آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے لہٰذا اُن کے واسطے سے سب کا مادہ خاک ہی ہے۔ موت کے بعد ہر انسان کو اسی خاک کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔ اور وہ بالآخر مٹی ہی میں مل جاتا ہے۔ گو مدتِ دراز کے بعد ہی

؎ خاک سے پیدا ہُوا تُو خاک میں مل جائے گا
خاک سے اُٹھے گا دوبارہ تُو پھر محشر کے دن

لیکن اس خاک نشین، خاک کے پُتلے کا سر مغرور افلاک پر ہے، اس کی نظر اپنے آغاز اور انجام پر نہیں، یہی وجہ ہے وہ انسان ہوتے ہوئے دوسرے انسانوں کے لیے خونخوار بھیڑیا بنا ہُوا ہے۔ اُسے جب بھی موقع ملتا ہے، وہ اپنے ہی بھائی کو بلا اُس کی ادنیٰ خطا کے پھاڑ کھاتا ہے۔

ریڑھ کی ہڈی کے سوا میت کے تمام اعضا کو مٹی کھا جاتی ہے

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَاْکُلُ التُّرَابُ کُلَّ شَیْءٍ مِّنَ الْاِنْسَانِ اِلَّا عَجَبَ ذَنَبٍ مِّنْہُ قِیْلَ وَمَا ھُوَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ مِثْلُ حَبَّۃِ خَرْدَلٍ مِّنْہُ تُنْشَئُوْنَ (ابن کثیر الجزء الرابع ص ۴۷۲)

حضرت ابو سعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے جملہ اعضاء کو مٹی کھا جاتی ہے۔ مگر ریڑھ کی ہڈی (صحیح سالم رہتی ہے) صحابہؓ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ایک رائی کے دانے کے برابر ہے اس سے پھر تمہاری پیدائش ہوگی۔ (یعنی قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے)

انسان اگر اپنی حیات و ممات کے آغاز و انجام پر غور و فکر کرے۔ تو اس کا قصرِ نخوت و غرور پاش پاش ہو کر زمین بوس ہو جائے۔ اور وہ ذاتِ عالی، جابر و قاہر ربّ سماوات والارض کے سامنے بصد عجز و انکسار ہر لحظہ سرنگوں رہے۔ کہ یہی اس کے لائق اور اسی کا وہ سزاوار و مستحق ہے

خاک سے پیدا ہوا تو خاک میں مل جائے گا
ہے وہی انجام تیرا جو ترا آغاز تھا (جامِ طہور)

فرش پر پاؤں اور عرش پر دماغ، یہ ظلم، تعدی۔ بغاوت نہیں تو اور کیا ہے؟

جس تن کے لیے تو نے سیکھی ہے تن آسانی
یہ تن ترا مرقد میں کیڑوں کی غذا ہو گا (جامِ طہور)

منکر ونکیر کی وجہ تسمیہ

حکیم ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ ان کا نام فتانی القبر اس لئے ہے کہ ان کے سوال میں نہایت درجہ شدت ہے، اور انہیں منکر ونکیر اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کی تخلیق نہ تو انسانوں سے ملتی جلتی ہے اور نہ فرشتوں اور نہ حیوانات اور نہ حشرات الارض سے وہ عجیب وغریب مخلوق ہے، جَعَلَهَا اللّٰهُ تَعَالیٰ تَكْرِمَةً لِلْمُؤْمِنِ لِتُثَبِّتَهٗ وَتُبَصِّرَهٗ وَهَتْكًا لِسِتْرِ الْمُنَافِقِ فِي الْبَرْزَخِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُبْعَثَ. اللہ تعالیٰ نے انہیں مومن کے لئے باعث تکریم بنایا ہے (وہ مومن سے شفقت ومحبت سے پیش آئینگے) تاکہ وہ ان کے سوال کے وقت شعور قلب اور نور بصارت کے ساتھ ثابت قدم رہے اور منافق کے نفاق کا پردہ جس سے لوگ دنیا میں بے خبر رہے. قیامت کے دن اٹھنے سے پہلے برزخ (قبر) میں پھاڑ کر رکھ دینگے، وہ وہاں نہایت درجہ ذلیل وخوار ہوگا۔ انوار البہیہ ج ۲ ص ۸

ہوشیار اے رہروان راہ عقبیٰ ہوشیار

ہر قدم پر راہزن ہے ہر قدم پر اہرمن!

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَيِّتَ يَسْمَعُ حِسَّ النِّعَالِ اِذَا وَلَّوْا عَنْهُ النَّاسُ مُدْبِرِيْنَ ثُمَّ يُجْلَسُ وَيُوْضَعُ كَفَنُهٗ فِي عُنُقِهٖ ثُمَّ يُسْئَلُ.

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت جوتیوں کی آواز سنتی ہے، جب اسے قبر میں چھوڑ کر لوگ واپس جاتے ہیں پھر اسے بٹھایا جاتا ہے اور اس کا کفن اسکی گردن کے قریب رکھ دیا جاتا ہے پھر اس سے سوال کیا جاتا ہے۔

(شرح السنۃ للامام البغوی ج ۵ ص ۴۱۳)

احباب واقربا ہیں تری زندگی کے ساتھ

اترا نہیں ہے قبر میں کوئی کسی کے ساتھ

میری طرف وحی کی گئی ہے کہ قبروں میں تمہیں آزمایا جائے گا

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي خُطْبَتِهِ يَوْمَ كُسِفَتِ الشَّمْسُ، وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي قُبُورِكُمْ

حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی اسماءؓ بیان کرتی ہیں سورج کو گہن لگنے کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ میری طرف وحی کی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے پیغام بھیجا ہے کہ تم اپنی قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔

(انوار البیہ ج ۲ ص ۶)

یہ حدیث ثابت کر رہی ہے، کہ قبروں میں مُردوں کو بٹھا کر دوسری احادیث کے مطابق منکر و نکیر دو فرشتے سوال کرتے ہیں، تیرا رب کون ہے، نبی کون اور دین کیا ہے؟ ، وہ بدقسمت انسان جس نے کبھی سوچا ہی نہیں کہ زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اپنے حقیقی آقا خالق کائنات کے سامنے سر جھکا کر نا نسا دا کر کے اقرار ہی نہیں کیا کہ یا اللہ تو میرا معبود اور میں تیرا عبد (بندہ) ہوں بلکہ زندگی عیش و عشرت اور آخرت سے غفلت میں ضائع کر دی، جسے خبر ہی نہیں کہ اس کا کوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے اور دین نام کی بھی کوئی چیز ہے، وہ اس وقت اتنا ذلیل و خوار ہو گا کہ الامان والحفیظ اس جرم کی تلافی کی پھر کوئی صورت باقی نہیں رہیگی۔"

افکارِ زمانہ میں یہ عمر ہوئی پوری
یہ فکر بھی کر دل میں اب قبر میں کیا ہو گا

ایک اہم مسئلہ کا اثبات

وہ مسئلہ قبر میں میت سے سوال، اسکے امتحان اور عذاب و ثواب کا مسئلہ ہے

الشیخ حافظ بن احمد حکمی اپنی مایہ ناز کتاب معارج القبول بشرح سلّم الوصول الی علم الاصول میں جلد دوم صفحہ ۱۲۲ پر رقم طراز ہیں:-

اِثْبَاتُ الْمَسْئَلَةِ الْعَظِيْمَةِ ، وَهِيَ اِثْبَاتُ سُؤَالِ الْقَبْرِ وَ فِتْنَتِهٖ وَعَذَابِهٖ وَنَعِيْمِهٖ ، وَقَدْ تَظَاهَرَتْ بِذَالِكَ نُصُوْصُ الشَّرِيْعَةِ كِتَابًا وَسُنَّةً وَاَجْمَعَ عَلٰى ذَالِكَ اَئِمَّةُ السُّنَّةِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ	ایک اہم مسئلہ کا اثبات، وہ مسئلہ قبر میں میت سے سوال، اُس کے امتحان اور عذاب و ثواب کا اِثبات ہے، اس بارہ میں قرآن و سُنت کی بہت سی نصوص وارد ہیں اور اس پر صحابہ، تابعین اور ان کے بعد آنے والے اہل السنت والجماعت کے ائمہ کا اجماع ہے،"

صفحہ ۱۲۴ پر عذاب قبر کے سلسلہ میں لکھتے ہیں اللہ تعالےٰ نے اپنی مہربانی سے اپنے بندوں کے لئے عذاب و ثواب قبر کا مشاہدہ ممنوع ٹھہرایا ہے، احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ میت کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے اُس سے گفتگو اور آمنے سامنے سوال و جواب ہوتا ہے جس طرح اللہ چاہتا ہے، مومن کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے جنت کا فرش بچھا دیا جاتا ہے، شک میں مبتلا آدمی کے لئے دوزخ کا دروازہ کھلتا ہے اور ہتھوڑوں سے اس کو مارا جاتا ہے اور اسی طرح کے دوسرے احوال پیش آتے ہیں،

قبر کے عذاب وثواب کے سلسلہ میں قرآن واحادیث کی تصریحات وتوضیحات اس کتاب کی جلد ۲ صفحہ ۱۳۲ سے صفحہ ۱۷۰ تک پھیلی ہوئی ہیں مزید معلومات کے لئے اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں"

مشہور محقق علامہ سید سابق مصری اپنی عظیم کتاب فقہ السُنہ ج ا ص ۱۷۵، ۶۰۵ رقمطراز ہیں۔"

رُوح ونفس کے معاملات بدن کے معاملات سے قطعی مختلف ہیں۔ یہ جنت میں ہوتے ہوئے بھی آسمان پر ہوتی ہے، قبر سے بھی اس کا اتصال ہوتا ہے اور اس میں رکھے ہوئے بدن کے ساتھ بھی اس کی حرکت انتقال وعروج ونزول از حد سریع ہوتی ہے اور یہ آزاد، مقید، علوی وسفلی اقسام میں بھی منقسم ہے۔ اور بدن سے مفارقت کے بعد اسے صحت، مرض، لذت نعمت اور اذیت وفرحت بھی ہوتی ہے اور یہ احساس اس سے کہیں زیادہ ہوتا ہے جو بدن کے ساتھ اتصال سے حاصل تھا، وہاں حبس، الم، عذاب، مرض، اور حسرت وغیرہ ہے اور ایسے ہی لذت، راحت، انعامات اور سیر وتفریح بھی ہیں۔

رُوح کے اس حال کو شکم مادر میں موجود بدن کے ساتھ کس قدر گہری مشابہت ہے، اور بعد المفارقت کی حالت، شکم مادر سے خروج اور اس دنیا میں موجود رہنے کے حالات سے بھی مناسبت ہے۔

اور واضح ہوتا ہے کہ ان نفوس کے چار دار یا چار دور ہیں، اور ہر ایک پہلے کی نسبت عظیم ہے"

پہلا دار، شکم مادر، وہاں کی قید، تنگی، غم اور اندھیرے ہی اندھیرے۔

دوسرا دار، یہ دنیا جہاں اس نے نشو ونما پائی اور اس سے مانوس ہوا، خیر وشر اور سعادت وشقاوت کے اسباب کا کسب کیا۔

تیسرا دار، برزخ، یہ دنیا کی نسبت اعظم اور زیادہ وسیع ہے، بلکہ اس کی نسبت

دنیا کے ساتھ بالکل ایسے ہی ہے جیسے اس دنیا کو شکم مادر کے ساتھ۔

چوتھا دار ۔ دار القرار یہ جنّت و دوزخ سے تعبیر ہے۔ اس کے بعد کوئی دار نہیں اور ان ادوار میں انتقال سلسلہ دار اللہ تعالےٰ کے حکم سے ہو رہا ہے۔ اور بالآخر وہاں رسائی ہوگی جو اس کے علاوہ کسی اور کے ہرگز مناسب نہیں، اور یہ وہی مقام ہوگا جس کے لئے اس نفس کی خلقت ہوئی اور ایسے اعمال کی توفیق دی گئی جو اسے اس مقام تک پہنچانے والے ہیں اور اس رُوح اور نفس کے لئے ہر دار میں اس کے اپنے احکام اور حالات ہیں جو دوسرے دار سے قطعی مختلف ہیں اور برکت والا ہے وُہ ذات جس نے اسے پیدا کیا، موت دی پھر زندگی دے گا اور سعید و شقی بنانے والی ہے، اور بالبرکت ہے وہ ذات جس نے سعادت و شقاوت میں درجات میں امتیاز رکھا جیسا کہ علوم، اعمال، صلاحیات اور اخلاق میں درجہ بندی ہے، جو ان معاملات کا حقہ سمجھ لے وہ اس کا اعلان کرے گا۔ کہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ـــــ یعنی عبادت کے سزاوار اس ایک اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں، اس کا کوئی ساجھی نہیں، تمام ملک و حکومت اسی کی ہے، ہر قسم کی تعریفات اُسی کو لائق ہیں، خیرات کا سرچشمہ وہی ہے، اور وہی تمام امور کا مرجع ہے، ہر قسم کی قوت، قدرت، عزت، حکمت، اور کمال بجمیع انواعہٖ اس اللہ جل جلالہ کی شان ہے۔ اور جس نے اپنے نفس کی معرفت حاصل کی، اسے انبیاء و رسل کی صداقت کا یقین بھی حاصل ہو گیا، اور یہ کہ وہ جو کچھ لائے وہ عین حق ہے، عقل اس کی شاہد اور فطرت اسکی مُقر ہے، اور اسکے بالخلاف سب باطل محض ہے، اور توفیق اللہ ہی کے پاس ہے۔

تاریکیٔ لحد کا اُڑاتے تھے خوب مذاق
خالی مکاں میں ظلمتِ شب سے وہ ڈر گئے

صاحب شرح العقیدہ الطحاویہ و صاحب انوار البہیہ و امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں،

قبر میں صرف رُوح سے سوال نہیں ہوتا، اور نہ بدن سے بغیر رُوح کے عذاب و ثواب ہیں

دونوں شریک ہوتے ہیں۔

عَذَابُ الْقَبْرِ تَكُونُ لِلنَّفْس	قبر کا عذاب روح اور بدن دونوں کے
وَالْبَدَنِ جَمِيعًا بِاتِّفَاقِ	لئے ہے، اس پر اہل سنت والجماعت
أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ تُنَعَّمُ	کا اتفاق ہے، روح بدن سے علیحدہ
النَّفْسُ وَتُعَذَّبُ مُفْرَدَةً عَنِ	(منفرد) نعتیں بھی پاتی ہے اور عذاب بھی
الْبَدَنِ وَمُتَّصِلَةً بِهِ"	اسی طرح بدن کے ساتھ ملکر بھی۔
وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ عَنْ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ احادیث
رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ	متواتر وارد ہیں، قبر میں عذاب اور اسمیں
وَسَلَّمَ فِي ثُبُوتِ عَذَابِ الْقَبْرِ	نعمتوں کے ثبوت کے بارے میں جو اس کا
وَنَعِيمِهِ لِمَنْ كَانَ لِذَالِكَ	مستحق ہے، اور فرشتوں کے سوال کے متعلق
وَسُؤَالِ الْمَلَكَيْنِ، فَيَجِبُ	ثبوت پر اعتقاد اور ایمان لانا مومن ومسلمان
اعْتِقَادُ ثُبُوتِ ذَالِكَ وَالْإِيمَانُ	پر واجب ہے اس کی کیفیت میں کلام نہ کرے
بِهِ وَلَا نَتَكَلَّمُ فِي كَيْفِيَّتِهِ إِذْ لَيْسَ	اس لئے کہ عقل اس کی کیفیت کو سمجھ نہیں
لِلْعَقْلِ وُقُوفٌ عَلَى كَيْفِيَّتِهِ	سکتی۔

(شرح العقیدۃ الطحاویہ ص ۴۵۰-۴۵۱

والنوار البهیہ ج ۲ ص ۲۴ عن ابن تیمیہ رح)

صاحب شرح العقیدۃ الطحاویہ صفحہ ۴۵۲ پر رقم طراز ہیں۔

انسان کا تعلق تین دور (تین زمانوں) سے ہے۔ دنیا، برزخ، آخرت، اللہ تعالی نے ہر دور کے لئے مخصوص احکام فرمائے ہیں انسان کی ترکیب بدن اور روح سے ہے، دنیا کے احکام جسموں پر ہیں روحیں اس کے تابع ہیں، اور برزخ کے احکام روحوں پر اور بدن اس کے تابع ہیں، محشر کے روز جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائینگے۔ تو عذاب وثواب کے احکام جسموں

اور رُوحوں پر یکساں ہونگے، جب تم یہ بات سمجھ لوگے جس طرح سمجھنے کا حق ہے"

ظَهَرَ لَكَ اَنَّ كَوْنَ الْمَقْبَرِ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَيْرِ النَّارِ

(الحدیث)

ترجمہ: تو تم پر ظاہر ہو جائے گا کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے"

ظلمت سے بھرا ہوگا یا باغ بنا ہوگا

وہ غارِ لحد جس میں اک دن تو پڑا ہوگا

اہلِ سُنّہ والجماعۃ کا اس میں اتفاق ہے کہ بعد از مرگ ہر انسان سے قبر میں دفن ہو یا نہ ہو سوالات ہونگے۔ بالفرض اگر درندے کھا جائیں، آگ میں جلا کر راکھ کر دیا جائے، اور ہوا میں اُڑا دیا جائے، یا سمندر میں ڈوب مرے، اُس سے اُس کے اعمال کا محاسبہ ہوگا، اچھے اعمال ہوئے تو اچھا بدلہ اور اگر بُرے ہوئے تو بُرا بدلہ پائے گا۔ وَاَنَّ النَّعِيْمَ اَوِ الْعَذَابَ عَلَى النَّفْسِ وَالْبَدَنِ مَعًا (اور یہ جزا و سزا رُوح اور بدن دونوں پر ہے)

ابن القیمؒ رحمۃ اللہ کا بیان ہے، کہ سلف صالحین اور ائمۂ محترمین کا مذہب یہ ہے، کہ میت کو بعد از وفات انعام یا عذاب ہوتا ہے"

وَاَنَّ ذَالِكَ يَحْصُلُ لِرُوْحِهٖ وَبَدَنِهٖ (اور یہ اُس کے رُوح اور بدن کو ہوتا ہے)۔ اور رُوح بدن سے مفارقت کے بعد ثواب یا عذاب پاتی ہے، اور بعض اوقات بدن سے بھی اتصال ہوتا ہے۔ اور اُس کے ساتھ مل کر آرام یا آلام حاصل کرتی ہے، اور پھر قیامت کے دن رُوحیں اپنے اپنے جسموں میں لوٹا دی جائینگی، اور وہ اپنی قبروں سے ربّ العالمین کی طرف اُٹھینگی۔ اور ابدان کا اٹھایا جانا مسلمانوں، یہودیوں، عیسائیوں سب میں متفق ہے۔

امام مروزیؒ امام احمد بن حنبلؒ کا قول بیان فرماتے ہیں۔ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ

لَا يُنْكِرُهُ اِلَّا ضَالٌ مُّضِلٌّ " قبر کا عذاب حق ہے کوئی گمراہ ہی اس کا منکر ہوگا۔

امام حنبلؒ کا بیان ہے کہ میں نے ابو عبداللہ سے عذاب قبر کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے ارشاد فرمایا اس موضوع کی احادیث صحیح ہیں۔

ہم ان کا اقرار کرتے ہیں، اور جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمدہ سند کے ساتھ ثابت ہو ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات پر ایمان نہ لائیں اور انہیں رد کر دیں، تو ہم اللہ تعالیٰ کے امر کی تردید کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے"

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۔ الحشر، رسولؐ تمہیں جو کچھ بھی دیں وہ لے لو

میں نے کہا کیا عذاب قبر حق ہے؟ فرمایا ہاں حق ہے، لوگوں کو قبروں میں عذاب ہوتا ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابو عبداللہ سے سنا فرماتے تھے۔ ہم عذاب قبر منکر و نکیر اور قبر میں بندے سے سوالات کئے جانے پر ایمان رکھتے ہیں۔ آیت قرآنیہ

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا — اللہ تعالیٰ مؤمنین کو قول ثابت سے

بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ — دنیا و آخرت میں ثابت قدم رکھتا

الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ — ہے۔

فِي الْقَبْرِ ابراہیم ۲۷ — قبر کے بارے ہی میں ہے۔

امام طحاویؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک اللہ کے بندے کے بارے میں حکم دیا گیا کہ اُسکی قبر میں اُسکو سو کوڑے مارے جائیں تو وہ بندہ اللہ سے سوال کرتا رہا اور پوچھتا رہا حتیٰ کہ اس سزا کو پورا کیا گیا پھر اسکی قبر آگ سے بھر دی گئی، جب اُس سے یہ عذاب اٹھایا گیا اور اُسے کچھ افاقہ ہوا تو اُس نے پوچھا تم نے کس بات پر مجھے کوڑے مارے ہیں، فرشتوں نے کہا تو نے ایک نماز وضو کے بغیر پڑھی تھی، اور ایک مظلوم پر تیرا گذر ہوا تو نے اُس کی مدد نہیں کی ہے " فقہ السنۃ سید سابق جلد اول صفحہ ۵۸۶۔

عاجز مآل زیست تجھے کیا بتائیں ہم — دیکھا نہیں ہے تونے کسی کا مزار کیا؟

حضرت ابو ذر غفاریؓ

قبر کے اندھیرے کیلئے رات کے اندھیرے میں دو رکعت نماز پڑھ لیا کرو

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ مسجد حرام میں بیت اللہ کے قریب کھڑے پکار رہے ہیں، لوگو میں جندب الغفاری ہوں، تم اپنے ناصح شفیق بھائی کے قریب آجاؤ، تو لوگ اُن کے ارد گرد جمع ہو گئے، فرمایا، یہ بتاؤ کہ اگر تم میں سے کوئی سفر کا ارادہ کرے، تو کیا وہ راستے میں کام آنے والا ضروری سامان اپنے ہمراہ نہیں لے جائے گا؟

لوگوں نے کہا کیوں نہیں ہر مسافر حسب ضرورت زادِ سفر اپنے ساتھ ضرور لیکر چلتا ہے ۔۔۔ فرمایا، سفرِ آخرت (قیامت کا راستہ) بڑا لمبا اور کٹھن ہے، اس کے لئے ضروری سامان لے لو۔۔۔ لوگوں نے پوچھا سفرِ آخرت میں کونسے سامان کی ضرورت ہے، فرمایا، بڑے کاموں کی انجام دہی کے لئے حج کیا کرو، اور حشر کے لمبے دن کی شدید گرمی کو یاد کر کے گرمی کے دنوں میں روزے رکھا کرو، اور قبر کے اندھیرے کے لئے رات کے اندھیرے میں نماز پڑھا کرو قیامت کے عظیم دن کو یاد کر کے (جس میں ہر انسان کے ہر عمل کے متعلق سوال ہو گا) زبان سے اچھا کلمہ نکالو اور بُری بات سے پرہیز کرو، اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے رہو کہ یہ قیامت کی سختی سے نجات کا سبب ہے، مال کے دو حصے کر لیا کرو، ایک حصّہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کر لیا کرو، ایک حصّہ اپنی آخرت کے لئے آگے بھیج دیا کرو یعنی فی سبیل اللہ خرچ کر دیا کرو، اور مال کا تیسرا حصّہ نہ تمہیں نفع دے گا اور نہ نقصان اس لئے اُس کی حرص نہ کرو۔

ثُمَّ نَادٰی بِاَعْلٰی صَوْتِہٖ یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ قَتَلَکُمْ حِرْصٌ

لَا تُدْرِكُوْنَهٗ اَبَدًا ۔

پھر بلند آواز سے فرمایا اے لوگو! حرص نے تمہیں ہلاک کر دیا ہے۔ اسے تم کبھی نہیں پا سکو گے۔ (حلیۃ الاولیاء، جلد اول صفحہ ۱۶۵)

تقاضا ہے یہ فکرِ آخرت کا ۔ تو ذکرِ آخرت سے تھرتھرائے
فقط تیرا لحد تک ساتھ دینگے ۔ یہ دشمن، دوست اپنے اور پرائے ۔
نہ اِترا زیست فانی پہ عاجز
بھروسہ کیا ہے دم آئے نہ آئے

قبروں کی زیارت آخرت کی یاد دلاتی ہے اور مُردوں کو نہلانا کھوکھلے دل کا علاج اور اس کے لئے مؤثر ترین وعظ ہے

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زُرِ الْقُبُوْرَ تَذْکُرْ بِھَا الْاٰخِرَۃَ، وَاغْسِلِ الْمَوْتٰی فَاِنَّ مُعَالَجَۃَ جَسَدٍ خَاوٍ مَوْعِظَۃٌ بَلِیْغَۃٌ وَصَلِّ عَلَی الْجَنَائِزِ لَعَلَّ ذٰلِکَ اَنْ یُحْزِنَکَ فَاِنَّ الْحَزِیْنَ فِیْ ظِلِّ اللّٰہِ یَتَعَرَّضُ کُلَّ خَیْرٍ۔

(الترغیب ج ۴ ص ۳۵۸ بحوالہ حاکم)

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کیا کر کہ اس سے تجھے آخرت یاد آئے گی، اور مُردوں کو نہلایا کر کہ یہ (عبرت پذیر دل سے) کھوکھلے جسم کا علاج اور اس کے لئے مؤثر ترین وعظ ہے، اور مرنے والوں پر نماز جنازہ پڑھا کر امید ہے اس سے تو غمزدہ ہو جائے گا، فی الحقیقت غمگین آدمی اللہ تعالیٰ کے سائے تلے ہوتا ہے کارِ خیر کے پیچھے لگا رہتا ہے۔

تو وحشت وظلمت، اور کیڑوں کے گھر کی طرف لوٹنے والا ہے اور وہاں تجھ سے سوال وجواب کے لئے منکر ونکیر آئینگے۔

قَالَ عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ یَزِیْدَ سَمِعْتُ الْفُضَیْلَ بْنَ عِیَاضٍ یَقُوْلُ لَا تَجْعَلِ الرِّجَالَ

عبد الصمد بن یزید کہتے ہیں میں نے فضیلؒ بن عیاض کو فرماتے سُنا، انسانوں کو اپنا وصی نہ بنا، تو انہیں اس بات پر

أَوْصِيَاءُكَ، كَيْفَ تَلُوْمُهُمْ	کیوں ملامت کرتا ہے کہ انہوں نے
اَنْ يُّضَيِّعُوْا وَصِيَّتَكَ وَاَنْتَ	تیری وصیت کو پورا نہیں کیا حالانکہ تُو
قَدْ ضَيَّعْتَهَا فِيْ حَيَاتِكَ.	نے اُسے اپنی زندگی میں ضائع کیا اور تُو
وَاَنْتَ بَعْدَ هٰذَا تَصِيْرُ اِلٰى	اس کے بعد ایک ایسی جگہ پہنچ جائے گا
بَيْتِ الْوَحْشَةِ وَبَيْتِ	جہاں تنہائی اندھیرا اور کیڑے ہوں گے
الظُّلْمَةِ، وَبَيْتِ الدُّوْدِ	وہاں تجھ سے ملنے کے لئے منکر اور نکیر
وَيَكُوْنُ زَائِرُكَ فِيْهَا مُنْكَرًا	آئیں گے اور تیری قبر یا جنت کے
وَنَكِيْرًا وَقَبْرُكَ رَوْضَةٌ مِّنْ	باغوں میں سے ایک باغ ہوگا یا دوزخ
رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْحُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ	کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا یہ کہہ
النَّارِ، ثُمَّ بَكَى الْفُضَيْلُ وَقَالَ	کر فضیل رونے لگے اور دعا کی کہ اللہ
اَعَاذَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ مِنَ النَّارِ	ہمیں اور تمہیں جہنم سے بچائے

(حلیۃ الاولیاء ج ۸ ص ۸)

شبِ تاریک میں اصحِ اور دی نے توڑتا ہے
... ہیبت یوں قبر کے پُرخوف خطر سے

ایک میت جو مشاہدہ کرتی ہے اگر لوگوں پر ظاہر ہو جائے تو اُن کے ہوش زائل ہو جائیں

موت کا فرشتہ جہاں ایک دفعہ آجاتا ہے وہاں بار بار آتا ہے یہاں تک کہ کسی کو زندہ نہیں چھوڑتا (حضرت علی رضی اللہ عنہ)

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ	جعفر بن محمد اپنے باپ سے اور وہ اپنے
اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ عَلِيًّا	دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ شَیَّعَ جَنَازَۃً	علی رضی اللہ عنہ ایک جنازہ میں شریک
فَلَمَّا وُضِعَتْ فِیْ لَحْدِھَا	تھے جس وقت میت لحد میں رکھ دی
عَجَّ اَھْلُھَا وَبَکَوْھَا	گئی (یہ منظر دیکھ کر) اس کے لواحقین
فَقَالَ، مَا تَبْکُوْنَ اَمَا وَاللّٰہِ	گھبرا اٹھے اور رو پڑے حضرت علیؓ نے
لَوْ عَایَنُوْا مَا عَایَنَ مَیِّتُھُمْ	فرمایا، تم روتے ہو؟ خدا کی قسم! جو کچھ
لَاَذْھَلَتْھُمْ مُعَایَنَتُھُمْ	میت دیکھ رہی ہے اگر یہ لوگ دیکھ
عَنْ مَیِّتِھِمْ وَاِنَّ	لیں تو میت کے حال کا مشاہدہ ان کی
لَہٗ فِیْھِمْ عَوْدَۃً ثُمَّ عَوْدَۃً	عقلیں زائل کر دے، اور ان کی طرف
حَتّٰی لَا یُبْقِیْ مِنْھُمْ اَحَدًا	یہ فرشتۂ موت آئے گا، پھر آئے گا یہاں
(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۳۲۷)	تک کہ ان میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑے گا

" حلیۃ الاولیاء ص ۷۷، ۸۰ "

قدم اُٹھا کر عزرائیل رکھ دیتا ہے جس گھر میں
پلا دیتا ہے جام موت اہل گھر کو چُن چُن کر

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بیماروں کی عیادت کیا کرو، اور جنازوں کے ساتھ جایا کرو یہ عمل تمہیں آخرت یاد دلائے گا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ	ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُوْدُوا الْمَرْضٰی	بیماروں کی عیادت کیا کرو، اور جنازوں کیساتھ
وَاتْبَعُوا الْجَنَائِزَ تُذَکِّرْکُمُ	جایا کرو (یہ عمل) تمہیں آخرت یاد دلائے گا۔

الْاٰخِرَۃَ (الترغیب ج ۴ ص ۱۷۱، ۳ بحوالہ احمد والبزار وابن حبان)

مومن (میّت) جب قبر میں داخل ہوتا ہے

تو اُسے سُورج غروب ہوتا نظر آتا ہے فرشتے اُسے اُٹھا کر بٹھا دیتے ہیں وہ کہتا ہے، مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھ لوں۔

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا دَخَلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ مُثِّلَتِ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوْبِهَا فَيَجْلِسُ يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ وَيَقُوْلُ دَعُوْنِيْ أُصَلِّيْ [1]	حضرت جابرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب (مومن) میّت قبر میں داخل ہوتی ہے۔ تو اُسے سورج غروب ہوتا نظر آتا ہے وہ بیٹھ جاتا ہے اور اپنی آنکھوں کو ملتا ہے اور (منکر و نکیر سے) کہتا ہے مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھ لوں۔

قبر میں منکر و نکیر کے سوال کے وقت یہ وہی کہہ سکتا ہے، کہ پہلے مجھے نماز پڑھ لینے دو بعد میں سوال کرنا سُورج غروب ہو رہا ہے میری عصر کی نماز فوت نہ ہو جائے۔ جو زندگی میں وقت کی پابندی اور جماعت کے ساتھ بالالتزام اور بالا اہتمام نماز ادا کرتا رہا، جو زندگی بھر بے نماز رہا یا جمعہ اور عید کی نماز کے علاوہ باقی پانچوں نمازوں سے جی چراتا رہا اور کبھی یہ خیال ہی نہیں کیا کہ نماز اُس کے آقا کا حق ہے جیسے وہ اُس کا غلام ہوتے ہوئے بڑی بے حیائی اور ڈھٹائی

---

[1] کنز العمال رقم ۴۲۷۲۲

سے غضب کر رہا ہے، اور یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ دینِ اسلام جس کا وہ دعویٰ کرتا ہے اُس کی بنیاد ہی نماز پر ہے اور سب سے پہلے قیامت کے دن نماز ہی کا سوال ہوگا، اگر کوئی اس میں کامیاب ہوگیا، تو وہ خوش قسمت ہر مرحلہ پر فائز المرام ہوگا اور کوئی بد قسمت اس مسئلہ میں فیل ہوگیا تو پھر اُس کی تمام خوبیاں اور جملہ نیکیاں برباد ہو جائیں گی

یہ مسئلہ قرآنِ کریم کی بہت سی آیات اور احادیثِ مطہرہ سے ثابت ہے اور اس پر تمام ائمۂ دین کا اتفاق ہے۔ لیکن افسوس آج کا مسلمان نماز ایسے اہم فریضہ سے غافل ہے، کتنے لوگ دیکھنے میں آتے ہیں کہ وہ ستر اسّی سال کی عمر میں تاش کھیلنے، سگریٹ پینے، گانا سننے میں مصروف ہوتے ہیں، اُن کے قریب ہی مسجد سے اذان کی آواز اُن کے کانوں میں گونجتی ہے، مؤذن پکارتا ہے، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ (نماز کے لئے آجاؤ) حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ (نجات کی طرف آجاؤ، مگر یہ غفلت شعار اور انجام سے بے پرواہ ٹس سے مس نہیں ہوتے اور یہ بے کار مشاغل کے دلدادہ بے فائدہ و بے ہودہ کاموں میں جھونک اپنی قیمتی زندگی کے انمول لمحات گزار کر قبروں میں داخل ہو جاتے ہیں اور پھر وہاں فرشتوں کے قابو میں آجاتے ہیں اور ہمیشہ کے لئے نہ ختم ہو جانے والے خوفناک عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

یہ حسرتناک اور حیرتناک منظر دیکھ کر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ایسا کیوں ہے؟

مسلمان اور بے نماز، دل کو یقین نہیں آتا لیکن یہ رُوح

حاشیہ

فرسا نظارہ تو نظر کے سامنے ہے، اگر ایک قطار میں سو آدمی کھڑے کر دیئے جائیں اور پھر ان میں سے نمازیوں کو الگ کیا جائے اور انہیں شمار کیا جائے، تو گنتی کے چند آدمی نمازی نکلیں گے، آہ افسوس اس مسلمانی پر ۔ انا للہ

اللہ تعالے ہمیں عقل و فہم عطا فرمائے اور ہم اپنی ضعیف جانوں پر ظلم کرنا چھوڑ دیں، کاش مسلمان قرآن کریم کی ان آیات اور احادیث مطہرہ کو سامنے رکھ کر غور و فکر کرے۔

فِيْ جَنّٰتٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۙ	(مومن) بہشت کے باغوں میں ہونگے
عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۙ	اور مجرموں سے پوچھ رہے ہونگے
مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۙ	تمہیں کونسی چیز دوزخ میں لے
قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ	آئی وہ جواب دینگے ہم نماز نہیں
الْمُصَلِّيْنَ ۙ وَلَمْ نَكُ	پڑھا کرتے تھے اور نہ ہم غریبوں کو
نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۙ	کھانا کھلایا کرتے تھے اور مشغلہ
وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ	میں رہنے والوں کے ساتھ ہم بھی
الْخَآئِضِيْنَ ۙ وَكُنَّا	مشغلہ میں پڑے رہتے تھے، اور
نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۙ	ہم روز جزا کو جھٹلایا کرتے تھے
حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۙ	یہاں تک کہ ہم کو موت آگئی۔

(المدثر ۴۲ - ۴۷)

مندرجہ بالا آیات میں جہنم میں لے جانے والے اعمال کا ذکر ہے سرِ فہرست سب سے پہلا عمل بے نماز ہونا ہے، دوسرا غرباء کو کھانا نہ کھلانا، تیسرا بیہودہ مشاغل لہو و لعب میں مشغول رہنے والوں

حاشیہ:-

کے ساتھ خود بھی شامل ہو جاتا ہے، نماز رب کائنات کا حق ہے، غرباء کی حاجت براری حقوق العباد میں شامل ہے۔ ایک شریف اور دیانتدار آدمی سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنے خالق و مالک اور آقا کا حق غصب کرے اور اُس سے یہ بھی امید نہیں کہ وہ اُسکی مخلوق کے حقوق دبائے اور جبکہ اسے معلوم ہے، کہ اُس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ جواہرات سے زیادہ قیمتی ہے، اور ہر سانس اُسے زندگی سے دُور اور موت کے قریب لا رہا ہے، ان حالات میں کسی بھی بے کار و بے فائدہ کام میں مصروف ہونے کی اُس میں ہمت ہی نہیں رہتی، بلکہ نماز کے علاوہ اوقات بھی اس کے نیک کاموں اور ذکر اللہ میں گزرتے ہیں۔

ربِّ کائنات اپنے نیک بندوں کے خصائل بیان فرما رہا ہے

باشعور فکرمندانِ آخرت کی تجارت، خرید و فروخت اللہ کے ذکر اور نماز سے انہیں نہیں روکتی اور نہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے انہیں منع کرتی ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ	ایسے لوگ جنہیں نہ تجارت غفلت میں ڈال دیتی ہے نہ (خرید و) فروخت اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے، وہ ڈرتے رہتے ہیں

حاشیہ

یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْاَبْصَارُ — ایسے دن سے جس میں دل اور آنکھیں اُلٹ جائینگی۔

(النور ۳۷)

ارشاد ہے کہ اُن کا کاروبار لین دین انہیں اللہ تعالےٰ کے ذکر سے نہیں روکتا اور نہ نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے مانع ہے اُس کی وجہ یہ ہے، کہ وہ آخرت میں پیش آنے والے حالات پر صحیح یقین رکھتے ہیں اسی لئے ڈرتے ہیں، لرزتے ہیں، اپنے کریم آقا کی ہر قسم کی نافرمانی سے بچتے ہیں، پانچ وقت اس کے سامنے سر جھکا کر اعتراف کرتے ہیں کہ بے شک تو ہمارا آقا اور ہم تیرے غلام ہیں یہ ہمارا وجود، ہاتھ پاؤں، آنکھ، کان، ناک، دل، دماغ وغیرہ تو نے ہمیں عطا فرمایا ہے، یہ ہوا، پانی، کھانا پینا، لباس، مکان، بیوی، بچے سب کچھ تیری طرف سے عطا ہوا ہے ہم تیرے آگے سر جھکا کر نماز پڑھ کر اس کا اقرار کرتے ہیں، اے اللہ تو ہمیں یوم حشر کی سختی سے محفوظ فرما۔"

ذِکرُ اللہ اللہ کی یاد سے مُراد اُس کے احکام کی بجا آوری ہے تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ" خوب غور کرکے دیکھ لیا جائے اس فضیلت کے موقع پر ذکر کس کا فرمایا گیا، گوشہ نشیں، تارک الدنیا زاہدوں راہبوں کا نہیں بلکہ اُن کا جو دنیا کے معاملات میں پوری طرح پڑے ہوئے ہیں، بیع و تجارت میں لگے ہوئے ہیں پھر بھی دل اُن کے کہیں اور ہی اٹکے ہوئے ہیں، فرائض میں غفلت نہیں کرتے، ادائے حقوق میں سُستی نہیں برتتے وہ اپنے خالق کے حقوق

حاشیہ

بھی ادا کرتے ہیں اور اُس کی مخلوق کے بھی،
ہوتی ہے دل کی دُور کثافت نماز سے
پاتے ہیں جسم و رُوح طہارت نماز سے
حاصل ہے اُس مکان کو زینت جہان کی،
ہوتی ہے جس مکان کی زینت نماز سے

جو لوگ اپنی نمازوں پر محافظت کرتے ہیں،

وہ جنت کے باغوں میں تکریم و تعظیم کے ساتھ قیام پذیر ہونگے،

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝ (المعارج ۲۵)

اور جو لوگ اپنی نمازوں کی پابندی رکھتے ہیں یہی لوگ بہشتوں میں عزت سے داخل ہونگے،

محافظت سے مُراد سُنّت کے مطابق پُوری دُعاؤں کے ساتھ اور پُوری محویت اور استغراق یعنی خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنا ہے۔ آخرت میں جہنم سے نجات اور فلاح و فوز (دخولِ جنّت) کی ضمانت کامل توجہ سے نماز کی ادائیگی ہے،

جیسا کہ خالق کائنات نے ارشاد فرمایا،

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝

بے شک فلاح پا گئے مومنین جو اپنی نمازیں خشوع رکھنے والے ہیں۔

(مومنون ۱-۲)

حاشیہ

محققین نے کہا ہے کہ اعمالِ حسنہ کی فہرست کو شروع بھی نماز سے کرنا اور ختم بھی اسی پر کرنا اس کی دلیل ہے کہ اعمالِ طاعت میں اولین و عظیم ترین اہمیت نماز کو حاصل ہے۔

دیکھئے ان آیاتِ مبارکہ میں آخرت میں کامرانی کے لئے نماز شرط قرار دی ہے اور پھر نماز وہ نماز ہے جو خشوع و خضوع (کامل توجہ سے ادا کی جائے)

مومن کے رُوح و دل کی غذا ہے فقط نماز
مومن کے دل کو ملتی ہے لذت نماز سے
سَو جُرم سے بشر کو بچاتی ہے اِک نماز
ہوتی ہے ترک ہر بُری عادت نماز سے

جب نیک لوگ فوت ہو جاتے ہیں

تو اُن کے بعد (بعض ایسے) ناخلف جانشین ہوتے ہیں جو نمازیں برباد کرتے ہیں، اور ناجائز خواہشات کے پیچھے لگ جاتے ہیں، وہ یاد رکھیں عنقریب دونوں عالم میں ذلیل ہونگے"

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۙ (مریم ۵۹)	پھر اُن کے (بعض ایسے) ناخلف جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کیا اور خواہشات کی پیروی کی سو وہ عنقریب خرابی سے دوچار ہونگے۔

ناخلف سے مراد بُری اولاد اور یہ اُنہیں کہا گیا ہے، جو نمازیں

حاشیہ

ضائع کرتے ہیں، پابندیٔ اوقات کے ساتھ باجماعت ادا نہیں کرتے وقت بے وقت جب کاروبار سے ذرا فراغت ہوئی دوکان پر ہی یا بغیر شرعی عذر کے گھر میں ہی جلدی جلدی ادا کرلی، نہ اس میں خشوع ہے اور نہ صحتِ ارکان اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ، اضاعت عام ہے خواہ اعتقادی ہو، خواہ عملی، اَلشَّهَوٰات، خواہشوں سے نفسانی ناجائز خواہشیں مراد ہیں، ضروری طاعتوں سے غافل کرنے والی، غیّا۔ غیّ ہر بری خرابی پر محیط ہے۔

كُلُّ شَيٍّ عِنْدَ الْعَرَبِ غَيٌّ (کشاف) اَلْغَيُّ عِنْدَ الْعَرَبِ كُلُّ شَرٍّ (بحر)

خیر الامم ہے جس سے یہ اُمت نماز ہے
یوں بے خبر ہے پھر بھی یہ اُمت نماز سے

دنیا میں کچھ ملا ہے نہ عقبیٰ میں کچھ ملے
برتے جو جان بوجھ کر غفلت نماز سے

نمازِ عصر کی حفاظت کے سلسلہ میں خصوصی تاکید

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ (سب ہی) نمازوں کی پابندی رکھو
وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى اور (خصوصاً) درمیانی نماز کی
وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ اور اللہ کے سامنے عاجزوں
قٰنِتِيْنَ (البقرہ ۲۳۸) (کی طرح) کھڑے رہا کرو،

محققین نے محافظتِ صلوٰۃ کے تین درجے قرار دئے ہیں۔
اول یہ کہ نماز وقت پر پڑھی جائے اور فرائض وواجبات ترک نہ کئے جائیں، اوسط یہ کہ جسم ہر طرح طہارتِ ظاہری سے آراستہ ہو

حاشیہ

طبیعت اکلِ حلال کی خوگر ہو، دل میں خشوع و خضوع ہو، سنن و مستحبات کی پوری رعایت رہے اعلیٰ یہ کہ نماز گویا حق تعالیٰ کے مواجہہ میں ہو رہی ہے اس قدر حضورِ قلب و استغراق رہے اَلصَّلٰوۃُ الْوُسْطٰی اس درمیانی نماز سے کیا مُراد ہے؟ اکثر ائمۂ تفسیر نے نمازِ عصر مُراد لی ہے، اور یہی معنیٰ ابن جریر میں حضرت علیؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن مسعودؓ حضرت ابو ہریرہؓ صحابیوں اور قتادہ، ضحاک تابعین اور امام ابوحنیفہؒ اور امام نخعیؒ سے مروی ہوئے ہیں لیکن ابن جریر ہی میں دوسرے معنیٰ نمازِ ظہر اور نماز مغرب اور نماز فجر کے بھی اسی پایہ کے اصحاب سے منقول ہیں (ماجدی)

نمازِ عصر کی اہمیت

چونکہ عصر کے وقت دن کی تمام سرگرمیاں اپنے آخری مرحلے میں داخل ہو رہی ہوتی ہیں، اگرم ملکوں میں دیکھئے دیہاتی لوگ شہروں سے ضروریاتِ زندگی خریدنے کے لئے اپنے دیہات سے رات کے آخری حصّے میں چل پڑتے ہیں، اور سورج کی تمازت سے بچنے کے لئے صبح سویرے ہی شہروں میں پہنچ جاتے ہیں "

ظہر سے قبل سودا سلف خرید کر اپنے دیہات پہنچنا مشکل ہوتا ہے لہٰذا ظہر پڑھ کر سو جاتے ہیں (جیسا کہ مکہ مکرمہ میں ظہر سے عصر تک عموماً بازار بند ہو جاتے ہیں، لوگ حرم شریف میں ظہر کی نماز پڑھ کر گھر پہنچ کر کھانا کھا کر سو جاتے ہیں اور پھر عصر کی نماز بیت اللہ میں پڑھ کر دوکانیں کھولتے ہیں، موسم حج کے علاوہ عموماً وہاں یہی

حاشیہ

طریق کار ہے) یہ وقت نہایت اہم ہوتا ہے مسافر رات کے آنے سے قبل اپنی منزل پر پہنچنے کے لئے بے تاب ہوتا ہے، دوکان دار دوکان بڑھانے سے پہلے کچھ کما لینے کی دُھن میں ہوتا ہے، الغرض بائع اور خریدار دونوں سرگرم عمل ہوتے ہیں، اگر دونوں میں سے کسی نے بھی یہ وقت غفلت اور کھیل تماشے میں صرف کر دیا تو کتنا بھاری نقصان ہوگا ، تاجر اپنی متوقع کمائی سے محروم ہو جائے گا۔ اور خریدار غروب آفتاب سے قبل منزلِ مقصود پر پہنچنے سے رہ جائے گا، اگر وہ رات کو سفر کرتا ہے تو جنگل میں درندوں اور چوروں کا خطرہ ہے ۔

لہذا یہ وقت نہایت ہی اہم ہے اس لئے ایسے اہم وقت میں نماز کی اہمیت کا ذکر فرمایا گیا کہ کہیں ایسے وقت نماز نہ بھلا دینا، اس لئے کہ یہ مقصودِ زندگی ہے ۔ جنگِ احزاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کے حملے نے اس قدر مشغول رکھا کہ آفتاب غروب ہونے لگا، آپ نمازِ عصر ادا نہ کر سکے، آپکو اس کا اس قدر غم ہوا " کہ آپ نے اس موقع پر فرمایا کہ خدا ان لوگوں کی قبریں اور ان کے گھر آگ سے بھر دے انہوں نے ہماری صلوٰۃ وسطی فوت کرا دی اس سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ وسطی عصر کی نماز ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کو اس کا اسقدر ملال اس لئے ہوا کہ اب یہ نماز اس کے اوّل وقت کی بجائے آخر وقت میں پڑھی جائے گی "۔

آپکا یہ فرمانا کہ اللہ پاک ان کافروں کی قبریں آگ سے بھر دے

اگر قبر میں عذاب و ثواب کچھ بھی نہیں تو نعوذ باللہ آپ کے اس

حاشیہ

فرمانِ مبارک کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،
وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (النجم ۳/۴)
وہ اپنی خواہشِ نفسانی سے باتیں نہیں بناتے، اُن کا کلام تو
تمام تر وحی ہی ہے، جو اُن پر بھیجی جاتی ہے۔
آپکے اس ارشاد سے کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں کی قبریں آگ سے بھر دے
ثابت ہُوا کہ اپنے اپنے عمل کے مطابق قبر کی نار اور بہار حق ہے۔

صبح کی نماز اور عصر کی نماز کے وقت

فرشتے تمہاری نگرانی کرتے ہیں، وہ دیکھتے ہیں کہ تم میں سے کون شخص نماز باجماعت ادا کرتا ہے، ان دونوں وقت اُن کی ڈیوٹیاں بدلتی ہیں اور وہ اللہ تعالےٰ کے پاس جا کر بتاتے ہیں کہ ہم جب اُن کے پاس پہنچے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم انہیں چھوڑ کر آئے تو وہ نماز ادا کر رہے تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کو فرشتے تمہاری الگ نگرانی کر رہے ہیں اور دن کو فرشتے تمہاری الگ نگرانی کر رہے ہیں اور وہ صبح کی نماز میں اکٹھے ہوتے ہیں، اور عصر کی

حاشیہ

وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ	نماز میں، پھر وہ جنہوں نے تمہارے
يَعْرُجُ الَّذِينَ	پاس رات گزاری ہے آسمان پر
بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ	پرواز کر جاتے ہیں تو اُن کا پروردگار
رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ	اُن سے پوچھتا ہے (حالانکہ وہ
بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ	خود اُن سے زیادہ جانتا ہے)
عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ	تم نے میرے بندوں کو کس حال
تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ	میں چھوڑا ہے، وہ کہتے ہیں
يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ	جب ہم نے انہیں چھوڑا وہ نماز
وَهُمْ يُصَلُّونَ "	پڑھ رہے تھے اور جب ہم اُنکے
(بخاری ومسلم ونسائی)	پاس پہنچے تو وہ نماز ادا کر رہے تھے،

اللہ اللہ فرشتوں کی گواہی خاکیوں کے متعلق نُوریوں کی شہادت اور شہادت بھی یہ کہ اے ہمارے پروردگار! جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ تیرے سامنے سجدہ ریز (نماز ادا کر رہے) تھے، اور جب ہم انہیں چھوڑ کر تیرے پاس آئے اُس وقت بھی وہ نماز میں مشغول تھے، یہ ہیں وہ خوش قسمت، معزز و مکرم لوگ، جن کی غذائے رُوح اپنے رحیم و کریم آقا کی عبادت ہے، اللہ تعالیٰ کی عبادات کی بہترین اور اکمل شکل نماز ہے، نماز سے روگردانی اپنے خالق و مالک سے بغاوت اور سرکشی ہے،

شیرازہ ہو سکے گا نہ اس دین کا منتشر
ملتا ہے درسِ نظم و جماعت نماز سے

حاشیہ

جنگِ احزاب (یومِ خندق) کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ عصر فوت ہوگئی

آپکو اس کا اس قدر غم ہوا کہ آپ کی زبان مبارک سے بے اختیار شریکِ جنگ مشرکینِ مکہ کے بارے میں بد دعاء نکل گئی۔ یہ احادیث مختلف راویوں سے امام بیہقی نے اپنی کتاب عذاب القبر میں جمع فرمائی ہیں، یہاں اُن میں سے صرف دو حدیثیں نقل کی جارہی ہیں،

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ	حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ	عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم
قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ	جنگِ خندق کے دن
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ	تھے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ انکے
فَقَالَ: مَلَأَ اللّٰهُ	گھروں اور اِن کی قبروں کو آگ
بُيُوتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ	سے بھرے جس طرح انہوں نے
نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا	ہمیں نمازِ وسطی (نمازِ عصر)
عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطٰى	سے روک دیا ہے۔ یہاں تک کہ
حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ	سورج غروب ہوگیا۔

وَهِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ اخرجہ البخاری ۲۹۳۱، ۴۱۱۱، ۴۵۳۳، ۶۳۹۶ ومسلم ۶۲۷ (۲۰۲، ۲۰۳) وابو داؤد ۴۰۹ والترمذی ۲۹۸۴، والنسائی ۱/۲۳۶ وابو نعیم ۱۰/۴ والبغوی فی شرح السنۃ ۳۸۸ وابن ابی شیبۃ فی المصنف ۲/۵۰۴ وابن حبان (۲۷۰)

حاشیہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَوْمَ الْخَنْدَقِ شَغَلُوْنَا عَنْ صَلَاۃِ الْوُسْطٰی صَلَاۃِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰہُ أَجْوَافَھُمْ وَقُبُوْرَھُمْ نَارًا ۱؎	حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ مَیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ خندق کے روز فرما رہے تھے (ان مشرکوں نے) ہمیں نمازِ عصر سے روک دیا ہے، اللہ پاک ان کے پیٹوں اور قبروں کو آگ سے بھرے،

ان دو حدیثوں سے اندازہ کیجئے کہ نمازِ عصر فوت ہو جانے پر آپکو کس قدر قلق کس درجہ ملال ہوا کہ شفقت و محبت بھری زبانِ اقدس سے یکایک یہ الفاظ نکل جاتے ہیں جس طرح اِن کفار و مشرکین نے ہماری نماز کو فوت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِنکے گھروں کو اِنکے پیٹوں کو، اِنکی قبروں کو (جہنم کی) آگ سے بھرے، یہ ہے نماز کا مقام، قارئین کرام، پیارے بھائیو، پیاری بہنو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی محبت (جو کہ ایمان کی بنیاد ہے) کو پہچانو۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ قبر کا عذاب و ثواب حق ہے۔

۱؎ اخرجہ مسلم ۶۲۸ (۲۰۶) والترمذی ۱۸۱ - ۱۹۸۵، ابن ماجہ ۶۸۶ واحمد ۱/۳۹۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴، وابو نعیم ۲/۳۵ (ولفظ الترمذی صلاۃ الوسطی صلاۃ العصر۔

حاشیہ

اسلام کے بنیادی ارکان

(۱) توحید ورسالت کا اقرار (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) رمضان کے روزے رکھنا (۵) (وسائل میسر ہونے پر زندگی میں ایک مرتبہ) حج کرنا ۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ : شَهَادَةِ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ ۔ (بخاری ومسلم)	نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے ۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں ۔ اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا ، اور رمضان کے روزے رکھنا اور (اللہ کے گھر کا) حج کرنا ۔

اس حدیث میں اسلام کے پانچ بنیادی اصول بتائے گئے ہیں یعنی اسلام کی پوری عمارت ان پانچ ستونوں پر قائم ہے ۔ ان پانچ ستونوں کی کچھ ساخت (بناوٹ) اس قسم کی ہے کہ اگر ان میں سے ایک ستون گرا دیا جائے ، تو اسلام کی یہ عمارت مکمل طور پر منہدم ہو جائے گی ، پہلا بنیادی ستون توحید ہے ۔ یعنی

حاشیہ

ربِ کائنات کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے رسالت کے اقرار کا یہ مطلب ہے، کہ سیدالرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے، اُس کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا جائے بلا ادنیٰ تردد اُس پر فوراً عمل کیا جائے، آپکا فرمان طبیعت کے موافق ہو یا مخالف، توحید و رسالت کے اقرار و اعتراف کے ساتھ ہی نماز قائم کی جائے،

بے شک نماز دینِ نبیؐ کا سُتون ہے

محکم ہے دینِ حق کی عمارت نماز سے

اگر مال حدِ نصاب کو پہنچ جائے تھا قاعدہ حساب کر کے چالیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کی جائے جو کہ غرباء و مساکین کا حق ہے اگر مال اس قدر موجود ہے کہ حج کے اخراجات کے علاوہ اپنے پیچھے بیوی بچوں کی ضروریات بھی پوری ہو سکتی ہوں، اپنی صحت بھی درست ہو، اور راستہ بھی ہر قسم کے شر سے محفوظ ہو تو زندگی میں ایک مرتبہ حج بیت اللہ فرض ہے، جس طرح توحید کے ساتھ نماز روزہ، زکوٰۃ بالغ مرد اور عورت پر الگ الگ فرض ہے، اسی طرح اگر عورت کے پاس اپنا ذاتی مہر وغیرہ کا اسقدر روپیہ ہو کہ حج کے اخراجات پورے ہو سکتے ہوں، تو اس پر بھی حج واجب ہے

جس جواں قسمت کے سینے میں ہے عزمِ تامِ حج

مل ہی جاتی ہے اُسے پھر دولتِ اکرامِ حج

حج ہے رکنِ عظیم اسلام کا مثلِ نماز

آئے ہیں قرآن میں مثلِ نماز احکامِ حج

دین میں نماز کا مقام

ایسا ہے جیسا کہ جسم میں سر کا ، جو نماز نہیں پڑھتا اُس کا کوئی دین نہیں ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا أَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّا طُھُوْرَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا صَلٰوۃَ لَہٗ اِنَّمَا مَوْضِعُ الصَّلٰوۃِ مِنَ الدِّیْنِ کَمَوْضِعِ الرَّأسِ مِنَ الْجَسَدِ	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو امانتدار نہیں وہ دیندار نہیں اور جس کا وضو نہیں اُس کی نماز نہیں اور جو نمازی نہیں اس کا کوئی دین نہیں ہے، دین میں نماز کا مقام ایسا ہے جیسا بدن میں سر کا ۔

(الترغیب ۱/۲۴۶ بحوالہ الطبرانی فی الاوسط و الصغیر)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ امانت میں خیانت کرنے والا اہل دین نہیں ہوسکتا ، اور کامل وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی اور جو بد بخت نماز پنجگانہ ادا نہیں کرتا وہ دیندار کہلانے کا مستحق نہیں ہے ، جس طرح سر کٹ جانے پر جسم بے حس و حرکت

حاشیہ

اور بے کار ہو جاتا ہے، اس کے ساتھ کوئی جو چاہے سلوک کرے اسی طرح بغیر نماز کے دین کی کوئی حیثیت نہیں رہتی، دعوئ دین باطل، بے قیمت، بے معنی ہو جاتا ہے،

دُنیا سے کچھ ملا ہے نہ عقبیٰ میں کچھ ملے
برتے جو جان بوجھ کے غفلت نماز سے

جنّت کی چابی نماز ہے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلٰوۃُ (رواہ الدارمی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنّت کی چابی نماز ہے"

بے شک یہی کلید ہے قصرِ بہشت کی
وا ہوگا حشر میں درِ جنّت نماز سے

قیامت کے روز سب سے پہلے بندے سے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا

اگر وہ اس میں کامیاب ہوگیا تو باقی تمام معاملات میں کامیاب ہو جائے گا اور اگر اس میں فیل ہوگیا تو سب میں فیل ہو جائے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ ۔ عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ

حاشیہ

قُرْطٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الصَّلٰوۃُ فَاِنْ صَلُحَتْ صَلَحَ سَائِرُ عَمَلِہٖ وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِہٖ (الترغیب ۱/۲۴۶ بحوالہ الطبرانی)	بیان کرتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے بندہ سے قیامت کے دن جس کا حساب طلب کیا جائے گا، وہ نماز ہوگی اگر وہ درست ہوئی تو اس کے تمام اعمال درست ہونگے اور اگر وہ صحیح ثابت نہ ہوئی تو اس کے تمام اعمال برباد ہو جائینگے۔

اِس حدیث میں اُن لوگوں کے لئے وعید شدید ہے، جو اپنی نمازیں وقت بے وقت بغیر جماعت اور بغیر خشوع وخضوع کے سُنّت کے خلاف ادا کرتے ہیں، جو سرے سے نماز پڑھتے ہی نہیں اُن کا کیا حشر ہوگا؟

نفرت ہے اُس بشر سے رسالتماٰب کو
روزے سے جس کو عار ہے نفرت نماز سے

افضل ترین اعمال میں سب سے افضل عمل نماز ہے

ایک شخص نے تین مرتبہ آپ سے افضل ترین عمل پوچھا آپ نے تینوں مرتبہ فرمایا نماز" نماز، نماز

حاشیہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلًا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَئَلَهٗ عَنْ اَفْضَلِ الْاَعْمَالِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَلصَّلٰوةُ قَالَ ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ ثُمَّ الصَّلٰوةُ: قَالَ ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ ثُمَّ الصَّلٰوةُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ	عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے پُوچھا کہ اعمال میں بہترین عمل کونسا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز: اس نے کہا پھر کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا پھر نماز اس نے پھر سوال کیا اس کے بعد پھر؟ آپ نے فرمایا نماز تین مرتبہ، اُس نے پھر دریافت کیا اس کے بعد پھر؟ آپ نے فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد

(الترغیب ج ۱ ص ۲۴۷ بحوالہ مسند احمد و صحیح ابن حبان)

نمازی کے لئے جہنم سے نجات اور جنت کا وعدہ

جو رات دن میں پانچ نمازیں ادا کرتا ہے جیسا کہ اُنہیں ادا کرنے کا حق ہے، اُن کے رکوع و سجود اطمینان سے ادا کرتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کا حق ہے، جو کہ اُس پر واجب ہے ایسے شخص کیلئے اللہ تعالیٰ کا

وعدہ ہے، کہ جہنم کی آگ اُس پر حرام ہے۔ اور جنت اُس کا ٹھکانا ہے۔

عَنْ حَنْظَلَةَ الْكَاتِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ رُكُوْعِهِنَّ وَسُجُوْدِهِنَّ وَمَوَاقِيْتِهِنَّ وَعَلِمَ اَنَّهُنَّ حَقٌّ مِنْ عِنْدِ اللهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَوْقَالَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ أَوْقَالَ حَرُمَ عَلَى النَّارِ	حضرت حنظلہ کاتب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرما رہے تھے، جس نے پانچوں نمازوں پر محافظت کی اُن کے رکوع اُنکے سجود اور اُن کے اوقات کا خیال رکھا، اور اُس نے یہ جان لیا کہ یہ (اُس پر) اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہیں (تو یہ شخص) جنت میں داخل ہو جائے گا یا آپ نے فرمایا کہ اس پر جنت واجب ہو گئی، یا آپ نے فرمایا کہ وہ جہنم پر حرام ہو گیا۔

(الترغیب ج ۱ ص ۲۴۷ بحوالہ مسند احمد)

اس حدیث میں جہنم کے خوفناک ناقابل برداشت عذاب سے نجات اور جنت کی نعمتوں کا حقدار ایسے خوش قسمت انسان کو قرار دیا گیا ہے، جو پانچ نمازیں باقاعدہ اوّل وقت خشوع و خضوع کے ساتھ یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ اُس پر اُسکے

پروردگار، اس کے رحیم وکریم آقا کا حق ہے ادا کرتا ہے، نماز میں تساہل مسلمان کی نشان نہیں، چہ جائیکہ ایک مسلمان ہو اور نماز ہی ادا نہ کرے، اور اپنے خالق ہی کا حق غصب کرجائے معاذ اللہ "

نماز مومن کے حق میں ایسی ہے جیسے مچھلی کیلئے پانی :

نماز دراصل اس فطرت انسانی اور تقاضہ بشری کی تسکین اور تکمیل ہے جس کو ہم ضعف واحتیاج، مجبوری ودرماندگی، دعاومناجات اور اس خدائے بزرگ وبرتر کی پناہ میں آجانے اور اس کے در پہ سر رکھ کر پڑے رہنے کا جذبہ کہہ سکتے ہیں، جو طاقتور ہے، بے نیاز ہے، سخی داتا ہے، رحم کرنے والا، اور مہربان ہے، حفاظت کرنے والا ہے، عطا کرنے والا، جاننے اور خبر رکھنے والا، سننے والا اور دینے والا ہے، درحقیقت شکر واحسانمندی، وفاشعاری اور محبت الٰہی، عبودیت وتذلل اور خشوع وتواضع کے اس جذبے کی تسکین ہے جو انسان کی سرشت ہے اور اسکی انسانیت کا سب سے بڑا جوہر ہے، اس بارہ میں مومن کی مثال مچھلی کی سی ہے جسکی زندگی پانی کے ساتھ وابستہ ہے، اگر اسکو زبردستی پانی سے نکال بھی لیا جائے تب بھی وہ پانی کیلئے بیقرار اور پانی کی محتاج رہے گی اور موقع ملتے ہی بے ساختہ اس پر ٹوٹ پڑے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے آپ نے فرمایا جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ، میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے" اسی طرح حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے آپؐ نے فرمایا۔ یَا بِلَالُ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاَرِحْنَا بِهَا (اے بلال نماز کی تیاری کرو اور اس کے ذریعہ ہم کو آرام دو، ابو داؤد کتاب الادب

کوئی گدا ہو، میر ہو، سلطان وقت ہو عاجز نہیں کسی کو بر شیت نماز سے

ارکان اربعہ ص ۵۰

برزخ میں کیا ہے؟

عالمِ برزخ کے حالات ہمارے محسوسات کی دسترس سے باہر ہیں۔ زندہ وہاں جا نہیں سکتا اور مُردہ وہاں سے آ نہیں سکتا ان حالات میں برزخ کے حالات کا علم ہو تو کس طرح ہو؟ حواس کے عجز نے عقل کو بھی رائے زنی سے عاجز کر دیا ہے۔

مخلوق میں سب سے اعلیٰ اور سب سے سچے انبیاء علیہم السلام اور اس خطِ نورانی کا نقطۂ ابتداء حضرت آدم علیہ السلام اور نقطۂ انتہاء سید کونین، خاتم الرسل والانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کا متفقہ دعویٰ ہے۔ کہ عالم دنیا کے علاوہ پس پردۂ موت ایک دوسرا عالم برزخ و آخرت بھی ہے۔ جس کی وسعت کا اندازہ عقل انسانی نہیں کر سکتی، وہ عالم بھی باقی وہاں کی زندگی بھی باقی اور وہاں کی راحتیں اور کلفتیں بھی دائمی اور ابدی ہیں۔

بلند و بالا مزین محلات میں رہنے والو! عنقریب تمہیں مٹی میں دفن کر دیا جائے گا

تم مرنے کے لیے پیدا ہوئے ہو اور ویران ہونے کے لیے عمارت بناتے ہو

اَلَا یَا سَاکِنَ الْقَصْرِ الْمُعَلّٰی ۔۔۔ سَتُدْفَنُ عَنْ قَرِیْبٍ فِی التُّرَابِ

اے قصرِ معلّٰی کے رہنے والے ۔۔۔ تو عنقریب مٹی میں دفن کیا جائے گا

لَہٗ مَلَکٌ یُّنَادِیْ کُلَّ یَوْمٍ ۔۔۔ لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ

اللہ کا ایک فرشتہ روزانہ پکارتا ہے ۔۔۔ کہ مرنے کے لیے پیدا ہو اور ویران ہونے کے لیے عمارت بناؤ۔

آغاز و انجام سفر

یہ غلط ہے کہ عالم ازل سے ہے۔ بلکہ عالم عدم سے وجود میں آیا ہے، انسان عالم ارواح سے عالم دنیا میں آیا ہے۔ لہذا دوسرے عالم سے آنے والا مسافر آخر کار اپنے وطن کی طرف لوٹے گا، عدم سے وجود میں آنے والا معدوم ہو کر پھر بھی موجود ہو سکتا ہے۔ استدلال و قیاس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ مستقبل کا دروازہ عالم آخرت میں کھلتا ہے، انبیاء علیہم السلام کے قول صادق کے مطابق عالم آخرت، عالم کون و فساد سے بالکل علیحدہ عالم ہے۔ برزخ کی زندگی کو دنیا کی زندگی سے کوئی نسبت نہیں، دنیا کی زندگی پر برزخ و آخرت کی زندگی کا قیاس ایسا ہی ہے، جیسے کوئی شخص قطب شمالی کے موسم سرما کو مدینہ منورہ کے موسم سرما پر قیاس کرے۔ یا کوئی شخص کوہستانی موسم سرما کا میدانی موسم سرما سے مقابلہ کرے تو آپ اس کی لاعلمی پر ہنسیں گے۔ لیکن اس سے زیادہ مضحکہ خیز بات یہ ہے۔ کہ کوئی شخص آخرت کی زندگی اور اس کی کلفت و راحت کو دنیا کی زندگی اور اس کی کلفت و راحت پر قیاس کرے۔ انسان موت کے بعد عالم برزخ میں پہنچ جاتا ہے۔ اور وہاں کے عذاب و ثواب سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔ اس حقیقت کی تلخی کو گوارا کرنا اور اسے نفس کے سامنے پیش کرنا۔ اور انبیاء علیہم السلام کی تعلیم آخرت پر غور نہیں بلکہ اسے بلا پس و پیش تسلیم کرنا۔ درایت و سعادت کی علامت ہے ــ جس عالم میں ہم ہیں یہ عالم ابتلاء و عمل ہے اور جس عالم میں ہمیں بالآخر لوٹ کر واپس جانا ہے۔ وہ عالم مکافات عمل ہے۔ جو شخص اس عالم میں اس مالک جزا کی اطاعت کرے گا جس کا اقرار ہم ہر رکعت

نماز میں اِن الفاظ میں کرتے ہیں۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ (وہ مالک ہے روزِ جزا کا)
وہ عالمِ بقا کی غیر فانی اور ابدی نعمتوں کا مستحق ہوگا۔ اور جو بدنصیب مالکِ یوم الدین
سے بغاوت کرے گا وہ روزِ جزا مالکِ روزِ جزا کے قہر و غضب کا نشانہ بن جائے گا۔

اَلْقَبْرُ قَبْلَ الْمَوْتِ

قبر موت سے پہلے

مرنے سے پہلے اپنی قبر آپ تیار کرلے (یحییٰ بن معاذ رازی رح)

عَنْ يَحْيَى بْنِ مُعَاذِ الرَّازِيِّ طُوْبٰى لِمَنْ تَرَكَ الدُّنْيَا قَبْلَ اَنْ تَتْرُكَهٗ وَبَنٰى قَبْرَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَهٗ وَاَرْضٰى رَبَّهٗ قَبْلَ اَنْ يَّلْقَاهُ۔

(منبہات مترجم ص ۴۷)

یحییٰ بن معاذ رازی فرماتے ہیں مبارک ہے اُس کے لیے جس نے دنیا کو ترک کر دیا اس سے قبل کہ دنیا اسے ترک کردے گی اور اپنی قبر آپ تیار کر لی (یعنی اس کے لیے عمل کر لیا) اس سے پہلے کہ اس میں داخل ہوا۔ اور اللہ کی ملاقات سے پہلے اللہ کو راضی کر لیا۔

صالح مرقدی رح

اُن کے جسم قبر کی خاک میں خاک ہو گئے

عَنْ صَالِحِ نِ الْمَرْقَدِيِّ اَنَّهٗ مَرَّ بِبَعْضِ الدِّيَارِ فَقَالَ يَا دِيَارُ اَيْنَ اَهْلُكِ الْاَوَّلُوْنَ وَاَيْنَ عُمَّارُكِ الْمَاضُوْنَ

صالح مرقدی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ کسی کھنڈر سے گزرے۔ اس سے خطاب کر کے فرمایا تیری تعمیر کرنے والے کہاں ہیں؟ اس کے بعد تجھے آباد کرنے والے

وَاَیْنَ سُکَّانُکَ الْاَقْدَمُوْنَ فَهَتَفَ بِهٖ هَاتِفٌ انْقَطَعَتْ اٰثَارُهُمْ وَبَلِيَتْ تَحْتَ التُّرَابِ اَجْسَامُهُمْ وَبَقِيَتْ اَعْمَالُهُمْ قَلَائِدَ فِیْ اَعْنَاقِهِمْ

(منبہات مترجم ص ۱۱۳)

کہاں گئے؟۔ اور گذشتہ دور میں تجھ میں رہنے والے کدھر گئے! کھنڈر تو کیا جواب دیتا۔ مگر ہاتفِ غیب نے آواز دی، باشندوں کے نشانات مٹ گئے ان کے جسم لحد میں خاک ہو گئے۔ اور اُن کے اعمال اُن کی گردنوں میں طوق و زنجیر بنے پڑے ہیں۔

پانچ چیزوں سے محبت اور پانچ چیزوں سے غفلت

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَيَاْتِیْ عَلٰی اُمَّتِیْ زَمَانٌ يُحِبُّوْنَ الْخَمْسَ وَيَنْسَوْنَ الْخَمْسَ يُحِبُّوْنَ الدُّنْيَا وَيَنْسَوْنَ الْاٰخِرَةَ وَيُحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ وَيَنْسَوْنَ الْمَوْتَ وَيُحِبُّوْنَ الْقُصُوْرَ وَيَنْسَوْنَ الْقُبُوْرَ وَيُحِبُّوْنَ الْمَالَ وَيَنْسَوْنَ الْحِسَابَ وَيُحِبُّوْنَ الْخَلْقَ وَيَنْسَوْنَ الْخَالِقَ۔

(المنبہات)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میری اُمت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جبکہ میری اُمت کے لوگ پانچ ایسی چیزوں سے والہانہ شیفتگی کا اظہار کرینگے جن سے درحقیقت نفرت کرنا چاہیئے اور پانچ چیزوں کو فراموش کر دیں گے جن کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔ دنیائے فانی سے محبت کریں گے اور آخرت کو بھول جائیں گے۔ حیاتِ مستعار پر جان دیں گے۔ اور موت کا خیال دل سے نکال دیں گے۔ ایوانوں اور محلّوں پر جان دیں گے اور قبروں کی وحشت و ظلمت کو فراموش

کردیں گے، مال و دولت پر فریفتہ ہو جائیں گے
مخلوق سے دل لگائیں گے، اور اپنے
خالق کو بھول جائیں گے۔

قبر میں توشۂ اعمال (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَنْ دَخَلَ الْقَبْرَ بِلَا زَادٍ فَکَاَنَّمَا رَکِبَ الْبَحْرَ بِلَا سَفِیْنَۃٍ	حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ توشۂ اعمال کے بغیر قبر میں داخل ہونے والے کی مثال اُس شخص کی سی ہے۔ جو سمندر میں بغیر کشتی اُتر جائے۔

(منبہات مترجم ص ۲۳)

قبر کے لیے تیاری فرض ہے

زیارتِ قبور میں فضیلت اور اس کیلئے تیاری فرض ہے (حضرت عثمانؓ)

قَالَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَرْبَعَۃٌ ظَاھِرُھُنَّ فَضِیْلَۃٌ وَّ بَاطِنُھُنَّ فَرِیْضَۃٌ مُخَالَطَۃُ الصَّالِحِیْنَ فَضِیْلَۃٌ وَّ الْاِقْتِدَاءُ بِھِمْ فَرِیْضَۃٌ وَّ تِلَاوَۃُ الْقُرْاٰنِ فَضِیْلَۃٌ وَّ الْعَمَلُ بِہٖ فَرِیْضَۃٌ وَّ زِیَارَۃُ الْقُبُوْرِ فَضِیْلَۃٌ وَّ الْاِسْتِعْدَادُ لَھَا فَرِیْضَۃٌ وَّ	حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں، کہ چار چیزیں ایسی ہیں جن کا ظاہر تو فضیلت کا درجہ رکھتا ہے اور باطن فرض کا حکم رکھتا ہے خدا کے نیک بندوں سے تعلق رکھنا فضیلت ہے۔ لیکن اُن کے نقشِ قدم پر چلنا فرض ہے قرآن کریم کی تلاوت فضیلت ہے لیکن اس پر عمل کرنا فرض ہے۔ قبروں کی زیارت کرنا فضیلت ہے۔ لیکن خود قبر میں پہنچنے کی تیاری کرنا فرض ہے۔ بیمار کی بیمار پُرسی

عِيَادَةُ الْمَرِيْضِ نَفِيْلَةٌ وَاتِّخَاذُ الْوَصِيَّةِ مِنْهُ فَرِيْضَةٌ	کرنا فضیلت ہے، لیکن اُس سے عبرت حاصل کرنا فرض ہے۔

(منبہات مترجم ص ۸۵)

فرزندِ آدم پر یلغار

فرزندِ آدم چاروں اطراف سے لوٹا جا رہا ہے

عَنْ بَعْضِ الْحُكَمَاءِ يَسْتَقْبِلُ ابْنَ آدَمَ اَرْبَعُ نُهَبَاتٍ يَنْتَهِبُ مَلَكُ الْمَوْتِ رُوْحَهُ وَيَنْتَهِبُ الْوَرَثَةُ مَالَهُ وَيَنْتَهِبُ الدُّوْدُ جِسْمَهُ وَيَنْتَهِبُ الْخُصَمَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِرْضَهُ اَيْ عَمَلَهُ	کسی دانا کا قول ہے، کہ فرزندِ آدم چاروں اطراف سے لوٹا جاتا ہے، (اور اس غارتگری کا خیر مقدم بہ خود کرتا ہے) (۱) عزرائیل علیہ السلام (خدا کے حکم سے) اُس کی رُوح کو لوٹ لیتے ہیں، (۲) اور ورثاء مرتے ہی اُس کا مال واسباب لوٹ لیتے ہیں۔ (۳) اور قبر میں اُس کی نعش کو کیڑے مکوڑے لوٹ لیتے ہیں، (۴) اور جن کا حق اس نے تلف کیا ہوگا وہ لوگ قیامت کے دن اس کے اعمال اپنے حقوق کے معاوضے میں لوٹ لیں گے، اور یہ شخص انہیں تکتا رہ جائے گا۔

(منبہات مترجم ص ۱۰۷)

قبر میں سوال وجواب کے وقت مردے کی طرف رُوح لوٹائی جاتی ہے

حضرت براء بن عازبؓ کا بیان ہے۔ کہ ہم بقیع الغرقد میں ایک جنازے

میں شریک تھے۔ سیدِ کونین ﷺ بھی تشریف لے آئے اور ہم آپ کے ارد گرد خاموش بیٹھ گئے میت کی لحد تیار کی جارہی تھی، آپ نے تین بار قبر کے عذاب سے پناہ مانگی، پھر فرمایا جب دنیا میں انسان کے صرف چند سانس باقی ہوتے ہیں۔ اور وہ منزلِ آخرت میں داخل ہونے والا ہوتا ہے۔ تو اس کے پاس مہِ تاباں و مہرِ درخشاں ایسے چہروں والے فرشتے آتے ہیں، جو اُس کی حدِ نگاہ تک پھیل جاتے ہیں، اور ملک الموت (عزرائیل علیہ السلام) جلوہ فرما کر سرِ بالیں بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں اے پاکیزہ رُوح اللہ کی بخشش و رضامندی کی طرف نکل، چنانچہ وہ اس طرح آسانی سے نکل آتی ہے۔ جیسے مشکیزہ کے مُنہ سے پانی کا قطرہ نکل آتا ہے، ملک الموت سے اُس رُوح کو دوسرے فرشتے فوراً لے لیتے ہیں۔ اور جنت سے لائے ہوئے کفن اور خوشبو میں اسے لپیٹ لیتے ہیں، اُس رُوح سے مُشک و عنبر سے بھی زیادہ روح افزا و جاں پرور خوشبو پھوٹ پڑتی ہے۔ پھر فرشتے اس رُوح کو لیکر آسمانوں کی طرف [illegible] چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت کے قریب سے گزرتے ہیں، وہ پوچھتے ہیں کہ یہ پاکیزہ رُوح کس کی ہے؟ لانے والے اس کا نام لے کر بتاتے ہیں کہ یہ رُوح فلاں بن فلاں کی ہے، یہاں تک کہ اسے پہلے دنیوی آسمان تک لے کر پہنچ جاتے ہیں۔ اور اس کیلئے دروازہ کھلواتے ہیں۔ .... اور اس آسمان کے تمام مقرب فرشتے دوسرے آسمان تک اسے رخصت کرنے ساتھ چلتے ہیں۔ یہاں تک کہ اسی طرح ساتویں آسمان پر پہنچ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے کا اعمال نامہ علّیین میں رکھ لو، اور اسے زمین کی طرف لوٹا دو، کیوں کہ میں نے انہیں (آدم) کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اسی کی طرف لوٹاؤں گا اور دوسری بار اسی سے پیدا کروں گا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:-

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا — ہم نے تمہیں اسی مٹی سے پیدا کیا ہے اور

نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝ (طٰهٰ ۵۵) — ہم تمہیں اسی کی طرف لوٹائیں گے اور دوسری مرتبہ اسی سے زندہ کر کے اٹھائیں گے

پھر اس کی رُوح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آکر اُسے اُٹھا کر بٹھا دیتے ہیں۔ اُس سے پوچھتے ہیں، کہ تمہارا رب کون ہے؟ یہ جواب دیتا ہے، میرا رب اللہ ہے۔ پھر اُس سے پوچھتے ہیں تمہارا دین کیا ہے؟ یہ جواب دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے، پھر اس سے پوچھتے ہیں۔ وہ جو تم میں بھیجے گئے تھے کون ہیں؟ یہ جواب دیتا ہے۔ وہ اللہ کے رسول ہیں، وہ پھر اس سے پوچھتے ہیں تمہیں کس طرح معلوم ہُوا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، یہ جواب دیتا ہے۔ مَیں نے اللہ کی کتاب پڑھی اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی، مجھے اس سے آپ کی رسالت کا علم ہُوا۔ پھر آسمان سے آواز آتی ہے، کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ اس کے نیچے جنتی بستر بچھا دو۔ اور جنت کی کھڑکی کھول دو، پھر اس کی قبر میں جنت کی مہک اور خوشبو آنے لگتی ہے، اور اس کی قبر حدِ نگاہ تک فراخ کر دی جاتی ہے، پھر اس کے پاس ایک نہایت حسین وجمیل مہکتے ہوئے لباس میں ایک شخص آکر کہتا ہے کہ ایک مسرت انگیز خبر سنیئے، آج کا دن وہ دن ہے جس کا آپ سے وعدہ تھا۔ یہ پوچھتا ہے، کہ آپ کون ہیں، آپ کے تو چہرے ہی سے بشارت ٹپک رہی ہے۔ یہ شخص جواب دیتا ہے۔ مَیں آپ کا عملِ صالح ہوں، یہ سُن کر وہ دعا کرتا ہے کہ اے پروردگار قیامت قائم فرما، تاکہ مَیں اپنے اہل وعیال سے ملاقات کروں، ——

اسی طرح کافر جب دنیا سے جانے والا اور راہِ آخرت میں قدم رکھنے والا ہوتا ہے، تو خوفناک سیاہ چہروں والے فرشتے اس کے پاس آتے ہیں۔ اُن کے پاس ٹاٹ ہوتی ہے، اور وہ حدِ نگاہ تک پھیل جاتے ہیں۔ اور ملک الموت

اس کے سرہانے تشریف لاکر فرماتے ہیں۔ اے گندی روح اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کی طرف نکل، مگر روح اُس کے جسم کے گوشے گوشے میں پھیل جاتی ہے، پھر ملک الموت اسے اس طرح کھینچتے ہیں جس طرح تر (گیلی) روئی میں گرم (لوہے کی) سلاخ داخل کر کے کھینچی جائے۔ اور اُسے پکڑ لیتے ہیں، پھر دوسرے فرشتے ملک الموت سے اس روح کو فوراً لے لیتے ہیں اور ٹاٹ میں لپیٹ دیتے ہیں۔ اس سے نہایت بدترین بدبُو خارج ہوتی ہے۔ اور پھر اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں، اور فرشتوں کی جس جماعت سے گزرتے ہیں وہ پوچھتے ہیں یہ خبیث (متعفن) روح کس کی ہے فرشتے اس کا سب سے بُرا دنیوی نام لے کر بتاتے ہیں۔ یہ رُوح فلاں بن فلاں کی ہے۔ یہاں تک کہ اسے لے کر پہلے آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور دروازہ کھلواتے ہیں، مگر دروازہ نہیں کھولا جاتا، پھر آپؐ نے اس موقع پر یہ آیت پڑھکر سنائی لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ الخ۔ (ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے) اور وہ جنت میں نہیں جائیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل نہ ہو، (یہ ناممکن ہے۔ لہذا اُن کا جنت میں جانا بھی ناممکن ہے) حق تعالیٰ فرماتا ہے ان کا نامۂ اعمال سجین میں رکھدو (جو کہ سب سے نیچے کی زمین میں ایک مقام ہے) پھر اس کی رُوح اوپر ہی سے پٹخ دی جاتی ہے، پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝ (الحج ۳۱)	جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے۔ گویا کہ وہ آسمان سے گر پڑا (یعنی سزا کے لحاظ سے یہ اتنا بڑا جرم ہے۔) اسے خواہ پرندے اچک لیں، یا ہوا کہیں دُور لے جا کر پٹخ دے۔

پھر اس کی رُوح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، پھر دو فرشتے اس کے پاس آکر پوچھتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے یہ جواب دیتا ہے افسوس مجھے کچھ معلوم نہیں، پھر آسمان سے آواز آتی ہے، میرا بندہ جھوٹا ہے۔ اس کے نیچے آگ کا فرش بچھا دو، اور جہنم کی کھڑکی کھول دو، پھر اس کی قبر میں جہنم کی تپش اور سخت گرم بدبُو آنے لگتی ہے، اور اُسے قبر اس قدر دباتی ہے کہ اِدھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی اِدھر آجاتی ہیں۔ اور اس کے پاس بدصورت بدبودار اور بُرے لباس میں ایک شخص آکر کہتا ہے ایک بری خبر سُن! آج کا دن وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا، یہ پوچھتا ہے تُو کون ہے؟ تیرے چہرے ہی سے بُرائی ٹپکتی ہے۔ وہ جواب دیتا ہے میں تیرا بُرا عمل ہوں، پھر یہ دعا کرتا ہے اے اللہ قیامت قائم نہ کر۔

(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۴۹ - ۵۱ وکتاب الروح لابن قیمؒ)

وہ اعمال جن میں سے بعض کی سزا قبر میں ملے گی اور بعض کی جہنم میں

عذابِ قبر اور عذابِ جہنم دل، آنکھ، کان، ناک، مُنہ، زبان، پیٹ، شرمگاہ، ہاتھ، پاؤں، اور تمام بدن کے گناہوں کے سبب ہوتا ہے۔ لہٰذا اِدھر کی اُدھر لگانے والا، جھوٹا، چغلخور، جھوٹا گواہ، پاکدامنوں پر الزام لگانے والا، فتنہ پیدا کرنے والا بدعت کی اشاعت کرنے والا، اللہ اور اس کے رسول پر بہتان باندھنے والا، اللہ اور اس کے رسول کے فرامین میں اپنی رائے سے کام لینے والا، سود خور، یتیموں کا مال ہڑپ کرنے والا، رشوت لینے اور دینے والا، دھوکے اور فریب سے مسلمان کا مال کھانے والا، شراب پینے والا، نشہ آور اشیاء استعمال کرنے والا، چور، خائن، ڈاکو، بدکار و بدقماش غدّار، دھوکہ باز، سود کے لین دین میں گواہ اور کاتب، اللہ تعالیٰ کے فرائض ساقط کرنے کے لیے حیلے بہانے بنانے والا، حرام کا مرتکب، مسلمانوں کو ایذاء دینے والا، اُن کے عیوب

کی تلاش میں سرگرم رہنے والا، غیر شرعی قانون سے فیصلہ کرنے اور کرانے والا، غیر شرعی باتوں کا فتویٰ دینے والا، گناہوں اور زیادتیوں پر تعاون کرنے والا، ناحق خون کرنے والا، حرم مقدس میں الحادویے دینی پھیلانے والا، اپنی رائے، ذوق کو سنت پر مقدم کرنے والا، میّت پر نوحہ کرنے والے اور سننے والے، حرام گانا گانے والے اور سننے والے، قبروں پر مسجدیں بنانے والے، ان پر قندیلیں اور چراغ جلانے والے، لیتے وقت پورا لینے والے اور دیتے وقت کم دینے والے جبّار، متکبر، ریاکار، آنکھ یا زبان سے نکتہ چینی اور کسی سے مذاق اور کسی کی تحقیر کرنے والے، اسلاف اگزرے ہوئے نیک لوگوں) کو بُرا کہنے والے، کاہن، نجومی، رمّال، جفّار، فال کھولنے والوں کے پاس جانے والے، اور اُن سے پُوچھ کر اُن کی باتوں کی تصدیق کرنے والے، ظالموں کے مددگار، (جنھوں نے غیروں کی دنیا کے بدلے اپنی آخرت برباد کر ڈالی) اللہ سے ڈرانے اور نصیحت وموعظت کے باوجود نہ ڈرنے والے، اور گناہوں سے باز نہ رہنے والے، لیکن مخلوق سے ڈرائے جائیں تو ڈر جائیں، اور باز آجائیں، وہ لوگ جن کی اگر قرآن وسنّت سے رہنمائی کی جائے تو پرواہ نہ کریں، اور راہ پر نہ آئیں، لیکن جن سے حسنِ عقیدت ہے، اگر اُن کی کوئی بات بتا دی جائے تو دل وجان سے قبول کرلیں (اگرچہ وہ خدا ورسول ؐ کے خلاف ہی کیوں نہ ہو) حالانکہ انبیا علیہم السلام کے سوا تمام لوگ غیر معصوم ہیں، اور سب سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ وہ جنہیں قرآن سُنایا جائے تو اس سے متأثر نہ ہوں، بلکہ گھبرانے لگیں، پریشان ہوجائیں، جس مجلس میں قرآن کریم کا درس ہو رہا ہو وہاں بیٹھنا دشوار ہو جائے، لیکن اگر انھیں گانا سنایا جائے۔ اور اُن کے سامنے رقص وسرود کی محفل سجائی جائے، تو ان کے دل پھول کی طرح کھل جائیں۔ اور وجد آنے لگے۔ اور سینے میں یہ حسرت ہو کہ گانے والے اور گانے والیاں خاموش نہ ہوں، اور یہ روح پرور

اکھاڑہ اسی طرح جما رہے، اللہ کی جھوٹی قسم کھانے والے، اور غیر اللہ کی جھوٹی قسموں سے باز نہ آنے والے، خواہ انہیں کڑی سزا بھی دی جائے، گناہوں پر فخر کرنے والے وہ جن سے لوگوں کی عزتیں اور مال محفوظ نہ ہوں، بدزبان و بدخلق، بات بات پر گالیاں دینے والے، جن کے غنڈے پن اور شرارت سے ڈر کر لوگ ان سے ملنا جلنا ترک کر دیں، بے نماز، اور آخری وقت میں نماز ادا کرنے والے، نماز میں مرغ کی طرح ٹھونگیں مارنے والے یعنی سنت کے خلاف بعجلت غیر مکمل نماز ادا کرنے والے، اللہ کا ذکر نہ کرنے والے خوشی سے زکوٰۃ نہ دینے والے، قدرت کے باوجود حج نہ کرنے والے، قدرت کے باوجود حقوق اللہ اور حقوق العباد نہ ادا کرنے والے حرام نگاہ، حرام بات، حرام لقمہ، حرام قدم سے نہ بچنے والے، کمائی میں حرام وحلال کی تمیز نہ کرنے والے، صلہ رحمی نہ کرنے والے یعنی اہلِ قرابت سے نیک سلوک نہ کرنے والے، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور بے زبان جانوروں پر ترس نہ کھانے والے، بلکہ یتیموں کو ڈانٹنے اور ان پر ستم توڑنے والے، دکھاوے کے لیے عمل کرنے والے برتنے کی چیزوں کو طلب کرنے والوں سے روکنے والے، اور اپنے عیوب چھوڑ کر دوسروں کے عیوب کے پیچھے لگنے والے، غرضیکہ ہر قسم کے گناہگار اپنے اپنے گناہوں کی حیثیت اور ان کے اقسام اور درجات کے مطابق قبر کے عذاب کا شکار ہوں گے، گناہ کے ہلکا پن اور سنگینی کے مطابق عذابِ قبر اور عذابِ جہنم بھی ہلکا یا سنگین ہوگا۔

عذابِ قبر میں اکثر لوگ مبتلا ہوتے ہیں

اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر لوگ گناہ گار ہیں۔ عذابِ قبر سے محفوظ بہت کم لوگ ہوں گے، کیوں کہ بہت کم لوگ صالح اور متقی ہیں، آہ بظاہر قبریں مٹی کے ڈھیر ہیں، مگر اُن کے اندر عذاب اور حسرتوں کے انبار ہیں۔ بہت سی قبریں پختہ عمارات اور نقش و نگار

سے مزین و مرصع ہیں، لیکن اُن کے اندر نہ معلوم کس قدر مصائب و آلام کے سامان ہیں۔ اُن میں حسرتیں اس طرح کھول رہی ہیں جس طرح کہ چولہے پر ہنڈیا میں کھانا کھولتا ہے، اللہ کی قسم! قبریں ایسا جامع اور مکمل وعظ ہے۔ جس نے کسی واعظ کے لیے کوئی بات نہیں چھوڑی،

قبروں کی آواز قبروں سے آواز آرہی ہے۔ کہ اے دنیا میں رہنے والو! تم نے ایسا گھر آباد کر رکھا ہے، جو بہت جلد تم سے چھن جائے گا اور اُس گھر کو اُجاڑ رکھا ہے۔ جس میں تم تیزی سے منتقل ہونے والے ہو، تم نے ایسے گھر آباد کر رکھے ہیں جن سے عنقریب تم نکال دیئے جاؤ گے اور اُن میں دوسروں کو آباد کر دیا جائے گا تم ان مکانوں کو سامانِ عیش و عشرت سے مزین کر رہے ہو، ممکن ہے۔ تمہیں ان میں رہنا نصیب بھی نہ ہو، اور تمہارے بعد دوسرے لوگ ان پر قابض ہو جائیں، اور تم نے اپنے وہ گھر اجاڑ رکھے ہیں جن میں تم نے دائمی زندگی گزارنی ہے۔ اے دنیا والو! یہ دنیا آخرت کے لیے جدوجہد اور کھیتی کی پیداوار مہیا کرنے کا گھر ہے، اور قبر عبرتوں کا مقام ہے۔ یہ یا تو باغیچہ جنت ہے یا جہنم کا خطرناک گڑھا ہے (کتاب الروح لابن قیمؒ)

قبر میں پہنچتے ہی میت کے پاس سوالات کے لئے فرشتے آجاتے ہیں

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَ تَوَلّٰی	حضرت انس رضؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (مرنے کے بعد) جب بندے کو اُس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے۔ اور اُس کے ساتھی (جنازے کے ساتھ آنے والے) واپس چل دیتے ہیں (اور

عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اِنَّهٗ
يَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ
اَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهٖ
فَيَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ
تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ
لِمُحَمَّدٍ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ
فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ
اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَيُقَالُ
لَهٗ اُنْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ
مِنَ النَّارِ قَدْ اَبْدَلَكَ
اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِّنَ
الْجَنَّةِ فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا
وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْكَافِرُ
فَيُقَالُ لَهٗ مَا كُنْتَ
تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ
فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ كُنْتُ
اَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ
فَيُقَالُ لَهٗ مَا دَرَيْتَ
وَلَا تَلَيْتَ وَيُضْرَبُ
بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيْدٍ
ضَرْبَةً فَيَصِيْحُ صَيْحَةً

ابھی وہ اتنے قریب ہوتے ہیں کہ اُن کی جوتیوں کی چاپ وہ سُن رہا ہوتا ہے۔ تو اسی وقت اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ اُس کو بٹھاتے ہیں، پھر اُس سے پوچھتے ہیں۔ کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے تھے۔ اُن کا یہ سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہوتا ہے۔ پس جو سچا مومن ہوتا ہے وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا رہا ہوں (اور اب بھی) میں گواہی دیتا ہوں، کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے برحق رسول ہیں (یہ جواب سُن کے) فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ (ایمان نہ لانے کی صورت میں) دوزخ میں جو تمہاری جگہ ہونے والی تھی، ذرا اس کو دیکھ لو۔ اب اللہ تعالیٰ نے بجائے اس کے جنت میں تمہارے لیے ایک جگہ عطا فرمائی ہے۔ (اور وہ یہ ہے۔) اس کو بھی دیکھ لو۔ (یعنی جنت اور دوزخ کے دونوں مقام اس کے سامنے کر دیئے جائیں گے) چنانچہ وہ دونوں کو ایک ساتھ دیکھے گا منافق اور کافر سے بھی اسی طرح پوچھا جاتا ہے کہ تو اس شخص (محمدؐ) کے بارے میں کیا کہتا تھا۔ تو وہ کہے گا میں خود کچھ نہیں جانتا جس طرح لوگ کہتے

يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ

(بخاری ومسلم)

تھے میں بھی کہا کرتا تھا۔ (اس سے جواب سن کر اُس کو کہا جائے گا۔ کہ تو نے نہ تو خود جانا اور نہ (جان کر ایمان لانے والوں کی) تو نے پیروی کی۔ اور لوہے کے گرزوں سے اس کو اس طرح مارا جائے گا۔ کہ وہ اس قدر چیخے گا کہ جن وانس کے علاوہ اس کی چیخ وپکار ہر چیز سنے گی،

قبر میں منکر نکیر کے سوالات

قبر میں میت سے منکر نکیر کے سوالات سے متعلق کثرت سے احادیث مروی ہیں۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان سے قبر میں سوال ہوتا ہے تو وہ توحیدِ ورسالت کا اقرار کرتا ہے، اسی کو آیت نمبر ۲۶ سورۃ ابراہیم (اللہ پاک اہلِ ایمان کو دنیا وآخرت میں کلمۂ توحید پر قائم رکھتا ہے) ثابت کرتی ہے (صحاح) حدیث میں ہے [illegible] کی طرف لوٹائی جاتی ہے، اور قبر کے بھینچنے پر اللہ کے نافرمان کی پسلیاں ادھر کی اُدھر اور اُدھر کی اِدھر آجاتی ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عذاب جسم وروح دونوں پر ہوتا ہے۔

عذاب قبر کی وہ سختیاں معاذ اللہ حیات گزرے نہ کیوں رونے اور رُلانے میں

مومن کی قبر ستر ہاتھ لمبی اور ستر ہاتھ چوڑی کر دی جاتی ہے

اور وہ روشن ہو جاتی ہے۔ منکر نکیر کے سوالات کے بعد اسے کہا جاتا ہے کہ اب تو دلہن کی طرح سو جا جسے وہی اٹھاتا ہے۔ جو اُس کے نزدیک اُس کے

اقربا میں سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس خوابگاہ سے قیامت کے روز اٹھائے گا، منافق سے سوالات کے بعد زمین سے کہا جاتا ہے کہ اسے اپنے شکنجے میں لے لے، چنانچہ اُس کی قبر اسے اس قدر دباتی ہے کہ اس کی پسلیاں اِدھر سے اُدھر آجاتی ہیں۔ اور وہ قبر میں قیامت تک عذاب میں مبتلا رہتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ
تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قُبِرَ
الْمَیِّتُ اَوْ قَالَ اَحَدُكُمْ
اَتَاهُ مَلَكَانِ اَسْوَدَانِ
اَزْرَقَانِ یُقَالُ لِاَحَدِهِمَا
الْمُنْكَرُ وَالْاٰخَرُ النَّكِیْرُ
فَیَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ
تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ
فَیَقُوْلُ مَا كَانَ یَقُوْلُ
هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَیَقُوْلَانِ
قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میّت کو یا فرمایا تم میں سے کسی کو قبر میں رکھا جاتا ہے، تو اس کے پاس سیاہ رنگ کے نیلی آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں ایک کا نام منکر، دوسرے کا نام نکیر ہے، وہ دونوں اس مرنے والے سے کہتے ہیں، کہ تم اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتے تھے، یہ آدمی وہی بات کہتا ہے، جو دنیا میں کہا کرتا تھا کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں وہ دونوں کہتے ہیں ہاں ہم جانتے ہیں، کہ تم یونہی کہا کرتے تھے، پھر اس کی قبر ستر ہاتھ لمبی اور ستر ہاتھ چوڑی کر دی جاتی ہے اور

تَقُوْلُ هٰذَا ثُمَّ يُفْسَحُ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِيْ سَبْعِيْنَ ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهٗ فِيْهِ ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ نَمْ فَيَقُوْلُ اَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِيْ فَاُخْبِرُهُمْ فَيَقُوْلَانِ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ الَّذِيْ لَا يُوْقِظُهٗ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَيْهِ، حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ۔ وَاِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ فَقُلْتُ مِثْلَهٗ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ فَيُقَالُ لِلْاَرْضِ الْتَئِمِيْ عَلَيْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ فَتَخْتَلِفُ فِيْهَا اَضْلَاعُهٗ فَلَا يَزَالُ فِيْهَا مُعَذَّبًا حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ

ترمذی وزوائد لابن حبان ص ۱۹۰

اُسے منور کر دیا جاتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اب تم آرام سے سو رہو، وہ کہتا ہے میں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ کر انہیں خبر دے دوں کہ میں آرام و راحت میں ہوں فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اب تو سو جا جس طرح کہ دلہن سوتی ہے، جسے وہی اٹھاتا ہے جو اس کے نزدیک اہلِ خانہ میں سب سے زیادہ پیارا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس خواب گاہ سے اٹھائے گا، اور اگر وہ منافق ہے۔ تو کہتا ہے میں نے لوگوں کو جیسے کہتے سنا میں نے بھی ویسا ہی کہہ دیا، باقی مجھے کچھ معلوم نہیں۔ تو دونوں فرشتے کہتے ہیں، ہم جانتے ہیں جو کچھ تو کہتا تھا، پھر زمین سے کہا جاتا ہے کہ تو اس پر مل جا (یعنی اس کو شکنجے کی طرح کس لے) وہ مل جاتی ہے۔ تو اس کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر اور اُدھر کی اِدھر آ جاتی ہیں، اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ گرفتار رہتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے قبر سے اٹھائے۔

قبر میں جنّت اور جہنّم

اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار کو قبر میں اس کا مقام جنّت اور نافرمان کو جہنّم کا منظر دکھایا جاتا ہے اور اُسے بتا دیا جاتا ہے۔ کہ قیامت کے دن حساب کے بعد تمہارا مستقل ٹھکانہ یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی	ہے۔کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میّت
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ	قبر میں داخل ہوتی ہے۔ تو اگر وہ صالح آدمی
اِنَّ الْمَیِّتَ یَصِیْرُ اِلَی	ہے۔ تو بغیر کسی خوف اور پریشانی کے (منکر
الْقَبْرِ فَیَجْلِسُ الرَّجُلُ	نکیر کے آنے پر) اپنی قبر میں اُٹھ کر بیٹھ
الصَّالِحُ فِیْ قَبْرِهٖ غَیْرَ	جاتا ہے۔ اُس سے پوچھا جاتا ہے تیرا
فَزِعٍ وَّلَا مَشْعُوْفٍ ثُمَّ	مذہب کیا تھا، وہ کہتا ہے اسلام، پھر
یُقَالُ لَهٗ فِیْمَ كُنْتَ	اُس سے کہا جاتا ہے کہ اس شخص کے بارے
فَیَقُوْلُ كُنْتُ فِی الْاِسْلَامِ	میں تیرا کیا خیال ہے تو وہ جواب دیتا ہے۔کہ یہ
فَیُقَالُ لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلُ	محمد اللہ کے برحق رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم
فَیَقُوْلُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ	ہمارے پاس اللہ کے نشانات (احکام)
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ	لے کر تشریف لائے، اور ہم نے اُن کی تصدیق
وَسَلَّمَ جَآءَنَا بِالْبَیِّنَاتِ	کی پھر اس سے پوچھا جاتا ہے۔ کیا تو نے
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَصَدَّقْنَاهُ	اللہ کو دیکھا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ کسی کے لیے
فَیُقَالُ لَهٗ هَلْ رَاَیْتَ	ممکن نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکے، پھر
اللّٰهَ فَیَقُوْلُ مَا یَنْبَغِیْ	اس کے لیے قبر میں جہنّم کی طرف سے کھڑکی

لاحدٍ أن ترى الله۔ فيفرج	کھول دی جاتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ جہنم
له فرجة قبل النار	کے بعض حصے اپنے بعض حصوں کو جلا رہے
فينظر إليها يحطم بعضها	ہیں۔ پھر اس کو بتایا جاتا ہے یہ وہ جگہ ہے
بعضا فيقال له انظر	جس سے اللہ تعالیٰ نے تجھے محفوظ رکھا دیا
إلى ما وقاك الله۔ ثم	اس کے بعد اس کی قبر میں جنت کی طرف
يفرج له فرجة قبل	سے ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ وہ اس
الجنة فينظر إلى زهرتها	کی رونق اور عیش و عشرت کو دیکھتا ہے اُسے
وما فيها فيقال له هذا	کہا جاتا ہے۔ اب یہ تیرا مقام ہے۔ اور اُسے
مقعدك ويقال له على	کہا جاتا ہے کہ دنیا میں تو ایمان پر قائم
اليقين كنت وعليه	تھا اور اسی پر تیری وفات ہوئی۔ اور اسی
مت وعليه تبعث	پر تو قیامت کے دن ان شاء اللہ اٹھایا
إن شاء الله۔ ويجلس	جائے گا۔ اور اسی طرح بُرا (اللہ کا نافرمان)
الرجل السوء في قبره	آدمی اپنی قبر میں اٹھ کر بیٹھے گا تو کانپتا ہوا
فزعا مشغوفا فيقال	گھبرایا ہوا اٹھے گا۔ اُسے کہا جائے گا کہ یہ
له ما هذا الرجل فيقول	کون شخص ہے؟ وہ کہے گا کہ جس طرح لوگوں کو کہتے
سمعت الناس يقولون	ہوئے سنا میں کہتا رہا ہوں۔ اس کے بعد
قولا فقلته فيفرج له	جنت کی طرف سے اس کی قبر میں موری کھل
قبل الجنة فينظر إلى	جائے گی۔ وہ اُس کی رونق اور اُس کی نعمتوں کی
زهرتها وما فيها فيقال	طرف دیکھے گا۔ پھر اسے کہا جائے گا دیکھ
له انظر إلى ما صرف الله	تیرا مقام یہ تھا لیکن (تیرے بد اعمال کے سبب)
عنك ثم يفرج له فرجة	اللہ تعالیٰ نے تجھے اس سے محروم کر دیا ہے۔

قِبَلَ النَّارِ فَيَنْظُرُ اِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا يُقَالُ لَهُ هٰذَا مَقْعَدُكَ عَلَى الشَّكِّ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مُتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ (ابن حبان)

پھر دوزخ کی طرف کھڑکی کھولی جائے گی، تو آگ کو کھارہی ہوگی۔ اس سے کہا جائے گا۔ یہ تیرا ٹھکانا ہے، تو زندگی بھر آخرت کے معاملات میں امتر دد رہا۔ اور اسی شک کی حالت میں تو فوت ہوا اور اب انشاء اللہ تیرا حشر بھی اسی حالت پر ہوگا۔

اہلِ قبور پر اُن کے رشتہ داروں کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْمَالَكُمْ تُعْرَضُ عَلٰى اَقَارِبِكُمْ فِيْ قُبُوْرِهِمْ فَاِنْ كَانَ خَيْرًا اسْتَبْشَرُوْا وَاِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ قَالُوا اللّٰهُمَّ اَلْهِمْهُمْ اَنْ يَعْمَلُوْا بِطَاعَتِكَ

(احوال القبور لابن رجب ص ۹۸ بحوالہ مسند احمد ۳ ۱۶۵ و طبرانی فی الکبیر ٤ ٥ ٤ و کشف الخفاء ۲ ۹۹ ٤ و جمع الجوامع رقم ۶۲۳۲)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے اعمال تمہارے رشتہ داروں پر اُن کی قبروں میں پیش کئے جاتے ہیں اگر وہ (اعمال) اچھے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور اگر وہ اسکے خلاف (یعنی بُرے) ہوتے ہیں تو وہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ انہیں توفیق دے کہ وہ تیری رضامندی کے کام کریں

قبر میں میت پر صبح و شام اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا مَاتَ اَحَدُکُمْ عُرِضَ عَلٰی مَقْعَدِہٖ بِالْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِّ اِنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَمِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَاِنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَمِنْ اَھْلِ النَّارِ یُقَالُ ھٰذَا مَقْعَدُکَ حَتّٰی تُبْعَثَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ مسلم وابن ماجہ

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی فوت ہوتا ہے۔ تو قبر میں اسے صبح و شام اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہے تو مقام جنت اور اگر وہ دوزخی ہے تو مقام دوزخ۔ اور کہا جاتا ہے یہ تیرا مسکن ہے۔ الغرض قیامت تک اسی طرح ہوتا رہے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَیْہِ مَقْعَدُہٗ بِالْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِّ اِنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَمِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَاِنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَمِنْ اَھْلِ النَّارِ فَیُقَالُ: ھٰذَا مَقْعَدُکَ حَتّٰی یَبْعَثَکَ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

(بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی مرجاتا ہے۔ تو ہر صبح و شام اس کے سامنے اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اگر وہ جنتیوں میں سے ہے تو جنتیوں کے مقام میں سے، اور اگر وہ (مرنے والا) دوزخیوں میں سے ہے (تو اسی طرح صبح و شام) دوزخیوں کے مقامات میں سے (اس کا مقام اُس کے سامنے کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا مستقل ٹھکانا ہونے والا ہے، اور یہ اُس وقت ہوگا) جبکہ اللہ تعالےٰ تجھے اپنی طرف اٹھائے گا قیامت کے روز۔

بخاری ومسلم کی یہ اصح ترین حدیث پاک قرآنِ مجید میں سورۂ مومن کی ۴۶ ویں آیت کی تصدیق وتفسیر کر رہی ہے۔جس میں اہلِ فرعون کے بارے میں اللہ تعالےٰ فرمارہا ہے۔کہ انہیں عالمِ برزخ میں صبح وشام آگ پر پیش کیا جاتا ہے یعنی اُنھیں اُن کا ٹھکانا دکھلایا جاتا ہے۔ یہ بھی عذاب کی ایک صورت ہے مستقل دائمی عذاب (جہنم میں داخلہ) قیامت کے روز ہوگا۔

قبر میں صبح وشام اہلِ جنّت اپنا ٹھکانا جنّت اپنی آنکھ سے دیکھ کر کس قدر محظوظ ومسرور ہوں گے اُن کی اس خوشی کا کوئی اندازہ لگا سکتا ہے؛ اور اسی طرح قبر میں اہلِ جہنم صبح وشام اپنا ٹھکانا جہنم اپنی چشم سے دیکھ کر جس قدر غمگین ومحزون ہوں گے اُن کے اس درد وغم کا موازنہ کیا ممکن ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اہلِ جنّت میں سے کرے، آمین

عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِی بَکْرٍ قَالَتْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطِیْبًا فَذَکَرَ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ الَّتِیْ یُفْتَنُ فِیْھَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَکَرَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّۃً۔ (بخاری)	حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں بڑی آزمائش کا ذکر فرمایا جس میں مرنے والا آدمی مبتلا ہوتا ہے تو جب آپ نے اس کا ذکر فرمایا تو خوف ودہشت سے سب مسلمان چیخ اُٹھے، اور ایک کہرام مچ گیا،

صحابۂ کرامؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیانات وفرامین پر کامل ایقان وایمان تھا۔ یہی وجہ ہے کہ زبانِ رسالت سے قبر کا حال سن کر خوف ودہشت سے تڑپ اُٹھے، اور مجلسِ رسولؐ میں کہرام مچ گیا —— ایک ہم بھی ہیں کہ قبر وقیامت

کا حال سنتے بھی ہیں اور پڑھتے بھی ہیں مگر دلوں پر کوئی اثر نہیں اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ آمین

قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے

إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ ۔ الترغیب ج ۴ ص ۲۳۸

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے

(جامع ترمذی و المعجم الاوسط)

اس حدیث سے بھی ثابت ہو رہا ہے۔ کہ قبر میں عذاب ۔۔ ثواب، راحت و کلفت۔ لذت و غم برحق ہے۔ اور انسان کے نیک و بد اعمال کے مطابق اس کی روح اور بدن دونوں کو عذاب و ثواب ہو گا۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک قائم رہیگا۔ انبیاء علیہم السلام نے ایسی کوئی خبر نہیں دی جسے عقل محال سمجھتی ہو۔ اور قطعی طور پر ناممکن ہے۔ مگر سب انسانوں کی عقل یکساں نہیں ہے۔ کسی میں کم کسی میں زیادہ، کوئی حق کو فوراً قبول کر لیتی ہے۔ کوئی بار بار سننے اور دیکھنے کے بعد بھی حقائق کو تسلیم نہیں کرتی، اور ہمیشہ ٹیڑھے پن میں مبتلا رہتی ہے۔ اور کج روی اختیار کئے رہتی ہے ـــــ انبیاء علیہم السلام نے دو قسم کی خبریں دی ہیں۔ بعض تو ایسی ہیں۔ جنہیں عقل سلیم اور فطرت مستقیم مانتی ہے اور ان کی سچائی کی گواہی دیتی ہے، اور بعض ایسی ہیں جن کا ادراک و شعور صرف عقل نہیں کر سکتی، اور وہ ہیں عالم غیب کی خبریں۔

اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں دعا کرتا کہ میری طرح اللہ تعالیٰ تمہیں بھی عذاب قبر سنا دے

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رض قَالَ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ لِبَنِي النَّجَّارِ عَلَى بَغْلَتِهِ وَنَحْنُ مَعَهُ إِذْ حَادَتْ بِهِ فَكَادَتْ تُلْقِيْهِ فَإِذَا أَقْبُرٌ سِتَّةٌ أَوْ خَمْسَةٌ أَوْ أَرْبَعَةٌ فَقَالَ مَنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هٰذِهِ الْقُبُوْرِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا. قَالَ فَمَتٰى مَاتَ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ مَاتُوْا فِي الْإِشْرَاكِ. فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلٰى فِي قُبُوْرِهَا فَلَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِي أَسْمَعُ مِنْهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

کہ سرورِ کائنات ﷺ بنی نجار کے قبرستان میں اپنے خچر پر سوار تھے، اور ہم آپ کے ہمراہ تھے۔ کہ ناگہاں خچر بدکا، تو قریب تھا کہ آپ کو گرا دے، کہ اس دوران چار پانچ یا چھ قبریں نظر آئیں، آپ نے دریافت فرمایا کہ ان اہلِ قبور کو کوئی جانتا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا، حضورؐ میں جانتا ہوں، ارشاد فرمایا یہ لوگ کب فوت ہوئے؟ تو اس شخص نے کہا کہ یہ بحالتِ شرک فوت ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ اُمت قبروں میں آزمائی جاتی ہے۔ اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دُعا کرتا کہ میری طرح تمہیں بھی عذابِ قبر سُنا دے پھر آپ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا آگ سے اللہ کی پناہ مانگو، صحابہ نے کہا ہم آگ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں — فرمایا عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگو، صحابہ نے کہا ہم عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں — فرمایا ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگو،

قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ قَالُوْا

صحابہ نے کہا ہم ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں ۔ فرمایا دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگو، صحابہ نے کہا ہم دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں ۔ (صحیح مسلم)

صحیح مسلم اور دوسری کتبِ احادیث میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اِذَا فَرَغَ اَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْاٰخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ ۔ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ ۔

نماز میں آخری رکعت کے آخری تشہد کے بعد چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیئے، جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنوں سے، اور مسیح دجال کے فتنے سے،

حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنہیں یہ دعا و قرآن کی سورتوں کی طرح سکھاتے تھے ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ ۔

اے اللہ میں عذابِ جہنم سے اور عذابِ قبر سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں،

(صحیح مسلم)

قبر کا عذاب سن کر ایک جانور کے بدکنے کا واقعہ

عَنْ أَبِي الْحَكَمِ بْنِ بَرْخَانَ وَكَانَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ أَنَّهُمْ دَفَنُوْا مَيِّتًا بِقَرْيَتِهِمْ فِي شَرَفِ أَشْبِيْلِيَّةَ فَلَمَّا فَرَغُوْا مِنْ دَفْنِهِ قَعَدُوْا نَاحِيَةً يَتَحَدَّثُوْنَ وَدَابَّةٌ تَرْعٰى قَرِيْبًا مِنْهُمْ فَإِذَا بِالدَّابَّةِ قَدْ أَقْبَلَتْ مُسْرِعَةً إِلَى الْقَبْرِ فَجَعَلَتْ أُذُنَهَا عَلَيْهِ كَأَنَّهَا تَسْمَعُ ثُمَّ وَلَّتْ فَارَّةً ثُمَّ عَادَتْ إِلَى الْقَبْرِ فَجَعَلَتْ أُذُنَهَا عَلَيْهِ كَأَنَّهَا تَسْمَعُ ثُمَّ وَلَّتْ فَارَّةً۔ فَعَلَتْ ذٰلِكَ مَرَّةً بَعْدَ أُخْرٰى

حضرت حکم بن برخان جو کہ اہل علم و عمل تھے بیان کرتے ہیں۔ کہ لوگوں نے اشبیلیہ کے بلند قبرستان میں ایک مردہ دفن کیا اور دفن کے بعد اس کی قبر کے قریب بیٹھ کر آپس میں باتیں کرنے لگے ایک جانور قریب ہی چر رہا تھا۔ اتنے میں وہ جانور دوڑ کر قبر کے پاس آیا اور کان کھڑے کر لیے جیسے کچھ سُن رہا ہے پھر بھاگ کر دُور چلا گیا۔ پھر قبر کے قریب آیا اور کان کھڑے کر لیے جیسے کچھ سُن رہا ہے۔ غرضیکہ کئی بار اس نے ایسا ہی کیا۔

قَالَ أَبُو الْحَكَمِ فَذَكَرْتُ عَذَابَ الْقَبْرِ وَقَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ لَيُعَذَّبُوْنَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ۔

ابو الحکم فرماتے ہیں۔ اس وقت مجھے رحمت عالم کا یہ قول یاد آیا۔ کہ قبر میں عذاب ہوتا ہے جسے جانور سُنتے ہیں۔

ذُكِرَ لَنَا هٰذِهِ الْحِكَايَةُ وَ نَحْنُ نَسْمَعُ عَلَيْهِ كِتَابَ مُسْلِمٍ لَمَّا انْتَهَى الْقَارِئُ إِلٰى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ يُعَذَّبُوْنَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ

(کتاب الروح لابن قیمؒ ص ۵۳-۵۴)

مسلم پڑھانے وقت آپ نے یہ واقعہ بیان فرمایا تھا جس وقت مسلم شریف پڑھنے والا قاری اس مقام پر پہنچا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہلِ قبور کو جب عذاب دیا جاتا ہے تو اُن کی چیخ و پکار جانور سنتے ہیں۔

قَالَ هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِيْ كِتَابِ الزُّهْدِ:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَيَّ يَهُوْدِيَّةٌ فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَكَذَّبْتُهَا فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّهُمْ لَيُعَذَّبُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ حَتّٰى تَسْمَعَ الْبَهَائِمُ اَصْوَاتَهُمْ

کتاب الروح لابن قیمؒ ص ۵۴

ہناد بن سری اپنی کتاب الزہد میں رقمطراز ہیں:-

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میرے پاس ایک یہودیہ آئی اس نے عذابِ قبر کا تذکرہ کیا۔ تو میں نے اُسے جھٹلایا (یعنی کہا یہ کچھ نہیں) اس کے بعد میرے پاس آنحضرت صلعم تشریف لائے۔ تو میں نے اس یہودی عورت کا کلام آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بیشک قبروں میں (اہلِ معصیت کو) عذاب دیا جاتا ہے یہاں تک کہ جانور اُن کی چیخ و پکار سنتے ہیں۔

عذاب قبر کا منظر

قبر میں کافر کے پاس دو سانپ آتے ہیں

ایک اُسے سر کی طرف سے ڈستا ہے دوسرا پاؤں کی طرف سے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُرْسَلُ عَلَی الْکَافِرِ حَیَّتَانِ وَاحِدَةٌ مِّنْ قِبَلِ رَاْسِہٖ وَالْاُخْرٰی مِنْ قِبَلِ رِجْلَیْہِ یَقْرُصَانِہٖ قَرْصًا کُلَّمَا فَرَغَتَا عَادَتَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ

(رواہ احمد مجمع الزوائد ج ۳ ص ۵۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ (قبر میں) کافر کے پاس دو سانپ بھیجے جاتے ہیں۔ ایک اس کے سر کی طرف آتا ہے۔ اور دوسرا اس کے پاؤں کی طرف، وہ اُسے بار بار ڈستے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

یہ حدیث مسند امام احمد اور مجمع الزوائد میں بروایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آئی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کفر و شرک کی حالت میں مر جاتے ہیں۔ انہیں اُن کی قبروں میں قیامت تک عذاب ہوتا رہتا ہے مختلف اعمال کے لحاظ سے عذاب قبر کی بھی مختلف صورتیں ہیں۔ قیامت کے دن حساب کے بعد پھر دائمی عذاب کے لیے جہنم میں گرا دیا جائے گا۔

کافر کی قبر میں ننانویں اژدہے ہوتے ہیں جو اُسے قیامت تک ڈستے رہتے ہیں

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلَّطُ عَلَى الْكَافِرِ فِي قَبْرِهِ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ تِنِّيْنًا تَنْهَشُهُ وَتَلْدَغُهُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَلَوْ اَنَّ تِنِّيْنًا مِنْهَا نَفَخَتْ فِي الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ خَضْرَآءَ (رواہ احمد)	کافر پر اُس کی قبر میں ننانویں اژدھے مسلط کر دیے جاتے ہیں۔ جو کہ اسے ڈستے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی، اگر اُن میں سے ایک اژدھا پھونک مار دے تو زمین پر کبھی کوئی سبزی نہ اُگے۔

مومن کے لیے اُس کی قبر سرسبز باغ بن جاتی ہے۔

اور ستّر ہاتھ فراخ ہو جاتی ہے، اور چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہو جاتی ہے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ فِيْ قَبْرِهٖ لَفِيْ رَوْضَةٍ خَضْرَآءَ فَيُرْحَبُ لَهٗ قَبْرُهٗ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا وَّيُنَوَّرُ لَهٗ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ۔ اَتَدْرُوْنَ فِيْمَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى) قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمَعِيْشَةُ الضَّنْكُ، قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔ قَالَ عَذَابُ الْكَافِرِ فِيْ قَبْرِهٖ۔	حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مومن اپنی قبر میں ایک سرسبز باغ میں ہوتا ہے۔ اور اس کی قبر اس کے لیے ستر ہاتھ تک فراخ ہو جاتی ہے۔ اور اس کے لیے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہو جاتی ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے جو کچھ اس آیت میں اُتارا گیا ہے؟ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کے دن ہم اُسے اندھا اُٹھائیں گے) آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے، تنگی حیات کیا ہے۔

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ يُسَلَّطُ عَلَيْهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ تِنِّينًا — أَتَدْرُونَ مَا التِّنِّينُ؟ سَبْعُونَ حَيَّةً لِكُلِّ حَيَّةٍ سَبْعُ رُؤُوسٍ - يَلْسَعُونَهُ وَيَخْدِشُونَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

(ابن حبان ص ۱۹۹ - ۱۹۹)

صحابۂ کرام نے عرض کیا اللہ اور اُس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ (اس سے مُراد) کافر کے لیے اس کی قبر میں عذاب ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس (کافر) پر ننانویں اژدہے مسلّط کر دیے جائیں گے۔ ہر اژدھے کے ستّر منہ ہوں گے ہر منہ کے سات سَر ہوں گے۔ قیامت تک اُسے ڈستے اور زخمی کرتے رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین کہ عذابِ قبر سے پناہ مانگو۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رض قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ بَعْدُ فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُؤُوسِنَا الطَّيْرُ وَبِيَدِهِ عُودٌ يَنْكُتُ بِهِ فِي الْأَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ ہم قبیلۂ انصار کے ایک جنازے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے ہم قبر تک پہنچ گئے۔ اور جب میت کو لحد میں اتار دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے ارد گرد اس طرح (چپ چاپ) بیٹھے ہوئے تھے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں ایک سوٹی تھی جس سے زمین کرید رہے تھے (اندازِ تفکر) اچانک آپ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا۔ فرمایا کہ اللہ کے ساتھ

اَلْقَبْرِ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا الترغیب عذاب قبر سے پناہ مانگو۔ (یہ کلمہ) دو یا تین مرتبہ فرمایا

ہر انسان کو اس دنیوی زندگی میں مختلف قسم کی مشکلات اور مصائب کا سامنا رہتا ہے۔ ایک مومن و مسلمان کے لیے ایمان ہی کی صراطِ مستقیم ہر دشوار مرحلہ میں ہر مشکل مقام پر۔ ہر رنج اور غم کے وقت۔ ڈھارس اور تسلی کا سبب ہر امتحان میں ثابت قدم اور ہر تاریکی میں اُسے روشنی دکھلاتی رہتی ہے۔ برزخ اور محشر میں ایک سے ایک بڑھ کر ہولناک منظر کے وقت بھی حفاظت کرنے والی چیز یہی کلمۂ توحید اور ایمان ہے دنیا اور آخرت دونوں میں نجات کا ذریعہ بجز کلمۂ طیبہ کے مفہوم اقرار توحید و رسالت اور اس پر عمل کے ممکن نہیں۔ اس کے مقابلے میں ملحد و بے دین دنیا و آخرت دونوں میں حقیقی آرام اور سکون سے محروم رہتا ہے۔ کلمۂ طیبہ پر ایمان رکھنے اور اس کے مفہوم و مقصود پر عمل کرنے والے کی دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت و تائید ہوتی ہے۔ اور آخرت میں بھی، کیونکہ تادم آخر وہ کلمۂ طیبہ پر قائم رہتا ہے۔

صحیح بخاری اور مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ آخرت سے مراد اس آیت میں برزخ یعنی قبر کا عالم ہے۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی وغیرہ میں چند روایتوں سے اس آیت کی جو تفسیر اور شان نزول بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے۔ کہ جب کوئی آدمی مرتا ہے۔ اور اُسے اُس کے اعزا و اقارب دفن کر کے واپس لوٹنا شروع ہوتے ہیں۔ تو ابھی یہ لوگ اُس مردے کی قبر کے قریب ہی ہوتے ہیں کہ منکر نکیر دو فرشتے قبر میں حاضر ہوتے ہیں اور اُس مردے کو اُٹھا کر بٹھا دیتے ہیں۔ اور اُس سے سوال کرتے ہیں (۱) تیرا رب کون ہے (۲) تیرا دین کیا ہے۔ (۳) تیرا نبی کون ہے! اگر وہ مُردہ سچا مسلمان ہے۔ اور زندگی میں احکامِ الٰہی کی تصدیق کے ساتھ اُن پر عمل پیرا رہا۔ تو وہ اُن فرشتوں کی خوفناک صورتوں سے ذرا نہیں گھبرائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس موقع پر اُس مُردے کے دل میں ثابت قدمی۔ اطمینان اور سکون پیدا کر دیتا

ہے۔ اور نہایت جرأت و اطمینان سے فرشتوں کے سوالوں کا جواب دیتا ہے کہ
میرا رب اللہ ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
منکر نکیر یہ جواب سُن کر مُردے سے پوچھتے ہیں کہ ان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا نبی ہونا
تو نے کس طرح جانا۔ وہ مُردہ جواب دیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام (قرآن مجید) لائے
مَیں نے اُسے پڑھا تصدیق کی۔ اور اُس پر عمل کیا۔ اور اُس کتاب (قرآنِ کریم) سے
مجھے معلوم ہُوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پھر وہ فرشتے دوزخ دکھا کر کہتے ہیں۔
کہ تیرا ٹھکانا یہاں ہوتا اگر تُو ایمان دار نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تجھ پر فضل کیا
(تجھے دولتِ ایمان نصیب فرمائی) تیرا ٹھکانا تبدیل کر دیا۔ اور پھر وہ اُسے اُس
کا وہ مقام دکھاتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے جنّت میں اس کے لیے مقرر فرمایا ہے
وہ اپنا جنّت میں مقام اور وہاں کی نعمتیں دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے۔ اور
فرشتوں سے کہتا ہے۔ کہ مجھے دُنیا میں جانے کی اجازت ملے تو مَیں اپنے اعزہ و
اقارب کو اپنے مقامِ جنّت اور وہاں کے عیش و آرام کے بارے میں خوشخبری
دے آؤں ــــ مُردے کی یہ بات سُن کر فرشتے کہتے ہیں۔ اب تُو اسی جگہ آرام سے
سو جا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے اگر یہ مُردہ کافر یا منافق ہوتا ہے۔ تو وہ منکیر
نکیر کی خوفناک صورتیں دیکھ کر ڈر جاتا ہے۔ اور ان کے سوالات کے جواب میں
بس ہائے ہائے کر کے رہ جاتا ہے۔ وہ قیامت تک طرح طرح کے عذابِ قبر
میں مبتلا رہتا ہے۔ تقریباً چالیس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے معتبر اسانید
کے ساتھ اسی مضمون کی احادیث منقول ہیں۔ جنہیں امام ابن کثیرؒ نے اس آیت کی
تفسیر کے تحت جمع کیا ہے۔ اور شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنے منظوم رسالہ
التثبیت عند التبییت میں اور شرح الصدور میں ستر احادیث کا حوالہ نقل کر کے
ان روایات کو متواتر فرمایا ہے۔ ان سب حضرات صحابہ کرام نے آیتِ مذکورہ میں

آخرت سے مراد قبر اور اس آیت کو قبر کے عذاب و ثواب سے متعلق قرار دیا ہے (معارف القرآن)

مرنے اور دفن ہونے کے بعد قبر میں انسان کا دوبارہ زندہ ہونا۔ فرشتوں کے سوالات کا جواب دینا پھر اس امتحان میں کامیابی اور ناکامی پر ثواب یا عذاب کا ہونا قرآن مجید کی تقریباً اٹھارہ آیات میں اشارۃً اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر احادیثِ متواترہ میں نہایت صراحت و وضاحت کے ساتھ مذکور ہے۔ جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ وہ عامیانہ شبہات کہ دنیا میں دیکھنے والوں کو میت کے ساتھ یہ عذاب و ثواب کا معاملہ نظر نہیں آیا۔ اس کے لیے اجمالاً اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ کسی چیز کا نظر نہ آنا اس کے موجود نہ ہونے کی دلیل نہیں۔ جنات۔ فرشتے۔ ہوا وغیرہ یہ سب موجود ہیں مگر نظر نہیں آتے جس خلا کا اس زمانہ میں راکٹوں کے ذریعہ مشاہدہ ہو رہا ہے۔ وہ اب سے پہلے کسی کو نظر نہ آتی تھی۔ مگر موجود تھی۔ خواب دیکھنے والا خواب میں کسی مصیبت میں مبتلا ہو کر سخت بے چین ہوتا ہے۔ مگر پاس بیٹھنے والوں کو اس کی کچھ خبر نہیں ہوتی۔

اصل بات یہ ہے کہ ایک عالم کو دوسرے عالم کے حالات پر قیاس کرنا از خود غلط ہے۔ جب خالقِ کائنات نے اپنے رسولؐ کے ذریعہ دوسرے عالم میں پہنچنے کے بعد اُس عذاب و ثواب کی خبر دے دی تو اس پر ایمان اور اعتقاد لازم ہے۔ ایک سچے مومن کی یہی پہچان ہے۔ کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمِ آخرت کے متعلق جو کچھ بھی فرمایا ہے وہ سب سچ، وہ سب کا سب حق ہے۔

کلمۂ طیبہ اور نکیرین

جس شخص نے زندگی میں کلمۂ طیبہ کے مفہوم پر عمل نہیں کیا وہ موت کے بعد

قبر میں منکر نکیر کے سوالات کا صحیح جواب نہیں دے سکے گا۔

مندرجہ ذیل حدیث مسند امام احمد اور ابو داؤد میں آئی ہے اور اس کے راوی حضرت براء بن عازب ہیں طویل حدیث ہے۔ اس حدیث کے ابتداء میں ذکر ہے۔ کہ قبر میں جب مومن کی میت پہنچتی ہے تو دو فرشتے منکر نکیر وہاں آ کر اسے اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے۔ پھر پوچھتے ہیں کہ اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ جو کہ تمہارے اندر نبی کی حیثیت سے کھڑا کیا گیا تھا۔ وہ ان تینوں سوالات کے جوابات صحیح صحیح دے دیتا ہے تو آسمان سے اللہ تعالیٰ منادی کراتا ہے کہ میرے بندے نے ٹھیک بات کہی اور صحیح صحیح جوابات دیئے۔ لہٰذا اس کے لیے جنت کا فرش کرو۔ یعنی جنت کا بستر بچھا دو۔ اور اس کو جنت کا لباس پہنا دو۔ اور جنت کی طرف اس کے لیے ایک دروازہ کھول دو، چنانچہ وہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور اس سے جنت کی خوشگوار اور معطر ہوائیں آتی ہیں۔ اور جنت میں تاحدِ نگاہ اس کے لیے کشادگی کر دی جاتی ہے۔ یعنی پردے اس طرح اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ کہ جہاں تک اس کی نگاہ جائے، وہ جنت کی بہاروں اور اس کے نظاروں سے لطف اندوز ہوتا رہے۔ یہ حال تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرنے والے سچے مومن کا بیان فرمایا۔ اس کے بعد ایمان نہ لانے والے کافر کی موت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ (مرنے کے بعد)

وَتُعَادُ رُوْحُهٗ فِیْ جَسَدِهٖ	اُس کی روح اُس کے جسم میں لوٹائی
وَیَاْتِیْهِ مَلَكَانِ فَیُجْلِسَانِهٖ	جاتی ہے۔ اور اُس کے پاس بھی دو
فَیَقُوْلَانِ مَنْ رَّبُّكَ؟	فرشتے آتے ہیں۔ وہ اس کو بٹھا دیتے ہیں
فَیَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ ! لَا	اور اُس سے بھی پوچھتے ہیں کہ تیرا رب

أَدْرِي فَيَقُولَانِ لَهُ
مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ:
هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي
فَيَقُولَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ
الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ
هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي.
فَيُنَادِي مُنَادٍ مِّنَ
السَّمَاءِ أَنْ كَذَبَ
فَافْرِشُوهُ مِنَ النَّارِ
وَأَلْبِسُوهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوا
لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ. قَالَ
فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَ
سَمُومِهَا قَالَ وَيُضَيَّقُ
عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ
فِيهِ أَضْلَاعُهُ ثُمَّ يُقَيَّضُ
لَهُ أَعْمَى أَصَمُّ مَعَهُ
مِرْزَبَةٌ مِّنْ حَدِيدٍ
لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ
لَصَارَ تُرَابًا فَيَضْرِبُهُ
بِهَا ضَرْبَةً فَيَصِيحُ
صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَا

کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے
میں کچھ نہیں جانتا۔ پھر فرشتے اس سے
کہتے ہیں کہ یہ آدمی جو تمہارے درمیان
بحیثیت نبی مبعوث ہوا تھا تمہارا اس کے
بارے میں کیا خیال تھا۔ وہ کہتا ہے
ہائے ہائے میں کچھ نہیں جانتا۔ اس
سوال و جواب کے بعد آسمان سے اللہ
تعالیٰ کا منادی پکارتا ہے کہ اس نے
جھوٹ کہا۔ اس کے لیے جہنم کا بچھونا
بچھا دو۔ اور اس کو دوزخ کا لباس پہنا
دو۔ اور اس کے لیے دوزخ کا ایک دروازہ
کھول دو۔ (چنانچہ یہ سب کچھ کر دیا جائے گا)
آنحضورؐ نے فرمایا کہ دوزخ کے اس دروازے
سے اُسے برابر دوزخ کی گرمی اور دوزخ
کی لپٹیں جلانے اور جھلسانے والی ہوائیں
اس کے پاس آتی رہیں گی اور اُس کی قبر
اُس پر نہایت تنگ کر دی جائے گی جس
کی وجہ سے (اتنا دباؤ پڑے گا کہ) اُس
کے سینے کی پسلیاں اِدھر سے اُدھر ہو
جائیں گی۔ پھر اس کو عذاب دینے کے
لیے ایک ایسا فرشتہ اُس پر مسلط کیا جائیگا

بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيرُ تُرَابًا ثُمَّ يُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ

(رواہ احمد وابوداؤد)

جو نہ کچھ دیکھے گا نہ سنے گا (یعنی اندھا اور بہرا ہوگا) اُس کے پاس لوہے کا ایسا گرز ہوگا کہ اگر اس کی ضرب کسی پہاڑ پر لگائی جائے تو وہ بھی مٹی کا ڈھیر ہو جائے وہ فرشتہ اُس مونگری سے اُس پر ایک ضرب لگائے گا۔ جس سے وہ اس طرح چیخے گا۔ جس کو جن وانس کے علاوہ وہ سب چیزیں سنیں گی جو مشرق اور مغرب کے درمیان ہیں۔ اُس ضرب سے وہ خاک ہو جائے گا۔ اس کے بعد اس میں پھر روح ڈالی جائے گی۔

احوالِ قبر اور صحابۂ کرام

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا) تَقُوْلُ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْفِتْنَةَ الَّتِي يُفْتَنُ بِهَا الْمَرْءُ فِي قَبْرِهٖ فَلَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّةً

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ اور اس فتنہ کا بیان فرمایا جو قبر میں انسان کو پیش آتا ہے، جب آپ نے اس کا ذکر شروع فرمایا تو گھبرا کر مسلمان چیخ اٹھے، جس کے سبب میں آپ کی بات (پوری طرح) نہ سمجھ سکی، جب ان کا چیخنا موقوف ہوا تو میں

حَاثَتْ بِيْنِي وَبَيْنَ اَنَّ اَنَّهُمْ كَلَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَكَنَتْ ضَجَّتُهُمْ قُلْتُ لِرَجُلٍ قَرِيْبٍ مِّنِّيْ اَيْ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ مَاذَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ قَوْلِهٖ قَالَ قَدْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ قَرِيْبًا مِّنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ. (نسائی)	نے ایک شخص سے کہا جو میرے قریب تھا، اللہ تجھ کو برکت دے، حضورؐ نے آخر میں کیا فرمایا؟ اُس نے کہا آپ نے فرمایا۔ مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے، کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے، قریب قریب اس آزمائش کے جو دجال کے سلسلہ میں اس کے سامنے ہو گی،

موت سے پہلے اسے موت نظر آجائے
قبر کا حال کسی پر جو نمایاں ہو جائے (جام طہور)

قبر میں تین سوال

تمہارا رب کون ہے، دین کیا ہے، رسول کون ہے؟

اگر اہلِ قبر نے پوچھنے والے فرشتوں کو درست جواب دے دیا تو کامیاب ہو گا اور قبر ہی میں اسے جنت کی نعمتوں کا کچھ حصہ عطا کیا جائے گا۔ اور اگر صحیح جواب نہ دے سکا تو قبر ہی میں جہنم کے عذاب کا کچھ مزہ قیامت تک چکھتا رہے گا۔

قَالَ هَنَّادٌ قَالَ وَيَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ	حضرت ہناد سے روایت ہے کہ قبر میں دو فرشتے آتے ہیں۔ اور اہلِ قبر کو اُٹھا کر بٹھا لیتے ہیں۔ پھر وہ

فَيَقُولُ رَبِّيَ اللّٰهُ فَيَقُولَانِ
لَهُ مَا دِينُكَ ؟ فَيَقُولُ
دِينِيَ الْإِسْلَامُ فَيَقُولَانِ
مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي
بُعِثَ فِيكُمْ ؟ قَالَ
فَيَقُولُ هُوَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَيَقُولَانِ وَمَا يُدْرِيكَ
فَيَقُولُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ
فَآمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ
فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ
السَّمَاءِ أَنْ صَدَقَ
عَبْدِي فَافْرِشُوهُ مِنَ
الْجَنَّةِ وَأَلْبِسُوهُ مِنَ
الْجَنَّةِ وَافْتَحُوا لَهُ إِلَى
الْجَنَّةِ فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِهَا
وَطِيبِهَا قَالَ وَيُفْتَحُ لَهُ
فِيهَا مَدَّ بَصَرِهِ۔
قَالَ وَإِنَّ الْكَافِرَ
فَذَكَرَ مَوْتَهُ قَالَ وَ
تُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهٖ

اس سے پوچھتے ہیں، کہ تیرا رب کون
ہے (اگر وہ مومن ہے) تو جواب دیتا
ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر وہ پوچھتے
ہیں کہ تیرا دین کیا ہے۔ وہ جواب
دیتا ہے، کہ میرا دین اسلام ہے
پھر وہ کہتے ہیں کہ تم اس شخص کے بارے
میں کیا عقیدہ رکھتے ہو جو کہ تمہاری طرف
بھیجا گیا ہے۔ وہ جواب دیتا ہے
وہ اللہ کے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم
پھر وہ پوچھتے ہیں کہ تمہیں یہ کس طرح
معلوم ہوا (کہ وہ اللہ کے رسول ہیں)
وہ جواب دیتا ہے۔ کہ میں نے اللہ کی
کتاب پڑھی اور اس پر ایمان لایا
اور اس کی تصدیق کی، پھر آسمان سے
پکارنے والا پکارتا ہے۔ کہ میرے
بندے نے سچ کہا۔ لہذا اس کے لیے
جنت کا فرش بچھا دو، اور اسے جنت
کا لباس پہنا دو، اور اس کے لیے جنت
کی کھڑکی کھول دو، چنانچہ اس کے پاس
جنت کی خوشگوار خوشبو اور جانفزا ہوا
پہنچنی شروع ہو جائے گی۔ اور تاحدِ نظر

وَ يَأْتِيهِ مَلَكَانِ	اس کی قبر فراخ کر دی جائے گی، اور
فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ	کافر کی موت کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اس کی
مَنْ رَّبُّكَ؟ فَيَقُولُ:	روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے
هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي۔	اور دو فرشتے اس کی قبر میں آکر اسے
فَيُنَادِي مُنَادٍ مِّنَ	اٹھا کر بٹھا لیتے ہیں اور اس سے سوال
السَّمَاءِ أَنْ كَذَبَ	کرتے ہیں تیرا رب کون ہے وہ کہتا
فَافْرِشُوهُ مِنَ النَّارِ وَ	ہے ہائے ہائے مجھے کچھ علم نہیں،
أَلْبِسُوهُ مِنَ النَّارِ وَ	آسمان سے آواز آتی ہے۔ کہ اس نے
افْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى	جھوٹ بولا۔ اس کے لیے آگ کا بستر
النَّارِ. قَالَ فَيَأْتِيهِ	بچھا دو، اور اسے آگ کا لباس پہنا دو،
مِنْ حَرِّهَا وَ سُمُومِهَا	اور اس کی قبر میں جہنم کی کھڑکی کھول دو،
قَالَ وَ يُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ	چنانچہ اس کے پاس دوزخ کی آگ کی
حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ	گرمی اور تیز لپیٹ آنی شروع ہو جائے گی،
أَضْلَاعُهُ۔	اور فرمایا کہ اس کی قبر اس پر تنگ ہو جائے گی
(ابوداؤد)	اس قدر کہ اس کی پسلیاں ادھر کی اُدھر اور
	اُدھر کی اِدھر آجائیں گی،

اس حدیث کے بعد ایک دوسرے راوی سے یہ الفاظ منقول ہیں۔ کہ کافر پر اس کی قبر میں ایک ایسا فرشتہ مسلط ہو جاتا ہے۔ جو کہ اندھا اور بہرا ہوتا ہے۔ و لوہے کے ہتھوڑے سے اس پر ایسی ضرب لگاتا ہے لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا ــــ اگر اس ہتھوڑے سے پہاڑ پر ضرب لگائی جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے، قَالَ ثُمَّ تُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ ۔ پھر اس میں روح ڈال دی

جاتی ہے اور قیامت تک قبر میں یہ عذاب ہوتا رہتا ہے۔ ؎

عذاب قبر کی وہ سختیاں معاذ اللہ
حیات گزرے نہ کیوں رونے اور رلانے میں (جام طہور)

یہودیوں کو قبروں میں عذاب

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ یَھُوْدُ تُعَذَّبُ فِیْ قُبُوْرِھَا۔ (بخاری)

ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اس حال میں کہ سورج غروب ہو چکا تھا۔ آپ نے ایک آواز سنی اور فرمایا کہ یہودیوں پر قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

جنازہ کاندھوں پر

نیک آدمی کہتا ہے کہ مجھے جلدی لے چلو، اور برا کہتا ہے کہ ہائے مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَۃُ فَاحْتَمَلَھَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِھِمْ فَاِنْ کَانَتْ

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت لوگ جنازہ اپنے کاندھوں پر اٹھا لیتے ہیں اگر مرنے والا نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو اور اگر بداعمال ہوتا ہے۔ تو کہتا ہے ہائے افسوس مجھے کہاں لے

صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ فَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا أَيْنَ يَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ. (بخاری)

جا رہے ہو؟۔ اس کی آواز انسان کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔ اگر انسان سُن لے تو بے ہوش ہو جائے۔

جنازہ تیرا بھی اُٹھے گا اک دن
جنازے تو نے اوروں کے اٹھائے (عاجز)

اسبابِ عذابِ قبر

(غیبت)

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ۝ (الحجرات ۱۲)	اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، اور ٹوہ میں نہ لگے رہا کرو اور کسی کی غیبت نہ کیا کرو۔ کیا تم میں سے کوئی اس کو گوارا کرے گا کہ اپنے مُردے بھائی کا گوشت کھائے، اس سے ضرور ہی نہیں کراہت آتی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے

حق تعالیٰ کے ساتھ اور عام مسلمانوں کے ساتھ نیک گمان رکھنا واجب ہے اور بدگمانی منع ہے۔ بدگمانی سے شر پھیلتی ہے اور اس سے بڑے بڑے نقصانات کا ظہور ہوتا ہے۔ اور بدگمانی کی عام عادت وبا کے طور پر ہم میں پھیلی ہوئی ہے بات بات پر بلاوجہ، بلاتحقیق، اور بغیر ثبوت آپس میں بھائی کی بھائی سے بدگمانی بیوی بچوں سے بدگمانی، ماں باپ سے بدگمانی۔ پڑوسیوں سے بدگمانی۔ نوکروں چاکروں سے بدگمانی۔ گویا بدگمانی کو ہم نے اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے۔ صرف بدگمانی کے سبب کتنے رشتے دار، کتنے احباب کی محبّت احباب سے منافرت میں

تبدیل ہو جاتی ہے۔ کتنے پڑوسی پڑوسیوں سے کٹ جاتے ہیں، یہ بدگمانی کی خلش اگر ہمارے دلوں سے دور ہو جائے، تو ہم میں سے ہر ایک کی زندگی راحت و مسرت کا گہوارہ بن جائے، اوروں کے عیبوں اور کمزوریوں کی تلاش و جستجو میں رہنا، چھپ چھپ کر باتیں سننا۔ یہ گناہ ہے۔ اور انتہائی ذلیل حرکت ہے — بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر کسی سے کسی کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو اس صورت میں اپنی یا کسی مسلمان کی حفاظت کی غرض سے اس کے نقصان دہ ارادوں اور تدبیروں کا تجسس کرنا جائز ہے۔

کسی مسلمان کے پوشیدہ عیوب کی پردہ دری کرنا ناجائز اور سخت گناہ ہے بلکہ اس کی پردہ پوشی کرتے رہنا واجب ہے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ خُذُوْا بِمَا ظَهَرَ لَكُمْ وَدَعُوْا مَا سَتَرَ اللّٰهُ فَنَهَى اللّٰهُ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ عَنْ سُوْءِ الظَّنِّ بِالْمُسْلِمِ الَّذِيْ ظَاهِرُهُ الْعَدَالَةُ وَالسَّتْرُ عَلَيْهِ وَدَلَّ بِهٖ عَلٰى اَنَّهٗ يَجِبُ تَكْذِيْبُ مَنْ قَذَفَهٗ بِالظَّنِّ۔

(جصاص)

حضرت مجاہد کا قول ہے۔ کہ کسی کے متعلق قیاس کرنے کے لیے، اس کے ظاہری اعمال کو دیکھو، اور اسے چھوڑ دو جسے اللہ نے خود پردے میں رکھا ہے ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایسے مسلمان کے ساتھ بدگمانی سے منع فرمایا ہے۔ جس کا ظاہر اچھا معلوم ہوتا ہو اور باطن غیر معلوم اور اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص کسی پر محض گمان کی بنا پر کوئی تہمت لگا دے اسے جھوٹا قرار دیا جائے

اس آیت میں مسلمان کے متعلق بدظنی سے بھی منع فرمایا گیا ہے، اور اس کی غیبت سے بھی حدیث شریف میں غیبت کی تفسیر اس طرح آئی ہے:۔

ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ ۔ اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرنا جو اسے ناگوار گزرے
کسی کی عدم موجودگی میں اس کا یا اس کی کسی چیز کا ذکر اس طرح کرنا کہ اسے ناپسندیدہ ہو "خواہ وہ صحیح ہے یا غلط" یہی غیبت ہے۔ اور اسی کو قرآنِ مجید نے سختی سے روکا ہے غیبت کے گناہ کا شدید ہونا اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مردہ بھائی کے گوشت سے تشبیہ دی ہے۔ ایسی مکروہ چیز سے تشبیہ دے کر قرآن نے ہر مسلمان کا دل ہی غیبت سے متنفر و بیزار کر دیا ہے۔ وجہ شبہ بعض علماء نے یہ لکھی ہے۔ کہ جس طرح گوشت کے نوچے جانے سے جسم کو جسمانی اذیت ہوتی ہے۔ آبرو ریزی، بے عزتی سے بھی دلی تکلیف ہوتی ہے ——
اس کے بعد فرمایا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اللہ سے ڈر جاؤ غلطیوں اور کوتاہیوں پر صدقِ دل سے نادم ہو کر اور ان کا تدارک کر کے حق تعالیٰ کے فضل و کرم کے مستحق ہو جاؤ، بڑی چھوٹی ہر برائی سے بچنے کے لیے آسان ترین اور موثر ترین نسخہ یہی تقویٰ الٰہی ہے۔ جس قدر کسی کے دل میں خشیت الٰہی ہوگی اُسی قدر اس کے لیے ہر ترغیب شیطانی و نفسانی کے مقابلہ میں صبر و ضبط سے کام لینا اور ثابت قدم رہنا آسان رہے گا۔ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ اس میں بڑی بشارت ماضی کی غلطیوں اور گناہوں پر نادم ہونے والوں کے حق میں ہے، ارشاد ربانی گویا یہ ہو رہا ہے۔ کہ اب تک جو کچھ کرتے رہے ہو اور جن اخلاقی آلودگیوں میں مبتلا رہ چکے ہو، اب اس تازہ ہدایت کے بعد ان سے دستبردار ہو جاؤ اور تائب و نادم ہوتے رہو، کہ حق تعالیٰ بڑے توبہ قبول کرنے والے بھی ہیں، اور فضل و کرم کرنے والے تو ہیں ہی۔

اس فقرے میں اللہ تعالیٰ نے غیبت کو مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دے کر اس فعل کے انتہائی گھناؤنا ہونے کا تصور دلایا ہے۔ مردار

کا گوشت کھانا بجائے خود نفرت کے قابل ہے۔ کجا کہ وہ گوشت بھی کسی جانور کا نہیں بلکہ انسان کا ہو اور انسان بھی کوئی اور نہیں خود اپنا بھائی ہو، پھر اس تشبیہ کو سوالیہ انداز میں پیش کر کے اور زیادہ مؤثر بنا دیا گیا ہے۔ تاکہ ہر شخص اپنے ضمیر سے پوچھ کر خود فیصلہ کرے کہ آیا وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے کے لیے تیار ہے؟ اگر نہیں ہے اور اس کی فطرت اس چیز سے گھن کھاتی ہے تو آخر وہ کیسے یہ بات پسند کرتا ہے۔ کہ اپنے ایک مومن بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی عزت پر حملہ کرے۔ جہاں وہ اپنی مدافعت نہیں کر سکتا۔ اور جہاں اس کو یہ خبر تک نہیں ہے۔ کہ اس کی بے عزتی کی جا رہی ہے؟

اس ارشاد سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ غیبت کے حرام ہونے کی بنیادی وجہ اُس شخص کی دل آزاری نہیں ہے جس کی غیبت کی گئی ہو، بلکہ کسی شخص کی غیر موجودگی میں اُس کی برائی کرنا بجائے خود حرام ہے۔ قطع نظر اس سے کہ اس کو اس کا علم ہو یا نہ ہو، اور اس کو اس فعل سے اذیت پہنچے یا نہ پہنچے ظاہر ہے کہ مرے ہوئے آدمی کا گوشت کھانا اس لیے حرام نہیں ہے۔ کہ مُردے کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ مُردہ بے چارہ تو اس سے بے خبر ہوتا ہے۔ کہ اُس کے مرنے کے بعد کوئی اس کی لاش کی بے حرمتی کر رہا ہے۔ مگر یہ فعل بجائے خود ایک نہایت گھناؤنا فعل ہے۔ اسی طرح جس شخص کی غیبت کی گئی ہو اس کو بھی اگر کسی ذریعہ سے اس کی اطلاع نہ پہنچے تو وہ عمر بھر اس بات سے بے خبر رہے گا، کہ کہاں کس شخص نے کب اُس کی عزت پر کن لوگوں کے سامنے حملہ کیا تھا۔ اور اس کی وجہ سے کس کس کی نظر میں وہ ذلیل و حقیر ہو کر رہ گیا۔ اس بے خبری کے باعث اسے اس غیبت کی سرے سے کوئی اذیت نہ پہنچے گی۔ مگر اُس کی عزت پر بہر حال اس سے حرف آئے گا۔ اس لیے یہ فعل اپنی نوعیت میں مُردہ بھائی کا گوشت کھانے

سے متعلق نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۵ ص ۹۴)

اہلِ غیبت سے فضا کا بدبودار ہونا

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَفَعَتْ رِيحٌ مُنْتِنَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرُونَ مَا هٰذِهِ الرِّيحُ؟ هٰذِهِ الرِّيحُ الَّذِينَ يَغْتَابُونَ الْمُؤْمِنِينَ۔ (مسند احمد)

حضرت جابر رضؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے جا رہے تھے کہ اچانک فضا میں بدبو پھیل گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا تمہیں معلوم ہے یہ بدبو کیسی ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا) یہ بدبو اُن لوگوں کی ہے۔ جو اہلِ ایمان کی غیبت کرتے ہیں۔

اہلِ غیبت مردار کا گوشت کھاتے ہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ وَ نَظَرَ فِي الْبَابِ۔ فَإِذَا قَوْمٌ يَأْكُلُونَ الْجِيَفَ قَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان کی سیر کرائی گئی۔ آپ نے ایک دروازہ میں جھانک کر دیکھا تو کچھ لوگ مُردار کھا رہے تھے۔ حضرت جبریلؑ سے پُوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبریلؑ نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا (دُنیا

قَالَ الَّذِيْنَ يَاكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ۔ (مسند احمد)

ہیں اگوشت کھایا کرتے تھے یعنی پس پُشت اُن کے عیوب لوگوں سے بیان کیا کرتے تھے۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔کہ عذاب قبر کے تین سبب ہیں، اس کا ایک حصہ غیبت کے سبب سے ہے دوسرا نکتہ چینی کے سبب سے اور تیسرا کپڑوں کو پیشاب سے نہ بچانے کے سبب۔

حضرت زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کسی شخص کی غیبت کرتے سُنا۔آپ نے اُس کو خاموش رہنے کی تلقین فرمائی کہ یہ کتوں کی غذا ہے۔

حضرت عائشہ رضؓ نے ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی عورت کو کوتاہ اچھوٹا اقد کہا۔آپؐ نے فرمایا تم نے غیبت کی ہے۔ اپنے مُنہ میں پانی ڈال کر کُلی کرو۔چنانچہ انہوں نے کُلی کی تو خون کا لوتھڑا سا نکلا (کیمیائے سعادت)

ایک بار حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم اکٹھے جا رہے تھے۔ایک نے دوسرے سے کہا کہ فلاں آدمی بہت سوتا ہے۔اس کے بعد کھانے کے لیے روٹی طلب کی تو سرکارِ دو عالم نے فرمایا۔کہ روٹی تو تم نے کھالی، جواب دیا حضور! ابھی نہیں کھائی، فرمایا تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے۔حضورؐ نے دونوں کو تنبیہ کی اس لیے کہ ان میں سے ایک کہنے والا ایک سُننے والا تھا (کیمیائے سعادت)

غیبت کرنا جس طرح زبان سے ناجائز ہے،اسی طرح دل سے بھی،دل کی غیبت یہ ہے کہ کسی شخص پر بدگمانی کی جائے۔رحمۃ اللعالمینؐ کا ارشاد ہے۔کہ مسلمان پہ مسلمان کا خون،اس کا مال،اس کی غیبت تینوں حرام ہیں۔ اگر بعید از قیاس و گمان کسی کی نسبت

پیدا ہو تو یہ شیطانی وسوسہ ہے، میاں بیوی کے درمیان تفرقہ اور مسلمانوں کی آپس میں عداوت یہ کام شیطان کے لیے نہایت ہی باعثِ مسرت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا ۔ (الحجرات ۶)

یعنی اگر کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔

مطلب یہ کہ اس کی بات کی اس وقت تک تصدیق نہ کرو۔ اُس پر یقین نہ لاؤ جب تک کہ بخوبی اس کی چھان پھٹک نہ کر لو۔

بے جرم کسی شخص پہ الزام لگانا ثابت کرو الزام کو الزام سے پہلے

غیبت کی مختلف صورتیں

غیبت کا تعلق صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ اس کا ارتکاب آنکھ، ہاتھ، اشارے اور تحریر وغیرہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ اور ہر صورت میں حرام ہے۔ غیبت کرنے والا غیبت سننے والا دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی بدبخت کسی مسلمان کی غیبت کر رہا ہو تو سننے والے کو اُسے روک دینا چاہیئے اور سننے سے انکار کر دینا چاہیئے۔ اور صاف کہہ دینا چاہیئے کہ مجھ میں اس گناہ کی سزا برداشت کرنے کی قوت نہیں ہے۔ غیبت کرنے والا اور غیبت سننے والا اگر بغیر توبہ اور بجز اصلاحِ احوالہ فوت ہو گیا تو قبر میں دونوں کو عذاب ہوگا العیاذ باللہ۔

لوگوں کے عیب ڈھونڈنے والے تو یہ بتا اپنے گناہ بھی کئے تو نے شمار کیا؟

غیبت نامۂ اعمال سے نیکیوں کو مٹا دیتی ہے

رُوِیَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رض حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيُؤْتَى كِتَابَهُ مَنْشُوْرًا فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ فَاَيْنَ حَسَنَاتُ كَذَا وَكَذَا عَمِلْتُهَا لَيْسَتْ فِيْ صَحِيْفَتِيْ ـ فَيَقُوْلُ مُحِيَتْ بِاغْتِيَابِكَ النَّاسَ (الترغیب ج ۳ ص ۵۱۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کہ قیامت کے دن) آدمی کے نامۂ اعمال کو کھلی حالت میں لایا جائے گا وہ آدمی کہے گا کہ اے میرے پروردگار فلاں فلاں میری نیکیاں کہاں ہیں۔ (نامۂ اعمال میں مجھے نظر نہیں آرہیں) اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جو لوگوں کی غیبتیں کیا کرتا تھا۔ اُن غیبتوں نے (تیرے نامۂ اعمال میں سے تیری نیکیاں اٹھادی ہیں۔

غیبت جسے ہم گناہ تصور ہی نہیں کرتے۔ اور ہر کس وناکس اس کا مرتکب ہے اللہ کے نزدیک سنگین جرم ہے اور اس کی سزا بے حد شدید ہے۔ ہمارے نزدیک یہ جس قدر ارزاں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسی قدر گراں ہے۔

معراج کی رات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیبت کرنے والوں کا ہولناک انجام دکھایا گیا

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عُرِجَ بِيْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ اَظْفَارٌ مِّنْ نُّحَاسٍ

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے معراج ہوئی تو (ملاء اعلیٰ کے اس سفر میں) میرا گزر کچھ ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن سُرخ تانبے کے سے تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور اپنے سینوں

يَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَآءِ يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ هٰؤُلَآءِ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَيَقَعُوْنَ فِيْ اَعْرَاضِهِمْ

(ابوداؤد)

کو نوچ نوچ کے زخمی کر رہے تھے میں نے جبریلؑ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جو ایسے سخت عذاب میں مبتلا ہیں۔ جبریل نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو زندگی میں لوگوں کے گوشت کھایا کرتے تھے یعنی اللہ کے بندوں کی غیبتیں کیا کرتے تھے۔ اور ان کی آبروؤں سے کھیلتے تھے

نحاس کے معنی تانبے کے ہیں۔ اور آگ جب بالکل سرخ ہو اس کو بھی نحاس کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے اس حدیث میں نحاس کے ناخنوں کا جو ذکر ہے۔ بظاہر اس سے مراد یہ ہے کہ ان لوگوں کے ناخن جہنم کی آگ میں تپے ہوئے سرخ تانبے کے یا تانبے کے سے تھے۔ اور یہ انہی ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ نوچ کے زخمی کر رہے تھے۔ ان کے لیے عالم برزخ میں خاص طور سے یہ سزا اس لیے تجویز کی گئی کہ دنیوی زندگی میں یہ مجرم اللہ کے بندوں کا گوشت نوچا کرتے تھے یعنی غیبت کیا کرتے تھے اور یہ ان کا محبوب مشغلہ تھا۔

چغلخوری کے سبب عذاب قبر آنحضرتؐ نے سنا

عَنْ جَابِرٍ رض قَالَ "مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قُبُوْرِ نِسَاءِ بَنِي النَّجَّارِ هَلَكُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَسَمِعَهُمْ يُعَذَّبُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ فِي النَّمِيْمَةِ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی نجار کی عورتوں کے قبرستان سے گزرے جو کہ زمانۂ جاہلیت میں فوت ہو چکی تھیں۔ آپ نے سنا کہ انہیں ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔ اور انہیں یہ عذاب غیبت کے بارے میں دیا جا

رہا تھا۔ (مجمع الزوائد ج ... ص ۵۵)

مشغلہ جس کا ہو لوگوں کی برائی کرنا پوچھ عاجز سے کہ وہ کتنا برا ہوتا ہے (عاجز)

غیبت کرنا اور پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک قبرستان میں سے گزر رہے تھے کہ آپ نے دو قبروں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "یہ دونوں اپنی اپنی قبر میں عذاب میں مبتلا ہیں۔" ان میں سے ایک لوگوں کی غیبت کیا کرتا تھا۔ دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط نہیں کرتا تھا اس کے بعد سید کونین نے ایک درخت کی شاخ توڑ کر اس کے دو ٹکڑے کئے۔ اور دونوں قبروں پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ اور فرمایا جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں گی۔ امید ہے اللہ تعالیٰ ... گا۔

(بخاری و مسلم عن ابن عباس)

غیبت ایک بدترین گناہ اور بہت ہی گھناؤنا جرم ہے

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا غیبت زنا سے بھی بدتر ہے۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

زانی کو توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔ مگر غیبت کا گناہ توبہ سے معاف نہیں ہوتا، جب تک کہ جس کی غیبت کی گئی ہے۔ وہ معاف نہ کر دے ظاہر ہے یہ دنیا کی اس زندگی میں ممکن ہے۔ کہ جس کی غیبت کی گئی ہے اس سے معافی مانگ لی جائے اور اسے راضی کر لیا جائے، ورنہ قیامت کے دن یہ موقع ہاتھ نہیں آئے گا۔ اس وقت ہر شخص کو نیکیوں کی ضرورت ہو گی۔

نفسا نفسی کا عالم ہوگا، کوئی کسی کو معاف نہیں کرے گا جس طرح کم تولنا۔ کم ناپنا۔ کسی کو گالی دینا۔ کسی کو تھپڑ مارنا۔ کسی سے دغا کرنا۔ کسی پر ظلم کرنا۔ کسی کا دل دکھانا وغیرہ یہ سب بداعمال ہیں اور حقوق العباد میں شامل ہیں، اس طرح غیبت بھی بدترین خصلت اور حقوق العباد میں سے ہے کسی بندے کا کوئی بھی حق ناجائز طریقہ سے جو شخص چھینتا ہے۔ جب تک کہ وہ شخص جس کا حق اس نے غصب کیا ہے اسے معاف نہ کردے۔ وہ قیامت کے دن عذاب الٰہی کی گرفت سے بچ نہیں سکیگا۔

غیبت کا گناہ زنا سے خطرناک سنگین ہے اور ایسا کیوں ہے؟ اس سلسلہ میں مکمل حدیث ذیل میں درج ہے:۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّجَابِرٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا۔ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ الْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا؟ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَزْنِیْ فَیَتُوْبُ فَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْہِ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَیَتُوْبُ فَیَغْفِرُ اللّٰہُ لَہٗ) وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِیْبَۃِ لَا یُغْفَرُ لَہٗ حَتّٰی یَغْفِرَھَا لَہٗ صَاحِبُہٗ۔

(بیھقی)

حضرت ابوسعید اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت (کا گناہ) زیادہ سخت تر ہے زنا سے۔ صحابہؓ نے عرض کیا غیبت کس طرح زیادہ سخت ہے زنا سے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ آدمی زنا کرتا ہے پھر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ وہ توبہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے، اور بیشک غیبت کرنے والے کی بخشش نہیں ہوتی یہاں تک کہ جس کی غیبت کی گئی ہو وہ خود اسے معاف نہ کردے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ غیبت حقوق العباد میں شامل ہے۔ جس کی غیبت کی گئی ہو جب تک وہ خود نہ معاف کرے۔ اللہ تعالیٰ بھی اسے معاف نہ کرے گا۔ لہٰذا عقلمندی کا تقاضا ہے کہ جس کی غیبت کی گئی ہو اس سے دنیا ہی میں معافی طلب کر لی جائے۔ اس سلسلہ میں خواہ کسی قدر بھی ذلت پیش آئے۔ برداشت کر لی جائے۔ اور اسے راضی کر لیا جائے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہر شخص کو ایک ایک نیکی کی حاجت ہو گی۔ خطرہ ہے کہ وہاں اس وقت وہ شخص معاف نہیں کرے گا۔ اور اس حدیث سے غیبت کے جرم کی شدت پر بھی غور کر لیا جائے۔

سود کا کم از کم گناہ ماں کے ساتھ نکاح کے برابر ہے۔ غیبت سود سے بھی بدتر ہے

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرِّبَا اِثْنَانِ وَسَبْعُوْنَ بَابًا اَدْنَاهَا مِثْلُ اِتْيَانِ الرَّجُلِ اُمَّهٗ وَاِنَّ اَرْبَى الرِّبَا اِسْتِطَالَةُ الرَّجُلِ فِيْ عِرْضِ اَخِيْهِ (الترغیب ج ۳ ص ۸)

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ سود کے بہتر دروازے ہیں ان میں سے چھوٹے دروازے کی مثال ایسی ہے کہ کوئی (بدبخت) شخص اپنی ماں کے ساتھ برائی کرے (معاذاللہ) اور سود سے بھی بڑا گناہ اپنے بھائی کی غیبت ہے۔

مسلم شریف میں جابر بن عبداللہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اور کھلانے والے اور سود سے متعلق تحریر لکھنے والے۔ اور اس پر گواہی دینے والے ان سب پر لعنت بھیجی ہے اور ارشاد فرمایا کہ یہ سب لوگ گناہ میں برابر ہیں ــــــ ایک حدیث میں آتا ہے جس کے راوی عبداللہ بن سلام ہیں۔ فرمایا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے نزدیک سود کے ایک درہم کی اہمیت بلحاظِ معصیت اسلام میں (۳۲) بار زنا سے زیادہ ہے۔ (یہ روایت الترغیب والترھیب ج ۳ صفحہ ۶ پر ہے)

مستدرک حاکم میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلرِّبَا ثَلَاثٌ وَّسَبْعُوْنَ بَابًا	سود کے تہتر (۷۳) دروازے ہیں۔ اُس
اَیْسَرُهَا مِثْلُ اَنْ یَّنْکِحَ الرَّجُلُ	کے آسان (کمزور) دروازے کی مثال
اُمَّهٗ (رواہ الحاکم)	ایسی ہے کہ آدمی اپنی ماں سے نکاح کرلے

یعنی سُود کا کم از کم گناہ ماں کے ساتھ نکاح کرنا ہے۔ بینکوں کے ساتھ لین دین میں تجّار عام طور پر سُود لے بھی رہے ہیں اور دے بھی رہے ہیں۔ وہ ذرا ان احادیث پر غور کرلیں۔ اور عام آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر توجہ دیں اور فکر کریں۔ کہ سُود کا گناہ اسلام میں ۳۶ بار زنا اور اپنی حقیقی ماں سے نکاح کرنے سے بھی زیادہ ہے ــــــ اور مسلمان بھائی کی غیبت کا گناہ سُود سے بھی بڑا ہے۔ غیبت کرنے والا شخص اپنی نیکیاں جس کی غیبت کرتا ہے۔ لاعلمی میں اُسے لٹا رہا ہوتا ہے

حضرت امام غزالی احیاء علوم میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص حضرت حسن بصری کی غیبت کیا کرتا تھا۔ آپ کو پتہ چلا تو اُس کے پاس کسی کے ہاتھ کچھ کھجوریں ارسال فرمائیں۔ اور ساتھ ہی یہ پیغام بھیجا۔ کہ تم میری غیبت کرکے اپنی نیکیاں مجھے دے رہے ہو۔ اس کے صلے میں میں یہ تھوڑی سی کھجوریں بھیج رہا ہوں۔ اگرچہ تمہارے تحفے کا تو یہ کسی طرح بھی بدلہ نہیں ہے لیکن مجھے امید ہے تم اسے قبول فرما کر مجھے مشکور فرماؤ گے۔

غیبت اور بہتان کی تشریح اور ان میں فرق

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ	حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے
تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	کیا تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کسے کہتے ہیں

قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ؟ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ ۔ قِيْلَ اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُوْلُ؟ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ (مسلم)

صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی کو زیادہ علم ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، تمہارا اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرنا کہ اس کو پسند نہ ہو، یہی غیبت ہے۔ ایک صحابی نے عرض کیا۔ حضور! اگر میں اپنے بھائی کی وہی برائی بیان کروں جو اس میں موجود ہو تو کیا یہ بھی غیبت ہے؟ آپ نے فرمایا اگر تو نے وہی برائی اس کی بیان کی جو اس میں موجود ہو تو یہ غیبت ہے۔ اور اگر اس میں وہ برائی نہ پائی جائے تو جس کا کسی سے ذکر کرتا ہے۔ تو پھر تو نے اس پر بہتان لگایا۔ اور یہ غیبت سے بھی سخت جرم ہے۔

اس حدیث سے غیبت اور بہتان کی وضاحت ہو گئی اور آنحضور ﷺ نے دونوں میں فرق کی بخوبی تشریح فرما دی ہے۔ اس سے پہلے حدیث گزر چکی ہے کہ غیبت زنا سے بھی سخت جرم ہے۔ اور زنا توبہ سے معاف ہو جاتا ہے۔ مگر غیبت توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتی۔ اس گھناؤنے گناہ کی معافی کی ایک ہی صورت ہے کہ جس کی غیبت کی گئی ہو۔ اس سے معافی مانگی جائے۔ اور زندگی ہی میں اسے راضی کر لیا جائے کسی میں واقعتہً کوئی عیب، کوئی برائی ہو اسے لوگوں میں نشر کیا جائے۔ اسے غیبت کہتے ہیں۔ اور اگر کسی کا کوئی عیب کسی سے بیان کیا جائے اور اس میں وہ عیب نہ ہو تو یہ بہتان ہے۔ اور اس گناہ کی شدت غیبت سے بھی

بڑھ جاتی ہے۔

مخلوقِ خدا کی خیر خواہی اور شر و فساد کی روک تھام کے لیے کسی فردِ واحد یا جماعت کی حقیقی برائی بیان کرنا اگر لازمی ہو جائے، علاوہ ازیں کسی شرعی مقصد کے حصول کے لیے اس کے بغیر چارہ نہ ہو، ان حالات میں اُس شخص یا جماعت کی برائی کا ذکر کرنا غیبت نہیں کہلائے گا۔

مثلاً حاکم کے روبرو ظالم کے خلاف شہادت دینا۔ کسی فریب کار آدمی کے فریب سے سادہ لوح لوگوں کو مطلع کرنا۔ تاکہ وہ اس کے فریب سے محفوظ رہیں اور محدثین کرام کا غیر ثقہ راویوں پر جرح کرنا اور علماءِ حق کا اہلِ باطل کی غلطیوں سے عوام الناس کو باخبر کرنا غیبت میں شامل نہیں بلکہ باعثِ ثواب ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ (مسلم)	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان پر مسلمان کا خون اور اُس کا مال اور اُس کی عزت (یعنی اس کی بے عزتی کرنا) حرام ہے۔

کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا۔ مارنا پیٹنا۔ اسے گالی دینا۔ ناجائز طریقہ دھوکہ فریب سے اس کا مال کھانا۔ اور اُسے ذلیل و رسوا کرنا۔ اُسے حقیر سمجھنا یہ سب ناجائز اور حرام ہے۔ کسی مسلمان کا دل دکھانا کبیرہ گناہ ہے۔

ملتا ہے جہاں میں انہیں آرام ہمیشہ
آتے ہیں جہاں والوں کے جو کام ہمیشہ
پہچان ہے اللہ کے ولیوں کی اے دوست
دیتے ہیں دُعا سُن کے وہ دُشنام ہمیشہ

جو ڈر گیا وہ چل پڑا، جو چل پڑا وہ منزل پہ پہنچ گیا

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ اَدْلَجَ وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِیَةٌ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ڈرتا ہے وہ ابتدائے شب میں ہی چل دیتا ہے اور جو ابتدائے شب میں چل دیتا ہے وہ منزلِ مقصود پر پہنچ جاتا ہے۔ سنو! اللہ تعالیٰ کا سودا مہنگا ہے اور قیمتی ہے، یاد رکھو، اللہ تعالیٰ کا وہ سودا جنت ہے۔

ہوشیار اے رہروانِ راہِ عقبیٰ ہوشیار
ہر قدم پر راہزن ہے ہر قدم پر اہرمن

عرب کا عام دستور تھا کہ مسافروں کے قافلے رات کے آخری حصے میں چلتے تھے اور اس لیے قزاقوں اور رہزنوں کے حملے بھی عموماً وقتِ سحر ہی ہوتے بنا بریں مسافروں کے قافلے رہزنوں کے حملوں کے ڈر سے بجائے آخری رات کے شروع رات میں اپنا سفر شروع کر دیتے۔ اور بحفاظت منزلِ مقصود پر پہنچ جاتے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مثال سے سمجھایا کہ جس طرح رہزنوں کے حملوں سے خوف زدہ مسافر اپنی راحت اور اپنی نیند قربان کر کے رات کے ابتدائی حصہ ہی میں اپنی منزل کی طرف گامزن ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح انجام کی فکر رکھنے والے اور قبر و قیامت اور نارِ جہنم سے ڈرنے والے

مسافرِ آخرت کو چاہیئے کہ اپنی منزل (یعنی جنت) تک رسائی کے لیے اپنی راحتوں لذتوں اور خواہشوں کو قربان کرے، اور منزلِ مقصود کی طرف تیز روی سے قدم بڑھائے ـــــ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عبد (بندہ) اپنے معبود سے جس چیز کا طلبگار ہے، وہ چیز سستی اور کم قیمت نہیں ہے کہ بغیر معاوضہ بجز محنت و مشقت یونہی ہاتھ آجائے بلکہ وہ ایک انمول اور بیش قیمت چیز ہے جو جان۔ مال۔ اولاد اور ہر محبوب چیز کی قربانی سے ہی میسّر آسکتی ہے۔

جیسا کہ ربِ دوجہاں نے اپنی کتابِ عزیز میں بالصراحت ارشاد فرمایا۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔ (آل عمران ۹۲)

جب تک اپنی محبوب چیزوں کو (اللہ کی راہ میں) نہ خرچ کروگے (کامل نیکی کے مرتبہ) کو نہ پہنچ سکو گے۔

محبوب چیز کے ماتحت ہر وہ چیز آجاتی ہے جسے انسان عزیز رکھتا ہے مال دولت، عزت۔ حکومت، اولاد۔ قوت۔ وقت وغیرہ تنہا مال و دولت ہی مقصود نہیں، بعض اوقات جاہ و حشمت کی قربانی مال کی قربانی سے کہیں زیادہ صبر آزما اور دشوار ہوتی ہے۔ خیر کامل کا درجۂ اعلیٰ اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب انسان راہِ حق میں اپنی محبوب ترین اور مرغوب ترین اشیاء کی قربانی رضائے الٰہی کے لیے بلا تأمل اور بجز ادنیٰ تردد بخوشی پیش کرتا ہے ـــــ دراصل انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے، وہ اس کے آقا کی امانت ہے۔ صاحبِ امانت اپنی امانت جب بھی طلب کرے۔ جس کے پاس اس کی کوئی امانت ہو اس کی دیانت کا تقاضا ہے کہ لمحہ بھر کے توقف کے بغیر وہ پیشِ خدمت کر دے۔

اللہ تعالیٰ سورۂ توبہ میں ارشاد فرما رہا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۔ (التوبہ ۱۱۱)	بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے اُن کی جان و مال کو جنت کے عوض خرید لیا ہے۔

لفظِ اِشْتَرٰی کا اس موقع پر استعمال غایت شفقت وکرم ہی سے ہے۔ ورنہ کسی بندہ کی جان اور اس کا مال اس کا ہے کب ؟ یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے۔ وہ جب اور جو چاہے بلا کسی معاوضہ یا انعام کا سوال درمیان لائے حکم دے دے۔ اپنی ہی ملکیت کو دوسرے سے خریدنا اور اس کی قیمت ادا کرنا۔ احسانِ ذی شان اور کرم بے کراں کے اور کیا ہے ؟

نام میرا ہے مگر کام یہ سب ہے تیرا
کیا طریقہ ہے مری حوصلہ افزائی کا

مومن کو ہمیشہ دو خوف لگے رہتے ہیں

عَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ عَبْدٌ بَيْنَ مَخَافَتَيْنِ مِنْ ذَنْبٍ قَدْ مَضٰى لَا يَدْرِيْ مَا يَصْنَعُ اللّٰهُ فِيْهِ وَمِنْ عُمُرٍ قَدْ بَقِيَ لَا يَدْرِيْ مَاذَا	حضرت حسین بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابن مبارک نے بتایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ بندۂ مومن کو ہمیشہ دو خوف دامنگیر رہتے ہیں ایک جو وہ گناہ کر چکا ہے اس سے خائف رہتا ہے کہ نہ معلوم اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیا سلوک کریگا دوسرے اپنی آئندہ بقیہ عمر کے متعلق خوف رہتا ہے کہ نہ معلوم وہ اس میں ایسے اعمال

يُصِيبُ فِيهِ مِنَ الْمُهْلِكَاتِ
(كتاب الزهد لابن المبارك ص۱۰۲)

کر بیٹھے جو اس کی (دنیا و آخرت میں) ہلاکت و بربادی کا سبب بن جائیں۔

خوفِ جہنم سے جملہ خاندان اشک بداماں ہو گیا

عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۔ (مريم ۷۱) ذَهَبَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ رَوَاحَةَ اِلٰى بَيْتِهٖ فَبَكٰى فَجَاءَتِ امْرَاَتُهٗ فَبَكَتْ فَجَاءَتِ الْخَادِمَةُ فَبَكَتْ وَجَاءَ اَهْلُ الْبَيْتِ وَجَعَلُوْا يَبْكُوْنَ فَلَمَّا انْقَطَعَتْ عَبْرَتُهٗ قَالَ يَا اَهْلَاهُ، اَمَا الَّذِيْ اَبْكَاكُمْ؟ قَالُوْا لَا نَدْرِيْ وَلٰكِنْ رَاَيْنَاكَ بَكَيْتَ فَبَكَيْنَا۔ قَالَ اِنَّهٗ اُنْزِلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اٰيَةٌ يُنَبِّئُنِيْ فِيْهَا

حضرت بکر بن عبد اللہ مزنی بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۔ (اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا گزر اس (جہنم) تک نہ ہو یہ آپ کے رب پر لازم ہے جو پورا ہو کر رہے گا) حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر چلے گئے اور رونا شروع کر دیا۔ ان کی اہلیہ نے اپنے خاوند کو روتا ہوا دیکھا تو وہ بھی رونے لگ گئی خادمہ نے یہ منظر دیکھا تو وہ بھی رونے لگ گئی یہاں تک کہ گھر کے تمام افراد آہ و بکا میں مبتلا ہو گئے۔ جب ان کے آنسو تھمے تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے گھر والو! تمہیں کس چیز نے رلایا ہے؟ وہ کہنے لگے ہمیں کچھ معلوم نہیں، ہم نے

رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ اَنِّیْ وَارِدُ النَّارَ وَلَمْ یُنَبِّئْنِیْ اَنِّیْ صَادِرٌ عَنْهَا فَذٰلِكَ الَّذِیْ اَبْكَانِیْ۔

(کتاب الزھد لابن المبارکؒ ص ۱۰۴)

آپ کو روتے ہوئے دیکھا تو ہم بھی رو پڑے، عبداللہ بن رواحہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک آیت نازل ہوئی ہے، اُس میں میرے رب نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ مَیں نارِ جہنم پر وارد ہونے والا ہوں۔ مجھے یہ نہیں کہا کہ میں اس سے گزر جانے والا ہوں، پس اس چیز نے مجھے رُلایا ہے۔

علم! کہ جس کا سفر عنقریب ہے درپیش
ہے زادِ رہ بھی ترے پاس اُس سفر کے لیے (جامِ طہور)

حساب ہونے سے پہلے اپنا حساب خود کرلو

اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ قَالَ حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا فَاِنَّهٗ هُوَ اَهْوَنُ اَوْ قَالَ اَیْسَرُ لِحِسَابِكُمْ وَزِنُوْا اَنْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُوْزَنُوْا وَتَجَهَّزُوْا لِلْعَرْضِ الْاَكْبَرِ یَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰی مِنْكُمْ خَافِیَةٌ۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں اپنا حساب خود کرلو اس سے قبل کہ تم سے حساب طلب کیا جائے، اس لیے کہ یہ سہل ہے یا فرمایا کہ تمہارے حساب کے لیے یہ زیادہ آسان ہے، (اور فرمایا) کہ اپنا (یعنی اپنے اعمال کا) وزن کرلو۔ اس سے پہلے کہ تمہارا وزن کیا جائے۔ اور عدالتِ عالیہ میں حاضری کے لیے تیاری کرلو۔ تم پیش کیے جاؤ گے تمہارا کوئی کام

(کتاب الزھد لابن المبارک ۱۰۳) پوشیدہ نہیں رہے گا۔

آخرت کا خوف بے خوفی سے مبارک ہے

مغیرہ بن مخاوش سے حضرت حسن نے پوچھا:

يَا أَبَا سَعِيدٍ كَيْفَ نَصْنَعُ — اے ابوسعید ہم اُس وقت کیا کریں
مُجَالَسَةِ أَقْوَامٍ هٰهُنَا — جبکہ ہم ایسے لوگوں سے ملتے ہیں کہ
يُحَدِّثُوْنَنَا حَتّٰى تَكَادَ — اُن کی بات چیت سے قریب ہوتا ہے
قُلُوْبُنَا أَنْ تَطِيْرَ، قَالَ — کہ (خوف سے) ہمارے دل تباہ و برباد
أَيُّهَا الشَّيْخُ إِنَّكَ — ہو جائیں۔ اس نے کہا: محترم!
وَاللّٰهِ لَأَنْ تَصْحَبَ — بلاشبہ اگر تم ایسے لوگوں کی صحبت
أَقْوَامًا يُخَوِّفُوْنَكَ — میں بیٹھا کرو جو تمہیں ڈراتے رہتے
حَتّٰى تُدْرِكَ أَمْنًا — ہیں حتیٰ کہ تم امن حاصل کر لو یہ بہتر
خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ تَصْحَبَ — ہے اس سے کہ تم ان لوگوں کی صحبت
أَقْوَامًا يُؤَمِّنُوْنَكَ — اختیار کرو جو تمہیں امن و سلامتی کا وعظ
تَلْحَقَكَ الْمَخَاوِفُ — سناتے رہیں اور بالآخر تمہیں خوفناکیاں

(کتاب الزھد لابن المبارک ص ۱۰۲) لاحق ہو جائیں۔

خوفِ ورودِ جہنم

اے کاش میں اپنی والدہ کے ہاں پیدا ہی نہ ہوتا

ابواسحاق حضرت ابومیسرہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

أَنَّهُ أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ — کہ وہ جب سونے کے لیے اپنے بستر

فَقَالَ يٰلَيْتَ اُمِّيْ لَمْ تَلِدْنِيْ فَقَالَتِ امْرَاَتُهٗ يَآ اَبَا مَيْسَرَةَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحْسَنَ اِلَيْكَ هَدَاكَ لِلْاِسْلَامِ۔ فَقَالَ اَجَلْ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَيَّنَ لَنَآ اَنَّا وَارِدُوا النَّارِ وَلَمْ يُبَيِّنْنَا اَنَّا صَادِرُوْنَ عَنْهَا

(کتاب الزہد لابن المبارک ص ۱۰۵)

پر آتے تو فرماتے اے کاش! میں اپنی ماں کے ہاں پیدا نہ ہوتا، اُن کی بیوی اُن سے کہتی اے میسرہ کے والد، اللہ تعالٰے نے آپ پر کس قدر احسان کیا ہے اس نے آپ کو اسلام کا راستہ بتایا۔ انھوں نے کہا بیشک! لیکن اللہ تعالٰی نے ہمیں خبر دی ہے کہ ہم تمہیں جہنم کی آگ پر وارد کرنے والے ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ ہم تمہیں اُس سے لوٹانے والے ہیں۔

مومن و کافر، شاہ و گدا ہر انسان کا جہنم پر وارد ہونا اللہ تعالٰی کا حتمی فیصلہ ہے لیکن پلصراط کو اللہ تعالٰی کے اطاعت گزار سلامتی سے عبور کر جائیں گے اور جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اور اللہ تعالٰی کے نافرمان لوگ جہنم میں دھکیل دیے جائیں گے، جیسا کہ فرمایا:

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا۔ (مریم ۷۲)

پھر ہم پرہیزگاروں کو بچا لیں گے اور ظالموں کو اُس میں گھٹنوں کے بل اوندھے گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔

جب جہنم کے پُل سے مومن گزریں گے تو جہنم کی آگ سرد ہو جائے گی، اور انہیں معلوم بھی نہ ہو گا کہ وہ کب اُسے عبور کر گئے

عَنِ الْحَسَنِ اَلْوُرُوْدُ اَلْمُرُوْرُ عَلَيْهَا مِنْ غَيْرِ

حضرت حسن فرماتے ہیں کہ ورود سے مراد جہنم سے گزر جانا ہے داخلہ نہیں۔ اور

دُخُولٍ وَّ رُدِیَ ذٰلِکَ
اَیضًا عَنْ قَتَادَۃَ وَذٰلِكَ
بِاَلْمُرُوْرِ عَلَی الصِّرَاطِ
الْمَوْضُوْعِ عَلٰی مَتْنِهَا
عَلٰی مَا رَوَاہُ جَمَاعَةٌ
عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ
اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَیَمُرُّ
الْمُؤْمِنُ وَلَا یَشْعُرُبِهَا
عَنِ الْخَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ
قَالَ اِذَا دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّةِ
الْجَنَّةَ قَالُوْا رَبَّنَا اَلَمْ تَعِدْنَا
اَنْ نَرِدَ النَّارَ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنَّکُمْ
اِذَا مَرَرْتُمْ عَلَیْهَا وَهِیَ خَامِدَۃٌ
(روح المعانی ج ۱۶ ص ۱۱۱)

اسی طرح حضرت قتادہ رضؓ سے مروی ہے
کہ ورود سے مراد پل صراط سے گزرنا ہے
جو کہ دوزخ پر نصب ہے۔ جیسا کہ ایک
جماعت نے حضرت ابن مسعودؓ سے
روایت کی ہے۔ کہ مومن اُس سے
اس طرح گزر جائے گا کہ اسے
اُس کی خبر بھی نہ ہو گی حضرت خالد بن معدان
بیان کرتے ہیں کہ جب اہل جنت جنت
میں داخل ہو جائیں گے، تو کہیں گے
اے ہمارے پروردگار! کیا تو نے ہم
سے وعدہ نہیں کیا تھا۔ کہ ہم جہنم پر ضرور
وارد ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا
بیشک! تم جب اس سے گزرے تھے
اُس کی آگ اس وقت بجھی ہوئی تھی۔

اے مومن!

جلد گزر جا تیرے نور نے میری آگ بجھا دی ہے

یہ بات مومن سے جہنم کہے گی جب کہ وہ اُس کا پل پار کرنے لگے گا

عَنْ یَعْلَی بْنِ اُمَیَّةَ عَنِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اَنَّهٗ قَالَ تَقُوْلُ النَّارُ لِلْمُؤْمِنِ

حضرت یعلیٰ بن امیہ رضؓ بیان کرتے ہیں
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جہنم کی)
آگ قیامت کے دن (جبکہ مومن اس

يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُزْ يَا مُؤْمِنُ فَقَدْ اَطْفَا نُوْرُكَ لَهَبِىْ

کے پُل سے گزرے گا، کہے گی اے مومن جلد گزر جا تیرے نور نے میری شدت وحدت کو فرو کر دیا۔

(تفسیر روح المعانی ج ۱۶ ص ۱۱۱)

اہلِ ایمان

جہنم کا پُل اپنے اپنے اعمال کے مطابق جلدی پار کرینگے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ يَصْدُرُوْنَ عَنْهَا بِاَعْمَالِهِمْ فَاَوَّلُهُمْ كَلَمْحِ الْبَرْقِ ثُمَّ كَالرِّيْحِ ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ ثُمَّ كَالرَّاكِبِ فِىْ رَحْلِهِ ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجُلِ ثُمَّ كَمَشْيِهِ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ نارِ جہنم (پُل صراط) پر وارد ہوں گے۔ پھر اپنے اپنے اعمال کے مطابق اس سے گزر جائیں گے پہلی جماعت بجلی کی طرح، پھر ہوا کی طرح، پھر تیز رو گھوڑے کی طرح، پھر اونٹ سوار کی طرح، پھر آدمی کے دوڑنے کی طرح اور پھر پیادہ یا چلنے والے کی طرح۔

(جامع الترمذی شرحہ تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ۱۲۵)

کسی نیکی کو حقیر نہ جانو

گو اس قدر ہی کیوں نہ ہو کہ کسی پیاسے کو اپنے ڈول میں سے اس کے برتن میں پانی ڈال دو۔ اور یہ کہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا چاہیئے۔

حضرت سلیمان بن جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کوئی ایسا بہترین عمل بتلایئے جس سے مجھے فائدہ پہنچے۔ آپ نے فرمایا۔

لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ اَنْ تَصُبَّ مِنْ دَلْوِكَ فِي اِنَاءِ الْمُسْتَقِيْ وَاَنْ تَلْقٰى بِبِشْرٍ حَسَنٍ وَ اِنْ اَدْبَرَ فَلَا تَغْتَابَنَّهٗ (مسند احمد)

کسی اچھی بات کو حقیر نہ سمجھنا، گو اسقدر ہی کیوں نہ ہو کہ کسی پیاسے کو اپنے ڈول میں سے پانی ڈال دو۔ اور یہ کہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا چاہیئے اور اس کے پیچھے اس کی کبھی بُرائی نہیں کرنا چاہیئے

ملکی انتخابات کے موقع پر جس طرح ہر امیدوار ایک ایک ووٹ کے لیے حریص اور اُس کے حصول کے لیے اپنی پوری کوشش کرتا ہے اور گھر گھر جاتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اپنے مخالف کے مقابلے میں میرے ایک ووٹ کا بڑھنا مجھے کامیابی سے ہمکنار کر سکتا ہے۔

اسی طرح قیامت کے دن جب اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ اُس

وقت ایک ایک نیکی کی ضرورت ہو گی تاکہ نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو کر نجات کا سبب ہو جائے۔

میزانِ اعمال میں کلمہ شہادت کا وزن

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِيْ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِّثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُوْلُ أَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا أَظَلَمَكَ كَتَبَتِيْ الْحَافِظُوْنَ فَيَقُوْلُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ أَفَلَكَ عُذْرٌ قَالَ لَا يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ بَلٰى إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً وَّإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَتُخْرَجُ بِطَاقَةٌ فِيْهَا أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن تمام لوگوں کے روبرو میری اُمت میں سے اللہ تعالیٰ ایک شخص کو الگ نکال لے گا اور اس کے سامنے ننانویں دفتر (اُس کے اعمال نامے) دیے جائیں گے۔ ہر دفتر کی لمبائی حدِ نگاہ تک ہو گی۔ پھر اُس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے اس (اپنے نامۂ اعمال) سے انکار ہے کیا تیرے اعمال کی نگرانی کرنے والوں اور لکھنے والوں میرے فرشتوں نے تجھ پر کچھ ظلم کیا ہے۔ (اور تیرے نامۂ اعمال میں کچھ غلط سلط لکھ دیا ہے) وہ کہے گا میرے پروردگار یہ بات نہیں مجھ پر کسی نے ظلم نہیں کیا یہ میرے اپنے ہی اعمال ہیں۔ پھر اُس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کہ تیرے پاس

ہر فرد کو غور و فکر کرنا چاہیے۔ کہ کوئی بھی گناہ دانستہ ہمیشہ کرتے رہنا اور اسی طرح بغیر توبہ اور بغیر اصلاح قبر میں داخل ہو جانا۔ یہ کہاں تک درست ہے!

مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے پوشیدہ عیوب کو نہ کریدو

عَنْ اَبِیْ بَرْزَۃَ الْاَسْلَمِیِّ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یَا مَعْشَرَ مَنْ اٰمَنَ بِلِسَانِہٖ وَلَمْ یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ قَلْبَہٗ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِہِمْ فَاِنَّہٗ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِہِمْ یَتَّبِعِ اللّٰہُ عَوْرَتَہٗ یَفْضَحْہُ فِیْ بَیْتِہٖ۔ (ابوداؤد)	ابوبرزہ اسلمی رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے وہ لوگو! جو زبان سے ایمان لائے ہو اور ایمان ابھی اُن کے دلوں میں نہیں اُترا ہے، مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور اُن کے پوشیدہ عیوب کے پیچھے نہ پڑا کرو۔ جو ایسا کرے گا اللہ تعالیٰ کا معاملہ بھی اس کے ساتھ ایسا ہی ہوگا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ایسا ہوگا اللہ تعالیٰ اُس کو اس کے گھر میں رُسوا کر دے گا۔

کسی مسلمان کی اس کی پیٹھ پیچھے غیبت کرنا۔ اُس کی برائیوں اور کمزوریوں کی ٹوہ میں لگے رہنا۔ اس کے عیوب اور نقائص کی تشہیر کرنا۔ ایک منافقانہ حرکت ہے اور نہایت ذلیل فعل ہے۔ ایسا کام وہی بدبخت کرتا ہے۔ جس کا دعویٰ اسلام صرف زبان تک محدود ہے۔ اور اُس کی سرزمینِ دل میں ایمان کی تخم ریزی نہیں ہوئی۔

حضرت امام غزالی رح احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔

قَالَ الحَسَنُ رض وَاللّٰهِ	حضرت حسن رض فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم
لَلغِيبَةُ أَسرَعُ فِي دِينِ	غیبت کا اثر مسلمان کے دین میں مرض
الرَّجُلِ المُؤمِنِ مِنَ	اکلہ (خارش) سے بھی
الأَكِلَةِ فِي الجَسَدِ	زیادہ ہوتا ہے۔

یعنی جس طرح مرض آکلہ کا عمل آدمی کے تن بدن کو کھا جاتا ہے۔ اور کچھ نہیں چھوڑتا اسی طرح غیبت کا عمل جسدِ دین کو چٹ کر جاتا ہے۔ اور یہ بھی انہیں کا فرمان ہے۔ کہ ہم نے سلف (نیک لوگوں) کو اسی حال پر پایا کہ وہ نماز اور روزہ ان میں سے کسی کو عبادت نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ ترکِ غیبت کو عبادت سمجھتے تھے پرہیزگاری یعنی ترکِ گناہ کے بغیر ہر عبادت بے جان وجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

عَن أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ	حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے
تَعَالٰی عَنهُ قَالَ قَالَ	کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ	جھوٹ اور اُس پر عمل کرنا نہیں چھوڑتا
مَن لَم يَدَع قَولَ الزُّورِ	تو اللہ تعالیٰ کو بھی کوئی پروا نہیں (کہ وہ
وَالعَمَلَ بِهِ فَلَيسَ لِلّٰهِ	روزے کی حالت میں) کھانا پینا چھوڑ
حَاجَةٌ فِي أَن يَدَعَ طَعَامَهُ	دے۔ (اس حالت میں اُسے کچھ اجر نہیں
وَشَرَابَهُ (بخاری)	ملے گا۔

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيسَ الصِّيَامُ مِنَ الأَكلِ وَ	روزہ کھانے اور پینے سے رُکنے کا نام
الشُّربِ إِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ	نہیں بلکہ روزہ فحش کلام (جھوٹ۔ غیبت
اللَّغوِ وَالرَّفَثِ (ابن خزیمہ، ابن حبان)	لغویات) سے پرہیز کا نام ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

رُبَّ صَآئِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖٓ اِلَّا الْجُوْعُ وَ رُبَّ قَآئِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ قِيَامِهٖٓ اِلَّا السَّهَرُ (ابن ماجہ والنسائی)	کتنے روزے دار ایسے ہیں کہ انہیں اُن کے روزے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا سوائے بھوک کے۔ اور کتنے لوگ ایسے ہیں جو رات کو قیام کرتے ہیں (یعنی تہجد پڑھتے ہیں) مگر انہیں اس قیام سے کچھ نہیں ملتا سوائے جاگنے کے

روزہ بھی نماز کی طرح فرض ہے۔ مگر اس کی قبولیت کے لیے دوسری تمام عبادتوں کی مشروط قبولیت کی طرح ترکِ معصیت کی شرط ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ تم لوگوں کے عیوب بیان کرنے سے پہلے اپنے عیوب یاد کر لیا کرو۔ ایک اور قول ہے۔ کہ دوسروں کی آنکھ کا تنکا تو نظر آجاتا ہے مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِبْنَ اٰدَمَ لَنْ تُصِيْبَ حَقِيْقَةَ الْاِيْمَانِ حَتّٰى لَا تَعِيْبَ النَّاسَ بِعَيْبٍ هُوَ فِيْكَ وَحَتّٰى تَبْدَءَ بِصَلَاحِ ذٰلِكَ الْعَيْبِ فَتُصْلِحُهٗ مِنْ نَفْسِكَ فَاِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ كَانَ شُغْلُكَ فِيْ خَاصَّةِ نَفْسِكَ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۴۳)	اے ابن آدم حقیقتِ ایمان اس وقت پائے گا کہ جو عیب تجھ میں موجود ہو۔ اس پر لوگوں کو ملامت نہ کرے۔ اور اپنی برائی کی اصلاح پہلے کرے۔ اور جب تو اپنے نفس کی اصلاح مقدم جانے گا تو تیرے لیے یہی مشغلہ کافی ہے۔ (دوسروں کی طرف التفات کی نوبت ہی نہیں آئے گی)

حضرت امام زین العابدینؒ فرماتے ہیں:۔

إِيَّاكَ وَالْغِيبَةَ فَإِنَّهَا إِدَامُ كِلَابِ النَّاسِ (احیاء العلوم)

خبردار کسی کی غیبت نہ کرو! یہ اُن لوگوں کا سالن ہے جو انسانوں میں سے کُتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

عَلَيْكُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَإِنَّهُ شِفَاءٌ وَإِيَّاكُمْ وَذِكْرَ النَّاسِ فَإِنَّهُ دَاءٌ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۱۴۳)

اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو۔ کہ اس سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ لوگوں کا ذکر (غیبت) نہ کیا کرو کہ یہ بیماری ہے۔

تیرا گناہ یہی کافی ہے کہ تو اپنے بھائی میں کوئی عیب دیکھے اُسے آگے بیان کرے

رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا أَعْجَزَ فُلَانًا أَوْ قَالُوا مَا أَضْعَفَ فُلَانًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِغْتَبْتُمْ صَاحِبَكُمْ وَأَكَلْتُمْ لَحْمَهُ (الترغیب ج ۳ ص ۵۰۸)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ ایک شخص کھڑا ہوا (مجلس سے) تو صحابہ نے (اسے دیکھ کر) کہا کہ فلاں آدمی سے زیادہ کوئی کمزور نہیں یا یہ کہا کہ فلاں آدمی سے زیادہ کوئی ضعیف نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اپنے ساتھی کی غیبت کی اور اس کا گوشت کھایا ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُمْ

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ

ذَكَرُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَقَالُوْا لَا يَأْكُلُ حَتّٰى يُطْعَمَ وَلَا يَرْحَلُ حَتّٰى يُرْحَلَ لَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِغْتَبْتُمُوْهُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا حَدَّثْنَا بِمَا فِيْهِ قَالَ حَسْبُكَ اِذَا ذَكَرْتَ اَخَاكَ بِمَا فِيْهِ.

(الترغیب ج ۳ ص ۵۰۶)

لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک (کمزور) آدمی کا ذکر کیا۔ کہ جب تک اسے کھلایا نہ جائے۔ وہ خود نہیں کھا سکتا۔ اور جب تک (سہارا دے کر) چلایا نہ جائے وہ خود نہیں چل سکتا (یہ سن کر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کی غیبت کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ہم نے تو وہی کچھ بیان کیا ہے جو اس میں موجود ہے آپ نے فرمایا تیرے لیے یہی (گناہ) کافی ہے کہ تو نے جو کچھ اپنے بھائی میں پایا اسے آگے بیان کر دیا۔

اپنے بھائی کی غیبت کرنا اس کا گوشت کھانا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَجُلٌ فَوَقَعَ فِيْهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَخَلَّلْ

عبداللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے۔ ہم میں سے ایک شخص اٹھ کر چلا گیا۔ اس کے بعد ایک شخص نے اس کے بارے میں کچھ نازیبا کلمات کہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ غیبت ہے) اس سے معاف کرا لے۔ تو اس نے

فَقَالَ وَمِمَّا اَتَحَلَّلُ ، مَا اَكَلْتُ لَحْمًا . قَالَ اِنَّكَ اَكَلْتَ لَحْمَ اَخِيْكَ

(الترغیب ج ۳ ص ۵۰۶)

کہا کس چیز کی معافی مانگوں؟ میں نے گوشت کھایا ہی نہیں (یعنی غیبت کی ہی نہیں) آپ نے فرمایا تو نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے (یعنی اس کی غیبت کی ہے)

غیبت کرنے والی دو عورتوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کروائی تو اُن کے پیٹ سے خون کے لوتھڑے نکلے

وَرُوِیَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ، قَالَ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَقَالَ لَا يُفْطِرَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمْ حَتّٰى اٰذَنَ لَهٗ . فَصَامَ النَّاسُ حَتّٰى اِذَا اَمْسَوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِیْءُ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنِّیْ ظَلَلْتُ صَائِمًا فَاْذَنْ لِیْ فَاُفْطِرَ فَيَاْذَنُ لَهٗ . اَلرَّجُلُ وَالرَّجُلُ

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن لوگوں کو روزے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک افطار نہ کرے جب تک کہ میں اجازت نہ دوں۔ لوگوں نے روزہ رکھ لیا جب شام ہو گئی (افطار کا وقت آ گیا) تو حضورؐ کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ میں روزے سے ہوں۔ مجھے افطار کی اجازت دیجیے۔ آپ نے اُسے اجازت دے دی۔ تو پھر یکے بعد دیگرے لوگ آنے شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ ایک شخص

حَتّٰى جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ
يَا رَسُوْلَ اللهِ فَتَاتَانِ
مِنْ أَهْلِكَ ظَلَّتَا
صَائِمَتَيْنِ وَإِنَّهُمَا
تَسْتَحْيِيَانِ أَنْ تَأْتِيَاكَ
فَأْذَنْ لَهُمَا فَلْتُفْطِرَا
فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ عَاوَدَهُ
فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ عَاوَدَهُ
فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ عَاوَدَهُ
فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَقَالَ
إِنَّهُمَا لَمْ تَصُوْمَا وَكَيْفَ
صَامَ مَنْ ظَلَّ هٰذَا
الْيَوْمَ يَأْكُلُ لُحُوْمَ
النَّاسِ اِذْهَبْ فَمُرْهُمَا
إِنْ كَانَتَا صَائِمَتَيْنِ
فَلْتَسْتَقِيْئَا فَرَجَعَ إِلَيْهِمَا
فَأَخْبَرَهُمَا فَاسْتَقَاءَتَا
فَقَاءَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ
عَلَقَةً مِّنْ دَمٍ فَرَجَعَ
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ

آیا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسولؐ
آپ کے اقربا میں سے دو عورتیں روزے
سے ہیں وہ خود حاضرِ خدمت ہونے
سے حیا کرتی ہیں۔ آپ انہیں بھی اجازت
دیجئے وہ بھی اپنے روزے افطار
کرلیں۔ آپؐ نے اس کی بات سن کر
اُس سے چہرہ پھیر لیا۔ اُس نے دوبارہ
عرض کیا۔ آپ نے پھر اس سے چہرہ
پھیر لیا اُس نے تیسری بار پھر یہی بات
کہی آپ نے پھر چہرہ پھیر لیا اور فرمایا
کہ انہوں نے روزہ نہیں رکھا۔ اور وہ
شخص کس طرح آج روزے سے ہو
سکتا ہے جو کہ لوگوں کا گوشت کھاتا
رہا۔ (آپؐ نے اسے فرمایا) تو واپس
جاکر ان سے کہ اگر وہ دونوں روزے
سے ہیں۔ تو قے کریں۔ وہ شخص لوٹ کر
ان دونوں عورتوں کے پاس آیا۔ اور انہیں
آپ کا حکم سُنایا تو ان دونوں نے قے
کی تو اُنکے مونہوں سے خون کے جمے ہوئے
لوتھڑے نکلے۔ پھر وہ شخص نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور اس نے آپ کو یہ

فَقَالَ وَمِمَّا اَتَحَلَّلُ ؟ مَا اَكَلْتُ لَحْمًا . قَالَ اِنَّكَ اَكَلْتَ لَحْمَ اَخِيْكَ

(الترغيب ج ۳ ص ۵۰٦)

کہا کس چیز کی معافی مانگوں ؟ (میں نے گوشت کھایا ہی نہیں (یعنی غیبت کی ہی نہیں) آپ نے فرمایا تو نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے (یعنی اس کی غیبت کی ہے)

غیبت کرنے والی دو عورتوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قئے کروائی تو اُن کے پیٹ سے خون کے لوتھڑے نکلے

وَ يُرْوَى عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، قَالَ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَ قَالَ لَا يُفْطِرَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمْ حَتّٰى اٰذَنَ لَهٗ . فَصَامَ النَّاسُ حَتّٰى اِذَا اَمْسَوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنِّيْ ظَلِلْتُ صَائِمًا فَأْذَنْ لِيْ فَاُفْطِرَ فَيَاْذَنُ لَهٗ . اَلرَّجُلُ وَ الرَّجُلُ

حضرت انس بن مالک رضی سے روایت ہے ۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن لوگوں کو روزے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک افطار نہ کرے جب تک کہ میں اجازت نہ دوں ۔ لوگوں نے روزہ رکھ لیا جب شام ہو گئی (افطار کا وقت آ گیا) تو حضور ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں روزے سے ہوں ۔ مجھے افطار کی اجازت دیجیے ۔ آپ نے اُسے اجازت دے دی ۔ تو پھر یکے بعد دیگرے لوگ آنے شروع ہو گئے ۔ یہاں تک کہ ایک شخص

حَتّٰی جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَتَاتَانِ
مِنْ اَهْلِكَ ظَلَّتَا
صَائِمَتَيْنِ وَ اِنَّهُمَا
تَسْتَحِيَانِ اَنْ تَاْتِيَاكَ
فَاْذَنْ لَّهُمَا فَلْتُفْطِرَا
فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ عَاوَدَهٗ
فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ عَاوَدَهٗ
فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ عَاوَدَهٗ
فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَقَالَ
اِنَّهُمَا لَمْ تَصُوْمَا وَكَيْفَ
صَامَ مَنْ ظَلَّ هٰذَا
الْيَوْمَ يَاْكُلُ لُحُوْمَ
النَّاسِ اِذْهَبْ فَمُرْهُمَا
اِنْ كَانَتَا صَائِمَتَيْنِ
فَلْتَسْتَقِيْئَا فَرَجَعَ اِلَيْهِمَا
فَاَخْبَرَهُمَا فَاسْتَقَاءَتَا
فَقَاءَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ
عَلَقَةً مِّنْ دَمٍ فَرَجَعَ
اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ

آیا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسولؐ آپ کے اقربا میں سے دو عورتیں روزے سے ہیں وہ خود حاضرِ خدمت ہونے سے حیا کرتی ہیں۔ آپ انہیں بھی اجازت دیجیئے وہ بھی اپنے روزے افطار کرلیں۔ آپؐ نے اس کی بات سن کر اُس سے چہرہ پھرا لیا۔ اُس نے دوبارہ عرض کیا۔ آپ نے پھر اس سے چہرہ پھرا لیا اُس نے تیسری بار پھر یہی بات کہی آپ نے پھر چہرہ پھرا لیا اور فرمایا کہ انھوں نے روزہ نہیں رکھا۔ اور وہ شخص کس طرح آج روزے سے ہو سکتا ہے جو کہ لوگوں کا گوشت کھاتا رہا۔ (آپؐ نے اسے فرمایا) تو واپس جاکر اُن سے کہ اگر وہ دونوں روزے سے ہیں۔ تو قے کریں۔ وہ شخص لوٹ کر اُن دونوں عورتوں کے پاس آیا۔ اور انہیں آپ کا حکم سنایا تو اُن دونوں نے قے کی تو اُن کے مونہوں سے خون کے جمے ہوئے لوتھڑے نکلے پھر وہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور اس نے آپ کو یہ

فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ وَنَبَتَا فِیْ بُطُوْنِہِمَا لَاَکَلَتْہُمَا النَّارُ۔ (الترغیب ج ۳ ص ۵۰۷)

سارا قصہ سنایا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ مجھے قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر ان دونوں کے پیٹوں میں رغیبت کا یہ گوشت اسی طرح باقی رہ جاتا تو اس کو جہنم کی آگ کھاتی۔

نوٹ: یہ قصہ دو عورتوں کا ہے لیکن الترغیب میں مذکر و مؤنث دونوں صیغے استعمال ہوئے ہیں اس دوسری اشاعت میں ایک عالم اجل کے مشورے سے تمام صیغے مؤنث کر دیئے گئے ہیں۔

بحوالہ ابو داؤد و ابو یعلیٰ، ضعیف الجامع الصغیر حدیث ۲۱۰۷

چار شخص اہلِ جہنم کے عذاب میں اضافہ کا سبب ہونگے ان میں ایک وہ ہوگا جو غیبت کیا کرتا تھا

وَعَنْ شُفَیِّ بْنِ مَاتِعٍ الْاَصْبَحِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعَۃٌ یُؤْذُوْنَ اَھْلَ النَّارِ عَلٰی مَا بِھِمْ مِنَ الْاَذٰی یَسْعَوْنَ مَا بَیْنَ الْحَمِیْمِ وَالْجَحِیْمِ یَدْعُوْنَ بِالْوَیْلِ وَالثُّبُوْرِ یَقُوْلُ بَعْضُ اَھْلِ النَّارِ لِبَعْضٍ

شفی بن مانع الاصبحیؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار شخص ایسے ہیں کہ جہنم میں اُن کے داخلہ سے اہلِ جہنم کی تکلیف میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ وہ لوگ پیپ اور آگ کے درمیان دوڑتے پھرتے ہونگے اور ہلاکت و بربادی کو پکار رہے ہوں گے۔ اہل جہنم میں سے بعض بعض کو کہے گا کہ یہ کون لوگ یہاں آ گئے ہیں کہ ان کی آمد سے ہماری تکلیف بڑھ گئی ہے آپ نے فرمایا کہ اُن چاروں میں سے (

مَا بَالُ هٰؤُلَاءِ قَدْ
اٰذَوْنَا عَلٰى مَا بِنَا مِنَ
الْاَذٰى، قَالَ فَرَجُلٌ
مُّغْلَقٌ عَلَيْهِ تَابُوْتٌ
مِّنْ جَمْرٍ وَّرَجُلٌ يَّجُرُّ
اَمْعَاءَهٗ وَرَجُلٌ يَّسِيْلُ
فُوْهُ قَيْحًا وَّدَمًا وَّ
رَجُلٌ يَّاْكُلُ لَحْمَهٗ
فَيُقَالُ لِصَاحِبِ التَّابُوْتِ
مَا بَالُ الْاَبْعَدِ قَدْ
اٰذَانَا عَلٰى مَا بِنَا مِنَ
الْاَذٰى، فَيَقُوْلُ اِنَّ
الْاَبْعَدَ قَدْ مَاتَ وَ
فِىْ عُنُقِهٖ اَمْوَالُ النَّاسِ
ثُمَّ يُقَالُ لِلَّذِىْ يَجُرُّ
اَمْعَاءَهٗ مَا بَالُ الْاَبْعَدِ
قَدْ اٰذَانَا عَلٰى مَا بِنَا
مِنَ الْاَذٰى، فَيَقُوْلُ اِنَّ
الْاَبْعَدَ كَانَ لَا يُبَالِىْ اَيْنَ
اَصَابَ الْبَوْلُ مِنْهُ
ثُمَّ يُقَالُ لِلَّذِىْ يَسِيْلُ

ایک وہ ہوگا کہ وہ دہکتے انگاروں کے
صندوق میں بند ہوگا۔ اور ایک وہ ہوگا
کہ اپنی انتڑیوں کے گرد گھوم رہا ہوگا۔
اور ایک وہ ہوگا کہ اس کے منہ سے
قے اور خون بہہ رہا ہوگا۔ اور ایک وہ ہو
گا کہ وہ اپنے بدن کا گوشت آپ ہی
کاٹ کاٹ کر کھا رہا ہوگا۔ آگ کے
صندوق میں بند شخص سے پوچھا جائے
گا۔ تیری اس بدبختی کا کیا سبب ہے
کہ تیری یہاں آمد سے ہماری تکلیف
بڑھ گئی ہے۔ وہ کہے گا کہ اس کی پھٹکار
کا یہ سبب ہے۔ کہ یہ اس حالت میں
مرا کہ اس کی گردن میں لوگوں کے مال
(یعنی حقوق) تھے پھر اس سے پوچھا جائیگا
جو اپنی انتڑیوں کے گرد گھوم رہا ہوگا۔
تو اس قدر بدبخت کس طرح ہوا کہ تیرا
یہاں آنا ہمارے عذاب میں اضافے
کا سبب بن گیا ہے۔ وہ کہے گا اسے
یہ شقاوت اسی لیے ملی ہے کہ پیشاب
کے چھینٹوں سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔
پھر اس سے سوال کیا جائے گا جس

فُوْهُ قَيْحًا وَّدَمًا مَا بَالُ الْاَبْعَدِ قَدْ اٰذَانَا عَلٰى مَابِنَا مِنَ الْاَذٰى ؟ فَيَقُوْلُ اِنَّ الْاَبْعَدَ كَانَ يَنْظُرُ اِلٰى كَلِمَةٍ فَيَسْتَلِذُّهَا كَمَا يُسْتَلَذُّ الرَّفَثُ ثُمَّ يُقَالُ لِلَّذِيْ يَاكُلُ لَحْمَهٗ مَا بَالُ الْاَبْعَدِ قَدْ اٰذَانَا عَلٰى مَابِنَا مِنَ الْاَذٰى ، فَيَقُوْلُ اِنَّ الْاَبْعَدَ كَانَ يَاكُلُ لُحُوْمَ النَّاسِ بِالْغِيْبَةِ وَيَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ۔

(الترغیب ج ۳ ص ۵۰۸)

کے منہ سے پیپ اور خون جاری ہوگا۔ کہ یہ پھٹکار تجھ پر کس لیے پڑی۔کہ تیرا یہاں آنا ہماری مصیبت میں اضافے کا سبب بن گیا۔ وہ کہے گا اس پھٹکار کا سبب یہ ہے۔ کہ یہ شخص دوسرے کے کلام سے اس طرح لذت حاصل کرتا جس طرح کہ فحش و بے حیائی سے لذت حاصل کی جاتی ہے۔ پھر اس سے پوچھا جائیگا جو کہ اپنا گوشت کھا رہا ہوگا۔ تیری اس کمبختی کی کیا وجہ ہے۔ کہ تیرے یہاں داخلہ سے ہمارا عذاب اور بڑھ گیا ہے وہ کہے گا کہ اس کمبختی کا یہ سبب ہے۔ کہ یہ کمبخت (یعنی میں) لوگوں کی غیبت سے ان کا گوشت کھایا کرتا تھا۔ اور ایک دوسرے کے خلاف باتیں کرکے انہیں آپس میں لڑا دیتا تھا۔

غیبت سے وضو، نماز اور روزہ تمام فاسد ہو جاتے ہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَجُلَيْنِ صَلَّيَا صَلٰوةَ الظُّهْرِ اَوِ

حضرت ابن عباس سے روایت ہے دو شخصوں نے نماز پڑھی ظہر کی یا عصر کی، اور وہ دونوں روزہ دار تھے۔ جب وہ

الْعَصْرِ وَكَانَا صَائِمَيْنِ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَعِيدُوا وُضُوءَكُمَا وَصَلٰوتَكُمَا وَامْضِيَا فِي صَوْمِكُمَا وَاقْضِيَا يَوْمًا آخَرَ قَالَا لِمَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ اغْتَبْتُمَا فُلَانًا (مشکوٰۃ ج ۵ باب حفظ اللسان)

نماز پڑھ چکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں دوبارہ وضو کرو اور دوبارہ نماز ادا کرو۔ اور روزہ بھی قضا کرو یعنی دوبارہ رکھو۔ اُن دونوں نے عرض کیا یہ کس لیے اے اللہ کے رسول؟ آپ نے ارشاد فرمایا تم نے فلاں آدمی کی غیبت کی ہے۔ اس لیے یہ متعلقہ تینوں عمل ضائع ہو گئے۔

معاذ اللہ غیبت کس درجہ شدید ناپاک فعل ہے۔ کہ وضو بھی گیا۔ نماز بھی۔ اور روزہ بھی۔ کیونکہ وضو، نماز اور روزہ روحانی امراض کی ادویات ہیں۔ اور دوا کے ساتھ پرہیز لازمی ہے دوا خواہ کتنی اچھی سے اچھی استعمال کی جائے جب تک اس کے ساتھ معالج کی ہدایات کے مطابق اگر پرہیز نہیں کیا جائے گا تو دوا بے معنی اور بے اثر ہو کر رہ جاتی ہے۔

قرآنِ حکیم ایک آسمانی نسخہ ہے جس کو عمل میں لانے سے دل کی بیماریوں کو شفا حاصل ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روحانی بیماریوں کے حکیم کامل ہیں توحید۔ نماز۔ روزہ۔ حج اور زکوٰۃ یہ سب اسی نسخہ کیمیا اثر کے اجزائے ترکیبی ہیں جن سے روحانی بیماریوں کا قلع قمع ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی روحانی مرض میں مبتلا شخص دوا ہی سے گریز کرے۔ تو شفایاب کیسے ہوگا۔ وہ ظالم بھی ہے۔ اور آخری درجے کا احمق بھی اور ایک وہ شخص جو مریض بھی ہے اور بڑے اہتمام سے دوا استعمال کر رہا ہے۔ یعنی نماز روزہ وغیرہ کا پابند ہے۔ مگر اس کا دامن گناہوں سے آلودہ رہتا ہے منہیات سے پرہیز نہیں کرتا فحش گانے سنتا ہے۔ کم تولتا ہے۔ دشنام طرازی

کرتا ہے۔ وعدہ خلافی کرتا ہے، دروغ گو ہے، حرام خور ہے۔ چغلخور ہے۔ غیبت کرتا ہے۔ ڈاڑھی منڈاتا ہے۔ یعنی مسلسل بدپرہیز ہے۔ اب غور فرمایئے ایک بدپرہیز شخص کو کس طرح شفا حاصل ہو سکتی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ ہر عبادت کا مقصد اس کی روح اور اس کی قبولیت کی شرط تقویٰ (پرہیزگاری) بیان فرما رہا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ (العنکبوت ۴۵)	بیشک نماز بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روکتی رہتی ہے یعنی وہ نماز جو ظاہری و باطنی شرائط معینہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو۔

اس کی طبعی خاصیت یہ ہے۔ کہ وہ عظمتِ الٰہی کا استحضار بار بار کرا کر ہر گناہ و معصیت سے روک دیتی ہے۔ جو نماز یادِ الٰہی اور اس کی عظمت کے استحضار کی ایک اعلیٰ و مکمل شکل ہے۔ اُس کا اقتضاء یہی ہے کہ وہ ہر برائی سے روک دے۔ اسی طرح روزے کا مقصد بھی تقویٰ، گناہوں سے اجتناب ہے چنانچہ ارشادِ ربانی ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ ۱۸۳)	اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسا کہ اُن پر فرض کیے گئے جو تم سے پہلے ہوئے ہیں۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

اس آیت میں لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ کے ارشاد سے اسلامی روزہ کی اصل غرض و غایت کی تصریح ہو گئی کہ اس سے مقصود تقویٰ کی عادت ڈالنا۔ افرادِ امت کو متقی بنانا ہے، تقویٰ نفس کی ایک مستقل کیفیت کا نام ہے۔ جس طرح مضر غذاؤں اور عادتوں سے احتیاط رکھنے سے جسمانی صحت صحیح رہتی ہے۔ اور مادی لذتوں سے لطف و انبساط کی صلاحیت زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ بھوک خوب کھل کر لگتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے۔ فرمایا کہ ان کے اندر دونوں مُردوں کو عذاب دیا جا رہا ہے۔ نیز فرمایا کہ وہ دو عمل جن کی وجہ سے انہیں عذاب دیا جا رہا ہے کوئی ایسے بڑے عمل نہیں تھے۔ کہ اُن سے بچنا مشکل تھا۔ اور لوگوں کے نزدیک بھی اُن دونوں عملوں کی کوئی اہمیت نہیں لیکن معصیت اور عذاب کے لحاظ سے یہ دونوں عمل بڑے ہیں، ارشاد فرمایا

اَمَّا اَحَدُ هُمَا یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِہٖ۔ (رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائیؒ)

ان دونوں میں سے ایک نے نمیمت کی تھی اور دوسرا اپنے پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔

نمیمت کے یہ معنی ہیں۔ کہ کسی فرد یا افراد کی ایسی بات دوسرے فرد یا افراد سے بیان کرنی جس سے کہ اُن کے درمیان فتنہ وفساد پیدا ہو جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ایک کی بات دوسرے سے نقل کر کے شر پھیلاتا ہے وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ۔ ایک روایت میں آتا ہے قَتَّاتٌ۔ دونوں کے ایک ہی معنی ہیں۔ یہ حدیث بھی بخاری مسلم ابوداؤد۔ اور ترمذی میں آئی ہے۔ پیشاب کے چھینٹوں سے حفاظت بھی کوئی مشکل کام نہیں۔ اگر عذابِ قبر پر ایمان ہو تو ہر اُس بُرے فعل سے انسان بچ سکتا ہے جس سے بچنا بہت ہی مشکل ہو،

نماز کا ایک یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ نمازی آدمی ہمیشہ پاک رہتا ہے۔ بے نماز عموماً ناپاک رہتے ہیں اُن میں سے اکثر لوگ پیشاب کر کے طہارت نہیں کرتے شاید ہر بے نماز پیشاب کے بعد طہارت نہ کرتا ہو (مجھے اس کا علم نہیں)۔ اُن

خون صالح پیدا ہونے لگتا ہے۔ اسی طرح اس عالم میں تقویٰ اختیار کر لینے سے (یعنی جتنی عادتیں صحت روحانی وحیات اخلاقی کے حق میں مضر ہیں ان سے بچے رہنے سے) عالم آخرت کی لذتوں اور نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت واستعداد انسان میں پوری طرح بیدار ہو جاتی ہے۔

چغل خور اور پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط نہ کرنیوالا عذاب قبر کی گرفت میں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيْرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَبْرِئُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ رَطْبَةٍ فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ فَقَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا (بخاری ومسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رحمت عالم دو قبروں کے قریب سے گزرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے۔ اور کسی اہم گناہ پر نہیں، بلکہ ایک تو پیشاب کے چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا۔ اور دوسرا چغلخور تھا۔ پھر آپ ایک تازہ (درخت کی) ٹہنی منگا کر اسے آدھی آدھی چیر کر اور دونوں قبروں پر گاڑ کر فرماتے ہیں۔ کہ شاید اللہ تعالیٰ ان کے خشک ہونے تک عذاب میں تخفیف فرما دے

پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط نہ کرنا بھی عذاب قبر کا سبب ہے

جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ

کے کپڑے ناپاک رہتے ہیں، اور پھر وہ اپنے ناپاک کپڑے اپنی بیویوں کے آگے دھونے کے لیے ڈال دیتے ہیں۔ اُن میں سے ایسی عورتیں بھی ہوتی ہیں جو نماز کی پابند ہوتی ہیں اور پاک صاف رہتی ہیں۔ لیکن اپنے خاوندوں کے ناپاک کپڑے مجبوراً اُن پاک عورتوں کو دھونے پڑتے ہیں یہ اُن پر کس قدر ظلم ہے؛ یہ لوگ اس ظلم اور زیادتی کا کل خدا کے ہاں کیا جواب دیں گے؛

اسی طرح جن اصحاب کو حقہ نوشی کی لت ہے، اُن میں سے بعض بالجبر اپنی نیک اور صالحہ بیویوں سے حقے تازے کراتے ہیں اور چلمیں بھرواتے ہیں۔ اپنے ایک لغو اور بے ہودہ کام میں دوسروں کو جبراً شامل کرنا یہ کہاں کا انصاف ہے؛

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کے لیے ڈھلوان اور نرم جگہ بیٹھتے تھے تاکہ بدن پر چھینٹے نہ پڑیں اور پیشاب۔ پاخانہ کے وقت قبلہ رُخ بیٹھنا منع ہے نیز پیشاب اور پاخانہ کے وقت پردے کا بھی اہتمام ضروری ہے۔ اس موقع پر بے پردگی بے حیائی ہے اور سخت گناہ ہے۔ ہر قسم کی نجاست سے بدن اور کپڑوں کا پاک رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ یہ اتنا اہم حکم ہے۔ کہ خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہو رہا ہے:

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ (المدثر ۱-۴)	اے کپڑے میں لپٹنے والے اُٹھئے۔ پھر (کافروں کو) ڈرایئے۔ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے۔ اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھئے۔
يَدُلُّ عَلَى وُجُوبِ تَطْهِيرِ الثِّيَابِ مِنَ النَّجَاسَاتِ	(یہ آیات) نماز کے لیے ہر قسم کی نجاست سے کپڑوں کے پاک ہونے کے واجب

لِلصَّلٰوۃِ (جصاص) ہونے پر دلیل ہے۔

اہل قبا کی تعریف میں آیت شریفہ نازل ہوئی

وہ بول و براز کے بعد پانی سے طہارت کرتے تھے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ فِیْ اَهْلِ قُبَاءَ "فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا" (توبہ) قَالَ كَانُوْا یَسْتَنْجُوْنَ بِالْمَاءِ فَنَزَلَتْ فِیْهِمْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ۔ (ابو داؤد)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت اہل قبا کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا۔ (اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں) آپؐ نے فرمایا کہ وہ (بول و براز کے بعد) پانی سے طہارت کرتے تھے یہ آیت ان کی تعریف میں نازل ہوئی ہے۔

پاکیزگی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے

وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (التوبہ ۱۰۸)

اور اللہ پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

یہ آیت مندرجہ بالا آیت فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا کا آخری حصہ ہے اہلِ قبا کی پاکیزگی و طہارت کی تعریف فرما کر فرمایا —— کوئی بھی ہوں، جن لوگوں کو پاکی اور طہارت محبوب ہے۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بھی محبوب ہیں۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب مندرجہ بالا آیت نازل ہوئی تو آپؐ عویم بن ساعدہؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ اور دریافت فرمایا کہ تمہاری وہ کونسی طہارت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس کی تعریف فرمائی ہے عویم بن سعدہؓ نے عرض کیا، کہ یا رسول اللہؐ ہم میں سے جب کوئی مرد یا عورت پیشاب اور پاخانہ سے فارغ ہوتا ہے تو اپنے اندام نہانی کو پانی سے اچھی طرح دھولیتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہی بات ہے۔ (ابن کثیر)

طہارت (پاک رہنا) نصف ایمان ہے

عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ الْمِیْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ اَوْ تَمْلَاُ مَا بَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوةُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ وَالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْ عَلَیْكَ كُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْا فَبَائِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ	ابو مالک اشعری سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طہارت (پاک رہنا) آدھا ایمان ہے الحمد للہ (اللہ تعالیٰ کے لیے حمد ہے) میزان کو بھر دیتا ہے۔ سبحان اللہ (اللہ پاک ہے) اور الحمد للہ (اللہ کے لیے حمد ہے) یہ دونوں کلمے یا ہر ایک کلمہ زمین و آسمان کے مابین کو بھر دیتا ہے نماز روشنی ہے۔ اور صدقہ ایمان کی دلیل ہے اور صبر (قیامت کے دن) روشنی کا موجب ہوگا اور قرآن یا تو تمہاری نجات کا سبب ہوگا یا تمہارے خلاف ہوگا۔ ہر آدمی صبح اپنے آپ کو فروخت کر دیتا ہے۔ یا وہ اسے آزاد کر

مُوْبِقُهَا. (مسلم) کر دیتا ہے۔ یا ہلاک کر دیتا ہے۔

طہارت (پاکیزگی) وضو کی بنیاد ہے۔ اگر آدمی صحیح طریق پر پاک نہیں تو اس کا وضو درست نہیں، اور جب وضو درست نہیں تو پھر نماز قبول نہیں ہوتی۔

مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ۔ (ابوداؤد) نماز کی چابی وضو ہے۔

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ۔ جو شخص جہنم سے بچا دیا گیا اور جنت میں داخل ہو گیا۔ حقیقت میں وہی کامیاب ہے۔ (آل عمران ۱۸۵)

نماز جنت کی چابی ہے۔ جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلٰوۃُ (الترغیب) نماز جنت کی چابی ہے۔

آدمی کی خوش بختی اور اس کے لیے سب بڑی نعمت جنت میں داخلہ ہے جیسا کہ مندرجہ بالا آیت میں خود خالق کائنات نے فرمایا ہے۔ جنت میں داخلہ کے لیے نماز شرط ہے۔ اور صحتِ نماز کے لیے سُنّت کے مطابق وضو ضروری ہے۔ اور کمالِ وضو کے لیے کمالِ طہارت لازمی ہے۔ اسی لیے طہارت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آدھا ایمان فرمایا ہے۔ ایمان لانے سے پچھلے تمام گناہ صغیرے اور کبیرے معاف ہو جاتے ہیں۔ اور سنت کے مطابق وضو کرنے سے اللہ تعالیٰ صغیرے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وضو سے اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے

عَنْ عُثْمَانَ رضہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ حضرت عثمانؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا۔ اُس کے تمام گناہ

الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ	اس کے جسم سے نکل گئے۔ یہاں تک
جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ	کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی یعنی چھوٹے
أَظْفَارِهٖ (مسلم)	بڑے اس کے سب گناہ معاف ہو گئے

تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کا اجر بیان فرمایا کہ اگر ان کے اجر کی ظاہری اور جسمانی شکل ہو تو تمام آسمان اور زمین اور فضا اُن سے بھر جائے۔ نماز اس لیے نور ہے۔ کہ اس سے قبر میں روشنی ہوتی ہے۔ قیامت کو اُن کے چہرے نورانی ہوں گے۔ اور نمازیوں کے آگے اور دائیں طرف نور ساتھ ساتھ چلتا ہوگا صدقہ دلیل ہے مومن کے سچا مومن ہونے کی کہ اپنا عزیز مال اللہ کے لیے قربان کرتا ہے صبر روشنی ہے۔ صبر کی تین قسمیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت پر صبر کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی نواہی (ممنوعات) سے صبر کرنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جن کاموں سے روکا ہے اُن کے قریب نہ جانا مصیبتوں اور تکلیفوں پر صبر کرنا یہ چونکہ ایمان ہے۔ اور ایمان نور ہے، لہذا صبر بھی نور ہے۔ اگر قرآن پر عمل کیا تو قرآن تیرے لیے شہادت دے گا۔ اور اگر اس پر عمل نہ کیا تو یہ تجھ پر حجت ہو گا یعنی تیرے خلاف گواہی دیگا۔ ہر آدمی ہر صبح اپنی جان بیچ رہا ہے۔ اگر اپنی جان بیچ کر دنیا حاصل کر لی ۔ ۔ ۔ ۔ اور دین چھوڑ دیا تو اس نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا۔ اور اگر دنیا چھوڑ کر دین حاصل کر لیا تو عذاب الٰہی سے بچ گیا۔ (مشکوٰۃ محشی سلفیہ)

عَنْ سَلْمَانَ رض قَالَ نَهَانَا يَعْنِيْ	حضرت سلمانؓ سے روایت کہ رسول
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے
اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ	پیشاب اور پاخانہ کے وقت قبلہ کی
اَوْ بَوْلٍ اَوْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ	طرف رُخ کرنے سے دائیں ہاتھ سے استنجا
اَوْ نَسْتَنْجِيَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ	کرنے سے۔ اور تین ڈھیلوں سے کم کے ساتھ

أَحْجَارٍ أَوْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ أَوْ بِعَظْمٍ (مسلم)	نیز لید اور ہڈی کے ساتھ استنجا کرنے سے

قضائے حاجت پردے میں کرنی چاہیے

وَعَنْ جَابِرٍ رض قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ الْبَرَازَ إِنْطَلَقَ حَتّٰى لَا يَرَاهُ أَحَدٌ (ابوداؤد)	حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو جنگل میں اس قدر دور چلے جاتے کہ آپ کو کوئی دیکھ نہ پاتا۔

پیشاب نرم جگہ کرنا چاہیے تاکہ بدن پر چھینٹے نہ پڑیں۔

عَنْ أَبِي مُوْسٰى رض قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَرَادَ أَنْ يَبُوْلَ فَأَتٰى دَمِثًا فِيْ أَصْلِ جِدَارٍ فَبَالَ ثُمَّ قَالَ إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَبُوْلَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهٖ (ابوداؤد)	ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں میں ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے پیشاب کا ارادہ فرمایا۔ تو دیوار کی بنیاد کے پاس ایک نرم جگہ دیکھی۔ اور پیشاب کیا۔ پھر فرمایا جب کوئی تم میں سے پیشاب کرنا چاہے۔ تو ایسی جگہ (یعنی نرم) تلاش کرے۔ (تاکہ اس پر چھینٹے نہ پڑیں)

بول وبراز (پیشاب اور پاخانہ)

سے متعلق فرامینِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کا عمل!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رفع حاجت کے لیے بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دُعا پڑھتے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ (ابوداؤد)	اے اللہ میں نر اور مادہ جنوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

نیز آپ نے اپنی اُمت کو تلقین فرمائی کہ

اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ (ابوداؤد عن انس)	جب کوئی تم میں سے بیت الخلاء میں داخل ہو تو کہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ (اے اللہ میں جنوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔)

رفعِ حاجت کے وقت

قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا منع ہے۔

عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا (متفق علیہ)	حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم قضائے حاجت کے لیے جاؤ تو قبلے کی طرف نہ منہ کرو اور نہ پیٹھ

عذابِ قبر سے حفاظت کے اسباب

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نافرمانی عذابِ قبر کا سبب ہے۔ اسی طرح اس کے ہر حکم کی اطاعت عذابِ قبر سے بچنے کا ذریعہ ہے، شرک و کفر اور بدعت سے گریزاں شخص اگر فرائض نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کا پابند ہے اور عقیدۃً موحد ہے مگر گنہگار ہے۔ (گناہوں سے بالکل پاک یعنی کلیۃً معصوم عن الخطا تو کبھی ہو نہیں سکتا) تو بعض اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے عذابِ قبر سے مامون رکھتا ہے۔

علامہ ابن قیمؒ اپنی کتاب الروح میں رقمطراز ہیں۔ عذابِ قبر سے حفاظت کے لیے نہایت مفید عمل یہ ہے۔ کہ انسان رات کو سوتے وقت تھوڑی سی دیر کے لیے اپنے نفس کا محاسبہ کرے، اور دن بھر کی کمائی کا حساب لگائے کہ کیا کھویا کیا پایا کتنے بُرے اعمال کیے اور کتنے نیک، کیا نفع ہُوا کیا نقصان، اور سچے دل سے گناہوں پر نادم ہو کر اللہ سے توبہ کرے۔ اور عزم مصمم کرے کہ اگر صبح تک زندہ رہا تو پھر گناہ نہیں کروں گا، اور اسی عالمِ توبہ میں سو جائے، روزانہ رات کو سوتے وقت تجدیدِ توبہ کرتا رہے، اگر اس رات فوت ہو گیا تو اس کی توبہ پر اس کا انجام ہو گا۔ اور اگر زندہ رہا تو اعمالِ صالحہ کے لیے خوشی خوشی کمربستہ ہو گا۔ کہ حق تعالیٰ نے مجھے زندگی کا ایک دن اور عطا فرما دیا۔ کہ اللہ کی ملاقات کیلئے تیاری کر لوں، اور جو کچھ نافرمانی ظلم و تعدی ہُوا ہے، اس کی از سرِ نو توبہ کر کے تلافی کر لوں، اور معافی مانگ لوں، یہ عمل نہایت صالح اور نفع بخش ہے۔ خصوصاً جب کہ اس کے بعد اللہ کا ذکر ہو، اور ان دعاؤں کی تلاوت کی جائے جو سوتے وقت رحمتِ عالمؐ سے ثابت ہیں، اور انہیں پڑھتے پڑھتے نیند آجائے۔

احادیثِ رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ راہِ خدا میں ایک دن رات پہرہ دینا، ایک ماہ کے روزوں اور رات دن کے قیام سے افضل ہے۔ اور اگر اس رات یا دن میں فوت ہو جائے تو یہ عمل اس کا قیامت تک جاری رہے گا یعنی اس کا ثواب۔ مرنے کے بعد بھی اسے ملتا رہے گا روزی کا سلسلہ بھی منقطع نہ ہوگا اور فتنوں سے محفوظ رہے گا۔ (مسلم)

موت کے ساتھ ہی انسان کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔ مگر جو اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو جائے۔ اس کا عمل قیامت تک جاری رہتا ہے۔ اور وہ قبر کی دارو گیر سے محفوظ رہتا ہے (ترمذی)

ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کیا بات ہے کہ شہداء کے سوا تمام مومنوں سے قبر میں پرسش ہوگی فرمایا ان کے سروں پر تلواروں کی چمک کافی ہوگئی (یعنی میدانِ جہاد میں کفار کی تلواروں کی چمک سے یہ لوگ نہیں گھبرائے اور اس سخت آزمائش میں پورے اُترے اس کے صلہ میں قبر کی آزمائش سے اللہ نے انہیں بری کر دیا) نسائی۔ اللہ تعالیٰ شہید کو چھ انعامات سے نوازتا ہے۔ اس کا خون زمین پر گرتے ہی اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اور وہ اپنا مقام جنت میں پاتا ہے۔ عذابِ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ بڑی گھبراہٹ (قیامت کی ہولناکی) سے محفوظ و مامون رہتا ہے۔ اس کے سر پر عظمت و وقار کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک ایک یاقوت دنیا کے خزانوں سے قیمتی ہوگا اور حسین و جمیل بہتر حوروں سے اُس کا نکاح ہوگا۔ اور وہ اپنے ستر عزیزوں کی سفارش کرے گا۔ (ترمذی)

پیٹ کے مرض میں مرنے والا شہید ہے۔ اور اُسے قبر کے عذاب سے نجات ملے گی اور اس کے پاس صبح و شام جنت سے رزق آتا رہے گا (ابن ماجہ) ۵

ہے جامِ شہادت تیرے پینے کی فقط دیر — وہ سامنے عاجز ہے در باغ جناں دیکھ

آنحضرتؐ کا ایک خواب

انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ کے لوگ ایک چبوترے پر جمع تھے کہ رحمتِ عالم ہمارے پاس تشریف لائے، اور فرمایا کہ کل رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ میں نے اپنے ایک اُمتی کو دیکھا کہ اس کے پاس ملک الموت اس کی روح قبض کرنے کے لیے آئے، لیکن ماں باپ کی اطاعت آکر انہیں اس عمل سے روکتی ہے۔ ایک اُمتی کو دیکھا کہ شیاطین نے اسے پریشان کر رکھا ہے۔ ذکر اللہ آکر اُن شیاطین کو بھگا دیتا ہے ایک اُمتی کو دیکھا کہ عذاب کے فرشتوں نے وحشی بنا رکھا ہے، اس کی نماز آکر اسے اُن کے ہاتھوں سے چھڑا لیتی ہے۔ ایک اُمتی کو دیکھا کہ وہ پیاس سے نڈھال ہو رہا ہے۔ جس حوض کے پاس جاتا ہے دھکے دے کر ہٹا دیا جاتا ہے رمضان کے روزے آکر اسے پانی سے خوب سیراب کر دیتے ہیں، میں نے دیکھا اپنے اپنے حلقے باندھے انبیاء کرامؑ بیٹھے ہوئے ہیں، ایک آدمی جس حلقے میں جاتا ہے دھکے دے کر بھگا دیا جاتا ہے۔ اُس کا غسلِ جنابت آتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر میرے پاس اُسے لا بٹھاتا ہے۔ ایک اُمتی کو دیکھا اس کے چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ اور وہ اس میں سخت پریشان ہے۔ اس کا حج اور عمرہ اسے اندھیرے سے نکال کر اجالے میں پہنچا دیتے ہیں، ایک اُمتی کو دیکھا کہ وہ آگ کے شعلوں کی زد میں ہے اور اُن سے بچنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کا صدقہ آکر آگ کے شعلوں اور اس کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ اور اس کے سر پر سایہ فگن ہو جاتا ہے۔ ایک اُمتی کو دیکھا وہ مومنوں سے بات کرنا چاہتا ہے مگر کوئی اس سے بات نہیں کرتا اس کی صلہ رحمی (رشتہ داروں

سے حسن سلوک ا آکر کہتی ہے مسلمانو! یہ صلۂ رحمی میں پیش پیش رہتا تھا۔ اس سے گفتگو کرو۔ چنانچہ مسلمان اس سے بات چیت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور مصافحہ بھی کرتے ہیں، ایک شخص کو دیکھا کہ اسے دوزخ کے فرشتوں نے پریشان کر رکھا ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آکر اسے اُن سے چھڑا لیتا ہے اور رحمت کے فرشتوں میں داخل کر دیتا ہے۔ ایک اُمتی کو دیکھا کہ وہ دوزانو بیٹھا ہے۔ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پردہ حائل ہے۔ اُس کا حُسنِ خُلق آتا ہے اور ہاتھ پکڑ کر اسے اللہ کے پاس لے جاتا ہے۔ ایک اُمتی کو دیکھا اس کا اعمال نامہ اسے بائیں ہاتھ دیا جا رہا ہے اس کے پاس خوفِ الٰہی آکر اس کا نامۂ اعمال لے کر اس کے دائیں ہاتھ دے دیتا ہے۔ ایک اُمتی کو دیکھا کہ اس کا میزانِ عمل ہلکا ہو گیا ہے۔ اس کے پاس اس کے کمسنی میں مرنے والے بچے آتے ہیں۔ اور اس کا وزن بھاری کر دیتے ہیں۔ ایک اُمتی کو دیکھا۔ کہ جہنم کے کنارے کھڑا ہے۔ لیکن اس کے پاس اللہ سے امید آتی ہے۔ اور اسے وہاں سے ہٹا لے جاتی ہے۔ ایک اُمتی کو دیکھا کہ وہ آگ میں گر گیا ہے۔ آنسوؤں کا وہ قطرہ آتا ہے۔ جو اللہ کے خوف سے گرا تھا۔ اور اسے جہنم سے نکال لیتا ہے۔ ایک اُمتی کو دیکھا کہ پُلصراط پر کھڑا ہوا اس طرح کانپ رہا ہے۔ جیسے آندھی میں کھجور کا تنا ہلکا ہو لیکن اس کا اللہ کے ساتھ حسن ظن اس کی کپکپاہٹ، اس کا اضطراب دور کر دیتا ہے۔ ایک اُمتی کو دیکھا کہ پلصراط پر رینگ رہا ہے۔ کبھی گھسٹتا ہے اور کبھی لٹک جاتا ہے۔ اس کی نماز آکر اسے اس کے پاؤں پر کھڑا کر دیتی ہے اور بچا لیتی ہے ایک اُمتی کو دیکھا کہ جنت کے دروازوں پر پہنچ جاتا ہے۔ مگر دروازے بند ہو جاتے ہیں لیکن کلمۂ توحید آکر دروازے کھلوا کر اسے جنت میں داخل کرا دیتا ہے

حافظ ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی حسن ہے (کتاب الروح لابن قیمؒ ص ۹۲-۹۳)

وہ اعمالِ صالحہ جو قبر کے عذاب سے حفاظت کا سبب ہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَیِّتَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ اِنَّهٗ یَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِیْنَ یُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ فَاِنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَانَتِ الصَّلٰوةُ عِنْدَ رَأْسِهٖ وَکَانَ الصِّیَامُ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَکَانَتِ الزَّکٰوةُ عَنْ شِمَالِهٖ وَکَانَ فِعْلُ الْخَیْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصِّلَةِ وَالْمَعْرُوْفِ وَالْاِحْسَانِ اِلَی النَّاسِ عِنْدَ رِجْلَیْهِ فَیُؤْتٰی مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ فَتَقُوْلُ الصَّلٰوةُ مَا قِبَلِیْ مَدْخَلٌ۔ ثُمَّ	حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میت کو اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے (تو وہ جنازے میں آئے ہوئے لوگ جب اس کی قبر سے لوٹتے ہیں ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔ پھر اگر وہ مومن ہے۔ تو نماز اس کے سر کے پاس آجاتی ہے۔ اور روزے اس کی دائیں طرف اور زکوٰۃ بائیں طرف اور باقی نیک کام صدقہ۔ نماز، مروت و احسان جو وہ لوگوں سے (دنیا میں) کیا کرتا تھا وہ سب اس کے پاؤں کی طرف آجاتے ہیں۔ پھر منکر نکیر جب (اس میت سے سوال کے لیے) اس کے سر کی طرف سے آتے ہیں تو نماز کہتی ہے کہ میری طرف سے تمہیں آنے کا راستہ نہیں ہے پھر وہ (فرشتے) اس میت کی دائیں طرف سے آتے ہیں

يُؤْتٰى عَنْ يَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ الصِّيَامُ مَا قِبَلِيْ مَدْخَلٌ ثُمَّ يُؤْتٰى عَنْ يَسَارِهٖ فَتَقُوْلُ الزَّكٰوةُ مَا قِبَلِيْ مَدْخَلٌ ثُمَّ يُؤْتٰى مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ فَيَقُوْلُ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَاتِ وَالْمَعْرُوْفِ وَالْاِحْسَانِ اِلَى النَّاسِ مَا قِبَلِيْ مَدْخَلٌ

(الترغیب ج ۴ ص ۳۷۱)

(ابن حبان ص ۱۹۷ - ۱۹۸)

تو روزے (انہیں روکتے ہیں) کہتے ہیں کہ ہماری جانب سے تمہارے لیے راستہ نہیں ہے پھر وہ فرشتے (میت کے پاس) اس کی بائیں طرف سے آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو زکوٰۃ منع کرتی ہے۔ کہتی ہے کہ میری طرف سے تمہارے لیے (اس میت کے پاس پہنچنے کا) راستہ نہیں ہے۔ پھر وہ (فرشتے) (اس میت تک) اس کے پاؤں کی جانب سے پہنچنے کی سعی کرتے ہیں تو اُس وقت اس کے اعمالِ صالحہ صدقات اور لوگوں سے احسان و مروّت وغیرہ انہیں روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری طرف سے نہیں اس میت کی طرف آنے کے لیے راہ مسدود ہے۔

نماز۔ روزہ، حج۔ زکوٰۃ امر بالمعروف۔ صدقہ وخیرات اور لوگوں سے احسان وغیرہ یہ نیک اعمال قبر میں اترنے والے شخص کی منکر نکیر (عذاب کے فرشتوں) سے حفاظت کرتے ہیں۔ وہ قبر میں داخل ہونے والے کی طرف جس جانب سے بھی آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اعمال صالحہ درمیان میں حائل ہو جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں آپ اس طرف سے نہیں آسکتے۔ یہاں تک کہ وہ فرشتے بغیر کسی ذرہ برابر تکلیف پہنچائے اُس میت کو چھوڑ کر لوٹ جاتے ہیں۔

دار الامن

مومن کے لیے سب سے زیادہ امن کی جگہ اسکی لحد ہے

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ خَيْرٌ لِّلْمُؤْمِنِ مِنْ لَحْدٍ۔ قَدِ اسْتَرَاحَ مِنْ هُمُوْمِ الدُّنْيَا وَاَمِنَ مِنْ عَذَابِ اللهِ۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۔ ص ۹۷)

حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ مومن کے لیے لحد سے زیادہ کوئی جگہ بہتر نہیں وہ اس میں دنیا کے تمام رنج وغم سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھی نجات پاتا ہے۔

مومن کے لیے دنیا قید خانہ ہے۔ قید خانہ میں قیدی کو کب آرام ملتا ہے۔ وہ تو وہاں ہر لمحہ مصیبت اور غم والم میں گرفتار رہتا ہے، ہر قیدی کو قید خانہ سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بعد ہی سکون میسر آتا ہے۔ لہذا مومن کو دنیا کے اس قید خانے سے آزاد ہو کر ہی حقیقی راحت نصیب ہوتی ہے۔ سفر آخرت میں قبر اس کی پہلی منزل اس کے لیے جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ بن جاتی ہے، اور وہ اس میں قیامت تک جنت کے مسحور ومخمور کن نظاروں سے لطف اندوز رہتا ہے۔ اور پھر میدان قیامت میں حساب کتاب کے بعد جنت الفردوس میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ جہاں کی غیر فانی نعمتوں سے غیر فانی زندگی میں ہمیشہ متمتع ہوتا رہیگا

جما جن کے نہ دل پر نقش دنیا کی محبت کا
وہ اب دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں کس مسرت سے (جام طہور)

مومن اپنی لحد میں

اللہ کے عذاب اور دنیا کے تفکرات سے آزاد ہوتا ہے

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ مَا غَبِطْتُ شَيْئًا بِشَيْءٍ كَمُؤْمِنٍ فِي لَحْدِهٖ قَدْ اَمِنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ وَاسْتَرَاحَ مِنَ الدُّنْيَا۔ (کتاب الزھد لابن المبارک ص ۹۲)

حضرت مسروق بیان کرتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی چیز پر رشک نہیں کیا سوائے اُس مومن کے کہ وہ اپنی لحد میں اللہ کے عذاب سے امن میں ہوتا ہے اور دنیا کے غم والم سے راحت حاصل کر لیتا ہے۔

مومن کے لیے دنیا مصائب و آلام کا مقام ہے۔ موت آتے ہی اسے اس دائمی مصیبت سے نجات مل جاتی ہے۔ اور قبر اُسے مشفق ماں کی طرح ملتی ہے اور عالمِ برزخ میں اسے مکمل راحت نصیب ہو جاتی ہے۔ پھر قیامت کے روز ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت الفردوس میں داخل کر دیا جائے گا۔ جہاں نہ اس کی زندگی کبھی ختم ہوگی اور نہ جنت کی نعمتیں۔

مومن کے نیک اعمال قبر میں اس کی حفاظت کرتے ہیں

عذاب کے فرشتوں کو ہر طرف سے اس کے نزدیک پہنچنے سے روکتے ہیں

قَالَ جَعْفَرٌ سَمِعْتُ ثَابِتًا يَقُوْلُ اِذَا وُضِعَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهٖ اِحْتَوَشَتْهُ اَعْمَالُهُ الصَّالِحَةُ

حضرت جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ثابت سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ جب بندۂ مومن کو قبر میں اُتار دیا جاتا ہے۔ تو اس کے نیک اعمال اس کا احاطہ کر لیتے ہیں

(حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۳۲۵) (عذاب کے فرشتوں کو قریب نہیں آنے دیتے)

مومن کو قبر سے اُٹھنے کے وقت جنّت کی بشارت

قَالَ جَعْفَرٌ سَمِعْتُ ثَابِتًا	حضرت جعفر بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے
قَرَأَ حٰمٓ السَّجْدَةَ حَتّٰى	ثابت سے سُنا انہوں نے حٰمٓ السجدۃ تلاوت
بَلَغَ "اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا	کی یہاں تک کہ وہ اس آیت پر پہنچے "اِنَّ
اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ	الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ
عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا	عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا
تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا"	تَحْزَنُوْا۔ (فصلت ۳۰) بیشک جن لوگوں
فُصِّلَتْ ۳۰) فَوَقَفَ فَقَالَ	نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر وہ اس پر جم گئے
بَلَغَنَا اَنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ	ہم ان کے پاس فرشتے بھیجتے ہیں کہ اب تم نہ
حِيْنَ يُبْعَثُ مِنْ قَبْرِهٖ	خوف کرو نہ کوئی غم ــــ پھر وہ یہاں ٹھہر گئے
يَتَلَقَّاهُ الْمَلَكَانِ اللَّذَانِ	اور فرمایا کہ ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے۔ کہ
كَانَا مَعَهٗ فِى الدُّنْيَا	مومن بندہ جب اس کی قبر سے اٹھایا
فَيَقُوْلَانِ لَهٗ لَا تَخَفْ	جاتا ہے۔ تو اس وقت وہ دونوں فرشتے
وَلَا تَحْزَنْ وَاَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ	اس کے پاس آتے ہیں۔ جو دنیا میں
الَّتِىْ كُنْتَ تُوْعَدُ قَالَ	اس کے ساتھ رہے تھے۔ وہ کہتے ہیں
فَيُؤَمِّنُ اللّٰهُ خَوْفَهٗ وَ	کہ اب تو نہ کوئی خوف کر۔ اور نہ غم
يُقِرُّ اللّٰهُ عَيْنَهٗ فَمَا	تیرے لیے اس جنت کی خوشخبری ہے
عَظِيْمَةٌ تَغْشَى النَّاسَ	جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا اللہ تعالیٰ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا وَالْمُؤْمِنُ	اسے خوف سے امان عطا فرمائے گا۔

فِیْ قُرَّةِ عَیْنٍ لِمَا هَدَاهُ اللّٰهُ لَهُ وَلِمَا كَانَ یَعْمَلُ لَهُ فِی الدُّنْیَا۔	اور اس کی آنکھ ٹھنڈی کرے گا۔ جبکہ قیامت کے دن کی مصیبت لوگوں کو ڈھانک لے گی (مدہوش کردے گی) اور ان کی آنکھ کی ٹھنڈک (امن امیں ہوں گے۔ اس لیے کہ اللہ نے انہیں اپنا راستہ دکھایا (وہ اس پہ چلتے رہے) اور اس لیے کہ دنیا میں انہوں نے اللہ کی رضا مندی کے کام کیئے۔
(حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۳۲۵)	

محافظینِ عذاب قبر

نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ صدقہ، امر بالمعروف والنہی عن المنکر۔ لوگوں سے حسنِ سلوک وغیرہ قبر کے عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں۔ دائیں، بائیں، سر، پاؤں جس طرف سے بھی میّت کے پاس عذاب کے فرشتے آتے ہیں۔ یہ نیک اعمال اُن کی راہ روک لیتے ہیں، اور میّت کے قریب نہیں آنے دیتے،

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ اِنَّ الْمَیِّتَ یَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ فَاِنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَانَتِ الصَّلٰوةُ عِنْدَ رَأْسِهٖ وَ	حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میّت اُن کی جوتیوں کی آواز سنتی ہے جو لوگ (میّت کو لحد میں رکھ کر) جب واپس لوٹتے ہیں، اگر (مرنے والا) مومن ہے تو نماز اس کے سر کے پاس، اور روزہ اس کی دائیں طرف، اور زکوٰۃ بائیں طرف اور

كَانَ الصَّوْمُ عَنْ يَمِيْنِهٖ	دوسرے نیک اعمال صدقہ، نماز، اور
وَكَانَتِ الزَّكٰوةُ عَنْ	صلہ رحمی، اور بھلائی اور احسان وغیرہ
يَّسَارِهٖ وَكَانَ فِعْلُ	(جو وہ لوگوں سے کرتا رہا) اس کے
الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ	پاؤں کی طرف آکر اس کی حفاظت کرتے
وَالصَّلٰوةِ وَالصِّلَةِ وَالْمَعْرُوْفِ	ہیں۔ فرشتہ عذاب کے لیے اس کے
وَالْاِحْسَانِ اِلَى النَّاسِ	سر کی طرف سے آتا ہے۔ تو نماز کہتی
عِنْدَ رِجْلَيْهِ فَيُؤْتٰى	ہے میری طرف سے داخل نہیں ہو سکتے
مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ فَتَقُوْلُ	اور اس کی دائیں طرف سے آتا ہے
الصَّلٰوةُ مَا قِبَلِيْ مَدْخَلٌ	تو روزے کہتے ہیں کہ میری طرف سے
وَّيُؤْتٰى مِنْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ	داخلہ ممکن نہیں، پھر وہ بائیں جانب سے
فَيَقُوْلُ الصَّوْمُ مَا قِبَلِيْ	آتا ہے۔ تو زکوٰۃ حائل ہو جاتی ہے اور
مَدْخَلٌ وَّيُؤْتٰى عَنْ	کہتی ہے اس طرف سے راستہ نہیں، وہ
يَّسَارِهٖ فَتَقُوْلُ الزَّكٰوةُ	پھر اس کے پاؤں کی طرف سے آتا ہے
مَا قِبَلِيْ مَدْخَلٌ وَّيُؤْتٰى	تو اس کے دوسرے نیک اعمال کہتے ہیں
مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ فَيَقُوْلُ	کہ اس طرف سے تمہارا دخول ممکن نہیں ہے،
فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مَا قِبَلِيْ	پھر اسے کہا جاتا ہے، کہ اُٹھ کر بیٹھ جا۔
مَدْخَلٌ. فَيُقَالُ لَهٗ	چنانچہ وہ بیٹھ جاتا ہے، اور اس وقت
اُقْعُدْ فَيَقْعُدُ فَتَمَثَّلُ	اُسے سورج غروب ہوتا معلوم ہوتا ہے
لَهُ الشَّمْسُ قَدْ دَنَتْ	اُس سے کہا جاتا ہے تو اس شخص (محمدؐ) کے
لِلْغُرُوْبِ فَيُقَالُ لَهٗ	بارے میں کیا کہتا ہے؟ جو کہ تمہارے
مَا تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ	درمیان مبعوث ہوا۔ اور تم اس کے بارے

الَّذِیْ کَانَ فِیْکُمْ وَمَا
تَشْهَدُ بِهٖ فَیَقُوْلُ دَعُوْنِیْ
اُصَلِّیْ فَیَقُوْلُوْنَ اِنَّكَ
سَتَفْعَلُ وَّلٰكِنْ اَخْبِرْنَا
عَمَّا سُئِلْتَ عَنْهُ قَالَ
وَعَمَّ تَسْاَلُوْنِیْ عَنْهُ ؟
فَیَقُوْلُوْنَ کَانَ فِیْکُمْ
وَمَا تَشْهَدُ بِهٖ ، فَیَقُوْلُ
دَعُوْنِیْ اُصَلِّیْ فَیَقُوْلُوْنَ
اِنَّكَ سَتَفْعَلُ وَّلٰكِنْ
اَخْبِرْنَا عَمَّا نَسْئَلُكَ
عَنْهُ قَالَ وَعَمَّ تَسْاَلُوْنِیْ
عَنْهُ فَیَقُوْلُوْنَ اَخْبِرْنَا
عَمَّا نَسْئَلُكَ عَنْهُ
فَیَقُوْلُ دَعُوْنِیْ اُصَلِّیْ
فَیَقُوْلُوْنَ اِنَّكَ سَتَفْعَلُ
وَّلٰكِنْ اَخْبِرْنَا عَمَّا
نَسْئَلُكَ عَنْهُ ، قَالَ
وَعَمَّ تَسْاَلُوْنِیْ فَیَقُوْلُوْنَ
اَخْبِرْنَا مَا تَقُوْلُ فِیْ
هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ کَانَ

میں کیا گواہی دیتے ہو؟ تو وہ کہتا ہے، مجھے چھوڑ دو میں نماز ادا کر لوں، فرشتے کہتے ہیں، ہمیں معلوم ہے کہ تو یہ کام کرتا رہا ہے۔ (یعنی زندگی میں نماز ادا کرتا رہا ہے) لیکن تو ہمیں ہمارے سوال کا جواب دے، وہ کہتا ہے کہ تم مجھ سے اُن کے بارے میں (یعنی محمدؐ کے متعلق) کیا معلوم کرنا چاہتے ہو۔ فرشتے کہتے ہیں، وہ جو تمہارے درمیان آیا اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ وہ کہتا ہے مجھے چھوڑ دو میں نماز ادا کر لوں، فرشتے کہتے ہیں تم نماز ادا کر لینا۔ لیکن ہمیں پہلے اس کا جواب دو جو تم سے سوال کیا ہے۔ وہ کہتا ہے تم مجھ سے اس کے بارے میں کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ فرشتے کہتے ہیں ہم جو تجھ سے سوال کر رہے ہیں اس کا جواب دو، وہ کہتا ہے مجھے ذرا چھوڑ دو میں پہلے نماز ادا کر لوں۔ فرشتے کہتے ہیں، نماز ادا کر لینا پہلے ہمارے سوال کا جواب دو، وہ کہتا ہے، تم مجھ سے (بار بار) کیا سوال کئے جا رہے ہو؟ فرشتے کہتے ہیں تو یہ

نَبِيِّكُمْ وَمَا تَشْهَدُ بِهٖ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ أَشْهَدُ أَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَأَنَّهٗ جَآءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ حَيِيْتَ وَعَلٰى ذٰلِكَ مِتَّ وَعَلٰى ذٰلِكَ تُبْعَثُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ. ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنْ قِبَلِ النَّارِ فَيُقَالُ لَهٗ اُنْظُرْ إِلٰى مَنْزِلِكَ وَإِلٰى مَا أَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ لَوْ عَصَيْتَ فَيَزْدَادُ غِبْطَةً وَّسُرُوْرًا. ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ مِّنْ قِبَلِ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ اُنْظُرْ إِلٰى مَنْزِلِكَ وَإِلٰى مَا أَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ فَيَزْدَادُ غِبْطَةً وَّسُرُوْرًا وَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بتا کر اس شخص کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے۔ جو کہ تمہارے درمیان مبعوث ہوا اور تم اس کے متعلق کیا گواہی دیتے ہو، وہ کہتا ہے۔ وہ محمدؐ اللہ کے بندے تھے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کی طرف سے حق لے کر آئے (یعنی اللہ کے سچے رسول تھے) پھر اُسے کہا جاتا ہے کہ تو اسی عقیدے پر زندہ رہا اور اسی پر فوت ہوا اور قیامت کے دن) ان شاء اللہ اسی عقیدے پر تجھے (قبر سے) اٹھایا جائے گا۔ پھر جہنم کی طرف سے اس کے لیے دروازہ کھل جاتا ہے اور اُسے کہا جاتا ہے۔ اگر تو اللہ کا نافرمان ہوتا تو تیرا ٹھکانا یہ ہوتا، تو اس کا رشک اور سرور بڑھ جاتا ہے۔ پھر اس کے لیے جنت کی طرف سے ایک دروازہ کھل جاتا ہے اور اُسے کہا جاتا ہے۔ کہ دیکھ اپنے مقام اور اس کی طرف جو اللہ نے تیرے لیے تیار کر رکھا ہے، (چنانچہ یہ منظر دیکھ کر) اس کا رشک اور سرور بڑھ جاتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق ہے کہ

بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ۔ فَيُقَالُ لَهٗ اُرْقُدْ رَقْدَةَ الْعَرُوْسِ الَّذِيْ لَا يُوْقِظُهٗ اِلَّا اَعَزُّ اَهْلِهٖ اَوْ اَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَيْهِ۔ وَاِنْ كَانَ كَافِرًا اُوْتِيَ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ فَلَا يُوْجَدُ شَيْءٌ وَيُؤْتٰى عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَلَا يُوْجَدُ شَيْءٌ ثُمَّ يُؤْتٰى عَنْ يَّسَارِهٖ فَلَا يُوْجَدُ شَيْءٌ ثُمَّ يُؤْتٰى مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ فَلَا يُوْجَدُ شَيْءٌ فَيُقَالُ لَهٗ اُقْعُدْ فَيَقْعُدُ خَآئِفًا مَّرْعُوْبًا فَيُقَالُ لَهٗ مَا تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ كَانَ فِيْكُمْ وَمَاذَا

اللہ تعالیٰ انہیں اُن کے مضبوط قول (ایمان) پر دنیا میں بھی آخرت میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور اللہ ظالموں (نافرمانوں) کو راستے سے ہٹا دیتا ہے۔ اللہ جیسا چاہتا ہے کرتا ہے پھر اُسے کہا جاتا ہے کہ اب تو آرام سے سو جا اس طرح جس طرح کہ دولہا سوتا ہے۔ اسے کوئی نہیں جگاتا۔ مگر وہی جو اس کے نزدیک اس کے اقربا میں زیادہ عزت دار اور زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ اور اگر وہ (مرنے والا) کافر ہے۔ فرشتۂ عذاب اس کے سر کی طرف سے آتا ہے تو کوئی رکاوٹ نہیں پاتا۔ اور اس کی دائیں طرف سے آتا ہے۔ تو کوئی چیز حائل نہیں ہوتی۔ اور اس کی بائیں طرف سے آتا ہے۔ تو کوئی شے مدافعت نہیں کرتی پھر وہ اس کے پاؤں کی جانب سے آتا ہے اس طرف سے بھی کوئی مزاحمت نہیں ہوتی، پھر اسے کہا جاتا ہے کہ اٹھ کر بیٹھ جا۔ چنانچہ وہ اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہے، اس حال میں کہ ڈر رہا ہوتا ہے اور کانپ رہا ہوتا ہے پھر اُس سے کہا جاتا ہے کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتا ہے جو تم میں

تَشْهَدُ بِهٖ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ	مبعوث ہُوا اور اس کے متعلق تیری کیا گواہی
اَیُّ رَجُلٍ فَيَقُوْلُوْنَ الرَّجُلُ	ہے؟ وہ کہتا ہے کون شخص؟ فرشتے کہتے
الَّذِیْ کَانَ فِیْکُمْ قَالَ	ہیں وہ شخص جو تمہارے درمیان نبی بن کر
فَلَا يَهْتَدِیْ لَهٗ قَالَ	آیا تھا، یہ سن کر وہ چُپ ہو جائے گا اور
فَيَقُوْلُوْنَ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ	اسے کوئی جواب بن نہ پڑے گا، آخر وہ
سَمِعْتُ النَّاسَ قَالُوْا	فرشتے خود ہی کہیں گے کہ محمدؐ تو وہ کہے گا
فَقُلْتُ كَمَا قَالُوْا	کہ میں لوگوں سے جیسا سُنتا رہا ہوں کہتا
فَيَقُوْلُوْنَ عَلٰى ذَالِكَ	رہا ہوں مجھے خود کچھ علم نہیں، تو فرشتے کہیں
حَيِيْتَ وَعَلٰى ذَالِكَ مِتَّ	گے تُو اسی حال پر زندہ رہا اور اسی پر فوت
وَعَلٰى ذٰلِكَ تُبْعَثُ اِنْ	ہُوا اور ان شاء اللہ اسی پر قبر سے اٹھایا
شَآءَ اللّٰهُ. ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ	جائے گا، پھر جنّت کی طرف سے اس کے
بَابٌ مِّنْ قِبَلِ الْجَنَّةِ	لیے دروازہ کُھل جاتا ہے اور اسے کہا جاتا
فَيُقَالُ لَهٗ انْظُرْ اِلٰى مَنْزِلِكَ	اگر تُو اللہ کا فرماں بردار ہوتا تو یہ جنت
وَاِلٰى مَا اَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ لَوْ كُنْتَ	اور اس کی سب نعمتیں تیرے لیے ہوتیں،
اَطَعْتَهٗ، فَيَزْدَادُ حَسْرَةً وَّثُبُوْرًا	اس موقع پر اس کا حسرت و افسوس بڑھ
ثُمَّ يُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ	جائے گا پھر اس پر اس کی قبر تنگ کر دی
اَضْلَاعُهٗ وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَبَارَكَ	جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک
وَتَعَالٰى وَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً	دوسری میں پھنس جاتی ہیں۔ اور یہ اللہ کے
ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ	اس قول کے مطابق ہے۔ کہ بیشک ہم اس
الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى۔	کی زندگی تنگ کر دیتے ہیں اور قیامت کے
(المستدرک ج ۱ ص ۳۸۰)	دن اسے اندھا اٹھائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہؓ کو نصیحت

اللہ تعالےٰ سے حیاء کرو جیسا کہ حق ہے حیاء کرنے کا، وہ اسطرح کہ اپنے سر اور اُس کے ارد گرد (آنکھ، ناک، کان زبان وغیرہ) کو اللہ کی نافرمانی سے بچاؤ اور اسی طرح اپنے پیٹ اور اُس کے ساتھ (شرم گاہ وغیرہ) کی حفاظت کرو، انہیں اللہ تعالےٰ کی نافرمانی سے بچاؤ، اور موت کو کسی وقت بھی نہ بھلاؤ کہ یہ انسان کے پاس کسی بھی وقت اُس کی بے خبری کے عالم میں آسکتی ہے۔"

اس کے ساتھ آپ نے فرمایا موت کے بعد قبر میں جسم کی جو حالت ہو جاتی ہے وہ بوسیدہ ہو جاتا ہے، (قبر کی خاک بدن کی ہڈیاں تک چاٹ جاتی ہے اور وہ خاک میں خاک ہو جاتی ہیں) اس منظر کو یاد رکھو، اگر کوئی (خوش بخت) یہ عمل کرے گا، تو فی الحقیقت اُس نے اللہ تعالےٰ سے حیاء کی جیسا کہ حق ہے حیاء کرنے کا۔"

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْتَحْيُوْا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ قَالُوْا: اِنَّا نَسْتَحْيِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ،	حضرت ابن مسعودؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا اللہ سے حیاء کرو جیسا حیاء کرنے کا حق ہے، صحابہ نے عرض کیا ہم حیاء کرتے ہیں الحمد للہ، آپ

قَالَ لَيْسَ ذَالِكَ وَلٰكِنِ الِاسْتِحْيَاءُ مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ أَنْ تَحْفَظَ الرَّأْسَ وَمَا وَعٰى، وَأَنْ تَحْفَظَ الْبَطْنَ وَمَا حَوٰى وَلْتَذْكُرِ الْمَوْتَ وَالْبِلٰى، وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زِيْنَةَ الدُّنْيَا فَمَنْ فَعَلَ ذَالِكَ فَقَدِ اسْتَحْيَا مِنَ اللّٰهِ حَقَّ الْحَيَاءِ (مسند احمد، ترمذی والحاکم)

نے فرمایا اس طرح نہیں بلکہ اللہ سے اسطرح حیاء کرو جیسا کہ حق ہے حیاء کا وہ اس طرح کہ اپنے سر کی (اور جو اس کے ارد گرد اعضا ہیں اُنکی معصیتِ الٰہی سے) حفاظت کرو، اور اسی طرح اپنے پیٹ اور اُس سے متصل اعضائی حفاظت کرو اور موت (اور پھر) جسم کا بوسیدہ ہو جانا یاد کرو، جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اُسکی آخرت سنور جائے وہ دُنیا کی زینت چھوڑ دے، جس نے ایسا کیا حقیقت میں اُس نے اللہ سے حیاء کی جیسا کہ حق ہے حیاء کرنے کا۔

طبرانی میں یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں ۔

أَنَّهُ قَالَ ذَالِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالنَّاسُ حَوْلَهُ وَقَالَ فِيْهِ

آپؐ نے یہ سرِ منبر فرمایا اور لوگ آپ کے ارد گرد تھے اور آپ نے یہ بھی فرمایا (انسان) قبروں کو۔

وَ يُذْكِرُ الْقُبُوْرَ وَ الْبِلٰى فَمَا زَالَ يُرَدِّدُ ذَالِكَ عَلَيْهِمْ حَتّٰى سَمِعَهُمْ يَبْكُوْنَ حَوْلَ الْمِنْبَرِ (اھوال القبور لابن رجب ص ۱۴۹)

اور (اُن میں جسم کے) گل سڑ جانے کو یاد رکھے آپ یہ (الفاظ) صحابہ پر بار بار دُھراتے رہے یہاں تک کہ صحابہ کرام سُن کر منبر کے ارد گرد (بیٹھے) رونے لگ گئے۔

مندرجہ بالا احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

باحیا آدمی کی علامت یہ فرمائی ہے کہ وہ ہمیشہ موت یاد رکھتا ہے اور قبر کا ہولناک منظر اُس کی نظروں میں رہتا ہے۔

باحیا ہے نیک ہے وہ موت جس کو یاد ہے
ذکر و فکرِ موت نیک اعمال کی بنیاد ہے

باحیا آدمی وہی ہے جسے
موت رہتی ہے یاد ہر لمحہ

اللہ کے نافرمان پر جب قبر میں مار پڑتی ہے

تو جنوں اور انسانوں کے علاوہ تمام مخلوق اُسے سنتی ہے بنی نجّار کے باغ میں خوفناک آواز سن کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ نَخْلًا لِبَنِي النَّجَّارِ فَسَمِعَ صَوْتًا فَفَزِعَ فَقَالَ مَنْ اَصْحَابُ هٰذِهِ الْقُبُوْرِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَاسٌ مَاتُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ قَالُوْا وَمَا ذَالِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهٖ اَتَاهُ مَلَكٌ فَيَقُوْلُ لَهٗ مَا كُنْتَ تَعْبُدُ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى هَدَاهُ قَالَ كُنْتُ اَعْبُدُ اللّٰهَ فَيُقَالُ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَمَا يُسْئَلُ عَنْ

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی النجار کے باغ میں گئے وہاں ایک آواز سنی تو آپ گھبرا گئے اور پوچھا، یہ قبریں کن لوگوں کی ہیں؟ لوگوں نے کہا یا رسُول اللہ کچھ لوگوں کی ہیں، جو مرے ہیں زمانہ جاہلیت میں، آپ نے فرمایا پناہ مانگو اللہ کی جہنم کے عذاب سے اور دجال کے فساد سے لوگوں نے عرض کیا کیوں یا رسُول اللہ آپ نے فرمایا مومن قبر میں جب رکھا جاتا ہے تو اُسکے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور کہتا ہے تو کس کو پوجتا تھا، پس اگر اللہ اس کو راہ دکھلانے تو وہ کہہ دیتا ہے کہ میں اللہ جل جلالہٗ کو پوجتا تھا پھر اُس سے کہا جاتا ہے تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے، وہ جواب دیتا ہے وہ اللہ کے بندے ہیں اور اُسکے بھیجے ہوئے ہیں، پھر اور کوئی بات نہیں پوچھی جاتی بعد اُس کے اُسکو

شَيْءٍ غَيْرُهَا فَيَنْطَلِقُ بِهِ إِلَى بَيْتٍ كَانَ لَهُ فِي النَّارِ فَيُقَالُ هٰذَا بَيْتُكَ كَانَ لَكَ فِي النَّارِ، وَلٰكِنَّ اللهَ عَصَمَكَ وَرَحِمَكَ فَأَبْدَلَكَ بِهِ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ دَعُونِي حَتّٰى أَذْهَبَ فَأُبَشِّرَ أَهْلِي فَيُقَالُ لَهُ اُسْكُنْ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكٌ فَيَنْتَهِرُهُ فَيَقُولُ لَهُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ فَيُقَالُ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيَضْرِبُهُ بِمِطْرَاقٍ مِنْ حَدِيدٍ بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا الْخَلْقُ غَيْرُ الثَّقَلَيْنِ

(ابوداؤد باب فی المسئلۃ فی القبر و عذاب القبر)

ایک گھر کی طرف لے جاتے ہیں جو جہنّم میں ہے۔ اور اُسکو کہتے ہیں تیرا یہ گھر تھا، مگر اللہ نے تجھ کو بچایا اور تجھ پر رحم کیا اور اسکے بدلے میں ایک دوسرا گھر دیا جنّت میں وہ کہتا ہے مجھ کو چھوڑ دو تو میں جاؤں اور اپنے گھر والوں کو خوشخبری دُوں، اس کی کہ مجھ کو جنّت میں گھر ملا، لیکن اُسکو کہا جاتا ہے ٹھہرا رہ۔ اور کافر کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اُسکے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور ڈانٹ کر پوچھتا ہے تو کس کو پوجتا تھا۔ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا پھر اُس سے کہا جاتا ہے۔ نہ تونے خود علم حاصل کیا نہ کسی کی پیروی کی پھر اُس سے پوچھا جاتا ہے تو اس شخص کے باب میں کیا کہتا ہے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باب میں) وہ کہتا ہے میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے (یعنی میں نہیں جانتا جو کچھ اور لوگ کہتے ہونگے وہی میں کہتا ہوں گا) پھر وہ فرشتہ اُسکو مارتا ہے لوہے کے گُرز سے اسکے دونوں کانوں کے درمیان وہ چلّاتا ہے اللہ کی سب مخلوق اسکی آواز سُنتے ہیں سوائے آدمی اور جن کے

قبر کی وحشت کا اے عاجز یہ ہے بہتر علاج
ہر گھڑی ہو قبر کا منظر نظر کے سامنے !!

جاہلیت میں مرنے والوں کو اُن کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

وَعَنْ اَنَسٍؓ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ يَمْشِيَانِ بِالْبَقِيْعِ اِذْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ هَلْ تَسْمَعُ مَا اَسْمَعُ قَالَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَسْمَعُهُ قَالَ اَلَا تَسْمَعُ اَهْلَ هٰذِهِ الْقُبُوْرِ يُعَذَّبُوْنَ يَعْنِيْ قُبُوْرَ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ

(مجمع الزوائد الجزء الثالث ج ۲ صفحہ ۵۶)

حضرت انسؓ سے روایت ہے، کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بلال رضؓ بقیع (مدینہ منورہ کا قبرستان) سے گزر رہے تھے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے بلال، جو میں سن رہا ہوں کیا تم بھی سن رہے ہو؟ بلالؓ نے کہا اللہ کی قسم اے اللہ کے رسولؐ میں کچھ نہیں سن رہا، آپ نے فرمایا کیا تم نہیں سن رہے ان قبروں والوں کو عذاب دیا جا رہا ہے، یعنی جاہلیت میں مرنے والوں کی قبروں میں (عذاب ہو رہا ہے)

جو آج ڈرتے ہیں شام سیاہ سے عاجز
وہ کیسے قبر کا تاریک غار دیکھینگے

ایک یہودی مبتلائے عذاب قبر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو طلحہؓ کے باغ میں ایک قبر کے قریب سے گزرے آپ کے ہمراہ حضرت بلالؓ بھی تھے آپ نے فرمایا اے بلالؓ جو میں سن رہا ہوں کیا تم بھی سن رہے ہو؟ اس قبر والے کو عذاب دیا جا رہا ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا اُس قبر میں یہودی مدفون تھا۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَخْلٍ لِاَبِیْ طَلْحَۃَ وَبِلَالٌ یَمْشِیْ وَرَاءَہٗ فَمَرَّ بِقَبْرٍ فَقَالَ یَا بِلَالُ ھَلْ تَسْمَعُ مَا اَسْمَعُ ؟ صَاحِبُ ھٰذَا الْقَبْرِ یُعَذَّبُ فَسُئِلَ عَنْہُ فَوُجِدَ یَھُوْدِیًّا اَنَّ مَذْھَبَ اَھْلِ السُّنَّۃِ اِثْبَاتُ عَذَابِ الْقَبْرِ وَقَدْ تَظَاھَرَتْ عَلَیْہِ دَلَائِلُ الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ ، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْھَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا ۔	حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہؓ کے باغ میں تشریف لے گئے حضرت بلالؓ آپ کے پیچھے چل رہے تھے ، آپ کا گزر ایک قبر کے قریب سے ہوا آپ نے فرمایا اے بلالؓ جو میں سن رہا ہوں کیا تم بھی سن رہے ہو ؟ اس قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے ، دریافت کرنے سے معلوم ہوا اُس قبر میں یہودی مدفون تھا اثبات عذاب قبر پر تمام اہل سنت متفق ہیں ۔ قرآن وسنت کے دلائل اس پر ظاہر ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے (فرعونیوں کے بارے میں) فرمایا وہ دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے وہ صبح وشام پیش کیے جاتے ہیں ،

(شلاثیات امام احمد ج ۱ ص ۵۸۴)

امام جعفر الصادقؒ فرماتے ہیں ، یہ دنیا میں قیامت سے پہلے ہوتا ہے ، کیوں کہ قیامت کی آگ میں صبح وشام نہیں ہونگے پھر فرمایا کہ اگر یہ مطلب ہو وہ جہنم میں صبح وشام عذاب دیئے جائینگے تو پھر تو وہ صبح وشام کے درمیان کے اوقات میں خوش بخت ہوتے ، فرمایا نہیں یہ مطلب نہیں بلکہ یہ قیامت کے دن سے پہلے برزخ کے بارے میں ہے (تفسیر مجمع البیان جزء ۸ ص ۲۶ ط)

جس تن کے لئے تو نے سیکھی ہے تن آسانی
یہ تن ترا مرقد میں کیڑوں کی غذا ہو گا

جو شخص اپنی ایذا سے لوگوں کو محفوظ رکھتا ہے

اللہ تعالیٰ پر بھی واجب ہے کہ قبر کے عذاب سے اس کی حفاظت فرمائے

عَنْ اَبِیْ کَاهِلٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا کَاهِلٍ اَلَا اُخْبِرُكَ بِقَضَآءٍ قَضَاهُ اللّٰهُ عَلٰی نَفْسِهٖ، قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَحْیَا اللّٰهُ قَلْبَكَ وَلَا یُمِیْتُهٗ یَوْمَ یَمُوْتُ بَدَنُكَ۔ اِعْلَمْ یَا اَبَا کَاهِلٍ اَنَّهٗ لَا یَغْضَبُ رَبُّ الْعِزَّةِ عَلٰی مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مَخَافَتُهٗ وَلَا تَاْکُلُ النَّارُ مِنْهُ هُدْبَةً۔ اِعْلَمْ یَا اَبَا کَاهِلٍ اَنَّهٗ مَنْ سَتَرَ عَوْرَتَهٗ حَیَآءً مِّنَ اللّٰهِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً

ابو کاہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا کاہل! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے باخبر کروں جو اُس نے اپنے نفس پر فیصلہ کر لیا ہے؟ میں نے عرض کیا ضرور خبر دیجیے یا رسول اللہ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے دل کو زندہ رکھے اور اُسے موت نہ دے جس دن کہ تیرا بدن مر جائے گا۔ اے ابا کاہل تُو جان لے کہ رب العزت اُس پر ناراض نہیں ہوتا جس کے دل میں اُس کا خوف ہے۔ اور نہ اُس کے جسم کے کسی حصے کو آگ کھائے گی، اے ابا کاہل تُو جان لے کہ جس نے اپنی شرمگاہ کو چھپایا اللہ سے حیاء کرتے ہوئے جلوت اور خلوت میں۔ اللہ پر بھی واجب ہے کہ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے۔ اے ابا کاہل تُو

كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ	جان ہے کہ جس کے دل میں لذتِ نماز نے
يَّسْتُرَ عَوْرَتَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	مقام حاصل کر لیا یہاں تک کہ وہ رکوع
اِعْلَمْ يَا اَبَا كَاهِلٍ اَنَّهٗ	اور سجدے صحیح طور پر ادا کرنے لگ گیا تو
مَنْ دَخَلَ حَلَاوَةُ الصَّلٰوةِ	اللہ پر بھی واجب ہے کہ اُسے قیامت
قَلْبَهٗ حَتّٰى يُتِمَّ رُكُوْعَهَا	کے دن مسرور کر دے اے ابا کاہل تو جان
وَسُجُوْدَهَا كَانَ حَقًّا عَلَى	لے کہ جس نے چالیس دن اور چالیس راتیں
اللّٰهِ اَنْ يُّرْضِيَهٗ يَوْمَ	نماز با جماعت ادا کی اس حال میں کہ اُس
الْقِيٰمَةِ - اِعْلَمْ يَا اَبَا	کی تکبیر تحریمہ (نماز کی پہلی تکبیر) بھی ضائع
كَاهِلٍ مَّنْ صَلّٰى	نہ ہوئی ہو تو اللہ تعالیٰ پر بھی واجب ہے
اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا وَّ اَرْبَعِيْنَ	کہ اُسے جہنم سے محفوظ و مامون فرما دے
لَيْلَةً فِىْ جَمَاعَةٍ يُّدْرِكُ	اے ابا کاہل تو جان لے کہ جس نے ماہ رمضان
التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى كَانَ	کے علاوہ ہر ماہ چاند کی ۱۳-۱۴-۱۵ تاریخ
حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَّكْتُبَ	کو تین روزے رکھے تو اللہ پر حق ہے کہ
لَهٗ بَرَاءَةً مِّنَ النَّارِ -	(قیامت میں) شدتِ پیاس کے دن اُسے
اِعْلَمَنَّ يَا اَبَا كَاهِلٍ	پلا کر پیاس بجھا دے، اے ابا کاہل تو جان
مَنْ صَامَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ	لے کہ جس نے اپنے وجود کی ایذا رسانی سے
ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مَعَ شَهْرِ	لوگوں کو مامون رکھا۔ اللہ پر بھی فرض ہے کہ
رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى	اسے عذابِ قبر سے مامون رکھے اے ابا کاہل
اللّٰهِ اَنْ يُّرْوِيَهٗ يَوْمَ الْعَطَشِ	تو جان لے کہ جس نے اپنے والدین کے
اِعْلَمَنَّ يَا اَبَا كَاهِلٍ اَنَّهٗ	ساتھ اُن کی زندگی اور اُن کی وفات کے
مَنْ كَفَّ اَذَاهُ عَنِ النَّاسِ	بعد اُن سے بھلائی کی۔ اللہ پر واجب ہے

كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَّكُفَّ
عَنْهُ عَذَابَ الْقَبْرِ اِعْلَمَنَّ
يَا اَبَا كَاهِلٍ اَنَّهٗ مَنْ بَرَّ
وَالِدَيْهِ حَيًّا وَّمَيِّتًا كَانَ
حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّرْضِيَهٗ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ قُلْتُ كَيْفَ
يَبَرُّ وَالِدَيْهِ اِذَا كَانَ
مَيِّتَيْنِ ؟ قَالَ بِرُّهُمَا
اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لِوَالِدَيْهِ وَلَا
يَسُبَّهُمَا وَلَا يَسُبَّ وَالِدَيْ
اَحَدٍ فَيُسَبَّ وَالِدَيْهِ۔
اِعْلَمَنَّ يَا اَبَا كَاهِلٍ اَنَّهٗ
مَنْ اَدّٰى زَكٰوةَ مَالِهٖ كَانَ
حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَّجْعَلَهٗ
مِنْ رُّفَقَاءِ الْاَنْبِيَاءِ۔
اِعْلَمَنَّ يَا اَبَا كَاهِلٍ اَنَّهٗ مَنْ
قَلَّتْ عِنْدَهٗ حَسَنَاتُهٗ وَ
عَظُمَتْ عِنْدَهٗ سَيِّاٰتُهٗ كَانَ
حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّثْقِلَ
مِيْزَانَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِعْلَمَنَّ
يَا اَبَا كَاهِلٍ اَنَّهٗ مَنْ يَّسْعٰى

کہ وہ اسے قیامت کے دن (انعامات سے
نواز کر) خوش کر دے، میں نے عرض کیا (اے
اللہ کے رسول) والدین کی وفات کے بعد
ان سے نیکی کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ
نے فرمایا۔ والدین کے لیے اللہ سے بخشش
طلب کرنا۔ ان سے نیکی کرنا ہے، اور نہ
انہیں گالی دے۔ اور نہ کسی دوسرے کے
والدین کو گالی دے۔ پھر وہ اس کے والدین
کو گالی دے۔ اے ابا کاہل تُو جان لے جو
اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ
پر فرض ہے کہ اُسے انبیاء کرام کی رفاقت
عطا فرمائے۔ اے ابا کاہل تُو جان لے
کہ جس کے پاس نیکیاں کم ہیں، اور برائیاں
زیادہ (مگر وہ شرک سے پاک ہے) تو
اللہ پر واجب ہے۔ کہ قیامت کے دن
وزن کے وقت نیکیوں کی میزان بھاری
کر دے۔ (یعنی نیکیوں والا پلڑا جھک جائے
اور اس کی نجات ہو جائے) اے ابا کاہل
تُو جان لے جو شخص اپنی عورت اپنی اولاد
اور اپنے خادموں کو اللہ کے احکام پر قائم
کرتا ہے، اور انہیں حلال کما کر کھلاتا ہے

عَلَىٰ امْرَأَتِهٖ وَوَلَدِهٖ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُهٗ يُقِيمُ فِيهِمْ أَمْرَ اللّٰهِ يُطْعِمُهُمْ مِنْ حَلَالٍ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَجْعَلَهٗ مَعَ الشُّهَدَاءِ فِي دَرَجَاتِهِمْ إِعْلَمَنَّ يَا أَبَا كَاهِلٍ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ كُلَّ يَوْمٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حُبًّا لِّيْ وَشَوْقًا إِلَيَّ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَغْفِرَ لَهٗ

تو اللہ پر ضروری ہے کہ اُسے شہیدوں کے درجات عنایت فرمائے ۔ اے اباکاہل تُو جان لے کہ جو شخص میری محبت اور میرے شوق میں ہر روز تین مرتبہ مجھ پر درود پڑھتا ہے ۔ تو اللہ پر واجب ہے کہ ہر روز کے درود کے عوض اس کے ایک سال کے گناہ معاف فرما دے ۔

(الترغیب ج ۴ ص ۲۶۴)

قبر سے پاکیزہ خوشبو کا ظہور

تکبیر و تحمید اور درود شریف پڑھنے کا انعام

حضرت عبداللہ بن غالبؓ شہید ہوئے ۔ اور اُنہیں قبر میں اتارا گیا جب قبر تیار ہو گئی تو سعید بن یزیدؓ کہتے ہیں کہ اُن کی قبر سے نہایت پاکیزہ خوشبو پھیل رہی تھی اور یہ چیز ان کے اس عمل کی وجہ سے تھی کہ وہ اپنے کلام کے ابتداء اور آخر میں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ پڑھا کرتے تھے ۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ غَالِبٍ وَوُضِعَ عَلَىٰ قَبْرِهٖ وَسُوِّيَ عَلَيْهِ التُّرَابُ قَالَ فَشَمَمْنَا مِنْ تُرَابِ قَبْرِهٖ رَائِحَةً طَيِّبَةً مِّنْ جَمِيعِ الطِّيبِ . قَالَ

حضرت سعید بن یزیدؓ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن غالبؓ شہید ہوئے اور انہیں قبر میں اتارا گیا اور قبر پر مٹی ڈال دی گئی تو قبر سے نہایت پاکیزہ خوشبو آ رہی تھی، جو کہ ہر قسم کی خوشبو سے بہتر تھی ۔ جسے ہم نے محسوس کیا ۔ اور ابن غالب

وَكَانَ ابْنُ غَالِبٍ رض لَا يَكَادُ اَنْ يَتَكَلَّمَ اِلَّا اَنْ يَقُوْلَ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ" وَاِنْ سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ اَجَابَ ثُمَّ عَادَ اِلٰى هٰذَا الْكَلَامِ۔

(کتاب الزھد للامام احمد بن حنبل رح ص ۲۴۷)

کا یہ طریقہ تھا کہ وہ ہمیشہ کلام کرنے سے پہلے یہ کلمات پڑھا کرتے تھے: سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔ ترجمہ: (اللہ پاک ہے سب تعریف اسی اللہ کے لیے ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ سب سے بڑا ہے اے اللہ تو ہمارے سردار محمدؐ پر سلامتی بھیج) اگر ان سے کوئی سوال کیا جاتا تو وہ جواب دینے کے بعد پھر انہی کلمات کو دہراتے۔ یعنی اپنے کلام کے خاتمے پر پھر تکبیر و تحمید کے ساتھ درود شریف پڑھتے۔

سات اعمال جن کا اجر میّت کو قبر میں ملتا ہے!

عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعٌ يَجْرِيْ لِلْعَبْدِ اَجْرُهُنَّ وَهُوَ فِيْ قَبْرِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا اَوْ اَجْرٰى نَهْرًا اَوْ حَفَرَ بِئْرًا اَوْ غَرَسَ نَخْلًا اَوْ بَنٰى مَسْجِدًا اَوْ وَرَّثَ مُصْحَفًا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات اعمال صالح ایسے ہیں جن کا ثواب عامل کو اس کی موت کے بعد قبر میں ملتا رہتا ہے (۱) جس نے کسی کو علمِ دین سکھلایا (۲) نہر جاری کی، (۳) کوئی کنواں کھدوایا، (۴) کوئی درخت لگایا، (۵) مسجد تعمیر کی،

أَوْ تَرَكَ وَلَدًا يَسْتَغْفِرُ لَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ	(۶) قرآن کریم تلاوت کے لیے دیا۔ (۷) یا اپنے بعد ایسا لڑکا چھوڑا جو اس کے لیے دعا کرتا رہے۔
(کنزالعمال ج ۱۵ ص ۹۵۴)	

نیک اولاد کی دعا

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ لَا يُؤَخِّرُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا وَإِنَّمَا زِيَادَةُ الْعُمُرِ: ذُرِّيَّةٌ صَالِحَةٌ يَرْزُقُهَا الْعَبْدُ فَيَدْعُونَ لَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ فَيَلْحَقُهُ دُعَاؤُهُمْ فِي قَبْرِهِ فَذَلِكَ زِيَادَةُ الْعُمُرِ	حضرت ابو درداء رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی کی موت کا وقت مقررہ آجاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اُسے مہلت نہیں دیتا اور انسان کی عمر میں اضافہ کی صرف ایک صورت ہے کہ وہ نیک اولاد چھوڑ جائے اور وہ اس کے لیے دعا کرتے رہیں ان کی دعا اس تک پہنچتی ہے پس یہی عمر میں اضافہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی اسے ثواب ملتا رہتا ہے
(کنزالعمال ج ۱۵ ص ۹۵۳)	

جو عمل حشر میں جا کر بھی ترے ساتھ رہے
اس سے بڑھ کر نہیں دنیا میں ترا کوئی حبیب (جام طہور)

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ مَا يُخَلِّفُ الْإِنْسَانُ بَعْدَهُ ثَلَاثٌ وَلَدٌ صَالِحٌ	حضرت ابو قتادہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین چیز جو انسان اپنے پیچھے (مرنے کے بعد) چھوڑ جاتا ہے وہ تین چیزیں

يَدْعُوْ لَهٗ وَصَدَقَةٌ تَجْرِيْ يَبْلُغُهٗ اَجْرُهَا وَعِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ

(کنز العمال ج ۱۵ ص ۹۵۳)

ہیں۔ (۱) نیک لڑکا جو اس کے لیے دعا کرے (۲) صدقہ جاریہ جس کا ثواب اسے پہنچتا ہے (۳) اور وہ علم جس سے نفع اٹھایا جائے۔

ہے جس کے پاس زادِ راہِ عقبیٰ
بہت خوش بخت ہے وہ کامراں ہے (جامِ طہور)

چار اعمال جن کا ثواب میت کو قبر میں ملتا ہے

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَةٌ تَجْرِیْ عَلَيْهِمْ اُجُوْرُهُمْ بَعْدَ الْمَوْتِ، مَنْ مَّاتَ مُرَابِطًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَ مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا اُجْرِیَ عَلَيْهِ عِلْمُهٗ مَا عَمِلَ بِهٖ، وَمَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَجْرُهَا يَجْرِیْ لَهٗ مَا وُجِدَتْ، وَرَجُلٌ تَرَكَ وَلَدًا صَالِحًا فَهُوَ يَدْعُوْ لَهٗ

(کنز العمال ج ۱۵ ص ۹۵۲)

حضرت ابو امامہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار اعمال ایسے ہیں کہ ان کا اجر موت کے بعد جاری رہتا ہے، (۱) جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہُوا شہید ہو گیا (۲) اور جس نے کسی کو علمِ دین پڑھایا پھر اُس پر عمل کیا گیا (۳) اور جس نے اس قسم کا صدقہ کیا کہ وہ اس کی موت کے بعد بھی جاری ہے (مثلاً مسجد بنوائی شفاخانہ قائم کیا۔ دینی مدرسہ تعمیر کیا) (۴) اور جس شخص نے اپنے پیچھے ایسا لڑکا چھوڑا کہ (وہ صالح ہے) اپنے والد کے لیے اس کی موت کے بعد ہمیشہ دعا کرتا رہتا ہے

عقلمند و خوش بخت وہی انسان ہے۔ جو اپنی زندگی میں ایسا کام کر جاتا ہے جس کا ثواب اس کی موت کے بعد تا قیامت جاری رہے اور عالم برزخ (قبر) میں مانع عذاب اور باعث راحت و آرام ہو،

قبر کے اندھیرے کیلیے رات کے اندھیرے میں نماز پڑھو

(حضرت ابوذر غفاریؓ)

اَنَّ اَبَا ذَرٍّ كَانَ يَقُوْلُ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ لَكُمْ نَاصِحٌ اِنِّيْ عَلَيْكُمْ شَفِيْقٌ، صَلُّوْا فِيْ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ لِوَحْشَةِ الْقُبُوْرِ، صُوْمُوْا فِي الدُّنْيَا لِحَرِّ يَوْمِ النُّشُوْرِ، تَصَدَّقُوْا مَخَافَةَ يَوْمٍ عَسِيْرٍ. يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ لَكُمْ نَاصِحٌ اِنِّيْ عَلَيْكُمْ شَفِيْقٌ

(حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۱۶۵)

حضرت ابوذرؓ فرمایا کرتے تھے اے لوگو! میں تمہارا ناصح ہوں میں تمہارا شفیق ہوں (میری بات سنو) وحشت قبر کے لیے رات کے اندھیرے میں نماز پڑھا کرو۔ قیامت کی گرمی کے لیے دنیا میں شدید گرمی کے دنوں روزے رکھو۔ (محشر کے) سخت دن کے خوف سے (اللہ کی راہ میں) صدقہ دیا کرو۔ اے لوگو! بے شک میں تمہارا ناصح ہوں اور شفیق ہوں۔

رات کے اندھیرے میں نماز پڑھنا قبر کے اندھیرے میں کام آئے گا۔ یعنی آخری رات نمازِ تہجد ادا کیا کرو۔ کہ یہ قربِ الٰہی کا ذریعہ اور قبر کی ظلمت میں روشنی کا سبب ہے اور مردانِ حق آگاہ کا شعار ہے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ جلیل القدر صحابیِ رسولؐ فرما رہے ہیں اے لوگو! نمازِ تہجد کی ترغیب دے کر میں تم پر **شفقت** کر رہا ہوں۔ اگرچہ آرام وہ بستر چھوڑ کر

میٹھی نیند کو خیرباد کہہ کر سرد پانی سے وضو کر کے رات کے سناٹے میں نماز تہجد ادا کرنا بہت مشکل کام ہے۔ لیکن قبر کی تنہائی اور اس کے اندھیرے میں جب اس محنتِ شاقہ کا اجر ملے گا۔ تو اس عمل کی مشقت کا احساس تک نہ رہے گا

یَا اَیُّھَا الْاِنْسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدْحًا فَمُلٰقِیْہِ۔ (الانشقاق ۶)

اے انسان تو محنت کرنے والا ہے محنت کر عنقریب اپنے رب سے ملنے والا ہے۔

بے فکر، اپنے گناہوں کی مغفرت کی جنہیں
مدام اٹھتے ہیں وہ گریۂ سحر کے لیے (عاجز)

تفکر سے پُر ہلکی پھلکی دو رکعت

رات کے قیام اور غافل دل کیساتھ بڑے سے بڑے عمل سے افضل ہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ رَکْعَتَانِ مُقْتَصِدَتَانِ فِیْ تَفَکُّرٍ خَیْرٌ مِّنْ قِیَامِ لَیْلَۃٍ وَّقَلْبٍ سَاہٍ (کتاب الزھد لابن المبارک ص ۹۷)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ درمیانے درجہ کی دو رکعت جو کہ استغراق و تفکر سے ادا کی جائیں وہ رات کے قیام اور غافل دل سے بہتر ہیں۔

سورۂ ملک کی قرأت

انتیسویں ۲۹ پارے کی سورۂ اول یعنی سورۂ ملک اپنے قاری (پڑھنے والے) کو قبر میں منکر نکیر کے عذاب سے محفوظ رکھے گی

علامہ قرطبی اپنی تفسیر میں سورۂ ملک کی تفسیر کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا وُضِعَ الْمَيِّتُ فِيْ قَبْرِهٖ فَيُؤْتٰى مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ فَيُقَالُ لَيْسَ لَكُمْ عَلَيْهِ سَبِيْلٌ فَإِنَّهٗ كَانَ يَقُوْمُ بِسُوْرَةِ الْمُلْكِ عَلٰى قَدَمَيْهِ ۔ ثُمَّ يُؤْتٰى مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ فَيَقُوْلُ لِسَانُهٗ لَيْسَ لَكُمْ عَلَيْهِ سَبِيْلٌ إِنَّهٗ كَانَ يَقْرَأُ بِيْ سُوْرَةَ الْمُلْكِ ۔ مَنْ قَرَأَهَا فِيْ لَيْلَةٍ فَقَدْ اَكْثَرَ وَاَطْيَبَ وَرُوِيَ اَنَّ مَنْ قَرَأَهَا كُلَّ لَيْلَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ الْفَتَّانُ

(القرطبی ج ۱۹ ص ۲۰۸ ۶۶۸۴)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور فرشتے اُس کے پاؤں کی طرف سے اُسے عذاب دینے کے لیے آتے ہیں، تو اُنہیں کہا جاتا ہے تم اس طرف سے اس کے پاس نہیں آ سکتے، اس لیے کہ یہ شخص رات کو سورۂ ملک کی تلاوت کیا کرتا تھا، پھر وہ فرشتے اس کے سر کی طرف سے آتے ہیں۔ پھر اس کی زبان بولے گی تم اس طرف سے بھی اس پر دست درازی نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ یہ شخص رات کو میرے ساتھ سورت ملک پڑھا کرتا تھا۔ پس اس نے میری تلاوت کثرت اور خوبی سے کی ہے اور روایت کی گئی ہے جو شخص یہ سورت ہر رات پڑھتا ہے۔ اسو نے سے پہلے، تو وہ شیطان اور قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

إِنَّ سُوْرَةً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا هِيَ إِلَّا ثَلَاثُوْنَ

اللہ کی کتاب میں ایک ایسی سورت ہے جس کی تیس آیات ہیں۔ جو کہ (تلاوت

اٰيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰى	کرنے والے) آدمی کی شفاعت کرائیگی
اَخْرَجَتْهُ مِنَ النَّارِ يَوْمَ	یہاں تک کہ قیامت کے دن اُسے
الْقِيَامَةِ وَاَدْخَلَتْهُ الْجَنَّةَ	جہنم سے نجات دلاکر جنت میں داخل
وَهِيَ سُوْرَةُ "تَبَارَكَ"	کرائے گی اور وہ سورۃ تبارک (یعنی
(اخرجہ الترمذی)	سورۂ ملک ہے)

امام فخر الدین الرازی اپنی مایہ ناز تفسیر الکبیر میں فرماتے ہیں اس سورۂ ملک کا نام اَلْمُنْجِيَةُ ہے (نجات دلانے والی) اس لیے کہ اِنَّهَا تُجَادِلُ عَنْ قَارِئِهَا فِي الْقَبْرِ "یہ اپنے پڑھنے والے کے بارے میں جھگڑا کرے گی" یعنی فرشتوں کو اُسے عذاب نہیں کرنے دے گی ـــــ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وَدِدْتُ اَنَّ تَبَارَكَ الَّذِي	میری خواہش ہے کہ تبارک الذی
بِيَدِهِ الْمُلْكُ فِي قَلْبِ	بیدہ الملک (سورۂ ملک) ہر مومن کے
كُلِّ مُؤْمِنٍ (قرطبی)	دل میں (محفوظ) ہو یعنی اسے یاد ہو

جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات

فوت ہونیوالا مسلمان عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ	حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو
يَمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ لَيْلَةَ	مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات
الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ	فوت ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے
فِتْنَةِ الْقَبْرِ (الترغیب بحوالہ ترمذی وغیرہ)	عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے

جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات فوت ہونے والے کے لیے قبر کے عذاب سے محفوظ رہنے کی بشارت مسلمان کے لیے ہے مسلمان وہی ہے جو ارکان اسلام کا پابند ہے۔ گنہگار کم وبیش ہر مسلمان ہے۔ لہٰذا یہ خوشخبری مسلمان گنہگار کے لیے ہے۔ اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث کمزور ہے اس کی سند متصل نہیں ہے۔

جو بیمار رہ کر مرتا ہے وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہتا ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ	حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ مَرِيضًا	جو آدمی بیماری کی حالت میں مرتا ہے
مَاتَ شَهِيدًا وَوُقِيَ فِتْنَةَ	اسے شہادت کی موت نصیب ہوتی
الْقَبْرِ وَغُدِيَ وَرِيحَ عَلَيْهِ	ہے اور صبح وشام اسے جنت
بِرِزْقِهِ مِنَ الْجَنَّةِ۔	سے رزق ملتا ہے۔

(ابن ماجہ والبیہقی ومشکوٰۃ)

بعض نااہل سمجھتے ہیں کہ طویل علالت خدا کے غیظ و غضب کی علامت ہے ان کا یہ خیال بے بنیاد ہے۔ ایک مسلمان، مومن آدمی اگر بیماری کی حالت میں مرتا ہے۔ تو یہ بیماری اور تکلیف اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ اگر وہ صبر کرتا ہے۔ تو گناہوں کی معافی کے علاوہ اسے اجر ملتا ہے اور اس کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ اور گناہوں سے پاک صاف ہو کر وہ عالمِ آخرت کی طرف سفر کرتا ہے۔ اس لحاظ سے بیماری اس کے لیے باعثِ رحمت ہو جاتی ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے۔ کہ اچانک موت مومن کے لیے باعثِ رحمت اور اللہ کے نافرمان کے لیے باعثِ عذاب ہے۔

اچانک موت مومن کیلئے راحت اور فاجر کیلئے گرفت ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَوْتِ الْفَجْأَةِ فَقَالَ رَاحَةٌ لِّلْمُؤْمِنِ وَأَخْذَةُ أَسَفٍ عَلَى الْفَاجِرِ

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک موت کے متعلق سوال کیا آپؐ نے فرمایا کہ (یہ) مومن کے لیے راحت اور فاجر (خدا کے نافرمان) کے لیے افسوسناک گرفت ہے

(مجمع الزوائد ج ۲ ص ۳۱۸)

شہید عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ يُغْفَرُ لَهٗ فِيْ أَوَّلِ دَفْعَةٍ وَيُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ وَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ تَاجُ

مقدام بن معدیکرب رضؓ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہید کے لیے چھ انعامات ہیں۔ (۱) وہ قتل ہوتے ہی بخش دیا جاتا ہے۔ (۲) (اور اسی وقت) اپنا مقام جنت میں دیکھ لیتا ہے۔ (۳) عذابِ قبر سے مامون و محفوظ ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن کی) بڑی سراسیمگی سے محفوظ رہتا ہے۔ اور اس کے سر پر

اَلْوَقَارِ اَلْیَاقُوْتَۃُ مِنْھَا	ذی وقار یاقوتی تاج رکھا جائے گا
خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا	جو کہ دنیا وما فیہا سے بہتر ہے اور
وَیُزَوَّجُ اثْنَتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ	اس کا نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی بہتر[1]
زَوْجَۃً مِّنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ۔	حوروں سے پڑھایا جائے گا اور
وَیُشَفَّعُ فِیْ سَبْعِیْنَ مِنْ	اس کے اقارب میں سے ستر آدمیوں
اَقَارِبِہٖ	کے بارے میں اُس کی شفاعت قبول
(ترمذی ج ۱ فضائل الجہاد)	کی جائے گی۔

مجاہدین کا پہرہ دار

راہِ خدا میں ایک دن ایک رات پہرہ دینے کا ثمرہ عذابِ قبر سے چھٹکارا ہے

عَنْ سَلْمَانَ رض قَالَ سَمِعْتُ	حضرت سلمان رض سے روایت ہے
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ رَابَطَ	نے جس نے راہِ خدا میں ایک دن
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یَوْمًا وَّلَیْلَۃً	ایک رات چوکیداری کی تو اس کے لیے
کَانَتْ لَہٗ کَصِیَامِ شَھْرٍ وَّ	ایک ماہ کے روزے اور اُن میں
قِیَامِہٖ فَاِنْ مَّاتَ جَرٰی	قیام (نماز) کا ثواب ملے گا۔ اگر وہ
عَلَیْہِ عَمَلُہُ الَّذِیْ کَانَ	پہرہ دینے کی حالت میں مرگیا۔ تو اس
یَعْمَلُ وَاَمِنَ الْفَتَّانَ وَ	کے اس عمل کا ثواب جاری رہے گا اور
اُجْرِیَ عَلَیْہِ رِزْقُہٗ	وہ قبر کے عذاب سے مامون ہو جائے گا
(نسائی ج ۲ ص ۶۲)	اور اُس کا رزق (ثواب) اسے ملتا رہیگا۔

رباط جہاد کے زمانے میں اس جگہ کے پہرے کا نام ہے کہ جہاں سے دشمن کے گھسنے کا احتمال ہو، فتان سے مراد قبر اور حشر کے فتنے ہیں۔ جو شخص میدان جہاد میں مجاہدین کی پہرے داری کرتے ہوئے فوت ہو جاتا ہے۔ اسے پہرہ دینے کا اجر قیامت تک ملتا رہے گا۔ اور یہ ثواب کبھی ختم نہیں ہو گا۔

مذکورہ بالا حدیث کے حاشیہ میں امام سندی لکھتے ہیں فتان سے مراد (عذاب کے فرشتے) منکر نکیر ہیں۔

أَنَّهُمَا لَا يَجِيئَانِ إِلَيْهِ لِلسُّؤَالِ بَلْ يَكْفِي مَوْتُهُ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ شَاهِدًا عَلَى صِحَّةِ إِيمَانِهِ وَأَنَّهُمَا لَا يَضُرَّانِهِ وَلَا يُزْعِجَانِهِ (حاشیہ سندی) وَالْمُرَادُ مَنْ يُفْتَنُ فِي الْقَبْرِ مِنْ مَلَكِ الْعَذَابِ (حاشیہ نسائی بحوالہ لمعات)	وہ دونوں (منکر نکیر) اس کے پاس (قبر میں) سوال کے لیے نہیں آئیں گے، بلکہ راہ خدا میں بحالت چوکیداری اس کی موت اس کے ایمان کی شہادت کے لیے کافی ہے۔ وہ دونوں (فرشتے) نہ کوئی تکلیف دیں گے اور نہ ڈرائیں گے۔ قبر میں فتنے مبتلا کرنے والے سے مراد فرشتۂ عذاب ہے (قول ملا علی قاری شارح مشکوٰۃ)

مرض الموت میں قل ھو اللہ کا ورد فتنۂ قبر سے حفاظت کا سبب ہے

اور اس کی تلاوت کرنے والا ضغطۂ قبر (قبر کے بھینچنے سے) محفوظ رہے گا اور فرشتے اُسے اپنے شانوں پر اُٹھا کر پل صراط سے گزر کر جنت میں پہنچا دیں گے۔

عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ	یزید بن عبداللہ بن شخیر عنبری اپنے

لِلشِّخِّيْرِ الْعَنْبَرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ	باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ	مرض الموت میں قل ہو اللہ احد کی تلاوت
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔ فِيْ	کرتا ہے وہ قبر کی آزمائش میں مبتلا
مَرَضِهِ الَّذِيْ يَمُوْتُ فِيْهِ	نہیں ہوگا اور قبر کے بھینچے (یعنی
لَمْ يُفْتَنْ فِيْ قَبْرِهِ وَاَمِنَ	اس کے دباؤ) سے امن میں رہے
مِنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ وَحَمَلَتْهُ	گا۔ اور قیامت کے دن فرشتے
الْمَلٰٓئِكَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ	اس کو اپنے کاندھوں پر اٹھائے
بِاَكُفِّهَا حَتّٰى تُجِيْزَهٗ	پل صراط سے گزار کر اسے جنت
مِنَ الصِّرَاطِ اِلَى الْجَنَّةِ	میں پہنچا دیں گے۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۲۱۳)

فضائلِ سورۂ اخلاص

حضرت انس سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے اس سورت (یعنی سورۂ اخلاص) سے بڑی محبت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی محبت تجھے جنت میں لے جائے گی (ابن کثیر)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ سب جمع ہو جاؤ میں تمہیں قرآن کا ایک تہائی حصہ سناؤں گا۔ جو جمع ہو سکتے تھے جمع ہو گئے آپ تشریف لائے اور قل ہو اللہ احد پوری سورت تلاوت فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا کہ یہ سورت ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (مسلم)

ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائیؒ نے ایک طویل حدیث روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح اور شام قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور معوذتین (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) پڑھ لیا کرے تو یہ اس کے لیے کافی ہے۔ اور فرمایا کہ رات کو اس وقت تک نہ سوؤ جب تک ان تینوں سورتوں کو نہ پڑھ لو۔ حضرت عقبہؓ کہتے ہیں کہ اس وقت سے میں نے کبھی ان کا ناغہ نہیں کیا (معارف القرآن)

صحیح بخاری شریف میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات سونے کے لیے بستر پر تشریف لاتے تو ہر رات ان تینوں سورتوں کو پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیاں ملا کر ان پر دم کر کے اپنے جسم مبارک پر پھیر لیا کرتے۔ پہلے سر مبارک پر، پھر منہ پر، پھر اپنے سامنے کے جسم مبارک پر تین مرتبہ اسی طرح کرتے۔ یہ حدیث سنن میں بھی ہے۔ (ابن کثیر)

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد کی تلاوت سے جنّت واجب ہو گئی

آنحضرت ایک مرتبہ کہیں سے تشریف لا رہے تھے، آپؐ کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ بھی تھے۔ آپ نے ایک شخص کو اس سورت کی تلاوت کرتے ہوئے سن کر فرمایا کہ واجب ہو گئی، حضرت ابوہریرہؓ نے پوچھا کیا واجب ہو گئی فرمایا جنّت (ترمذی و نسائی)

صحیح بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک رات میں ایک تہائی قرآن پڑھ لو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سن کر صحابۂ کرام ششدر رہ گئے۔ اور عرض کیا کہ یہ ہر ایک کی بساط نہیں۔ آپؐ نے فرمایا سورۂ قل ہو اللہ احد تہائی قرآن ہے۔ (ابن کثیر ج ۴ ص ۵۶۶)

جہری نمازوں میں

الحمد کے بعد قرأت سے پہلے یا بعد قل ہو اللہ پڑھنا

بخاری شریف کتاب التوحید میں ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا سا لشکر کہیں بھیجا۔ جس وقت وہ لشکر واپس آیا۔ تو انہوں نے کہا کہ حضورؐ نے ہم پر جسے امیر بنایا تھا۔ وہ نماز میں قرأت کے خاتمے پر سورۂ قل ہو اللہ پڑھا کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا اُن سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتے تھے۔ پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ یہ سورت رحمٰن کی صفت ہے۔ مجھے اس کی تلاوت بے حد محبوب ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ انہیں خبر دو کہ خدا بھی ان سے محبت رکھتا ہے ____

ایک انصاری مسجدِ قبا کے امام تھے ان کی عادت تھی کہ الحمد ختم کر کے پھر اس سورت (قل ہو اللہ) کو پڑھتے۔ اس کے بعد پھر کوئی دوسری سورت یا جہاں سے چاہتے قرآن مجید میں سے پڑھتے۔ ایک دن مقتدیوں نے اُن سے کہا کہ آپ پہلے اس سورت کو پڑھتے ہیں پھر دوسری سورت ملاتے ہیں۔ یہ کیا ہے یا تو آپ صرف اسی سورت (اخلاص) کو پڑھئے یا چھوڑ دیجیے۔ اور کوئی دوسری سورت پڑھا کریں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں تو جس طرح کرتا ہوں اسی طرح کرتا رہونگا۔ آپ لوگ مجھے امامت کے عہدے پر بحال رکھو یا ہٹا دو۔ مقتدیوں کے لیے امام صاحب کا یہ فرمان بڑا گراں گزرا۔ اس لیے کہ وہ امام صاحب ان سب میں (علم و عمل کے لحاظ سے) افضل تھے۔ ان کی موجودگی میں کسی دوسرے شخص کا نماز پڑھانا بھی انہیں منظور نہ تھا۔ ایک دن جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے۔ تو ان لوگوں نے آپ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے امام صاحب

سے دریافت فرمایا کہ تم اپنے مقتدیوں کی بات کیوں نہیں مانتے؟ اور ہر رکعت میں اس سورت کو کیوں پڑھتے ہو؟ وہ کہنے لگے یارسول اللہ مجھے اس سورت سے بڑی محبت ہے۔ آپ نے فرمایا اس کی محبت نے تجھے جنت میں پہنچا دیا۔

(ابن کثیر ص ۵۴۶ ج ۴ بحوالہ بخاری کتاب الصلوٰۃ

اہلِ قبور کو دعا اور صدقات کا تحفہ بھیجو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ	کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	کہ قبر میں میت کی حالت ایسے شخص
وَسَلَّمَ مَا الْمَيِّتُ فِي	کی طرح ہے جو پانی میں غرق ہو رہا ہو
الْقَبْرِ اِلَّا شِبْهُ الْغَرِيْقِ	اور اپنی حفاظت کے لیے پکار رہا ہو۔
الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً	وہ اپنے باپ۔ ماں، اولاد اور سچے
مِّنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ وَلَدٍ	دوست کی طرف سے (اپنے لیے)
اَوْ صَدِيْقٍ ثِقَةٍ۔ فَاِذَا	دعا کا منتظر رہتا ہے جس وقت اُسے
لَحِقَتْهُ كَانَتْ اَحَبَّ اِلَيْهِ	کسی کی دُعا پہنچتی ہے۔ تو وہ اس کے
مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔	نزدیک دنیا اور اس کی تمام نعمتوں سے
وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيُدْخِلُ	زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اس لیے کہ
عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ	اللہ تعالیٰ اہلِ دنیا کی دُعا کے ساتھ اہلِ
دُعَاءِ اَهْلِ الدُّنْيَا اَمْثَالَ	قبور کے پاس (راحت و آرام کا سامان)
الْجِبَالِ۔ وَاِنَّ هَدِيَّةَ	دنیا کے پہاڑوں کی مانند بھیجتا ہے۔
الْاَحْيَاءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ	اور زندوں کی طرف سے مردوں کے

اِنَّ اسْتِغْفَارُکُمْ وَالصَّدَقَةُ عَلَیْهِ (کنز العمال ج ۱۵ ص ۶۹۴)

یہ تحفہ، اُن کے لیے بخشش کی دعا اور راہِ خدا میں صدقہ وخیرات کا ثواب ہے (یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے وقت نیت کرے کہ اس کا ثواب فلاں میت کو ملے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی عذابِ قبر سے پناہ مانگتے تھے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ مُشْتَمِلًا بِثَوْبِهٖ مُحْمَرَّةً عَیْنَاهُ وَهُوَ یُنَادِیْ بِاَعْلٰی صَوْتِهٖ اَیُّهَا النَّاسُ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَّلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا۔ اَیُّهَا النَّاسُ اِسْتَعِیْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَاِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ حَقٌّ (رواہ احمد۔ مجمع الزوائد ج ۳ ص ۵۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز نصف دن گزرے (اپنے حجرۂ مبارکہ سے) باہر نکلے (اس حال میں کہ) آپ چادر میں لپٹے ہوئے تھے۔ آپ کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ اور آپ بلند آواز سے فرما رہے تھے اے لوگو! اگر تم جان لو جو میں جانتا ہوں۔ تو تھوڑا ہنسا کرو اور زیادہ رویا کرو، ــــ اے لوگو! اللہ کے ساتھ عذابِ قبر سے پناہ مانگو، بیشک عذابِ قبر حق ہے۔

قبر کا معاملہ کس قدر ہولناک کس درجہ لرزہ خیز اور کتنا پریشان کن ہے! کہ سید الرسل، حبیبِ خدا۔ رحمۃ للعلمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی قبر کے منظر سے گھبرائے ہوئے ہیں۔ آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں۔ اور

لوگوں سے بآوازِ بلند فرما رہے ہیں۔ اے لوگو! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جان لو جس چیز کا مجھے علم ہے۔ اگر تمہیں بھی ہو جائے تو یہ تمہارا کھل کھلا کر ہنسنا ختم ہو جائے۔ اور تم رونے لگو۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے عذابِ قبر سے پناہ مانگو۔ دعائیں کرو۔ کہ وہ اس سے بچائے۔ اس لیے کہ قبر کا عذاب حق ہے۔ اس میں شک نہ کرو۔ اور سفرِ آخرت کی منازل میں سے یہ پہلی منزل ہے اور بڑی ہی سخت منزل ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّسْمِعَكُمْ عَذَابَ الْقَبْرِ (رواہ مسلم)	حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم اپنے مُردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے۔ تو میں اللہ سے دُعا کرتا وہ تمہیں عذابِ قبر سُنا دیتا۔
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْلًا لِّبَنِي النَّجَّارِ فَسَمِعَ اَصْوَاتَ رِجَالٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ مَاتُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ يُعَذَّبُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا فَاَمَرَ	حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی نجّار کے قبرستان میں داخل ہوئے، تو آپ نے بنی نجّار کے اُن مُردوں کی آوازیں (چیخ و پکار) سُنیں جو کہ زمانۂ جاہلیت میں فوت ہو گئے تھے اُنہیں اُن کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر وہاں سے نکل آئے۔ اور

أَصْحَابَهُ أَنْ يَّتَعَوَّذُوا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (رواہ احمد، مجمع الزوائد ج ۳ ص۵۵)

اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ قبر کے عذاب سے اللہ سے پناہ مانگیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ جب چاہتا وحی کے ذریعہ غیب کی کوئی خبر بتا دیتا تھا۔ انہیں میں سے بنی نجار کی قبروں کا یہ واقعہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ ہی نے خصوصی طور پر یہ قوت برداشت عطا فرمائی تھی۔ کہ اس قسم کے ہولناک واقعات کا مشاہدہ فرما کر آپ صحیح وسلامت رہتے تھے۔ جیسا کہ معراج کی رات آپ نے جہنم کو اپنی چشم مبارک سے دیکھا اور اس میں اہل جہنم کے عذاب کی کیفیات اور اقسام بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی انسان یا جن میں یہ قوت نہیں کہ وہ قبر میں عذاب کو دیکھ سکے اور اگر کبھی کوئی عذاب قبر بچشم خود دیکھ لے تو شدت خوف سے دفعۃً مر جائے جیسے حدیث میں آتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر عذاب قبر کا تم پر انکشاف ہو جائے۔ تو تم اپنے مردے دفنانا چھوڑ دو۔

عذاب قبر کو چرند پرند سنتے ہیں

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ عَجُوْزَتَانِ مِنْ عُجُزِ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَتَا إِنَّ أَهْلَ الْقُبُوْرِ يُعَذَّبُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ فَكَذَّبْتُهُمَا وَلَمْ أُنْعِمْ أَنْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ میرے پاس مدینہ کی دو بوڑھی یہودی عورتیں آئیں۔ انہوں نے ذکر کیا کہ اہل قبور کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے میں نے انہیں جھٹلایا مجھے یہ اچھا نہ معلوم ہوا کہ میں ان کی بات کی تصدیق

أُصَدِّقَهُمَا فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ عَجُوْزَتَيْنِ مِنْ عُجُزِ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ قَالَتَا إِنَّ أَهْلَ الْقُبُوْرِ يُعَذَّبُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ قَالَ صَدَقَتَا إِنَّهُمْ يُعَذَّبُوْنَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا فَمَا رَأَيْتُهُ صَلَّى صَلٰوةً إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

کروں۔ پھر وہ دونوں چلی گئیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دو یہودی عورتیں آئی تھیں۔ وہ کہتی تھیں کہ اہلِ قبور کو اُن کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے، آپؐ نے فرمایا انہوں نے سچ کہا ہے بیشک انہیں (قبروں میں) عذاب ہوتا ہے، ایسا کہ اس کو تمام جانور سنتے ہیں۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ ہر نماز کے بعد عذابِ قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

فتنۂ قبر

سے حفاظت کے لیے آنحضرتؐ کی دُعا،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، آپ یہ دُعا فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ (نسائی)

اے اللہ میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور عذابِ جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور زندگی اور موت کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری حفاظت چاہتا ہوں،

عذابِ قبر سے حفاظت کی دُعا

جو کہ آنحضورؐ قرآن کی سورتوں کی طرح سکھاتے تھے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَآءَ كَمَا

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں یہ دُعا اس طرح سکھاتے تھے جس طرح انہیں قرآن مجید کی سورتیں سکھاتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ کہو:-

يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

(نسائی)

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ ہم تجھ سے عذابِ جہنم سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور ہم تجھ سے عذابِ قبر سے پناہ مانگتے ہیں، اور ہم تجھ سے مسیح دجال کے فتنے سے پناہ مانگتے ہیں، اور ہم تجھ سے زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ طلب کرتے ہیں"

عذابِ قبر سے حفاظت کی مختصر دُعا

عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

(المستدرک ج ۱ ص ۳۵)

حضرت ابوبکرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یہ دُعا) پڑھا کرتے تھے، "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔ اے اللہ میں کفر، فقر اور عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

منقول از —— **تہذیب الآثار**

وتفصیل معانی الثابت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الاخبار۔ مسند امیر المومنین عمر بن الخطاب

القسم الثانی (۲)

تالیف۔ الامام محمد بن جریر الطبریؒ

---

(۱) عَنْ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَسُوْءِ الْعُمُرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ [1]	حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے، (۱) بزدلی سے (۲) کنجوسی سے (۳) بری عمر سے (۴) سینے کے فتنے (برے خیالات) سے اور قبر کے عذاب سے

---

[1] أخرجه احمد فى المسند: ۱/۲۲ وابن ماجه فى سننه: ۲/۱۲۶۳ وابن ابى شيبة فى مصنفه: ۳/۳۷۴ والنسائى فى سننه: ۸/۲۳۴ وابوداود ۲/۹۰

(۲) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ [1]	حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں، کمزوری سے کسلمندی سے اور بزدلی سے اور بڑھاپے (کی آفات) سے اور بخل سے اور عذاب قبر سے، اور زندگی اور موت کے فتنہ سے
(۳) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ‹‹	حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اے اللہ میں کفر اور فقر (عزبت) اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔
(۴) عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ:	حضرت حمید سے روایت ہے

---

[1] أخرجه احمد فی مسنده ۳:۴/۱۳ ۱۰ومسلم فی صحیحه: ۲/۲۰۷۹ من طریق ابن علیة عن التیمی ‹‹

سُئِلَ أَنَسٌ عَنْ	کہ حضرت انسؓ سے سوال کیا
عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ	گیا عذاب قبر کے بارے میں
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ	آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے
وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ يَقُوْلُ	فرمایا کرتے اے اللہ میں
اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ	تجھ سے کسلمندی اور
مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ	بڑھاپے اور بزدلی اور
وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ	فتنۂ دجال اور عذابِ قبر
وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ	سے حفاظت طلب
وَعَذَابِ الْقَبْرِ [1]	کرتا ہوں۔

(۵) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ	میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک
يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ	اللہ تعالیٰ حق ہے اور بیشک
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	اُس کی ملاقات حق ہے اور
أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ حَقٌّ	بے شک قیامت حق ہے، اور
وَأَنَّ لِقَاءَهُ حَقٌّ،	بے شک جنّت حق ہے، اور

---

[1] أخرجه أحمد في مسنده ۳:۲۰۵ | والترمذي في سننه: ۱۸۳/۵ من طريق إسماعيل بن جعفر عن حميد وقال: هذا حديث حسن صحيح، والنسائي في سننه: ۲۲۸/۸ من طريق محمد بن المثنى عن خالد عن حميد:

وَأَنَّ السَّاعَةَ حَقٌّ	بے شک جہنم حق ہے،
وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ،	اے اللہ میں تیری پناہ
وَأَنَّ النَّارَ حَقٌّ	چاہتا ہوں دجّال کے فتنہ
اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ	سے اور زندگی و موت
مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ،	کے فتنہ سے اور قبر کے
وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ	عذاب اور جہنّم کے
وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.	عذاب سے،
وَعَذَابِ جَهَنَّمَ	

---

(۶)

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ	حضرت ابوہریرۃؓ بیان فرماتے
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعِيْذُوْا	صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ
بِاللّٰهِ مِنْ جَهَنَّمَ اسْتَعِيْذُوْا	سے حفاظت طلب کرو جہنّم سے
بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ	اور اللہ سے پناہ مانگو عذاب قبر
الْقَبْرِ، اسْتَعِيْذُوْا	سے، اور اللہ سے پناہ مانگو
بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ	مسیح دجال کے فتنہ سے اور
الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ	اللہ سے پناہ چاہو
اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ	زندگی اور موت کے
فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ[۱]	فتنہ سے۔

---

[۱] اخرجه البخاري في الادب المفرد: ۱۶۸ والترمذي في سننه: ۵/ ۲۳۹ وقال: (هذا حديث صحيح) وابن أبي شيبة في مصنفه: ۳/ ۲۷۳ وابن ماجه: ۱/ ۲۹۵، وذكر المتقي في الكنز: ۱۵/ ۶۳۸ (خد، ت، ن)

(۷) عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَلَى مِنْبَرِ الْبَصْرَةِ " إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفِتَنِ بَاطِنِهَا وَظَاهِرِهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْأَعْوَرِ الْكَذَّابِ [1]

حضرت ابو نضرہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ بصرہ میں سرِ منبر فرما رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد یہ دُعاء کیا کرتے تھے (ترجمہ) اے اللہ میں عذابِ قبر سے اور آگ کے عذاب سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، اور میں فتنوں کے خُفیہ اور ظاہری شر سے تیری حفاظت کا طلبگار رہوں، اے اللہ تُو مجھے کانے جھوٹے (دجّال) کے فتنہ سے بھی محفوظ فرما۔

---

(۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ

---

[1] أخرجه احمد فی مسنده: ۱/ ۳۰۵ و الطيالسی كما فی منحة المعبود: ۱/ ۱۰٦ ولم يذكر الرابعة و هی التعوذ من الفتن وذكره المتقی فی الكنز: ۲/ ۲٦۴ عن ابن جرير

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ[1]

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان کرتے ہیں، کہ آپ فرمایا کرتے اے اللہ میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور تجھ سے جہنم کے عذاب سے بچاؤ کی درخواست کرتا ہوں، اور تجھ سے حیات و موت کے فتنہ سے حفاظت چاہتا ہوں، اور تجھ سے مسیح دجال کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

---

(۹) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عذاب قبر

---

[1] أخرجه النسائي في سننه: ۸/۲۷۷ وأحمد في مسنده: ۲/۲۲۳ وعبد الرزاق في مصنفه: ۳/۵۸۹ من معمر ابن راشد عن يحيى مع بعض الاختلاف في اللفظ وأبو عوانة في مسنده: ۲/۲۳۶ من طريق علي بن المبارك عن يحيى، وذكره المتقي في الكنز: ۲/۱۹۰ (خ ن)

يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ [1]	سے پناہ مانگتے تھے "

(۱۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ فَلْيَتَعَوَّذْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ [2]

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے جب کوئی (آخری رکعت میں) تشہد سے فارغ ہو تو اُسے (سلام سے قبل) قبر کے عذاب اور جہنم کے عذاب سے پناہ مانگنی چاہئے "

اگر قبر میں عذاب وثواب کچھ نہیں تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عذابِ قبر سے پناہ مانگنا اور اُمت کو اس کی تلقین کرنے کا کیا مطلب۔؟

---

[1] أخرجه مسلم في صحيحه: ۴۱۱/۱ والنسائي في سننه: ۸۴/۴

[2] أخرجه احمد في مسنده: ۲۳۷/۲، ۴۷۷ ومسلم في صحيحه ۴۱۲/۱ والنسائي في سننه: ۴۸/۳، ۴۹ وابن خزيمة في صحيحه: ۳۵۷/۱ وأبوعوانة في مسنده: ۲۳۵/۲ والدارمي في سننه: ۳۱۰/۱ وأبو داود في سننه ۲۵۸/۱ وابن ماجه في سننه ۲۹۴/۱ والبيهقي في السنن الكبرى: ۱۵۴/۲ — والآجري في الشريعة: ۳۷۳

میّت کو دفن کرتے ہی اس کیلئے ثابت قدمی کی دعا کرو

اس لیے کہ اس کے پاس اسی وقت سوالات کے لیے فرشتے آجاتے ہیں

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ يَقُوْلُ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ عِنْدَ قَبْرٍ وَصَاحِبُهُ يُدْفَنُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ لَهُ التَّثْبِيْتَ فَاِنَّهُ الْاٰنَ يُسْاَلُ۔

حضرت عثمان بن عفان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ کے قریب سے گزرے۔ میت کو دفن کیا جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اپنے بھائی کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش اور ثابت قدمی کی دعاء کرو۔ اس وقت اس سے سوالات کئے جائیں گے۔

(المستدرک للحاکم کتاب الجنائز ج ۱ ص ۳۷)

میت کو جب قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے، تو منکر نکیر اسی وقت قبر میں آجاتے ہیں اور مُردے کو اُٹھا کر بٹھا لیتے ہیں، اور اُس سے پوچھتے ہیں مَنْ رَبُّكَ مَنْ نَبِيُّكَ مَا دِيْنُكَ تمہارا رب کون ہے تمہارا نبی کون ہے اور تمہارا دین کیا ہے؟ مرنے والے سے اُس کے اقرباء واحباء کے انقطاعِ تعلق کا یہ آخری وقت ہوتا ہے، لہٰذا ایسے نازک، اہم اور آخری وقت ہر ایک شخص اپنے اپنے طور پر میت کے ساتھ حقِ قرابت و رفاقت ادا کرے، اور اس کے لیے حتی الامکان خلوص اور خشوع و خضوع سے دعاء کرے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کی خطائیں معاف فرمائے اور اُسے منکر نکیر کے سوالات کا صحیح جواب دینے کی توفیق عطا فرمائے، اور اُسے قبر کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔

وہ خوش نصیب لوگ جن سے قبر میں سوال نہیں ہوگا

(۱) راہِ خدا میں شہید ہونے والا (۲) میدانِ لڑائی میں پہرہ دینے والا (۳) طاعون میں مرنے والا (۴) صدّیق (مجسّم صدق) (۵) انبیاء و مرسلین ؑ

از منظومۃ التثبیت عند التبییت للامام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ

وَاسْتَثْنِ جَمْعًا مَالَهُمْ سُؤَالُ ۔۔۔ خِصِّيصَةٌ مَنَّ بِهَا الْمِفْضَالُ

ایک جماعت کو سوالِ قبر سے مستثنیٰ سمجھو کہ اُن سے قبر میں سوال نہ ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر خاص انعام فرمایا ہے۔

اَلْاَوَّلُ الشَّهِيْدُ اَىْ مَنْ يُّقْتَلُ ۔۔۔ نَصَّ النَّبِيُّ اَنَّهٗ لَا يُسْئَلُ

اُن میں سے پہلا شخص شہید ہے۔ جو راہِ خدا میں مارا جائے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ شہید سے قبر میں سوال نہ ہوگا، اس لیے کہ اس کے سر پر تلواروں کی چمک فتنۂ قبر سے کافی ہو گئی، (اخرجہ النسائی) یعنی اگر اس کے دل میں نفاق ہوتا۔ تو تلوار کی چمک سے میدانِ جہاد سے بھاگ کھڑا ہوتا۔ ایسے وقت جبکہ تلوار سر پر چمک رہی ہوتی ہے مخلص آدمی ہی ٹھہرتا ہے۔

وَكَمْ اِمَامٍ رَاسِخٍ قَدْ وَافَىٰ ۔۔۔ بِهٖ وَلَمْ يَحْكِ بِهٖ رَجُلٌ خِلَافَا

اور جمہور علماءِ راسخین کا یہی قول ہے کہ شہید سے (قبر میں) سوال نہیں ہوگا۔ کسی کا بھی اس میں اختلاف نہیں اور احادیثِ صحیحہ سے یہی ظاہر ہے۔

ثَانِى الَّذِىْ لَا يُسْئَلُ الْمُرَابِطُ ۔۔۔ رَوَى الْاَحَادِيْثَ بِذَا الْمَضَابِطُ

دوسرا شخص جس سے قبر میں سوال نہ ہوگا وہ مرابط ہے جو سرحد کی پاسبانی اور نگہبانی کرے اور ہر لحظہ دشمن کے ساتھ مقابلہ اور مقاتلہ کے لیے مستعد رہے، یہ مضمون احادیث

صحیح میں آیا ہے جسے ائمہ حفظ اور علماء ضبط نے روایت کیا ہے۔

اَلثَّالِثُ الْمَطْعُوْنُ حَیْثُ اُلْحِقَا بِالشُّهَدَآءِ فِیْ حَدِیْثٍ صُدِّقَا

تیسرا شخص مطعون ہے یعنی جو طاعون میں مرگیا، وہ بھی شہید کے حکم میں ہے، یعنی شہداء کے زمرہ میں شامل ہے۔ جیساکہ صحیح حدیث میں ہے۔

وَمُقْتَضٰی مَا قَدْ رَوَاهُ الْقُرْطُبِیْ کُلُّ اَخِیْ شَهَادَةٍ بِذَا حُبِیْ

امام قرطبی کی روایت کا مقتضیٰ یہ ہے۔ کہ ہر ایک شہید اس نعمت سے سرفراز فرمایا جائے گا۔ یعنی احادیث میں جن اشخاص کو شہداء میں شمار کیا گیا ہے۔ وہ سب اس حکم میں شامل ہیں۔ اور ان میں سے کسی سے بھی قبر میں منکر نکیر سوال نہیں کریں گے۔

اَلرَّابِعُ الصِّدِّیْقُ ذُو الْعِزِّ الَّذِیْ نَصَّ عَلَیْهِ الْقُرْطُبِیْ وَالتِّرْمِذِیْ

اور چوتھا شخص صدیق ہے جس سے قبر میں سوال نہ ہوگا جیساکہ امام قرطبی اور حکیم ترمذی نے اس کی تصریح کی ہے۔

لِاَنَّهٗ مِنَ الشَّهِیْدِ اَعْلٰی مَرْتَبَةً فَهُوَ بِذَاكَ اَوْلٰی

صدیق سے قبر میں سوال نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ صدیق کا مرتبہ شہید سے بلند ہے جیساکہ قرآن مجید میں صدیق کو شہید سے مقدم رکھا ہے۔ لہٰذا وہ اس کرامت کا زیادہ مستحق ہے۔

وَمِنْ هُنَا یُقْطَعُ بِانْتِفَائِهٖ عَنْ رُسُلِ اللّٰهِ وَاَنْبِیَآئِهٖ

اور اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ انبیاء ومرسلین سے بھی (قبر میں) قطعاً سوال نہیں ہوتا۔ کہ انبیاء ومرسلین تمام مخلوق میں افضل ترین درجات پر فائز ہیں، (فتح الغفور بشرح منظومۃ القبور از صفحہ ۵۲ تا ۵۴)

عالم برزخ میں راحت وکلفت سے متعلق

علماء وفقہاء امت کے اقوال

امام محی الدین یحییٰ بن شرف النووی شارح مسلم شریف المتوفی ۶۷۶ھ ہجری فرماتے ہیں۔

اِعْلَمْ اَنَّ مَذْهَبَ اَهْلِ السُّنَّةِ اِثْبَاتُ عَذَابِ الْقَبْرِ وَقَدْ تَظَاهَرَتْ عَلَيْهِ دَلَائِلُ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا اَلْاٰيَةَ وَتَظَاهَرَتْ بِهِ الْاَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ رِوَايَةِ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّلَا يَمْتَنِعُ فِي الْعَقْلِ اَنْ يُّعِيْدَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْحَيٰوةَ فِيْ جُزْءٍ مِّنَ الْجَسَدِ وَيُعَذِّبَهٗ وَاِذَا لَمْ يَمْنَعْهُ الْعَقْلُ وَوَرَدَ الشَّرْعُ بِهٖ وَجَبَ قَبُوْلُهٗ وَاعْتِقَادُهٗ اِلٰى اَنْ قَالَ ثُمَّ الْمُعَذَّبُ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ الْجَسَدُ بِعَيْنِهٖ اَوْ بَعْضُهٗ بَعْدَ اِعَادَةِ

تو جان لے (اور مان لے) کہ جملہ اہلِ سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ عذابِ قبر یقینی ہے اور اس پر قرآن وحدیث کے دلائل واضح ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا (قرآن مجید میں) ارشاد ہے کہ آلِ فرعون صبح وشام (جہنم کی) آگ پر پیش کیے جاتے ہیں۔ اور اس پر بہت سی صحیح احادیث صحابہ کرام کی ایک جماعت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے مقامات پر روایت کی ہیں۔ اور یہ عقل کے بھی خلاف نہیں (وہ بھی اسے غیر ممکن نہیں سمجھتی) کہ اللہ تعالیٰ جسم کے کسی حصے میں (روح لوٹا دے۔ اور اسے عذاب دے۔ جب عقل بھی اسے غیر ممکن نہیں سمجھتی اور شریعت میں بھی اس کا ثبوت موجود ہے۔ تو اسے قبول کرنا اور اس پر یقین لانا فرض ہے۔ اس کے بعد فرمایا جسدِ عنصری بعینہٖ یا اس کے کسی جزء کو عذاب دیا جاتا ہے اس پر تمام

الرُّوحِ اِلَيۡهِ اَوۡ اِلٰى جُزۡءٍ مِّنۡهُ وَخَالَفَ فِيۡهِ مُحَمَّدُ بۡنُ جَرِيۡرٍ وَّعَبۡدُ اللّٰهِ بۡنُ كَرَامٍ وَّطَآئِفَةٌ فَقَالُوۡا لَا يُشۡتَرَطُ اِعَادَةُ الرُّوۡحِ قَالَ اَصۡحَابُنَا هٰذَا فَاسِدٌ لِاَنَّ الۡاَلَمَ وَالۡاِحۡسَاسَ اِنَّمَا يَكُوۡنُ فِى الۡحَيِّ قَالَ اَصۡحَابُنَا وَلَا يَمۡنَعُ مِنۡ ذٰلِكَ كَوۡنُ الۡمَيِّتِ قَدۡ تَفَرَّقَتۡ اَجۡزَآءُهٗ كَمَا نُشَاهِدُ فِى الۡعَادَةِ اَوۡ اَكَلَتۡهُ السِّبَاعُ اَوۡ حِيۡتَانُ الۡبَحۡرِ اَوۡ نَحۡوُ ذٰلِكَ فَكَمَا اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُعِيۡدُهٗ لِلۡحَشۡرِ وَهُوَ سُبۡحَانَهٗ وَتَعَالٰى قَادِرٌ عَلٰى ذٰلِكَ فَكَذَا يُعِيۡدُ الۡحَيٰوةَ اِلٰى جُزۡءٍ مِّنۡهُ وَاِنۡ اَكَلَتۡهُ السِّبَاعُ وَالۡحِيۡتَانُ

(شرح مسلم ج ۲ ص ۳۸۵ و ۳۸۶ طبع ہند)

اہلِ سُنت متفق ہیں۔ اور اس میں محمد بن جریر اور عبداللہ بن کرام اور ایک جماعت نے مخالفت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ (عذاب کے لیے) روح کا لوٹایا جانا شرط نہیں ہے لیکن ہمارے اسلاف کا فرمان ہے کہ ان کا یہ قول باطل ہے۔ اس لیے کہ درد اور اس کا احساس ذی روح (زندے) ہی کو ہو سکتا ہے۔ اور ہمارے اکابر کا ارشاد ہے۔ کہ یہ کوئی مانع امر نہیں کہ میت کے اجزاء منتشر ہو جائیں جیسا کہ ہم عادۃً ہمیں مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ یا اس کو درندے پھاڑ کھائیں یا سمندر کی مچھلیاں نگل جائیں۔ یا اسی قسم کی کوئی اور شکل سامنے آ جائے۔ تو جس طرح اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے۔ کہ (قبر میں) بوسیدہ ہڈیوں میں روح پھونک کر اسے دوبارہ جسمانی لباس پہنا کر میدانِ محشر میں لے آئے۔ اسی طرح بدن کے کسی حصّے میں زندگی لوٹانے پر بھی قدرت رکھتا ہے۔ اگرچہ اُسے درندے اور مچھلیاں ہی کیوں نہ کھا جائیں۔

حضرت علامہ سید احمد حسنؒ فرماتے ہیں۔

وَمَذۡهَبُ اَهۡلِ السُّنَّةِ اِثۡبَاتُ عَذَابِ اہلِ سُنت کا مسلک یہ ہے کہ عذابِ قبر

اَلْقَبْرِ خِلَافًا لِّلْخَوَارِجِ وَالْمُعْتَزِلَةِ	حق ہے، بخلاف فرقہ خوارج، معتزلہ اور
وَبَعْضِ الْمُرْجِئَةِ فَإِنَّهُمْ نَفَوْا	بعض مرجیہ کے کہ وہ اس کا انکار کرتے ہیں
ذَالِكَ وَاَحَادِيْثُ الْبَابِ تَرُدُّ	لیکن عذابِ قبر کے متعلق احادیث ان کے
عَلَيْهِمْ ثُمَّ الْمُعَذَّبُ عِنْدَ اَهْلِ	(باطل عقیدہ کے) خلاف ہیں۔ اہل سنت
السُّنَّةِ اَلْجَسَدُ بِعَيْنِهٖ بَعْدَ	کے نزدیک عذابِ قبر جسدِ عنصری کو ہوتا ہے
إِعَادَةِ الرُّوْحِ اِلَيْهِ وَمَا قِيْلَ	جبکہ اس میں روح لوٹ آتی ہے، جن کا یہ
اِنَّ السُّؤَالَ فِي الْقَبْرِ يَقَعُ عَلَى	خیال ہے کہ قبر میں سوال صرف بدن سے ہوتا
الرُّوْحِ فَقَطْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَقَعُ	ہے۔ اور بعض نے کہا کہ صرف رُوح سے ہوتا
عَلَى الْجَسَدِ فَقَطْ فَيَرُدُّ عَلَيْهِمْ	ہے (اس سلسلہ میں) رسولِ اکرمؐ کا فرمان جو
قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُعَادُ	بعض روایات میں آتا ہے۔ کہ اس کی رُوح
رُوْحُهٗ فِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ	اس کے جسم کی طرف لوٹائی جاتی ہے۔ ان
(تنقیح الرواۃ ج ۱ ص ۳۱-۳۲)	اقوال کی نفی کرتا ہے۔

امام اہل سنت حضرت امام احمد بن حنبلؒ المتوفی ۲۴۱ھ فرماتے ہیں۔

وَالْاِيْمَانُ بِالْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ	حوضِ کوثر اور شفاعت پر ایمان لانا اور
وَالْاِيْمَانُ بِمُنْكَرٍ وَّنَكِيْرٍ وَّعَذَابِ	منکر و نکیر اور عذاب قبر اور ملک الموت
الْقَبْرِ وَالْاِيْمَانُ بِمَلَكِ الْمَوْتِ	اور رُوحوں کو قبض کر کے قبروں میں
بِقَبْضِ الْاَرْوَاحِ ثُمَّ تُرَدُّ فِي	اُن کے جسموں کی طرف لوٹانا، اور قبر
الْاَجْسَادِ فِي الْقُبُوْرِ فَيُسْئَلُوْنَ	میں ایمان اور توحید کے بارے میں
عَنِ الْاِيْمَانِ وَالتَّوْحِيْدِ	سوالات پر ایمان لانا واجب ہے۔
(کتاب الصلوٰۃ ص۴۵ طبع مصر)	

امام تقی الدین علی بن عبد الکافی السبکیؒ فرماتے ہیں۔

اِنَّ حَیَاۃَ جَمِیْعِ الْمَوْتٰی بِاَرْوَاحِہِمْ وَاَجْسَامِہِمْ فِیْ قُبُوْرِہِمْ لَا شَکَّ فِیْھَا	بیشک رسوال وجواب کے لیے) تمام مُردوں کا اپنی روحوں اور جسموں کے ساتھ اپنی قبروں میں زندہ ہونا شک وشبہ سے بالاتر ہے۔

(شفاء السقام ص۱۵۲ طبع حیدرآباد دکن)

علامہ صدرالدین علی بن الاذویؒ المتوفی ۷۴۶ھ رقم طراز ہیں۔

وَکَذٰلِکَ عَذَابُ الْقَبْرِ یَکُوْنُ لِلنَّفْسِ وَالْبَدَنِ جَمِیْعًا بِاتِّفَاقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ	اہلِ سنت والجماعت کا اِس پر اتفاق ہے کہ عذابِ قبر سے رُوح اور بدن دونوں متاثر ہوتے ہیں۔

(شرح العقیدۃ الطحاویہ ص۳۳۳ طبع مکہ مکرمہ)

علامہ ابوالمظفر طاہر بن محمد الاسفرائنیؒ المتوفی ۴۷۱ھ تحریر فرماتے ہیں۔

وَاَخْبَرَ اَنَّہُمْ یُحْیَوْنَ فِی الْقُبُوْرِ وَقَدْ وَرَدَ فِیْ مَعْنٰی اِحْیَاءِ الْمَوْتٰی فِی الْقُبُوْرِ مَالَا یُحْصٰی مِنَ الْاٰیِ وَالْاَخْبَارِ وَالْاٰثَارِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مُردوں کو قبروں میں زندگی عطا ہوتی ہے۔ اور قبروں میں مُردوں کی زندگی مکرر کے بارے میں اس درجہ آیات اور احادیث اور اقوالِ آئمہ وارد ہوئے ہیں کہ انہیں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

(التبصیر ص۱۵۸ طبع مصر)

برزخ کا معاملہ دُنیا کے معاملے سے جُداگانہ ہے، اس کا صحیح احساس پسِ پردۂ مرگ عالمِ برزخ میں پہنچ کر ہی ہو گا ایک سچے مومن کا یہ کام ہے کہ وحیِ الٰہی کی سچی خبروں پر ایمان لائے جو سب سے سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دی ہیں۔

علامہ محمد بن عابدین الشامیؒ فرماتے ہیں۔

وَلَا يَرِدُ تَعْذِيْبُ الْمَيِّتِ فِيْ قَبْرِهٖ لِاَنَّهٗ تُوْضَعُ فِيْهِ الْحَيَاةُ عِنْدَ الْعَامَّةِ بِقَدْرِ مَا يُحِسُّ بِالْاَلَمِ وَ الْبِنْيَةُ لَيْسَتْ بِشَرْطٍ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ بَلْ تُجْعَلُ الْحَيَاةُ فِيْ تِلْكَ الْاَجْزَاءِ الْمُتَفَرِّقَةِ لَا يُدْرِكُهُ الْبَصَرُ (شامی جلد ۳ صفحہ ۲۰۱ طبع مصر)

یہ اعتراض درست نہیں کہ مُردے کو اس کی قبر میں عذاب کس طرح ممکن ہے۔ اس لیے کہ اکثر اہلِ علم کے نزدیک اس میں اس قدر زندگی پیدا کر دی جاتی ہے۔ کہ وہ تکلیف کو محسوس کرتی ہے۔ اور ڈھانچے کا قائم رہنا اہلِ سنت کے نزدیک ضروری نہیں بلکہ یہ زندگی جسم کے ان اجزاءِ متفرقہ میں پیدا کی جاتی ہے۔ جن کو آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔

علامہ الخیالیؒ فرماتے ہیں۔

وَاَمَّا تَعْذِيْبُ الْمَاكُوْلِ بِخَلْقِ نَوْعٍ مِّنَ الْحَيَاةِ فِيْ بَطْنِ الْاٰكِلِ فَوَاضِحُ الْاِمْكَانِ كَدُوْدَةٍ فِي الْجَوْفِ وَفِيْ خِلَالِ الْبَدَنِ فَاِنَّهَا تَتَاَلَّمُ وَتَتَلَذَّذُ بِلَا شُعُوْرٍ مِّنَّا (الخیالی۔ ص۱۱۸)

کسی درندے وغیرہ کی کھائی ہوئی میت کو عذاب دینا اس طرح کہ کھانے والے کے پیٹ میں ایک گونہ زندگی اس میں پیدا کر دی جائے۔ اس کا واضح امکان ہے جس طرح ہمارے پیٹ اور بدن کے درمیان زخم میں، کوئی کیڑا ہو، وہ تکلیف بھی اٹھاتا ہے اور لذت بھی، مگر ہمیں اس کا ذرا بھی احساس نہیں ہوتا۔

علامہ حافظ ابن الہمام محمد بن عبدالواحدؒ المتوفی ۸۶۱ھ فرماتے ہیں۔

وَلَا تَجُوْزُ الصَّلٰوةُ خَلْفَ مُنْكِرِ الشَّفَاعَةِ وَالرُّؤْيَةِ وَ

شفاعت۔ دیدارِ الٰہی، عذابِ قبر۔ کاتبین کے منکر کے پیچھے نماز جائز نہیں اس

عَذَابِ الْقَبْرِ وَالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ لِاَنَّهٗ كَافِرٌ لِتَوَاتُرِ هٰذِهِ الْاُمُوْرِ عَنِ الشَّارِعِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	لیے کہ وہ کافر ہے۔ کیونکہ یہ اُمور شارع علیہ السلام سے بکثرت روایات ثابت ہیں۔

(فتح القدیر ج ۱ ص ۲۴۷ طبع مصر)

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں۔

وَمِمَّا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّعْلَمَ اَنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ هُوَ عَذَابُ الْبَرْزَخِ فَكُلُّ مَنْ مَّاتَ وَهُوَ مُسْتَحِقٌّ لِّلْعَذَابِ نَالَهٗ نَصِيْبُهٗ قُبِرَ اَوْ لَمْ يُقْبَرْ فَلَوْ اَكَلَتْهُ السِّبَاعُ اَوْ اُحْرِقَ حَتّٰى صَارَ رَمَادًا اَوْ نُسِفَ فِي الْهَوَاءِ اَوْ صُلِبَ اَوْ غَرِقَ فِي الْبَحْرِ وَصَلَ اِلٰى رُوْحِهٖ وَبَدَنِهٖ مِنَ الْعَذَابِ مَا يَصِلُ اِلَى الْمَقْبُوْرِ	یہ جاننا ضروری ہے کہ عذابِ قبر عذابِ برزخ ہی کا نام ہے۔ ہر مرنے والے کو جو عذاب کا مستحق ہے۔ اس کا حصہ پہنچ جاتا ہے، وہ قبر میں دفن ہو یا نہ ہو، اگر اُسے درندے کھائے گئے ہوں یا آگ میں جلا دیا گیا ہو، یا اُس کی راکھ ہوا میں اڑادی گئی ہو۔ یا پھانسی دیا گیا ہو۔ یا سمندر میں ڈوب مرا ہو۔ ان سب حالات میں اُس کی روح اور اُس کے بدن کو عذاب پہنچے گا جو قبر میں مُردے کو ہوتا ہے۔

(کتاب الروح ص)

علامہ ابن قیمؒ کتاب الروح میں دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَاِذَا كَانَ النَّائِمُ رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ وَهُوَ حَيٌّ وَّحَيَاتُهٗ غَيْرُ حَيَاةِ الْمُسْتَيْقِظِ فَاِنَّ النَّوْمَ شَقِيْقُ الْمَوْتِ فَهٰكَذَا	اور جب سونے والے کی رُوح اُس کے جسم میں موجود ہوتی ہے۔ اور وہ بقید حیات ہوتا ہے۔ مگر اُس کی زندگی بیدار آدمی کی زندگی کے مشابہ نہیں ہوتی۔ اس

الْمَيِّتُ إِذَا أُعِيدَتْ رُوحُهُ إِلَى جَسَدِهِ كَانَتْ لَهُ حَالٌ مُتَوَسِّطَةٌ بَيْنَ الْحَيِّ وَبَيْنَ الْمَيِّتِ الَّذِي لَمْ تُرَدَّ رُوحُهُ إِلَى بَدَنِهِ كَحَالِ النَّائِمِ الْمُتَوَسِّطَةِ بَيْنَ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ فَتَأَمَّلْ هٰذَا يُزِيحُ عَنْكَ إِشْكَالَاتٍ كَثِيرَةٍ الخ

(کتاب الروح ص ۵۳)

لیے کہ نیند موت کے مترادف ہے اسی طرح مُردے کی رُوح جب اُس کے بدن کی طرف لوٹائی جائے گی۔ تو اُس کی حالت اُس زندے اور مُردے کے درمیان ہوگی جس کی رُوح اُس کے جسم کی طرف نہیں لوٹائی گئی جیسا کہ بحالتِ خواب زندہ اور مُردہ کے درمیان ہوتی ہے۔ تو اگر اس مثال پر غور کرے گا تو تیرے بہت سے شکوک رفع ہو جائیں گے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ رقمطراز ہیں۔

بَلِ الْعَذَابُ وَالنَّعِيمُ عَلَى النَّفْسِ وَالْبَدَنِ جَمِيعًا بِاتِّفَاقِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

(قبر میں) تکلیف و راحت رُوح اور بدن دونوں کو ہوتی ہے۔ اس بات پر جملہ اہلِ سنت والجماعت متفق ہیں۔

(شرح حدیث النزول ص [illegible])

فخرُ المناطقہ و الفلاسفہ امام المتکلمین

حضرت ابو حامد محمد بن محمد الغزالیؒ مُتوفّٰی سنہ ۵۰۵ھ

اپنی مدلّل اور مشہور علمِ کلام کتاب "الاقتصاد فی الاعتقاد" میں عذابِ قبر پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَأَمَّا عَذَابُ الْقَبْرِ فَقَدْ دَلَّتْ عَلَيْهِ قَوَاطِعُ الشَّرْعِ إِذْ تَوَاتَرَ

بہرحال حقیقت عذاب قبر پر شریعت مطہرہ کے قطعی دلائل قائم ہیں آنحضرت صلی اللہ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَعَنِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَ
عَنْهُمْ بِالْاِسْتِعَاذَةِ مِنْهُ فِي
الْاَدْعِيَةِ وَاشْتَهَرَ قَوْلُهُ عِنْدَ
الْمُرُوْرِ بِقَبْرَيْنِ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ
وَدَلَّ عَلَيْهِ قَوْلُهُ تَعَالٰى وَحَاقَ
بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝
اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا
وَّعَشِيًّا الْاٰيَةَ وَهُوَ مُمْكِنٌ
فَيَجِبُ التَّصْدِيْقُ بِهٖ وَوَجْهُ
اِمْكَانِهٖ ظَاهِرٌ وَّاِنَّمَا تُنْكِرُهُ
الْمُعْتَزِلَةُ مِنْ حَيْثُ يَقُوْلُوْنَ
اِنَّا نَرٰى شَخْصَ الْمَيِّتِ
مُشَاهَدَةً وَّهُوَ غَيْرُ مُعَذَّبٍ
وَّاِنَّ الْمَيِّتَ رُبَّمَا تَفْرِسُهُ
السِّبَاعُ وَتَاْكُلُهٗ وَهٰذَا هَوَسٌ
اَمَّا مُشَاهَدَةُ الشَّخْصِ
وَهُوَ مُشَاهَدَةٌ بِظَاهِرِ الْجِسْمِ
وَالْمُدْرِكُ لِلْعِقَابِ جُزْءٌ مِّنَ
الْقَلْبِ اَوْ مِنَ الْبَاطِنِ كَيْفَ
كَانَ وَلَيْسَ مِنْ ضَرُوْرَةِ

علیہ وسلم اور حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مسلسل ثابت ہے، کہ وہ اپنی دعاؤں میں عذابِ قبر سے پناہ مانگتے تھے۔ اور آپؐ کی یہ حدیث بھی مشہور ہے۔ کہ آپ جب دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ انہیں عذاب ہو رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی دلیل ہے (عذابِ قبر پر) کہ فرعونیوں کو سخت عذاب نے گھیر لیا۔ وہ آگ ہے جس پر صبح وشام اُنہیں پیش کیا جاتا ہے۔ (یعنی قبر کا منظر انہیں دکھایا جاتا ہے) اور عذابِ قبر ممکن بھی ہے۔ لہٰذا اس کی تصدیق واجب ہے، اور امکانِ (عذاب) کی وجہ ظاہر ہے معتزلہ نے اس کا اس لیے انکار کیا ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم مردے کو عیاناً (اپنے سامنے) دیکھتے ہیں اور اُسے کوئی عذاب نہیں ہوتا دکھائی دیتا، اور بعض اوقات لاش کو درندے چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہیں۔ (جب جسم ہی باقی نہ رہا تو عذاب کس چیز کو) یہ معتزلہ کا غلط نظریہ ہے۔ کیوں کہ مشاہدہ تو ظاہری جسم کا ہوتا ہے لیکن عذاب کا احساس کرنے والا دل کا

الْعَذَابِ ظُهُورُ حَرَكَةٍ فِي ظَاهِرِ
الْبَدَنِ بَلِ النَّاظِرُ إِلَى ظَاهِرِ
النَّائِمِ لَا يُشَاهِدُ مَا يُدْرِكُهُ
النَّائِمُ مِنَ اللَّذَّةِ عِنْدَ
الْإِحْتِلَامِ وَمِنَ الْأَلَمِ عِنْدَ
تَخَيُّلِ الضَّرْبِ وَغَيْرِهِ وَلَوْ
انْتَبَهَ النَّائِمُ وَأَخْبَرَ عَنْ
مُشَاهَدَاتِهِ وَآلَامِهِ وَ
لَذَّاتِهِ مَنْ لَمْ يَجْرِ لَهُ
عَهْدٌ بِالنَّوْمِ لَبَادَرَ إِلَى الْإِنْكَارِ
اغْتِرَارًا بِسُكُونِ ظَاهِرِ جِسْمِهِ
كَمَا مُشَاهَدَةِ إِنْكَارًا
لِمُعْتَزِلَةٍ لِعَذَابِ الْقَبْرِ۔
وَأَمَّا الَّذِي تَأْكُلُهُ السِّبَاعُ
فَغَايَةُ مَا فِي الْبَابِ أَنْ
يَكُونَ بَطْنُ السِّبَاعِ قَبْرًا
فَإِعَادَةُ الْحَيٰوةِ إِلَى جُزْءٍ
يُدْرِكُ الْعَذَابَ مُمْكِنٌ
فَمَا كُلُّ مُتَأَلِّمٍ يُدْرِكُ
الْأَلَمَ مِنْ جَمِيعِ بَدَنِهِ۔
وَأَمَّا سُؤَالُ مُنْكَرٍ وَنَكِيرٍ

ایک حصہ یا اس (میت) کا باطن ہوتا ہے
کچھ بھی ہو عذاب سے یہ لازم نہیں آتا کہ
ظاہری بدن بھی متحرک ہو بلکہ سونے والے
شخص کے ظاہری جسم کو دیکھنے والا شخص اُس
لذت کا مشاہدہ نہیں کرسکتا جس کا احساس
خوابیدہ کو احتلام کے وقت ہوتا ہے اور
اُس درد کا ادراک بھی بیدار شخص نہیں کرسکتا
جس کا سونے والا مار پٹائی کے تخیل سے
احساس کرتا ہے، اگر سونے والا شخص بیدار
ہونے کے بعد اپنی تکالیف اور لذات
کے وہ مشاہدات جو اس پر گزرے ہیں
کسی ایسے شخص کو بتائے جو نیند کے اس
ماجرا سے ناآشنا ہے۔ تو وہ یقیناً فوراً
انکار کردے گا۔ کیوں کہ وہ تو بظاہر اس
کے سکونِ جسم سے دھوکہ کھائے گا، جیسا کہ
معتزلہ نے اپنے مشاہدہ کی بنا پر عذابِ قبر
کا انکار کردیا ہے۔ رہا وہ شخص جسے درندے
کھا گئے ہوں۔ تو اس باب میں جو آخری
بات کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ درندے
کا پیٹ اس کے لیے قبر ہو جائے گا سو
ایسے جزء کی طرف اعادۂ حیات جس سے

نحقٌّ والتصدیق به واجبٌ لوجوب الشرع به وامکانه فإنّ ذلك لا یستدعی منهما إلّا تفهیما بصوتٍ أو بغیر صوتٍ وّ یستدعی منه إلّا فهما ولا یستدعی الفهم إلّا الحیوة والإنسان لا یفهم بجمیع بدنه بل بجزءٍ من باطن قلبه وإحیاء جزءٍ یفهم السؤال ویجیب ممکنٌ مقدورٌ علیه

ادراکِ عذاب ہو سکے بالکل ممکن ہے کیونکہ درد میں مبتلا ہر شخص تمام بدن سے درد کا ادراک نہیں کیا کرتا۔ اسی طرح منکر ونکیر کا سوال بھی حق ہے، اور اس کی تصدیق واجب ہے کیونکہ شرع سے اس کا ثبوت ہو چکا ہے، اور وہ ممکن بھی ہے۔ کیونکہ نکیرین کا سوال صرف اس بات کو چاہتا ہے۔ کہ وہ آواز سے یا بغیر آواز اس کو اپنا مفہوم سمجھا دیں اور وہ ان کا مفہوم سمجھ لے۔ اور یہ فہم صرف حیات کو چاہتا ہے۔ اور انسان تمام بدن سے نہیں سمجھتا۔ بلکہ دل کے اندر ایک جزء سے سمجھتا ہے اور ایسے جزء کا زندہ کر دینا جس سے وہ سوال سمجھے اور جواب دے سکے ممکن ہے اور قدرت کاملہ اس پر قادر ہے۔

(تسکین الصدور بحوالہ الاقتصاد فی الاعتقاد ص۹۷ طبع قاہرہ)

حضرت امام غزالیؒ اپنی مشہور متداول اور مفید کتاب احیاء العلوم میں موت کی حقیقت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ولا یبعد أن تعاد الروح إلی الجسد فی القبر ولا یبعد أن تؤخّر إلی یوم البعث والله أعلم بما

اور اس میں کوئی بعید نہیں کہ قبر میں جسم کی طرف (فی الجملہ) روح لوٹائی جائے۔ اور اس میں بھی کوئی بعید نہیں کہ (کماله) جسم کی طرف روح کے لوٹانے کو قیامت تک

حَكَمَ بِهٖ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ
مِّنْ عِبَادِهٖ وَاِنَّمَا تَعَطُّلُ
الْجَسَدِ بِالْمَوْتِ اَيْضًا
هِيَ تَعَطُّلِ اَعْضَاءِ الزَّمِنِ
لِفَسَادِ مِزَاجٍ يَّقَعُ فِيْهِ وَ
بِسُدَّةٍ تَقَعُ فِي الْاَعْصَابِ
تَمْنَعُ نُفُوْذَ الرُّوْحِ فِيْهَا
فَتَكُوْنُ الرُّوْحُ الْعَالِمَةُ
الْعَاقِلَةُ الْمُدْرِكَةُ بَاقِيَةً
مُّسْتَعْمِلَةً لِّبَعْضِ الْاَعْضَاءِ
وَقَدِ اسْتَعْصٰى عَلَيْهَا بَعْضُهَا
(احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۹۴ طبع مصر)

اظہار کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر کوئی حکم نافذ کرتا ہے۔ تو وہ اس کو بخوبی جانتا ہے۔ موت کی وجہ سے جسم کے معطل ہونے کی ایسی مثال ہے، جیسے فسادِ مزاج یا اعصاب میں سُدہ آجانے کے سبب اعضاء مفلوج اور شل ہو جاتے ہیں۔ اور دورانِ خون اور نفوذِ رُوح میں رکاوٹ ہو جاتی ہے۔ حالانکہ رُوح جو علم و عقل اور ادراک سے متصف ہوتی ہے۔ وہ باقی رہتی ہے۔ بعض اعضاء اس کے نفوذ میں ہوتے ہیں اور بعض شل ہونے کے باعث اس کا اثر قبول نہیں کرتے۔

یعنی جس طرح مفلوج اور شل اعضاء بظاہر دوسرے اعضاء کی بہ نسبت بے حس و حرکت معلوم ہوتے اور دُبلے نظر آتے ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں کہ کلیتہً روح کا تعلق ہی اُن سے منقطع ہو جاتا ہے۔ ہاں یہ بھی درست ہے کہ جس طرح روح کا تعلق دیگر اعضاءِ صحیحہ سے ہوتا ہے۔ وہ فالج زدہ اور شل اعضاء سے نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ رُوح باوجود مکمل کوشش کے مفلوج اعضاء میں صحیح طور پر نفوذ نہیں کرتی اسی طرح موت کے بعد جسم کی مثال ہے کہ روح کا جسم سے ایک گونہ تعلق ہوتا ہے لیکن یہ تعلق دنیوی تعلق سے الگ اور حس سے بالاتر ہے۔

(تسکین الصدور صفحہ ۸۳ - ۸۴)

میّت کا تعلق رُوح کے ساتھ

مندرجہ بالا سطور اور اقتباسات سے یہ بات بالوضاحت اور بالصراحت ثابت ہو جاتی ہے کہ عالم برزخ میں روح کا جسم سے ربط و ضبط قائم ہوتا رہتا ہے اگرچہ جسم بظاہر ساکن اور ساکت نظر آتا ہے اور اگرچہ بدن کے ریزے ریزے ہو جائیں۔ کوئی عضو کہیں پڑا ہو اور کوئی کہیں، اور اگرچہ میت درندوں کے پیٹ کا ایندھن بن جائے یا سمندر اُسے نگل جائے یا مردے کو جلا کر اس کی راکھ ہوا میں اڑا دی جائے۔ بایں ہمہ کلفت و راحت (اعمال کے مطابق) روح اور جسم دونوں کو ہوتی ہے۔ جس طرح سونے والا ساکن و ساکت نظر آتا ہے۔ لیکن خواب میں اُس کی روح جو رنج و خوشی کے مناظر دیکھتی ہے۔ اُس سے اس کا جسم بھی متاثر ہوتا ہے۔ اور اُسے بھی رنج و خوشی حاصل ہوتی ہے۔

قبر میں مُردہ کو حیاتِ مطلق و کامل میسّر نہیں کہ وہ دنیوی زندگی کی طرح کھانے پینے اور اعمال و افعال اور لباس وغیرہ کا مکلف ہو، اور وہ اپنی مرضی اور اختیار سے چلے، پھرے، بیٹھے، اُٹھے۔ ہنسے، روئے اور کلام کرے۔ ایسی حیاتِ کامل دنیا اور آخرت کے لیے ہی مخصوص ہے۔ اس نوعیت کی حیات قبر میں نہیں، جن لوگوں کو یہ اعتراض ہے کہ اگر میّت کا تعلق روح کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور میت عالمِ برزخ میں ہر حال میں عذاب و ثواب سے دوچار ہوتی ہے۔ تو پھر اس کے آثار کیوں نظر نہیں آتے۔

ہمارا اُن سے یہ سوال ہے۔ کہ چارپائی پر لیٹے ہوئے کسی شخص کو جب کوئی خواب میں پیٹتا ہے اور وہ خوف و ہراس میں بڑبڑاتا ہے۔ اور بعض دفعہ چارپائی سے اُٹھ کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ تو سونے والے کے قریب بیٹھے ہوئے اشخاص

کو یہ منظر نظر کیوں نہیں آتا۔ حالانکہ اس وقت وہ لوگ بیدار ہوتے ہیں۔ کیا خوابیدہ آدمی پر خواب میں جو کچھ گزرتی ہے۔ وہ گزرتی نہیں بلکہ اس کا اُس مار پیٹ سے گھبرانا۔ بڑبڑانا۔ بستر سے اُٹھ بھاگنا یہ سب غلط بیانی اور فریب ہے؟ امید ہے منکرین عذابِ قبر ہمارے اس سوال میں اپنا جواب پالیں گے اور اُن کی تسلی ہو جائے گی۔

عالمِ برزخ کے احوال کو دنیا کے احوال پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ رسولؐ کو رسولؐ تسلیم کرنے کے معنیٰ ہی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمِ آخرت سے متعلق جو خبریں ہمیں دی ہیں وہ سب صحیح و درست ہیں۔ غیب کی جو بھی خبر اللہ تعالیٰ نے آنحضر[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی عطا فرمائی ہے۔ اور پھر آپ [illegible] ہمیں [illegible] ہے۔ اس میں شک و شبہ کفر ہے۔ اقسامِ وحی کی تفصیل فتح الباری جلد اوّل باب کیف کان بدء الوحی کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

حیات فی القبور کا انکار کرنے والوں کا اعتراض یہ ہے۔ کہ جب میّت کا جسم ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ اس کی ہڈیاں تک بھی باقی نہیں رہتیں۔ تو اعادۂ روح کس چیز میں ہوتا ہے۔ اور میّت کو عذاب و ثواب کس طرح ہوتا ہے؟ —— انہیں یہ سمجھنا چاہیے کہ حیات کے لیے ڈھانچہ شرط نہیں۔ جسم کے متفرق اجزاء میں روح پھونک دینا اور جسم کے کسی ایک عضو میں بلکہ ذرّے میں حیات پیدا کر دینا۔ خداوندِ قدوس کی قدرتِ کاملہ سے کیا بعید ہے؟

بدن کے بعض اجزاء میں اعادۂ حیات داخلِ تحت قدرت ہے۔ اگرچہ یہ عادت کے خلاف ہے۔ لیکن خالقِ کائنات کی قدرت مخلوق کی عادت کی پابند نہیں، جملہ متقدمین بلا اختلاف قبر میں روح کا بدن سے تعلق اور وہاں راحت و کلفت کے قائل ہیں، قبروں میں مُردوں کو زندہ کرنے اور منکر و نکیر کا اُن سے سوال کرنے کے بارے میں ابتداء اسلام میں کسی کا بھی اختلاف نہ تھا۔ دورِ اول کے لوگ آسمانی وحی

پر کامل ایمان رکھتے تھے۔ اُن کا یہ حال تھا کہ اُن کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ہر حکم ہر فرمان کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتے تھے۔

قبر و قیامت کے احوال سے متعلق بے شمار آیاتِ قرآنی اور احادیثِ رسولؐ اور علماء و فقہاء کے اقوال اور دلائلِ عقلِ سلیم کی موجودگی میں شک و شبہ کو دل میں جگہ دینا ضلالت۔ بدبختی ظلم اور صریح کفر ہے۔ جس کا نتیجہ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ ہے

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ النِّفَاقِ وَالشِّقَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ

برزخ کے عذاب و ثواب میں رُوح اور بدن دونوں برابر کے شریک ہوتے ہیں

علامہ ابن قیمؒ کتاب الرُوح میں رقمطراز ہیں۔

وَقَدْ سُئِلَ شَیْخُ الْاِسْلَامِ (ابْنُ تَیْمِیَّةَ رح) عَنْ ھٰذِہِ الْمَسْئَلَةِ۔ فَقَالَ بَلِ الْعَذَابُ وَالنَّعِیْمُ عَلَی النَّفْسِ وَالْبَدَنِ جَمِیْعًا بِاتِّفَاقِ اَھْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ (کتاب الروح ص۵۱)	شیخ الاسلام (امام ابن تیمیہؒ) سے اس مسئلہ میں سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تمام اہلِ سنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ قبر میں عذاب و ثواب روح اور بدن دونوں پر ہوتا ہے۔

رُوح بدن سے جُدا ہو کر باقی رہتی ہے، اور عذاب یا ثواب میں مبتلا رہتی ہے، کبھی بدن سے متصل بھی ہو جاتی ہے۔ اور بدن کو اس کے ساتھ راحت یا کُلفت ہوتی ہے۔

ثُمَّ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ اُعِیْدَتِ الْاَرْوَاحُ اِلَی الْاَجْسَادِ وَقَامُوْا مِنْ قُبُوْرِھِمْ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ	قیامت کے دن روحیں جسموں میں لوٹا دی جائیں گی، اور قبروں سے اٹھ کر لوگ رب العلمین کے سامنے آکھڑے ہوں گے

مَعَادُ الْاَبْدَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی (کتاب الروح ایضاً)

معادِ اجسام (قیامت کے روز ترکیبِ جسم مع الروح اجسام کے لوٹنے پر) مسلمان یہودی اور عیسائی سب متفق ہیں۔

یعنی قبروں سے اٹھا کر جب خلقت کو حساب و کتاب کے لیے میدانِ محشر میں لایا جائے گا۔ تو روح کے ساتھ ان کے اجسام لائے جائیں گے، حساب و کتاب اور عذاب و ثواب مجرد روح پر نہیں ہو گا۔ بلکہ روح اور جسم دونوں پر ہو گا

قبر کا شکنجہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا الَّذِيْ تَحَرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ وَفُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَشَهِدَ لَهُ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ لَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً ثُمَّ فُرِّجَ عَنْهُ قَالَ النَّسَائِيُّ يَعْنِيْ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ

عبداللہ بن عمرو رض بیان کرتے ہیں کہ رحمت عالم ؐ نے فرمایا یہ وہ ہیں جن کے لیے عرش حرکت میں آگیا، اور آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور ستر ہزار فرشتوں نے اُن پر گواہی دی، قبر نے انہیں دابوچا پھر چھوڑ دیا، یعنی یہ حضرت سعد بن معاذ رض ہیں (نسائی)

وَرُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْقَبْرِ ضَغْطَةٌ لَوْ نَجَا مِنْهَا اَحَدٌ لَنَجَا مِنْهَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ رض

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قبر دباتی ہے۔ اگر اس سے نجات پاتے تو سعد بن معاذ رض پاتے (نسائی)

عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ مَا اُجِيْرَ

ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں، کہ قبر کے

مِنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ اَحَدٌ وَّلَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ اَلَّذِیْ مِنْدِیْلٌ مِنْ مَّنَادِیْلِهٖ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا

شکنجے سے کوئی محفوظ نہیں رہا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک نہیں بچے جن کا ایک رومال دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

عَنْ نَّافِعٍ قَالَ لَقَدْ بَلَغَنِیْ اَنَّهٗ شَهِدَ جَنَازَةَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَمْ یَنْزِلُوْا اِلَی الْاَرْضِ قَطُّ وَلَقَدْ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ ضُمَّ صَاحِبُكُمْ فِی الْقَبْرِ ضَمَّةً

حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے۔ کہ حضرت سعد بن معاذ رض کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے شریک تھے جو اس سے قبل کبھی زمین پر نہیں اُترے تھے۔ اور مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رض کو فرمایا تمہارے ہمنشین سعد بن معاذ رض کو قبر نے دبایا۔

عَنْ زَاذَانَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا دَفَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِبْنَتَهٗ فَجَلَسَ عِنْدَ الْقَبْرِ فَتَرَبَّدَ وَجْهُهٗ ثُمَّ سُرِّیَ عَنْهُ فَقَالَ لَهٗ اَصْحَابُهٗ رَاَیْنَا وَجْهَكَ اٰنِفًا ثُمَّ سُرِّیَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ اِبْنَتِیْ وَضُعْفَهَا وَعَذَابَ الْقَبْرِ فَدَعَوْتُ اللّٰهَ فَفَرَّجَ عَنْهَا

حضرت زاذان بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رحمۃ اللعالمین اپنی صاحبزادی کو دفن کر کے اُن کی قبر کے پاس بیٹھ گئے آپ کے چہرے مبارک سے آثار رنج و ملال ظاہر تھے، پھر کچھ دیر کے بعد جاتے رہے صحابہ کرام نے اس کا سبب پوچھا فرمایا۔ مجھے اپنی بچی۔ ان کی کمزوری اور عذاب قبر یاد آگیا پھر میں نے اللہ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے قبر کی تکلیف سے انہیں محفوظ فرما دیا۔

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ الْغَنَوِيِّ عَنْ رَجُلٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَمَرَّتْ جَنَازَةُ صَبِيٍّ صَغِيْرٍ فَبَكَتْ فَقُلْتُ لَهَا مَا يُبْكِيْكِ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَتْ هٰذَا الصَّبِيُّ بَكَيْتُ لَهٗ شَفَقَةً عَلَيْهِ مِنْ ضَمَّةِ الْقَبْرِ

وَمَعْلُوْمٌ اَنَّ هٰذَا كُلَّهٗ لِلْجَسَدِ بِوَاسِطَةِ الرُّوْحِ (کتاب روح ص۵۵)

ابراہیم غنوی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے بتایا کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس تھا کہ ایک بچے کا جنازہ گزرا آپ رونے لگیں، میں نے پوچھا آپ اشکبار کیوں ہوگئی ہیں۔ فرمایا قبر کے دبوچنے کے خیال سے اس بچے پر ترس کھا کر میں پُرنم ہوگئی۔ غرضیکہ قبر کا دبانا رُوح کے واسطے سے (یعنی روح کے ساتھ) جسم کے لیے ثابت ہے۔

(ابن حبان ص ۴۶)

قبروں کی زیارت موت یاد دلاتی ہے

دل نرم کرتی ہے اشک بداماں کرتی ہے۔ آخرت کی تیاری میں مدد دیتی ہے۔

اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّ فِيْهَا عِبْرَةً

(مستدرک ج ۱ ص ۳۷۵)

والترغیب ج ۴ ص ۳۵۷ بحوالہ مسند احمد

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں (ابتدائے اسلام میں بدعات کے خوف سے) زیارتِ قبور سے روکا تھا۔ (اب جبکہ تم سنت و بدعت سے خبردار ہو گئے ہو تو) قبروں کی زیارت کیا کرو، اس لیے کہ اس میں سامانِ عبرت ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ

(المستدرک ج ا ص ۳۷۵)

میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب تم اُن کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ موت یاد دلانے کا ذریعہ ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَمَنْ شَاءَ اَنْ يَّزُوْرَ قَبْرًا فَلْيَزُرْهُ فَاِنَّهُ يُرِقُّ الْقَلْبَ وَيُدْمِعُ الْعَيْنَ وَيُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ

(المستدرک للحاکم ج ا ص ۳۷۶)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا، اب جو کوئی کسی قبر کی زیارت کرنا چاہے وہ کرے۔ بیشک یہ عمل دل کو نرم کرتا ہے۔ اور آنکھ کو اشکبار کرتا ہے اور آخرت یاد دلاتا ہے۔

زیارتِ قبور کے ثمرات

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ

(ابن ماجہ)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے (ابتدائے اسلام میں) تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کر دیا تھا۔ (اس لیے کہ اس وقت تم میں خلافِ شرع جاہلیت کی رسومات کے اثرات تھے) لیکن اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔ اس لیے کہ (قبروں کی زیارت) انسان کو حیاتِ دنیا میں زاہد بناتی ہے اور آخرت یاد دلاتی ہے۔

جب نئے نئے لوگ مسلمان ہوئے تو اُن میں بہت سی ایسی عادتیں تھیں جو کہ تعلیمِ اسلام کے خلاف تھیں۔ قبروں کی زیارت کے موقع پر بھی وہ ایسے افعال کرتے تھے۔ جنہیں شرک و بدعت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور شریعتِ محمدیہ میں اُن کی قطعاً گنجائش نہیں۔ لہٰذا آغازِ اسلام میں اُنہیں قبروں کی زیارت سے روک دیا گیا جب وہ لوگ توحید و سُنّت سے بخوبی واقف ہو گئے۔ اور شرک و بدعات کی برائی سے بھی باخبر ہو گئے۔ تو پھر اُنہیں دل کی بیماریوں کا نسخہ عطا فرمایا گیا۔ یعنی قبروں کی زیارت کا حکم دیا گیا۔ قبروں کی زیارت آخرت کی فکر پیدا کرتی ہے اور دنیا سے دل اُچاٹ کرتی ہے۔

دنیا سے دل اُکھڑ جانا۔ اور یہاں کے مال و دولت اور زیب و زینت کی حرص نہ رہنا اسی کا نام زُہد ہے، جو کہ قبروں کی زیارت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ نسخۂ اکسیر اُس حکیم الحکماء کا عطا کردہ ہے۔ جو کہ روحانی اور جسمانی دونوں قسم کی بیماریوں کے کامل و اکمل معالج تھے ـــــ وہ بیمار کتنا خوش بخت کس درجہ سعادت مند ہے، جو اپنے جسم و جان کے جملہ امراض کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے تیر بہدف نسخے استعمال کر رہا ہے۔ اور بعجلت شفاءِ کاملہ سے بہرہ ور ہو رہا ہے ـــــ شعر ملاحظہ ہو:-

دوا جس نے پی لی شفا اُس نے پا لی
یہ اعجازِ دستِ شفاءِ محمدؐ (عاجزؔ)

قبروں کی زیارت مؤثر ترین نسخۂ عبرت ہے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ

حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّي نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّ فِيْهَا لَعِبْرَةً (مسند احمد)

فرمایا کہ میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کر دیا تھا۔ اب تم اُن کی زیارت کیا کرو اس لئے کہ اس میں نصیحت ہے

راہرو راہِ آخرت کو چاہئے کہ وہ ہر روز یا جب بھی وقت ملے، صبح کی نماز وتلاوتِ قرآن پاک سے فارغ ہو کر دنیا کے ہر کام سے پہلے قبرستان جائے وہاں دو گھڑی بیٹھے۔ اور ٹوٹی پھوٹی قبروں کا نظارہ کرے۔ اور یہ سوچے کہ نہ معلوم ان قبروں میں کتنے لوگ خزانوں کے مالک، عالیشان محلات کے مقیم۔ بے شمار جاں نثار خدام کے مخدوم، ہمیشہ زرق برق قیمتی سے قیمتی لباس فاخرہ زیب تن کرنے والے۔ ہر وقت حسبِ خواہش اعلیٰ سے اعلیٰ غذاؤں کے متوالے۔ اور جانِ عزیز کی حفاظت کے لیے سفر و حضر میں کئی حاذق اطباء ہمرکاب رکھنے والے ہوں گے۔ مگر جب موت آئی تو کسی تدبیر کسی بھی حیلے نے ان کا ساتھ نہ دیا۔ اور بے یار و مددگار قبروں کے تاریک گڑھوں میں جا گرے۔ اور نہ معلوم وہاں ان پر کیا گزر رہی ہے۔ آہ آج ان کی شکستہ قبروں پر کوئی مٹی ڈالنے والا ہے۔ نہ رونے والا۔

ع دلدادگانِ عشرتِ دنیا کا ہے یہ حال
مرقد پہ اُن کی آج کوئی نوحہ خواں نہیں عاجزؔ

اس عبرت انگیز نظارہ کو دیکھ کر اپنی فکر کرے۔ کہ میرے ساتھ بھی یہی ہونے والا ہے سفرِ آخرت کی اس منزلِ اول میں میرے ساتھ بھی کوئی نہیں ہو گا۔ میرا اپنا عمل ہی میرا ہمدم و دمساز ہو گا۔ (جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ سفرِ آخرت میں ہر مقام پر مسافرِ آخرت کا ہمرکاب اُس کا اپنا عمل ہی ہو گا) اب اس کی اپنی صواب دید پر کہ وہ نیک اعمال بجا لا کر اس خطرناک سفرِ آخرت کے لیے اچھا ہمسفر پیدا کرلے جو ہر مقام پر اس کی مدد کر سکے۔ اور اس کے برعکس بُرے اعمال سے بُرا ساتھی پیدا

ہوگا جو کہ ہر مرحلہ پر اس کی اذیت کا باعث ہوگا۔

قبرستان میں جا کر اہلِ خاندان، اہلِ محلہ۔ اہلِ شہر میں سے جو کہ شرک و بدعت سے بچتا ہُوا۔ توحید و سنت کی دولت سے مالا مال قبر میں داخل ہوگیا۔ اُس کے لیے خلوصِ دل سے بخشش کی دعا کرے۔ اور اپنے لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ ایمان پر خاتمہ کرے۔

اگر یہ عمل ہر روز اہتمام سے شروع کر دیا جائے۔ تو اس کے نہایت مفید نتائج سامنے آنے شروع ہو جائیں گے۔ بشرطیکہ قبرستان کا منظر دن بھر تصور میں رہے۔

صحیح احادیث کے مطابق قبرستان میں پڑھی جانے والی بعض دُعائیں درج ذیل ہیں۔ انہیں یاد کر لیں۔ اور قبرستان میں داخل ہوتے وقت پڑھیں۔

احباب و اقربا ہر تیری زندگی کے ساتھ

اُترا نہیں ہے قبر میں کوئی کسی کے ساتھ

زیارتِ قبور کے آداب

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرامؓ کو تعلیم فرماتے تھے کہ جب وہ قبرستان میں جائیں تو یہ دعا پڑھیں:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْئَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَةَ (رواہ مسلم)	اے اہلِ قبور مومنو اور مسلمانو، تم پر سلام اور ہم بھی ان شاء اللہ تعالیٰ تم سے ضرور ملنے والے ہیں۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور تمہیں عافیت میں رکھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میرے ہاں دوران قیام رات کے آخری حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع (مدینہ منورہ کا قبرستان) میں تشریف لے جاتے۔ اور اہلِ قبور کے لیے یہ دعا فرماتے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاَتَاکُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ	اے قبروں کی رہنے والی ایمان والی قوم! تم پر سلام، اور تمہارے پاس وہ چیز (عذاب و ثوابِ قبر) آگئی ہے۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ کل تک (یعنی قیامت تک) تمہیں مہلت دی

(رواہ مسلم) گئی ہے۔ اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں اے اللہ بقیع الغرقد کے رہنے والوں کو بخش دے۔

اللہ اللہ رحمۃ للعلمین کا اپنی امت کے مرنے والوں سے پیار اور اُن سے سچی دلی محبت اور ہمدردی کہ رات کے سناٹے میں جبکہ لوگ نیند کی آغوش میں محوِ استراحت ہوتے ہیں مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں تشریف لے جاتے اور اُن کی بخشش کے لیے دعائیں کرتے۔ ایسے محسنِ اعظم کے اس دائمی عمل کی طرف وہ لوگ ذرا توجہ فرمائیں۔ جو زندگی بھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک میں افرادِ امت کے لیے یہ درد، یہ شفقت، کہ اُن کے انتقال کے بعد اُن کی قبور پر جاکر دعائیں فرما رہے ہیں۔ وہ بھی رات کو کہ لوگوں کو اس کی خبر تک نہیں۔ کس درجہ پُر مشقت عمل ہے یہ؟ اور کس قدر اس میں اخلاص ہے؟ یہ پیغمبرِ برحق ہی کا کام ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ روحی وابی وامی واولادی۔

حضرت ابن عباسؓ (آنحضرت کے چچا زاد بھائی) سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قبرستان سے گزرے۔ تو آپ نے روئے مبارک کو قبروں کی طرف کیا اور فرمایا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔ (ترمذی)

اے اہلِ قبور! تم پر سلام۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو بخشے تم ہم سے پہلے گزر گئے اور ہم بھی تمہارے پیچھے پہنچنے والے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا زیارتِ قبور کے وقت میں کیا پڑھوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ یہ پڑھو:۔

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ	اے قبروں کے رہنے والو مومنو اور مسلمانو تم پر سلام اور اللہ تعالیٰ رحم کرے ان لوگوں پر جو پیچھے رہ گئے اور انشاء اللہ ہم تم سے ضرور ملنے والے ہیں۔

(رواہ مسلم)

تمت بالخیر الحمد للہ علی احسانہ

الفقیر الی اللہ عبد الرحمن عاجز

۲ر جنوری ۱۹۸۱ء

ملکی اور غیر ملکی اخبارات و رسائل کے تبصرے

ہفت روزہ المنبر فیصل آباد پاکستان ۱۳/۱۹ نومبر ۱۹۸۲ء

موت کے سائے عالم برزخ

ناشر
رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار
فیصل آباد

یہ دنیا جس میں ہم جی رہے ہیں۔ اسکا تصور کیجئے، ہر شو مار دھاڑ ہے۔ پیسہ پیسہ کی صدائیں گونج رہی ہیں، دین سے دوری ہی نہیں بیزاری کی سی کیفیت ہے غیروں کے نظریات کے جام پیئے جا رہے ہیں، رشتوں ناطوں کی اقدار بدل چکی ہیں، باہمی اخوت و یگانگت، تفرق و نفرت میں بدل چکی ہے، حیاتِ عارضی کو حیاتِ ابدی پر فوقیت ہی نہیں دی جا چکی حیاتِ ابدی کا تصور ہی ناپید ہوا جا رہا ہے، کہنے کو ہم مسلمان ہیں لیکن ہمارا طرزِ بود و ماند، طرزِ سیاست و حکمرانی، ثقافت و تہذیب، تمدن و معاشرت، اخلاق و عادات غرض ہر شے اپنی چھوڑ کر دوسروں کی اپنائی جا چکی ہے۔

گویا ہم الدنیا مزرعة الآخرة "دنیا آخرت کی کھیتی ہے" کے اسلامی تصور کو خیر باد کہہ کر، بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست کے کافرانہ تصورِ حیات کو حرزِ جان بنائے ہوئے ہیں، تو ایسے میں کہاں آخرت، کہاں موت، کہاں قبر و حشر، کہاں دوزخ و جنت اور کہاں جزاء و سزا کی فکر یا اس کا تصور ہمارے ذہنوں یا دلوں میں باقی رہ سکتا ہے۔

ہم جس پیٹ کے لئے حرام و حلال کی تمیز کو خیر باد کہہ چکے اس پیٹ کو اس سب کچھ کے کرنے کے باوجود دو وقت کی روٹی اطمینان سے کھا لینے کی مہلت نصیب نہیں۔

جس آرام و آسائش کیخاطر دوسروں پہ ظلم و ستم ڈھانے میں مصروف ہیں، اسی آرام

سے ہم محروم ہیں۔ دن کا چین اور رات کا آرام حرام ہے۔ اس دنیا کی چکا چوند کرنے والی رذالتوں کے ہم اسیر بن کر رہ گئے ہیں اور ہماری تمامتر توانائیاں اسی عیش و عشرت کے حصول کے لئے ضائع ہو رہی ہیں۔ لیکن خالق کائنات جو عزت و ذلت، آرام و تکلیف تنگدستی و تونگری پر قادر ہے، نے ہمیں ہماری اس روش کے مطابق کولہو کے بیل کی طرح مکلف بنا دیا ہے کہ تم نے جو راہ اختیار کر رکھی ہے اس کا انجام بھی یہی ہے اور اس کا مقدر بھی یہی ہے۔ اسلئے کہ تم نے وہ راہ گم کر دی جس کے لئے میں نے آدمؑ تا محمد (علیہم الف الف صلواۃ) برگزیدہ شخصیتوں کو تمہاری ہی فلاح و بہبود اور تمہیں آسان اور سیدھا راستہ بتانے کے لئے بھیجا تھا۔ تم نے وہ راستہ کھو دیا صرف اپنی خواہشات کی ادنیٰ سی قیمت پر۔ تو جاؤ۔ اب کولہو کے بیل بنے رہو۔

اسی انتباہ اور انہی حقیقتوں کو آشکارا کرنے کے لئے ہمارے محترم مولانا عبدالرحمن عاجز مالیر کوٹلوی نے "عالم برزخ" اور "**موت کے سائے**" ایسی کتابیں تالیف فرمائیں۔ جن کے مطالعہ سے یہ بھولا ہوا سبق پھر سے ہمارے دلوں اور دماغوں میں زندہ ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں کتابیں مطالعہ کر کے پتھر دل بھی لرز جاتے ہیں اور اپنے گریبانوں میں جھانکنے پر خود کو مجبور پاتے ہیں۔

"**موت کے سائے**" میں، جس کا سر عنوان ہی "اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ" (تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں پالے گی خواہ تم مضبوط قلعوں ہی میں کیوں نہ محفوظ ہو جاؤ) آیت کلام الٰہی کو بنایا ہے۔ اور یہ کتاب اسی آیت مبارکہ کی تفسیر کہلانے کی بدرجہ اولیٰ مستحق ہے۔ موت جو ایک ناگزیر حقیقت ہے، کے مختلف پہلوؤں پر بحث، موت کی حقیقت، اسکی تیاری، موت کے بعد کے حالات و کوائف کو آیات الٰہیہ، حدیث نبویہؐ، افکار اہل اللہ اور امثال عباد اللہ

کی روشنی میں اشعار سے مزین کرکے اس کتاب کو پیش کیا گیا ہے، کتاب کے لئے حوالہ جات مستند ماخذوں سے اخذ کئے گئے ہیں، ساڑھے چار سو عنوانات پر یہ کتاب حاوی ہے۔

اسی طرح مؤلف کی دوسری کتاب "عالم برزخ" "ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون (اور موت کے بعد ان کے آگے قبر سے اٹھائے جانے کے دن تک پردہ) کی عملی تشریح وتفسیر ہے، مرنے کے بعد عرصۂ حشر تک کے عرصہ میں مرنے والے پر (خواہ اسے قبر میں دفن کیا جائے، آگ سے جلا کر خاک کرکے دریا میں بہا دیا جائے یا درندے کھا جائیں) پر کیا بیتے گی، عالم برزخ دراصل برزخی حالات کی نقاب کشائی ہے اور یہ نقاب کسی عامی دید وشنید واقعات پر مبنی نہیں بلکہ وحی الٰہی، پیغمبران عظام، صحف مطہرہ، علماء، فقہاء، محدثین، کی زبان سے بیان کردہ واقعات وحالات، کیفیات پر مبنی ہے۔

سچی بات تو یہ ہے کہ مولانا عبدالرحمٰن عاجز صاحب نے یہ دونوں کتابیں لکھ کر ان دونوں عنوانات سے مکمل انصاف برتا ہے اور راہ گم کردہ "انسانوں" کو پھر سے راہ ہدایت دکھلانے اور اپنے لئے زادِ راہ اکٹھا کرنے کا سامان فراہم کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دیں اور پڑھنے والوں کو توفیق عمل عطا فرمائے۔ (خ، الف)

سلسلۂ منشورات جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ جون / ستمبر ۱۹۸۵

تبصرہ نگار! حضرت مولانا میاں محمد یوسف سجاد صاحب ایم اے

مدیر رسالہ

مطبوعات رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار فیصل آباد، منشور حضرت مولانا عبدالرحمان عاجز

موت کے سائے عالم برزخ

حضرت مولانا عبدالرحمان عاجز مالیر کوٹلوی، جماعتی حلقوں اور میدان قلم وقرطاس میں

محتاج تعارف نہیں ہیں، آپ کے منظوم شہ پارے عموماً جماعتی اخبارات و جرائد میں جلوہ افگن ہوتے رہتے ہیں، اعلیٰ اور عمدہ شعری ذوق کے ساتھ ساتھ آپ ایک کہنہ مشق نثر نگار بھی ہیں فکرِ آخرت، حضرت مولانا کا مخصوص و محبوب موضوع ہے، آپ کی شعری تخلیقات اور نثری تالیفات کا تمام تر انحصار اس موضوع پر ہے، اصلاحِ عقائد و فلاحِ انسانیت کے لئے تذکرہ موت، حشر و نشر کے حالات و واقعات یقیناً بہت بڑی ترہیب ہیں۔

کتاب زیرِ نظر میں موت اور اس کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے، انبیاء کرام کی وفات، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت اور حضرات صحابہ کرامؓ کی خشیت الٰہی کے نمونے اور رقت آمیز خطبات و مواعظ سیر حاصل طریقے پر بیان کئے گئے ہیں، جنہیں پڑھ کر دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے اور اس عالم فانی کے متاع الغرور ہونے پر یقین پختہ ہوتا ہے، موت سے متعلق یہ کتاب ایک اعلیٰ مجموعہ ہے۔

یہ کتاب برزخ کا مفہوم، عالم برزخ میں جزاء و سزا عقل کی روشنی میں، عالم برزخ میں عذاب و ثواب قرآن کریم کی روشنی میں، جنت و دوزخ کا مقام، سکرات موت کے واقعات احوال قبر احادیث کی روشنی میں، عذاب قبر، زیارت قبور، اور ان سے متعلق علماء و فقہاء امت کی تصریحات جیسے مباحث پر محیط ہے گویا کہ مرنے کے بعد سے عرصہ حشر تک کے جملہ حالات و واقعات کا مکمل تذکرہ کیا گیا ہے، اور جملہ مباحث پر عقلاً، نقلاً، درایتاً اور روایتاً بحث کر کے حقِ موضوع ادا کر دیا گیا ہے۔ اگر حضرت مولانا کی ان دونوں کتابوں کو "مضامین موت کا انسائیکلوپیڈیا" کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا، ان کتب کا ہر گھر میں ہونا ہادم لذات دنیوی ہوگا۔

محمد یوسف سجاد

ماہنامہ صراط مستقیم برمنگھم انگلینڈ اکتوبر ۱۹۸۲ء

تبصرہ : حضرت مولانا عبدالاعلیٰ رحمانی ۔ مدینہ منورہ ۔

موت کے سائے عالم برزخ

تصنیف : مولانا عبدالرحمن عاجز

ناشر : رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار فیصل آباد فون ۳۲۹۱۶ پاکستان ،

بات صرف اتنی ہی نہیں کہ موت ایک ایسی منفرد حقیقت ہے جس کا کبھی انکار کیا ہی نہیں گیا بلکہ سچ یہ ہے کہ اس نے کرنے ہی نہیں دیا ۔ اور یہ بات اس سے بھی یقینی ہے کہ موت کے بعد بھی ایک زندگی ہے ۔ غیر محدود اور لامتناہی زندگی ۔

اس معروف حقیقت پر ایمان لانے والا شخص اس کی اچانک آمد سے کیسے بے خبر رہ سکتا ہے ، اسلام کے ایمانیات میں ایمان بعث بعدالموت بھی شامل ہے ۔ اس لئے آخرت کی فکر ایک ایسا مؤثر اور زود اثر علاج ہے جو دنیا سے شر و فساد کو ختم کرنے اور نیکی و صلاح کی قدروں کو اجاگر کرنے میں اپنی نظیر نہیں رکھتا جس کو اس بات پہ یقین ہو کہ اسے ایک دن اچانک اس دنیا سے منہ موڑ جانا ہے اور پھر اپنے رب کے حضور پیش ہونا ہے ۔ وہ شخص ہمہ وقت اس کی تیاریوں میں مصروف رہے گا ۔

موت کی یاد ، آخرت کی فکر ، اپنے رب کی ملاقات کا اشتیاق ۔ یہ اور اس قسم کے دوسرے پہلو ایمان میں اضافہ اور روح میں تازگی پیدا کرتے ہیں ۔ اضطراب کے دور میں چند لمحے اس یاد میں بسر ہو جائیں تو حاصل عمر سمجھنا چاہیے ۔

دونوں کتابیں اسی موضوع پہ لکھی گئی ہیں ۔ مصنف مولانا عبدالرحمن عاجز ایک صاحب دل اور فکر آخرت کے شاعر ہیں ۔ اس فکر پہ مشتمل ان کی شعری کاوشیں جماعتی اخبارات میں

عموماً چھپتی رہتی ہیں، اس موضوع کا تعلق دل کے ساتھ زیادہ ہے لیکن دماغ کا دخل وعمل بھی کچھ کم نہیں۔ اس موضوع پر کام کرنے والوں نے اسے صرف پہلے عنوان سے ہی پیش کیا ہے خصوصاً صوفیا نے تو اپنے فلسفی نظریات بھی اسی غلطی پر رکھے ہیں جس کے نتیجے میں مسلکِ اسلاف سے انحراف اور بے سروپا باتیں راہ پا گئیں۔ دوسرے عنوان کو ترجیح دینے والوں نے عقل ہی کو سب کچھ قرار دے کر ایمان کی حلاوت سے محرومی کے سوا کچھ نہ حاصل کیا۔ یہ دونوں نظریے افراط و تفریط پر مبنی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دل و دماغ کی ہم آہنگی ہی سے تو ایمان کی حلاوت محسوس ہوتی ہے۔ اسلاف کرام کثر اللہ سوادہم کا مسلک یہی ہے۔

مولانا عاجز کی دونوں کتابیں اسی اعتدالی نقطۂ نظر کی حامل ہیں، ان میں نہ تو بے مقصد اور بے سروپا حکایات جمع کی ہیں اور نہ ہی عقل کی سان پر عقائد کو تراشا گیا ہے، بلکہ خالص کتاب وسنت اور متبعین سنت اہل اللہ کی سچی حکایات بطور عظمت درج کر دی ہیں، اور ساتھ ہی منکرین حدیث و قرآن کے اٹھائے گئے شبہات کے جواب میں اسلامی مفکرین کی آراء کو پیش کر کے توازن برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے، عرصہ سے خواہش تھی کہ اس موضوع پر کوئی کتاب منظرِ عام پر آئے جسے ہم بغیر کسی ذہنی تحفظ کے ہر رند و پارسا، اور منکر و مسلم کو دے سکیں، ایک دو کتابیں شائع ہوئیں بھی، ان کی پبلسٹی اور کئی زبانوں میں ترجمے بھی کئے گئے، مگر اس کی بنیادی خامی وہی ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا، کہ بے سروپا حکایات اور انداز سراسر غیر تربیتی ہے، اس لحاظ سے یہ دونوں کتابیں نہایت مفید قرار دی جاسکتی ہیں۔

موت کے سائے، ساڑھے پانچ سو صفحات کی ایک خوبصورت کتاب ہے، اس میں موت کے موضوع پر تقریباً ۹۰ سو عنوانات کے تحت جامع اور مؤثر بحثیں کی گئی ہیں۔

عالم برزخ ۴۰۰ صفحے کی کتاب ہے، برزخ کا مفہوم، کیفیت، اس کا ثبوت کتاب و سنت سے، ارواح کے بارے میں بحثیں، اصحابِ کہف، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت عزیزؑ کے

واقعات صحابہ کرام اور اولیاءِ عظام کے ایمان افروز تذکروں سے لبریز یہ کتاب ایک حسین مرقّع ہے۔

دونوں کتابیں ہر لحاظ سے خوبصورت جاذب نظر، ظاہری اور معنوی حُسن سے آراستہ ہیں۔ کتابت، طباعت اور جلد بندی میں کافی نفاست دکھلائی گئی ہے۔ ہم ہر مسلمان گھرانے میں ان کتابوں کے پہنچانے کی سفارش کرتے ہیں، کتابیں چونکہ تربیتی انداز میں لکھی گئی ہیں، اس لئے بچوں کے لئے بھی یکساں مفید ہیں، خاص کر برطانیہ کے مادہ پرستانہ ماحول میں یہ کتابیں اصلاحِ نفس کے لئے بہت مفید ہو سکتی ہیں۔

عبدالاعلیٰ رحمانی

شیخ الحدیث مولانا محمد یعقوب گوجرہ منڈی ضلع فیصل آباد

کتاب موت کے سائے مصنّفہ مولانا عبدالرحمن عاجزؔ کا غور و فکر سے جستہ جستہ مقامات سے مطالعہ کیا مصنّف موصوف نے کوزے میں دریا بند کر دیا ہے، موت کا صحیح تصوّر اور اس کا انجام مع امثلۂ قرآن و حدیث اور اُن کی تائید میں عقلی و نقلی دلائل سے کتاب کو نہایت مؤثر و دلنشین بنا دیا ہے، جس کا اندازہ پڑھنے کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے، پڑھنے والا بغیر اثر قبول کئے نہیں رہ سکتا۔ اور اُسی وقت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے گناہوں سے تائب ہو کر فکرِ آخرت اور یادِ الٰہی میں مشغول ہو جاتا ہے، مَیں اپیل کرتا ہوں کہ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اس کتاب کا ضرور بالضرور مطالعہ کرے۔

الراقم محمد یعقوب گوجرہ ۱۶ / فروری ۸۳ء

اکرام اللہ ساجد — ماہنامہ محدث دسمبر ۱۹۸۱ء — جناب طالب ہاشمی

نام کتاب عالم برزخ

مؤلف : مولانا عبدالرحمن عاجز

ناشر : رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار فیصل آباد

آج جبکہ ہر شخص دُنیا کمانے کی فکر میں ایک پھرکی کی طرح گھوم رہا ہے یہاں تک کہ اسے اطمینان سے کھانا کھالینا اور پانی پی لینا بھی نصیب نہیں، رات کو اگر آرام کرنے کا کچھ موقع ملا بھی تو ہر آن یہ دھڑکا کہ کوئی چور، ڈاکو تجوری میں بند دولت کو اڑا کر نہ لے جائے، یہی وجہ ہے کہ تقریباً ہر شخص اعصابی مریض بن کر رہ گیا ہے کہ اسے نہ دن کا چین نصیب ہے نہ راتوں کا سکون، پھر بتائیے کہ اس دولت کا کیا فائدہ جو اپنے ہی کام نہ آسکے؟ انسان اچھا کھانے اور اچھا پہننے ہی کے لئے تو یہ سب کچھ کر رہا ہے، لیکن جب کھانے، پینے اور پہننے ہی کا ہوش باقی نہ رہے تو ایسی دولت کس کام کی! کسی عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔؎

أَنْتَ لِلْمَالِ إِذَا أَمْسَكْتَهُ فَإِذَا أَنْفَقْتَهُ فَالْمَالُ لَكَ

کہ جب تو مال کو (گن گن کر) روک رکھے گا تو اس (کی خدمت) کے لئے (وقف) ہے، لیکن جب تو اُسے (راہِ خدا میں) خرچ کرے گا تو اس صورت میں یہ مال تیرا (خادم) ہے (آخرت میں تیرے کام آئے گا)۔

یہ حقیقت ہے کہ آج ہم دولت دُنیا برائے دُنیا کے اسیر ہو کر رہ گئے ہیں اور ہماری تمام تر توانائیاں اسی کے لئے صرف ہو رہی ہیں (الّا ماشاء اللہ) حالانکہ یہ دولت فانی

اور آنی جانی چیز ہے، لیکن وُہ چیز کہ جسے بقائے دوام حاصل ہے، جس پہ ہماری ابدی کامرانی یا ابدی نامرادی کا انحصار ہے، اسے نہ تو ہم کوئی اہمیت دینے کے لیے تیار ہیں اور نہ ہی اس راہ کی کٹھن منزلوں کا ہمیں کچھ احساس ہے۔ یہ زندگی ایک نہ ایک دن ختم ہو کر رہے گی، موت ایک اٹل حقیقت ہے، قبر ایک یقینی منزل ہے، حشر حشر در بپا ہوگا، آخرت ایک دائمی زندگی ہے اور جزا و سزا ناقابلِ تردید حقائق ہیں، لیکن ہم میں سے کتنے ہیں جو ان پُر خطر راہوں سے بہ سلامت گذر جانے کے لیے اپنے آپ کو تیار کر رہے ہیں؟ پھر کیا وُہ لوگ انتہائی خوش قسمت نہیں جو نہ صرف خود اس کے لیے مستعد ہیں بلکہ دوسروں کو بھی ان آلام و مصائب سے آگاہ کر کے ان سے بچ جانے کی تلقین کو اپنا مقصدِ حیات قرار دے چکے ہیں؟

ایک طرف وُہ لوگ ہیں کہ جنہیں اپنا بھی خیال نہیں اور دوسری طرف وُہ کہ جو دوسروں کے غم میں بھی گھلے جا رہے ہیں، کیا یہ جذبہ انتہائی قابلِ قدر نہیں؟ عالمِ برزخ، اسی مستحسن جذبہ کا ایک کامیاب اظہار ہے!

مولانا عبدالرحمٰن عاجز مؤلف "عالمِ برزخ" سے اس احقر کو ذاتی واقفیت حاصل ہے، "موت" انکا ایک مستقل موضوع ہے۔ وُہ نہ صرف اس موضوع پر نثر و نظم میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں بلکہ وُہ لوگوں سے ملنے جلنے کے وقت دورانِ گفتگو میں بھی انہیں فکرِ آخرت کا احساس دلاتے رہتے ہیں۔

برزخ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے۔ انسان برزخ ہی سے گزر کر عدم سے وجود میں آیا ہے اور پھر عالمِ وجود سے عالمِ آخرت کی طرف بھی برزخ ہی میں سے گزر کر جائے گا۔ "برزخ" کے معنی پردہ کے ہیں، یعنی اس کی کیفیات ہماری سمجھ سے ماوراء اور اس کے حالات ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہیں، مثلاً ہر انسان نے شکمِ مادر میں پرورش پائی ہے لیکن اس کی کیفیت کوئی بھی نہیں جانتا، حتیٰ کہ کسی شخص کو اپنا زمانہ

شیر خوارگی بھی یاد نہیں، علاوہ ازیں کوئی انسان ہوا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا لیکن رحمِ مادر میں وُہ زندگی ایسی نعمت سے سرفراز ہوتا ہے گویا اس کی زندگی کی ابتداء ہی وہاں ہوتی ہے جہاں ہوا کا گزر بھی محال ہے، تو پھر کیا کوئی شخص ان حالات سے عدم واقفیت یا ہوا کے بغیر زندگی کے ناممکن ہونے کے ثبوت کی بناء پر ان کیفیات و حقائق سے انکار کر سکتا ہے؟ بالکل اسی طرح ہر انسان جب مر کر قبر میں پہنچتا ہے تو مختلف احوال و کیفیات سے دو چار ہوتا ہے، جو اگرچہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں لیکن ان کا انکار حقیقت کا منہ چڑانے کے مترادف ہے، زیرِ نظر کتاب میں مولانا موصوف نے انہی کیفیات و احوال نیز قبر میں جزاء و سزا کی نہ صرف تفصیلات کتاب و سنت کی روشنی میں بیان کی ہیں بلکہ ان کے مستند، ٹھوس، نقلی اور عقلی دلائل بھی فراہم کئے ہیں، اکثر لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ عذابِ قبر کا ثبوت قرآن مجید میں کہیں نہیں ملتا۔ مولانا نے اثباتِ عذابِ قبر سے متعلق متعدد دلائل قرآن مجید سے پیش کر کے اس غلط فہمی کا کماحقہ، ازالہ کر دیا ہے،!

علاوہ ازیں انہوں نے ان افعال کی نشاندہی بھی کی ہے جو عذابِ قبر کا سبب بنتے ہیں اور وُہ اعمال بھی درج کئے ہیں جن کے باعث عذابِ قبر سے محفوظ رہا جا سکتا ہے

قبر و قیامت کے احوال اور ایمان بالآخرت انسان کو اپنا محاسبہ خود کرنے پر مجبور کرتے ہیں جسے مرنے کے بعد محاسبۂ اعمال کا یقین ہے وُہ کبھی بھی دنیاوی زیب و زینت کا گرویدہ ہو کر خواہشاتِ نفسانی کا اسیر نہیں رہ سکتا۔ موجودہ اخلاقی اور رُوحانی بیماریوں کا ایک بڑا سبب ہم میں فکرِ آخرت کا فقدان ہے۔ اور فلمی رسالوں ڈائجسٹوں اور ناولوں کے اس دور میں وُہ لوگ انتہائی قابلِ قدر ہیں جو بے راہ اور غافل انسانوں کو اپنی آخرت سنوارنے کی دعوت دے رہے ہیں، اللہ تعالےٰ ہمیں بھی ان لوگوں کے حلقہ میں شامل ہونے، اپنی آخرت کو کامیاب بنانے اور مولانا کو مزید خدمتِ دین کی توفیق ارزانی فرمائے، آمین!

ماہنامہ ترجمان الحدیث نومبر ۱۹۸۴ء، تبصرہ: از حضرت مولانا محمد ابراہیم یوسف مدظلہ العالی

عالم برزخ

مولانا عبدالرحمٰن عاجز صاحب مالیرکوٹلوی ہمارے نہایت مخلص، مجسم اخلاق دوست ہیں، اللہ تعالیٰ نے ظاہری اور باطنی طور پر ان کو دینی دولت سے مالا مال کیا ہے، سنّت کے شیدائی اسلام کے فدائی انسان ہیں، ایک عرصہ تک اللہ تعالیٰ نے انہیں قیام مکہ مکرمہ کا اعزاز بخشا مکہ مکرمہ سے واپسی کے بعد فیصل آباد میں مستقل قیام ہے، رحمانیہ دارالکتب کے نام سے انکا اشاعتی اور تجارتی مکتبہ خاصے پیمانے کا کام کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں کتابوں کے کاروبار کی باریکیوں سے بہت آگاہ فرمایا ہے ان کے مکتبہ میں علمی، تحقیقی اور نایاب کتب کا قابلِ قدر ذخیرہ ہمیشہ موجود ہوتا ہے، علمی ذوق کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں شعر و قلم کی دولت سے بھی خوب نوازا ہے، موصوف بہت عمدہ شعر کہتے ہیں، اور خوبصورت نثر لکھتے ہیں، ان کا یہ کمال اس قدر قابل رشک ہے کہ ان کے شعر کی تاثیر اپنے قاری سے اپنا لوہا منوا لیتی ہے، ان کے نثری شاہپارے بھی شعر کی طرح نہایت خوبصورت اور عمدہ ہوتے ہیں ان کے کلام کے متعدد دیوان شائع ہو چکے ہیں،

اسی طرح ان کی کئی قیمتی تصانیف بھی ملک بھر کے اہل علم سے خراجِ تحسین حاصل کر چکی ہیں ، ہمارے ملک میں افسانہ طرازیوں اور قصے کہانیاں بیان کرنے کی پرانی ریت چلی آرہی ہے ، عوامی ذہن بھی سنسنی خیز کہانی اور مبالغہ آمیز قصے کو پسند کرتا ہے ، گذشتہ سالوں موت کا منظر ، اور مرنے کے بعد کیا ہوگا ، نامی کتابیں جب شائع ہو کر عوام میں پہنچیں تو ان کی اشاعت سے قصہ گو واعظین اور کہانیاں بیان کرنے والے افراد کو ہی فائدہ پہنچا ، کیونکہ اسمیں کسی معاملے کی کوئی سند اور ثبوت نہیں . بڑی شدت سے محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی خدا کا بندہ اس موضوع پر قلم اٹھائے اور کتاب و سنت کی روشنی میں اس موضوع کو مدلل انداز میں پیش کرے ۔ اللہ بھلا کرے ہمارے فاضل بھائی مولانا عبدالرحمٰن عاجز کا جن کی دُور رس نگاہ نے اس موضوع کا نہ صرف انتخاب کیا بلکہ اس کو عملی جامہ پہنا کر ایک بہت بڑی دینی ضرورت پوری کر دی ، ویسے بھی فکرِ آخرت مولانا عاجز مالیر کوٹلوی صاحب کا ایک خاص موضوع ہے . اللہ تعالےٰ نے مولانا مالیر کوٹلوی صاحب کو فصیح و بلیغ انداز اور فاضلانہ اسلوب نگارش کی وہ خوبیاں اور رعنائیاں عطاء کی ہیں جو ان کے قلم کو خصوصی تاثیر بخشتی ہیں . مولانا موصوف نے ہر بات کتاب و سُنّت کے دلائل سے واضح کی ہے ، مولانا صاحب نے اس کتاب کو قرآن و حدیث کی روشنی میں مُرتّب کیا ہے کوئی بات

غیر ثقہ یا افسانوی طرز کی اسمیں شائع نہیں کی، عالم برزخ اس کا موضوع ہے، تین سوالتی عنوانات کے تحت اس کتاب میں یہ واضح کیا ہے، مرنے کے بعد عرصۂ حشر تک کے زمانے میں میت پر کیا گزرتی ہے، جسدِ خاکی کو قبر میں دفن کردیا جائے یا آگ میں جلا کر اس کی خاک کو ہوا میں اُڑا دیا جائے، یا دریا میں بہا دیا جائے یا درندوں کے پیٹ کا ایندھن بن جائے یا ادویات کے ذریعے اُسے محفوظ کرلیا جائے، کیا ان سب حالات میں میت کی رُوح یا جسم دونوں کو عذاب و ثواب راحت و کلفت ہوتی ہے یا کہ نہیں اس پر عقلاً نقلاً، درایتاً اور روایتاً بحث کی گئی ہے جو موجبِ عذاب و ثوابِ قبر ہیں یہ کتاب اردو کی ۸۵/ تحقیقی کتابوں اور ۱۱۰/ عربی کتب سے ماخوذ کی گئی ہے۔

کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جائے کہ قلیل عرصہ میں اس کے تین ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل چکے ہیں، آخرت کی فکر، قبر کی فکر، عالم برزخ کی فکر، جنت کے حصول کی تمنا۔ اور دوزخ کی آگ سے بچنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت کامیابی کا ذریعہ ہے، ہم اپنے قارئین محترم سے اس نہایت علمی اور قیمتی کتاب کی خریداری کی اپیل کریں گے

قاضی محمد اسلم سیف

ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۸۰/جنوری ۱۹۸۲ء

(عالم برزخ)

جناب مولوی عبدالرحمن صاحب عاجز مالیر کوٹلوی قرآن و سنت کے ایک مخلص خادم ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں لکھنے کا پاکیزہ ذوق بخشا ہے اور اس خداداد ذوق کے ذریعہ یہ اس سے قبل بڑی خدمت کر چکے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب ۔۰۰م کے قریب صفحات پر مشتمل ہے، جسے مصنف نے عربی اردو کی متعدد بنیادی کتابوں سے استفادہ کے بعد مرتب کیا ہے، کتابیات کی فہرست دیکھنے کے بعد موصوف کی محنت کی داد دینا پڑتی ہے، کتاب میں مصنف نے انسان کے مرنے سے حشر تک کے تمام واقعات کی خوب خوب نشاندہی کی ہے اور قرآن و سنت کی روشنی میں بتلایا ہے کہ اس دوران انسان پر کیا کیا گذرتی ہے، قبر کے ثواب و عذاب پر تفصیلی گفتگو ہے، اچھے اور بُرے اعمال پر قلم اٹھایا ہے اور بتلایا ہے کہ کون سے اعمال خدا کی رضا کا سبب بنتے ہیں تو کون سے اس کے غضب کا، الغرض اس عنوان پر اتنی جامع اور مفصل کتاب ہماری نظر سے پہلے نہیں گذری اور ہماری خواہش ہے کہ مادیت کے بھنور میں پھنسی ہوئی انسانیت کا ہر فرد اس کو پڑھے تاکہ اپنے انجام کا فکر کر سکے، رحمانیہ دارالکتاب امین پور بازار فیصل آباد نے کتاب چھاپی ہے۔

اعلیٰ آفسیٹ کاغذ پہ چھاپی گئی ہے، معنوی کمالات کے ساتھ حسن ظاہری کا پورا لحاظ ہے اور کتاب ہر اعتبار سے لائق مطالعہ ہے۔

ماہنامہ حکمت قرآن اکتوبر ۱۹۸۵

حضرت مولانا ڈاکٹر اسرار احمد صاحب مدظلہ العالی

موت کے سائے ❁ عالم برزخ

مولانا عبدالرحمن عاجز کی کتابیں، سلفی مسلک سے تعلق رکھنے والے ایک عالم مولانا عبدالرحمن عاجز فیصل آباد میں رحمانیہ دارالکتب کے نام سے ایک تجارتی کتب خانہ بنا رکھا ہے جس کے ذریعہ وہ اچھی کتابیں اہتمام سے چھاپتے ہیں، اس کے ساتھ ہی ان کا اصلاحی اور تبلیغی انداز سے لکھنے کا بھی مشغلہ ہے اور یہ لکھنا نثر اور نظم دونوں میں ہی ہوتا ہے اس وقت ان کی چار کتابیں ہمارے سامنے ہیں دو نثری دو نظم میں، نثری کتابوں کے نام **موت** کے سائے اور عالم برزخ ہیں،

موت جیسی ناگزیر حقیقت پر مختلف انداز سے گفتگو کی گئی ہے اور ایسا انداز اختیار کیا گیا ہے کہ عام لوگوں میں اس کی فکر پیدا ہو انبیاء سابقین، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور بزرگان سلف واقعات و خطبات بھی اس سلسلے میں درج ہیں جو نہایت درجہ موثر اور فکر انگیز ہیں"۔

دوسری کتاب عالم برزخ ہے انسان جب مرتا ہے تو اس وقت سے لے کر عرصہ حشر کے عالم میں آنے تک کے وقت کو عالم برزخ کا نام دیا جاتا ہے"

قبر ہو یا کسی درندے کا پیٹ جس نے انسان کو چیر کھایا، پانی ہو جس میں انسان ڈوب گیا ہر ہی جگہ انسان راحت و کلفت سے دوچار ہوتا ہے،، اس پر روایت و درایت کے اعتبار سے بڑی جامع بحث ہے اور بعض فکر انگیز واقعات بھی ہیں جو قبر سے متعلق ہے،

ان کے علاوہ دو کتابیں نظم میں ہیں ایک کا نام صبح صادق اور دوسری کا نام جام طہور ہے، صبح صادق پر جناب احسان دانش مرحوم اور حفیظ جالندھری مرحوم جیسے نابغۂ روزگار شعرا کی تقاریظ ہیں، جو اس کتاب کے شعری طور پر مستند ہونے کی دلیل ہے اس میں مختلف عنوانات پر بڑا پاکیزہ کلام ہے جس میں سوز و گداز ہے، فکر ہے اور احساس دینی اُجاگر کرنے کی قوت ہے دوسری کتاب جام طہور کا پیش لفظ تو لکھا مولانا غلام رسُول مہر مرحوم نے جو ایک ذمہ دار مصنف، مؤلف اور مترجم تھے اور تقریظ ہے احسان دانش مرحوم فیض احمد جھنجھانوی اور پروفیسر غلام احمد حریری جیسے صاحبانِ علم و ادب کی، جس نے کتاب کا استنادی درجہ متعین کر دیا ہے۔ اس میں بھی مختلف عنوانات حمد، نعت کے ساتھ احادیث کا منظوم ترجمہ، حرمین شریفین وغیرہ پر بڑا مؤثر کلام ہے جو اس قابل ہے کہ راگ و رنگ کے اس دور میں خوب پھیلایا جائے اور پڑھا جائے۔

یہ چاروں کتابیں اچھے انداز سے چھاپی گئی ہیں اور اصلاح و فلاح کے عنوان سے بڑی قابل قدر ہیں۔

ملنے کا پتہ

رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار فیصل آباد فون ۳۲۹۱۶

ہفت روزہ الاعتصام لاہور

حضرت مولانا محمد خالد سیف صاحب مدظلہ العالی

موت ایک ایسی حقیقت ہے جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا اس عالم رنگ و بو میں آنے والے ہر نفس نے بالآخر موت کے جام کو پینا اور قبر کے دروازے سے داخل ہونا ہے، اور یہ ایک ایسا اٹل قانون قدرت ہے، جس سے اختلاف کی کوئی گنجائش ہے، اور نہ فرار کی کوئی راہ! بلکہ سچ پوچھئے تو دنیا میں آنا ہی درحقیقت یہاں سے رخت سفر باندھ جانے کی تمہید ہے، اور اس تمہید کے تکمیل تک پہنچنے کا مشاہدہ ہم ہر روز اپنے سر کی آنکھوں سے کرتے ہیں۔

یہ حقیقت بھی اظہر من الشمس ہے کہ یہ دنیا اور اسکی یہ چمک دمک محض ایک جلوہ سراب ہے لیکن اسکے باوصف آج ہم دنیا اور اسکی رنگینیوں میں اس قدر کھوگئے ہیں کہ فکر فردا کا ہوش ہی نہیں، نگاہوں کو خیرہ کرنے والے شان و شکوہ کے قصر زرنگار، مال و دولت کے انبار، مے و مینا اور شاہد و شراب ہی آج کے انسان کا مقصود حیات ہوکر رہ گئے ہیں، اور عاقبت، فکر آخرت اور مابعد الموت پیش آنے والے حالات کو یکسر فراموش کر دیا گیا ہے۔ اکبر الہ آبادی نے کیا خوب کہا تھا۔

موت کو بھول گیا دیکھ کے جینے کی بہار
دل نے پیش نظر انجام کو رہنے نہ دیا!

اگر ہم اس دنیا کا بغور جائزہ لیں تو یہ ہمیں ایک مرقع عبرت افسانۂ حسرت اور آئینہ حیرت کے روپ میں نظر آئے گی، دنیا کے وسیع و عریض لیکن سراسر فانی سٹیج پر جن عظیم بادشاہوں نے جاہ و حشمت کے جلوے دکھائے وہ بھی چل بسے جن لوگوں نے اپنے کمالات سے دنیا کی آرائش و زیبائش کو چار چاند لگائے وہ بھی نہ رہے۔ وہ نابغۂ روزگار

لوگ جن سے استفادہ اور کسبِ فیض کرنے کیلئے ایک دنیا انکے پاس آتی تھی، وہ بھی رخصت ہو گئے۔"

عابد و زاہد اور تہجد گزار و شب زندہ دار لوگ حتی کہ حضراتِ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی جن سے فرشتے مصافحہ کرتے تھے، یہاں سے رخصتِ سفر باندھ گئے،

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے ؟

الغرض موت سے کسی کو مفر نہیں، بو علی سینا ایسے حکیم کو بھی کہنا پڑا۔

از قعرِ گلِ سیاہ تا اوجِ زحل کردم ہمہ مشکلاتِ گیتی راحل
بیروں جستم زقیدِ ہر مکر و حیل ہر بند کشادہ شد مگر بندِ اجل

موت کے بعد سے لے کر قیامت اور حشر نشر تک کا زمانہ عالمِ برزخ کہلاتا ہے یہ جہان چونکہ ہماری اس دنیوی زندگی سے بالکل مختلف اور الگ تھلگ ہے، اس لئے یہ قدرت کا ایک ایسا سترِ نہاں ہے جسکی حقیقت و کیفیت ہمارے فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔

اس جہاں کی ہمیں فقط انہی حقیقتوں اور کیفیتوں کا علم ہے، جنکی کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ میں نشاندہی کی گئی ہے، کتاب و سنت میں اس موضوع سے متعلق جس قدر تفصیلات موجود ہیں انہیں ہمارے نہایت قابلِ صد احترام بزرگ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب عاجز مالیر کوٹلوی دامت برکاتہم نے اپنی تازہ تصنیف لطیف "عالمِ برزخ" میں نہایت سلیقہ سے جمع فرما دیا ہے،"

نیز اس دنیاءِ فانی کی بے ثباتی اور اہل اللہ جنہیں اس حیاتِ مستعار کے فنا اور عالمِ آخرت کے بقاء و دوام کا سچا شعور و ادراک نصیب تھا، کے درد انگیز واقعات نے کتاب کو نہایت پُر اثر بنا دیا، موت، قبر، برزخ، حشر حساب کتاب اور جنت

دوزخ کے عبرت انگیز حالات کو فاضل مصنف نے اس قدر دلنشین اور مؤثر پیرایۂ بیان میں رقم فرمایا ہے، کہ کتاب پڑھتے ہوئے کبھی کبھی ایسی رقّت طاری ہو جاتی ہے کہ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی ہے، اور کتاب کے صفحات تر ہو جاتے ہیں۔

"عالمِ برزخ" کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ اسکے مصنف کا دل درد مند دنیائے فانی کی محبت سے خالی اور حُبِ الٰہی سے سرشار ہے، اور اپنی اس کتاب کے ذریعہ مجھے ایسے سیاہ کار قارئین سے بھی انکا تقاضا یہی ہے، کہ اب انکی آنکھیں کھُل جانی چاہئیں بڑا عرصہ خوابِ خرگوش میں مدہوش رہے، اب آنکھوں کو چاہیئے کہ نامۂ اعمال کی کتاب کے سیاہ صفحات کی سیاہی کو دھونے میں بخل سے کام نہ لیں!

تقریباً چار سو صفحات کی کتاب کا خلاصہ فاضل مصنف کے الفاظ میں یہ ہے،

مرنے کے بعد عرصۂ حشر تک کے زمانے میں میّت پر کیا گزرتی ہے، ؟ جسمِ خاکی کو قبر میں دفن کر دیا جائے یا آگ میں جلا کر اسکی خاک کو ہوا میں اُڑا دیا جائے یا دریا میں بہا دیا جائے یا درندوں کے پیٹ کا ایندھن بن جائے یا اسے ادویات کے ذریعہ محفوظ کر دیا جائے۔

ان سب حالات میں میّت کی رُوح یا جسم یا دونوں کو عذاب و ثواب، راحت و کلفت ہوتی ہے، کہ نہیں ؟ اس پر عقلاً و نقلاً، درایتاً اور روایتاً بحث کی گئی ہے، قبر سے متعلق بعض عبرت انگیز سچے واقعات بھی بیان کئے گئے ہیں، نیز ان اعمال کی نشاندہی کی گئی ہے، جو موجبِ عذاب و ثوابِ قبر ہیں"

"عالمِ برزخ" کی کتابت و طباعت، کاغذ اور جلد ہر چیز دیدہ زیب ہے، مصنف کے اسلوبِ نگارش میں نہایت سلاست، شگفتگی اور دلنشینی پائی جاتی ہے، جا بجا موقع و محل کی مناسبت سے اشعار، جو انکے اپنے ہی کہے ہوئے ہیں، انگشتری میں نگینے کیطرح سجے ہوئے ہیں، فاضل مصنف جسطرح ہدیۂ تبریک کے مستحق ہیں، اسی طرح

ہماری اللہ رؤف رحیم کے حضور یہ دعا بھی ہے، کہ وہ اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے

محمد خالد سیف

روزنامہ مشرق بروز جمعہ ۸ / جنوری ۱۹۸۲ء

عالم برزخ

مصنف: عبدالرحمن عاجز مالیرکوٹلوی

مرنے کے بعد حشر برپا ہونے تک کے زمانے کو مذہبی اصطلاح میں برزخ کہا جاتا ہے۔ قیامت کے دن مُردوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ ان کے اعمال کی جزا و سزا کے مطابق جنت یا دوزخ میں ہمیشہ کے لئے بھیج دیا جائے گا۔ اب سوال یہ ہے۔ جسم خاکی کو قبر میں دفن کر دیا جائے یا آگ میں جلا کر اسکی خاک ہوا میں اڑا دی جائے یا اسے دریا میں بہا دیا جائے مُردہ درندوں کے پیٹ کا ایندھن بن جائے یا دواؤں کے ذریعے گلنے سڑنے سے محفوظ کر لیا جائے، کیا ان سب حالات میں میت کی رُوح یا جسم یا دونوں کو عذاب و ثواب راحت و کلفت ہوتی ہے یا نہیں؟ زیر نظر کتاب میں فاضل مصنف نے اسی سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ اور اس سلسلہ میں قرآن و حدیث اور آئمہ و علمائے سلف کے حوالوں سے تفصیلی بحث بھی کی ہے۔ نیز ان اعمال کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ جن سے قبر میں عذاب و ثواب لاحق ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں احوال قبر سے متعلق عبرت انگیز سچے واقعات بھی بیان کئے ہیں، نیز ان اعمال کی نشاندہی بھی کی ہے جو موجب عذاب و ثواب قبر ہیں، کتاب کے مطالعہ سے موت کا منظر، قبر کی دنیا کی اور دیگر حقائق سامنے آتے ہیں۔ جن سے انسان کو مرنے کے بعد دوچار ہونا ہوتا ہے۔

یہ فکر انگیز کتاب طباعت اور کتابت کی جملہ خوبیوں سے آراستہ ہے۔ اہل ایمان اور اہل تقویٰ کیلئے اسکا مطالعہ یقیناً فلاح و اصلاح کا ذریعہ ثابت ہوگا۔

روزنامہ وفاق لاہور اتوار ۵ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ ۱۸ جنوری ۱۹۸۲ء بمطابق

عالمِ برزخ

مصنف ، مولانا عبدالرحمٰن عاجزؔ

ایک مسلمان گھر میں پیدا ہونے والا بچہ سب سے پہلے یہ آواز سنتا ہے، کہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی الٰہ نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے رسُول ہیں، یعنی مطاع حقیقی اللہ تعالیٰ ہے لیکن اللہ تعالےٰ کے احکام پر عمل کس انداز میں ہو، اس سلسلے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی مطاع نہیں ہو سکتا، یہی بچہ زندگی کے مراحل طے کر کے موت سے ہمکنار ہوتا ہے تو اسے سب سے پہلے ان سوالات کا جواب دینا پڑتا ہے، کہ تمہارا اللہ کون تھا کس کے احکام کے تحت زندگی بسر کی ، اور اس ضمن میں کسکا اُسوہ تمہارے سامنے رہا اس موقعہ پر عمل زبان بنتا ہے، جس کے بعد جزا اور سزا کا عمل شروع ہوتا ہے، یہ عمل ہے، عالمِ برزخ کا ، قبر کی زندگی سے قیامت تک کا، جس کی تصریح اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے، زیرِ تبصرہ کتاب اس مقصد کے پیشِ نظر لکھی گئی ہے، کہ ایک مسلمان کو زندگی میں کون سے امور انجام دینے چاہییں کہ اسکی قبر جنّت کی پھلواڑیوں میں سے ایک پھلواڑی بن جائے اور کن اعمال سے اجتناب کرنا چاہیئے جو اس کی قبر جہنم کا

کا ایک حصہ بنا سکتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ہی فاضل مصنف نے
نے قرآن و حدیث کی روشنی میں عالم برزخ کی ماہیت اور حقیقت پر
بھی قلم اٹھایا ہے، یہ اس لئے کہ بدقسمتی سے مسلمانوں میں ایسے دانشور
بھی موجود ہیں جن کی دانش ابھی تک اس حقیقت سے آشنا نہیں ہو
سکی کہ امتحان کے فوراً بعد نتیجہ کا اعلان نہ کرنے والا ممتحن منصف
نہیں کہلا سکتا، وہ ممتحن جو پرچہ جواب کا ایک ایک لفظ پہلے ہی
جانتا ہے، آخر اسے جواب مکمل کرنے کے فوراً بعد نتیجہ نہ سنانے
میں کیا مشکل پیش آسکتی ہے؟ وہ جو دمِ واپسیں تک خود اللہ اور
خود ہی رہنما بنے رہے، اور انہوں نے اللہ اور رسولؐ کے نام
لیواؤں کا ناک میں دم کیئے رکھا قیامت تک کے لئے انہیں آرام فراہم
کرنا انصاف تو نہیں، اس قسم کے انصاف کی آخر اس ذات سے
کیسے توقع کی جا سکتی ہے، جس نے مخلوق کو عدل و انصاف سے
آگاہ کیا۔ تاہم فاضل مصنف نے عذابِ قبر اور عالم برزخ کو عقل
کی رُو سے ثابت کرنے پر اس لئے زور نہیں دیا کہ مخاطب مسلمان
ہیں، جن کا ایمان ہے، کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کا کوئی حکم ہماری سمجھ اور عقل سے بالاتر تو ہو سکتا ہے
مگر وہ عقل سے مبرّا نہیں ہو سکتا یہ اس لئے کہ جس ذات کی تربیت
خود خالقِ عقل نے کی اسکا کوئی بھی حکم عقل کے خلاف کیسے ہو سکتا ہے۔
فاضل مصنف نے اپنے موضوع سے انصاف کی بھرپور کوشش
کی ہے"

اخبار اظہار (ہفت روزہ) گجرات، مورخہ ۱۴، ۲۱/اپریل ۱۹۸۲ء

عالم برزخ

تالیف، عبدالرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی

مرنے کے بعد عرصہ حشر تک کے زمانے میں میت پر کیا گذرتی ہے، عالم برزخ کے بارے میں یہ ایک مکمل کتاب ہے

جو قرآن و حدیث کی روشنی میں لکھی گئی ہے، اور مؤلف نے بڑی محنت کی ہے. جو لوگ عالم برزخ (قبر) میں عذاب و ثواب کے قائل نہیں یا اس میں شک کرتے ہیں وہ لوگ خواب کی کیفیت پر غور کریں۔ اور اللہ تعالےٰ کی اس قدرت اور اس حیرت انگیز کرشمے کے متعلق سوچیں تو عالم برزخ کا ایک نمونہ ہے۔

خواب میں جو تکلیف یا راحت ہوتی ہے، وہ براہ راست روح کو ہوتی ہے اور روح کے واسطے سے بدن بھی متاثر ہوتا ہے۔

اور کبھی یہ تاثیر اتنی قوی ہوتی ہے، کہ مشاہدے میں بھی آجاتی ہے، مثلاً کسی نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اسے مار رہا ہے۔

اور وہ چیخ رہا ہے. جب بیدار ہوا تو چوٹ کا نشان جسم پر دیکھا یا خواب میں دیکھا کہ کوئی چیز کھائی پھر بیدار ہوا تو اس کا ذائقہ منہ میں محسوس کرتا ہے۔

بلکہ بھوک اور پیاس بھی جاتی رہتی ہے. بعض دفعہ یہاں تک نوبت آتی ہے، کہ خواب دیکھنے والا خواب میں ہی کھڑا ہو جاتا ہے۔

اور بیدار شخص کی طرح مارتا پکڑتا اور دھکے دیتا ہے. حالانکہ وہ نیند میں ہوتا ہے اور ہر بات سے بے خبر ہوتا ہے۔

غلام احمد حریری
فون ۲۲۹۱۱/۳۲
ایسوسی ایٹ پروفیسر وصدر شعبہ علوم اسلامیہ
زرعی یونیورسٹی فیصل آباد
ایم اے عربی (I) ایم اے علوم اسلامیہ (I)
ایم او ایل (عربی)
۶۲ ڈی پیپلز کالونی فیصل آباد

تبصرہ بر "عالم برزخ"

ایمان بالیوم الآخرۃ کا عقیدہ جملہ اسلامی عقائد میں خصوصی اہمیت کا حامل ہے اور اس سے انسانی زندگی میں عظیم انقلاب بپا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کا کوئی پارہ اور کوئی سورت اس کے ذکر و بیان سے خالی نہیں۔ اس عقیدہ سے عاری شخص ایک انسان نہیں بلکہ حیوان سے بھی کم تر ہے جس کے سامنے انسانی زندگی کا کوئی نصب العین موجود ہی نہیں کھانا پینا اور نسل کشی کرنا اس کا اوڑھنا بچھونا ہے وہ احساس ذمہ داری سے یکسر عاری اور حساب و محاسبہ کے تصورات سے بیگانہ ہے۔

اسی طرح انسان کو قبر میں جو زندگی حاصل ہوتی ہے وہ ایمان بالغیب کے زمرہ میں شامل ہے اس ضمن میں کتاب وسنت کے نصوص نہایت واضح ہیں اور ان میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں مگر عصر حاضر کا انسان آسانی سے اس بات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں کہ انسان کو قبر میں بھی ایک طرح کی زندگی حاصل ہوتی ہے جس سے اسے الم ورنج اور راحت وآسودگی کا احساس ہوتا ہے۔ قدیم مشرکین کی طرح عصر حاضر کا مغرب زدہ انسان بھی اسی تصور کا شکار ہے کہ ادھر روح قفس عنصری سے

رخصت ہوئی ادھر مسرت وغم اور رنج وراحت کے سارے احساسات ختم ہوئے۔

مولانا عبدالرحمٰن عاجز نے عصرِ حاضر کے انسان میں اسی ایمان وایقان کو پیدا کرنا چاہا ہے۔ کہ برزخ کی زندگی برحق ہے اور اسلامی عقائد وایمانیات کا ایک جزو ہے

آپ نے کتاب وسنت کے دلائل وبراہین، آئمہ سلف اور اکابر علماء کے اقوال وارشادات سے اس عقیدہ کی صداقت وحقانیت مبرہن ومدلل کی ہے اور عصرِ حاضر کے انسان کو اس عقیدہ کی اہمیت کا احساس دلایا ہے

میرے خیال میں مولانا عاجز کی یہ جہد وسعی بڑی مبارک اور کامیاب ہے میری دُعا ہے کہ خدا کرے یہ کتاب مسلمانوں کے اذہان وقلوب میں ایمان بالیوم الآخر وحیاتِ برزخ کے عقیدہ کو مستحکم کرنے کی موجب ہو اور ہر مسلم زندگی کے ہر لمحہ میں اس اہم عقیدہ کو بھولنے نہ پائے۔ اس سے اس کے اندر احساس ذمہ داری اور محاسبہ کا خوف پیدا ہوگا۔ اور وہ مستقبل میں ہر قدم اٹھاتے وقت اور ہر کلمہ زبان سے نکالتے وقت سو مرتبہ یہ سوچے گا کہ آیا یہ قول وفعل اُخروی زندگی میں اس کے لیئے ضرر رساں تو نہیں۔

مَیں بارگاہ ربانی میں دعاگو ہوں کہ وہ ایزد متعال مولانا کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور آپ کے قلم سیال کو مزید روانی عطا کرے تاکہ وہ اسی قسم کے مزید علمی کام یادگار چھوڑ جائیں۔

الحقر غلام احمد حریری صدر شعبہ علوم اسلامیہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

ٹیلیفون ۲۶۷۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمعیت اہلحدیث فیصل آباد (پاکستان)

صدر دفتر جامع مسجد رحمانیہ بلڈنگ منڈی فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت المحترم مولانا عبدالرحمن صاحب عاجز دامت فیوضہم وبرکاتہم کی کمال شفقت ہے کہ جب بھی کوئی نئی تصنیف شائع فرماتے ہیں تو اس کا ایک نسخہ ہدیۃً عنایت فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اپنی تازہ تصانیف "عالم برزخ" اور "موت کے سائے" یکے بعد دیگرے مولانا موصوف نے خصوصی طور پر مرحمت فرمائی ہیں دونوں کتابیں ضخامت اور طباعت کے لحاظ سے نہ صرف معیاری ہیں بلکہ موضوع کے اعتبار سے بھی مثالی حیثیت کی حامل ہیں ہر بات کا ماخذ قرآن و حدیث ہے اور انہی کی روشنی میں سلف صالحین کے اقوال کو بطور تائید لایا گیا ہے اور پھر مصنف کے اپنے اشعار کی جگہ جگہ چاشنی سونے پر سہاگے کا کام کر گئی ہے ؎

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ کسی متنفس کو موت سے چھٹکارا نہیں ہے قلعہ میں ہو یا جھونپڑی میں، خشکی میں ہو یا تری میں، سفر میں ہو یا حضر میں، امیر ہو یا غریب، بادشاہ ہو یا فقیر، کوئی بھی ہو اور کسی جگہ بھی ہو مقررہ وقت پر موت ضرور آئے گی۔

اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ ۔ الاٰیۃ (نساء)

دنیا کی ہر چیز میں اختلاف تو موجود ہے مگر مرنے میں سب کا اتفاق ہے روزانہ ہی اس حقیقت کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے خود ہمارے اپنے کتنے ہی دوست واحباب، بھائی برادر، خویش واقارب سب اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ اور تنِ تنہا قبروں میں پہنچ گئے اور وہاں سڑ گل گئے کیڑوں مکوڑوں کی نذر ہو گئے مگر ہمارا یہ حال ہے کہ ؎

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

کے مصداق خوابِ غفلت میں مدہوش ہیں معلوم نہیں کہ اپنا حال وحشر بھی یہی ہونے والا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے کو پکڑ کر ارشاد فرمایا:

تم دنیا میں مسافروں یا راہگیروں کی طرح رہو اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو پھر فرمایا اے ابن عمرؓ!

جب تم صبح کو اٹھو تو شام کا انتظار مت کرو اور جب شام ہو جائے تو صبح کا انتظار مت کرو (بیہقی)۔

شیخ سعدیؒ نے اسی حدیث کی تشریح میں کہا ہے: ؎

خیرے کن اے فلاں وغنیمت شمار عمر

زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

موت کی سختیاں، سکرات وغمرات اور دنیا وآخرت کے درمیان عالمِ برزخ کی کیفیات ایسی بدیہی حقیقتیں ہیں کہ جن کے تذکروں سے قرآنِ حکیم اور ابوابِ حدیث بھرپور ہیں مگر ہم ان سے کوئی نصیحت وعبرت حاصل

نہیں کرتے اور نہیں سوچ رہے کہ ایک دن مرجانا ہے اور دنیا کی ہر چیز چھوڑ جانا ہے جس طرح پہلے لوگ مر گئے اور دوسروں کیلئے اپنی چیزیں چھوڑ گئے اور ان کے مال و دولت کے دوسرے لوگ وارث ہو گئے۔

مندرجہ بالا دونوں اہم کتابیں اسی فکرِ موت کی یاد دہانی اور آخرت کی جوابدہی کا احساس دلاتی ہیں۔ فاضل مصنف کی یہ کوشش و محنت اتنی عمدہ اور مدلل ہے کہ ہر صفحہ و ہر سطر لائق تحسین ہے جس سے علماء و طلباء اور عوام الناس یکساں استفادہ کر سکتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دونوں کتابیں اہل ثروت حضرات خرید کر صدقہ جاریہ کے طور پر زیادہ سے زیادہ تعداد میں عام کریں تاکہ فکرِ آخرت سے غافل لوگ اصلاحِ عقائد و اعمال کے بعد راہِ نجات پر گامزن ہو جائیں

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف کی مساعیِ حسنہ کو بھی ذریعہ نجاتِ اُخروی بنائے اور ... کو ان کی جملہ تصانیف مشعلِ راہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے

محمد یوسف انور
۱۵ دسمبر ۱۹۸۱ء

محمد یوسف انور
۱۵ دسمبر ۱۹۸۱ء

تبصرہ

حضرت مولانا قدرت اللہ فوق مدظلہ العالی،
شیخ الحدیث جامعہ تعلیمات اسلامیہ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف جانے کا عمل ابتدائے آفرینش سے آج تک مسلسل جاری و ساری ہے جس میں شک و شبہ کی گنجائش ہے نہ انکار کی ضرورت۔ سبھی دست بستہ اور دم کشادہ اس راہِ آخرت پر گامزن ہیں اور مرتب شدہ پروگرام میں کسی کو ترمیم و تنسیخ کا بھی اختیار نہیں۔ کوئے یاراں اور محفلِ بہاراں کے نازنین، تاج و تخت اور دولت و ثروت کے جانگزیں اس طرح کشاں کشاں رواں دواں نظر آتے ہیں کہ انہیں گویا دنیا کی آرائش و زیبائش سے سروکار ہی نہیں۔

آجر و اجیر، غنی و فقیر اور بادشاہ و وزیر سبھی جس راہ پر گامزن نظر آتے ہیں اس کی پہلی منزل کا نام عالم برزخ ہے جس کی حدود دنیا کے ڈاں سے شروع ہو کر عالم آخرت پر ختم ہوتی ہیں۔

موت کے پنجۂ استبداد میں آنے والا ہر فرد اس منزل کا مکیں ہے۔ خواہ وہ آغوشِ قبر میں جا چکا ہو۔ درندوں کے پیٹوں اور پرندوں کے پوٹوں کا لقمہ بن چکا ہو یا بحرِ ظلمات کی طلاطم خیز موجوں کی نذر ہو چکا ہو سبھی کی پہلی آماجگاہ یہی عالم برزخ ہے

کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا اور انکار کیسے کرے جبکہ اپنے اعزہ

واقارب اور یار و احباب کو اپنے ہاتھوں قبروں کے گڑھوں میں اتارتے ہیں اور یہ عمل مسلسل جاری ہے

قانونِ مکافات اور اصولِ جزا و سزا سے کسی کو انکار نہیں۔ ہر بیج کا پھل ہر جڑ کی شاخ اور ہر دوا کی تاثیر جب یقینی ہے تو ہر عمل کی جزا و سزا بھی بدیہی اور لازمی ہے جب سمتِ مشرق کا مسافر جہتِ مشرق کو جاتا ہے اور غرب کا قاصد جانبِ مغرب پہنچتا ہے پہاڑ پر چڑھنے والا کوہ پیما کہلاتا ہے اور صحرا میں بسنے والا بادیہ نشین مشہور ہوتا ہے۔ گندم بونے سے گندم اگتی ہے اور جو کاشت کرنے سے خرمن جو حاصل ہوتا ہے تو پھر نیکی و بدی کا طالب بھی لازمی طور پر برّ و فاجر کہلائے گا۔ اسی قانونِ پیہم کا نام شریعت نے قانونِ جزا و سزا رکھا ہے

لیکن عمل و جزا کا وقت جدا جدا ہوتا ہے گندم کاٹنے کے وقت گندم کاشت نہیں کی جا سکتی۔ امتحان گاہ میں امتحان کی تیاری ناممکن ہے اور انجام کو آغاز کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ اسی لیے شریعت نے اس عالمِ فنا کو دار العمل کہا اور دارِ بقا کا نام دار الجزاء رکھا ہے

مولانا عبد الرحمٰن صاحب عاجز مالیر کوٹلوی دامت برکاتہم کی کتاب "عالم برزخ" دار العمل کی صحیح راہنمائی اور دار الجزاء کی صحیح نقاب کشائی کرتی ہے نیک و بد کا انجام، ظالم و مظلوم کا مقام اور بہی خواہ و بدخواہ کا کردار اس کتاب میں صحیح طور پر اجاگر کیا گیا ہے۔ میدانِ محشر کے لرزہ خیز واقعات جہنم کے لرزہ بر اندام نتائج اور جنت کے روح پرور مناظر کو کتاب و سنت سے مدلل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ علمی و تحقیقی مسائل مشکل و پیچیدہ ابحاث کو نہایت سادہ اور موثر پیرایۂ بیان کے ساتھ پیش

کیا گیا ہے بعض متعارض احادیث و آثار پر محدثانہ بحث کر کے کتاب کی افادیت میں بیش بہا اضافہ کر دیا گیا ہے عالمِ برزخ کے مختلف مواقع پر کامیاب و ناکام بنانے والے اعمال کو ذخیرۂ حدیث کی متفرق کتب سے یکجا جمع کر کے کامیابی و کامرانی کو آسان بنا دیا گیا ہے۔ اور جابجا عمدہ اور اعلیٰ اشعار پیش کر کے کتاب کے محاسن و مناقب کو درخشندہ تر بنا دیا گیا ہے۔

یہ کتاب علماء کے لیے ذخیرۂ علوم و معرفت، طلبہ کے لیے شرحِ ہدایت و حکمت، اتقیاء کے لیے درسِ عبرت و موعظت اور اربابِ معاصی کے لیے تازیانۂ عبرت ہے

اس بات کی ضرورت ہے کہ قوم و ملت کے ہر طبقہ میں اس کتاب کو پہنچایا جائے تاکہ دنیا پرست اور زمانہ ساز لوگوں کو ان کے حقیقی ملجا و ماویٰ سے روشناس کرایا جائے۔ اور عیش کوش اور بدکردار لوگوں میں اوصافِ جمیلہ اور خصائلِ حمیدہ پیدا کر کے انہیں دار العمل اور دار الجزاء میں کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار کیا جائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی مساعیِ جمیلہ کو شرف قبولیت بخشے اور شرفِ باریابی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

دعاگو

ابو ذوق قدرت اللہ ذوق فیصل آباد پاکستان

۸ر اپریل ۱۹۸۶ء

علوم اسلامیہ کی — قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون — معیاری درسگاہ

الجامعۃ العلمیۃ

ڈی بلاک ○ سیٹلائیٹ ٹاؤن ○ سرگودھا

۱۳ ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ

"عالم برزخ" کتاب کے دو نسخے ملے۔ اس کا بالاستیعاب مطالعہ کیا کتاب کا مضمون رقت آمیز، دلگداز اور سبق آموز ہے، یہ حقیقت ہے کہ اس کے مطالعہ سے جہاں عالم برزخ کے حالات کا پتہ چلتا ہے، وہاں رقت قلب اور فکر آخرت ابھر کر سامنے آتی ہیں، اگر یہ کہا جائے کہ اس کا مطالعہ حدیث انہ یرق القلب ویدمع العین ویذکر الاخرۃ کا منظر پیش کرتا ہے، تو مبالغہ نہیں ہوگا، اردو زبان میں عالم برزخ کے موضوع پر آپ نے جو محنت کی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قبول و منظور فرمائے امید ہے یہ کتاب قارئین کے لئے بہت حد تک کارآمد ثابت ہوگی ان شاء اللہ

اخوکم محمد صدیق

رئیس الجامعۃ العلمیہ

ڈی بلاک سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا

مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل قدس سرہ العزیز

جنفریہ کالونی، جھنگ روڈ
فیصل آباد

درس آل محمد (رجسٹرڈ)

لائن نمبر 43043
تاریخ ۲۴-۷-۲۰
۱۴۰۲-۵-۰ ق

مونہ اسلاف گرامی قدر مولانا عبدالرحمن صاحب عاجز دامت برکاتکم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ،

استمزاج احسب الحکم مؤقر کتاب " عالم برزخ " کے بارے میں تاثرات حاضر خدمت ہیں۔ تاخیر پہ معذرت خواہ ہوں

تاثرات

عناصر اربعہ کا حسین امتزاج فنا انجام انسان جو اس دار امتحان میں گنا چنا وقت گذار کر موت کا پل عبور کر کے اس دار فانی سے عالم ثانی کو چلا جاتا ہے خیر و شر کے تقاضوں کی زد میں آنے والے اس انسان کی حیات ظاہری تو تقریباً سب کے سامنے ہوتی ہے البتہ اس کی دوسری زندگی جو ہمارے فہم و ادراک سے ماوراء ہے کے بارے میں کافی سوالات اٹھتے ہیں مثلاً مرنے کے بعد کیا ہوگا، روح اس جسد عنصری میں ہوگی یا مثالی میں؟ کیا حیات بعد الموت ہوگی، اس میں اکل و شرب اور راحت و کلفت کا سلسلہ بھی ہوگا؟ ان سب باتوں کا جواب عملی طور پر تو عالم برزخ میں ملے گا لیکن قبل ازیں کہ ہم اس سے دوچار ہوں اس کا وجود مکتوبی واعظ متعظ شاعر شیریں سخن مولانا عبدالرحمن صاحب عاجز

کی خوش آرا زبان، دلنشین اسلوب اور عبرت آموز قلم حقیقت رستم سے منظر عام پر آچکا ہے جس میں مرنے کے بعد سے لیکر حشر تک کے حالات کو عقل و نقل اور قرآن و حدیث کی روشنی اور راہنمائی میں مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے اور حسب مضمون جا بجا طبعزاد اشعار یوں برمحل اور موزوں نقل کیے گئے ہیں جیسے انگشتریوں میں نگینے جڑے یا گلدستوں میں پھول سجے ہوئے ہوں طرز نگارش اس قدر دل پذیر اور پُر تاثیر کہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ ہی خوف خدا پیدا ہوتا اور فکر آخرت پیدا ہوتی ہے معلوم یوں ہوتا ہے گویا عالم برزخ سے گذر رہا ہوں اور یہی ایک بلیغ مصنف کا خاصہ ہوتا ہے کہ اس کا مُدعا قاری سمجھے اور اس کا اثر لے۔

جیسے لائق مصنف اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوا ہے خدا کرے ہم غفلت شعاروں میں بھی فکر فردا پیدا ہو اور اعمال صالحہ بجا لا کر فائز المرام ہوں تاکہ عالم برزخ کی حشر سامانیوں اور قیامت کی ہولناک سختیوں اور اذیت ناک تلخیوں سے نجات پائیں۔

پرنسپل

درس آل محمد جڑانوالہ روڈ فیصل آباد

پرنسپل
درس آل محمد جڑانوالہ روڈ
فیصل آباد

رئیس امروہوی

Rais Amrohvi

۱۲۹۔اے۔مانک جی اسٹریٹ۔گارڈن ایسٹ۔کراچی ۳

فون: ۷۱۰۵۵۶، ۷۱۰۷۳۳

129-A, Manakji Street, Garden East, Karachi-3

Phones: 710556, 710733

اخبار جنگ یکم اگست ۱۹۸۴ء

عبد الرحمن عاجزؔ مالیر کوٹلوی پرانے دوست ہیں، مذہبی لگن اور دینی عقیدت کے تحت نثر بھی لکھتے ہیں اور نظم میں بھی اظہارِ جذبات کرتے ہیں (رحمانیہ دار الکتب امین پور بازار فیصل آباد نے غیر معمولی اہتمام کے ساتھ ان کی چار کتابیں شائع کی ہیں (نہایت عمدہ جلد اور صاف کتابت) **جام طہور** عاجزؔ صاحب کی حمد و نعت اور دینی و قومی نظموں کا مجموعہ ہے، عاجزؔ صاحب کا کلام سادگی، ہمواری اور تاثیر کا نمونہ ہے دل سے ... اور خونِ دل سے لکھتے ہیں "**صبح صادق**" موصوف کا دوسرا مجموعۂ کلام ہے ... موضوعات میں اخلاقی اصلاحی، دینی، اور قومی حد ہے کہ غزل میں بھی انہوں نے اپنے انفرادی رنگ کو باقی رکھا ہے یہ جذبہ اور کوشش قابلِ قدر ہے "**عالمِ برزخ**" میں انہوں نے حیات بعد الممات پر خالص قرآن و حدیث کے حوالہ جات کی روشنی میں بحث کی ہے۔

یہ کتاب اہلِ دل کے لئے ایمان افروز ثابت ہوگی، **موت کے سائے** عاجزؔ صاحب کی چوتھی تصنیف ہے، عبرت انگیز اور عبرت آموز کتاب ہے، موت اور بعد الموت اور منازلِ موت اور حیاتِ اخروی پر سادگی سے بحث کی ہے مگر پُر تاثیر ان کتابوں کا مطالعہ افادے سے خالی نہیں۔

رئیس امروہوی

محمد اشرف خان شوق عرفانی

بی، اے ــــ تمغۂ پاکستان

صحافی، شاعر ادیب، پنجابی فاضل

اردو فاضل ۔ صدر پنجابی رچنا فیصل آباد

صدر ۔ پنجابی ادبی محاذ پنجاب

صدر ۔ مجلس ابوذرؓ پاکستان

سیکرٹری پاکستان رائٹرز گلڈ فیصل آباد و انجمن اتحاد المسلمین فیصل آباد

زیرِ نظر کتاب "عالم برزخ" معروف شاعر و ادیب مولانا عبدالرحمن عاجز کی تخلیق ہے جس میں مصنف نے نثر کے میدان میں طبع آزمائی کی ہے اس سے پہلے منظوم کتابیں "جامِ طہور" اور "صبح صادق" مقبول عام ہیں منظوم کتابیں شائع کرنے کے بعد ایک بات شدت سے محسوس کی کہ منظومات میں مصنف اپنا مافی الضمیر واضح طور پر قاری تک نہیں پہنچا سکتا اس لیے زیرِ تبصرہ کتاب نثر میں لکھی اور شائع کی ہے تاکہ قارئین کے یہ ذہن نشین کرایا جا سکے کہ موت کیا ہے اور موت کے بعد کیا ہوگا؟ قبر میں کیا گذرتی ہے؟ یوم حشر تک کا انتظار، پھر زندگی اور روزِ حساب میدانِ محشر میں کیسے ہوگا۔ بعض شعراء نے تو اشعار میں بھی مرنے کے بعد حشر تک کے انتظار کا حوالہ دیا ہے کسی کا شعر ہے کہ ؎

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے
حشر تک سونا ہے گا خاک کے سایہ تلے

اس شعر میں موت کے بعد دوبارہ زندگی کا تصور موجود ہے مرنے کے بعد دوبارہ زندگی تک کے لمبے عرصہ کے انتظار کو درج ذیل شعر میں سمویا گیا ہے ؎

اور ہوگئی طویل رات انتظار کی
موت سے رہِ حیات مختصر نہ ہو سکی

زیرِ نظر کتاب میں مصنف نے بھی کہیں کہیں اشعار کا سہارا لیا ہے علاوہ ازیں آیاتِ قرآنی اور احادیث کے حوالوں سے بھی مفہوم کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ دراصل عالمِ برزخ ایک ایسا موضوع ہے جس میں مشاہدات کا کوئی دخل عمل نہیں ہے صرف پختہ اعتماد، یقینِ کامل اور ایمانِ محکم کی موجودگی میں عالمِ برزخ کے معاملات کو سمجھا جا سکتا ہے مصنف اپنے اس مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوا ہے قارئینِ کتاب خود ہی فیصلہ کر سکیں گے راقم الحروف کی ذاتی رائے یہ ہے کہ مصنف نے لوگوں کو چند روزہ زندگی میں اصلاح و فلاح کیجانب توجہ مبذول کرانے کی کوشش کی ہے جو ایک کامیاب کوشش ہے زیرِ تبصرہ کتاب دو مرتبہ چھپ کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو چکی ہے قارئین حضرات رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار فیصل آباد یا نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور سے خرید سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نیکی کی دعوت دینے والے مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

والسلام
شوق عرفانی

رانا صفدر حسین خاں پروفیسر میونسپل ڈگری کالج فیصل آباد

انسان موت اور قیامت کے درمیان ایک محدود اور عارضی زندگی گزارتا ہے جسے قرآن مجید میں برزخ کا نام دیا گیا ہے۔ برزخ ایک درمیانی منزل اور ایسی کڑی ہے جو موجودہ دنیا کی زندگی اور جاودانی زندگی کو آپس میں جوڑ دیتی ہے اور جہاں انسان ایک خاص قسم کی روحانی زندگی گزارتا ہے۔ اگر وہ نیک ہو تو نیک اور خدا رسیدہ لوگوں کے درمیان خوشی اور نیک بختی کی زندگی بسر کرتا ہے اور اگر بد ہو تو اپنا وقت عذاب اور تکلیف میں بُرے لوگوں کے ساتھ بسر کرتا ہے۔

جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب عاجز مالیر کوٹلوی کی گراں قدر کتاب "عالم برزخ" میں موت کے بعد زندگی کی اسی درمیانی منزل پر بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب میں نقلی اور عقلی ٹھوس دلائل کے ساتھ عالم برزخ کے وجود کو ثابت کیا گیا ہے اور قرآن و حدیث کی مدد سے اسکی کیفیات ایسے سادہ اور دلنشین انداز سے بیان کی گئی ہیں کہ اُس عالم کا منظر دل کی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور قاری مرنے کے بعد سے قیامت تک کے زمانہ اور اسمیں پیش آنے والے حالات و واقعات کا نگاہِ دل سے مشاہدہ کر لیتا ہے، مزید برآں اس کتاب میں انسان پر عالم برزخ میں جو حالات وارد ہو سکتے ہیں ان کے اسباب اور تدارک بھی تحریر فرما دیے گئے ہیں۔

زیر نظر کتاب اہلِ اسلام کی خیر خواہی اور ہمدردی ایسے مبارک نقطۂ نظر اور پاک نیت سے لکھی گئی ہے۔

اسکا بنیادی مقصد یہ ہے کہ بندگانِ خدا الٰہی تعلیمات کے مطابق اپنے احوال و اعمال کی اصلاح کر کے اُخروی سعادت حاصل کر سکیں۔

اس کتاب کی ایک قابل تعریف و تحسین خصوصیت یہ ہے کہ اسمیں تفرقہ انگیز

مباحث کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ہے۔ کاش! تمام علماء کرام فرقہ دارانہ تنگ نظری سے باز آجائیں اور افتراق باہمی کو خیرباد کہہ کر اُمتہ مسلمہ کی بھلائی یکجہتی اور اتحاد کے لئے کمربستہ ہو جائیں"

ہر مسلمان، چاہے وہ کسی مسلک کے ساتھ منسلک ہو۔ کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس کتاب کو بنظرِ غائر مطالعہ فرما کر اپنے آپ کو اس منزل کیلئے تیار کرے جو بڑی کٹھن اور طویل راہ ہے اور جس سے راہِ فرار ممکن نہیں ہے"

میری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ اس مفید کتاب کے مؤلف کو اجرِ عظیم اور جزاء جمیل عطا فرمائے اور تمام مسلمانوں کو اس کے فیوض سے مستفید فرمائے"

صفدر حسین خاں پروفیسر میونسپل ڈگری کالج

فیصل آباد

مصنف متعدد کُتب بلند پایہ شاعرِ اسلام جناب راسخ عرفانی صاحب حفظہ اللہ

راسخ عرفانی ڈائمنڈ بلڈنگ چوک نیائیں

گوجرانوالہ ۳۰ نومبر ۱۹۸۱ء

برادرِ مکرم مولانا عبدالرحمن عاجز صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ امید ہے آپ بفضل خدا بخیریت ہونگے عرصہ کے بعد عریضہ بھجوا رہا ہوں، سابقہ تغافل کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ احسانمند ہوں کہ آپ مجھے ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔ آپ کی تازہ تصنیف "**عالم برزخ**" موصول ہوئی اس کرم کے لئے شکر گزار ہوں، آپ نے جس کاوش سے یہ کتاب ترتیب دی ہے، یہ آپ ہی کا حصہ ہے اللہ تعالےٰ آپکو اجرِ عظیم سے نوازے اور مزید دینی کام کے لئے توفیق عطا فرمائے۔ تندرستی اور درازیٔ عمر کیلئے بھی دعاگو ہوں۔

نیازکیش راسخ عرفانی

عبدالحمید حبیب اللہ نشاطی ص ب ۱۰۰۶۶ المدینۃ المنورہ ۱۴۰۲/۲/۲۲

محترم المقام جناب مولانا عبدالرحمٰن عاجزؔ دامت برکاتہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے مزاج گرامی بخیریت ہونگے آپ کے عارفانہ کلام کا تو پہلے ہی معترف تھا، مگر آپکی علمی اور تحقیقی کتابیں (عالم برزخ اور موت کے سائے) دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا، چند قسطیں پاکستان کے ایک ہفت روزہ میں پڑھی تھیں بہت متاثر کن تھیں، خصوصاً عذاب قبر کے اثبات کے متعلق کیونکہ منکرین حدیث اس بات کو بڑے زور سے اچھالتے ہیں کہ قرآن میں عذاب قبر کا کہیں ذکر نہیں بہرحال آپنے اپنے مضمون کا حق ادا کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ آپکے علم وفضل عمر اور جذبۂ خیر میں برکت عطا فرمائے ..

عبدالحمید حبیب اللہ

حضرت مولانا محمد خالد ادارہ احیاء السنۃ گرجاکھ، گوجرانوالہ

آپ کی کاوش کو بہت اہم وقت کی ضرورت اور بنظر تحسین دیکھتا ہوں اللہ تعالیٰ آسکو دین کی خدمت کی مزید توفیق عطا فرمائے، ہماری نئی نسل جس طرح خدا سے بے خوفی اور برائی ڈھٹائی میں بڑھتی جا رہی ہے، اس کے سدباب کے لئے اور اس طوفان بدتمیزی کے آگے اس جیسی کوششوں سے بند باندھنے کی کوشش کرنا وقت کا ایک اہم تقاضا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی اس کوشش کو قبول فرمائے :

محمد خالد

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب گورداس پوری خطیب جامع مسجد اہلحدیث "بورے والا"

میرے قابل صد احترام دوست حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب عاجز مالیر کوٹلوی حال فیصل آباد اُن معدودے چند علماء اہلحدیث و مخلصین جماعت سے ہیں جن سے ملنے سے قلبی سکون و فرحت حاصل ہوتی ہے، حضرت عاجز مدظلہ العالی مشرقی پنجاب کی مسلم ریاست مالیر کوٹلہ کے اصل باشندے ہیں، جو کہ جماعت اہلحدیث کا بہت بڑا مرکزی مقام ہے، اُس کی مرکزیت کا آپ اس سے اندازہ فرمادیں کہ حضرت شیخ الاسلام امام المناظرین فاتح قادیان شیر پنجاب مولنا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمت اللہ علیہ نے بیہقی وقت شیخ العرب والعجم حضرت میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ و دیگر اساتذہ کرام سے اپنی تعلیم مکمل فرمانے کے بعد مالیر کوٹلہ ہی میں قرآن پاک و علم حدیث کی شمع روشن فرمائی جس کی وجہ سے وہاں کی جماعت میں علمی ذوق اور مسلکی تعلق میں پختگی نمایاں طور پر پیدا ہوئی، حضرت مولنا عبدالرحمن صاحب عاجز سلمہ اللہ تعالیٰ اُن اسلاف جماعت کی بہترین یادگار ہیں۔

تقسیم ملک سے کئی سال بیشتر ترک سکونت فرما کر سعودی عرب جیسے محترم ملک میں سکونت پذیر ہوگئے تھے۔ جس نے مزید آپ میں روحانی قوت اور مسلک سے والہانہ عقیدت پیدا فرمادی ۔ سلئے جب بھی فیصل آباد جانا ہوتا ہے، اور اکثر جاتا ہوں کیونکہ پاکستان میں فیصل آباد شہر جماعت اہلحدیث کا ایک مرکزی مقام ہے۔ تو حضرت مولنا عبدالرحمن صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوتا ہے، جس سے دلی طور پر مسرت ہوتی ہے۔

اور وہ بھی ہمچوں دیگر تحت مل کر خوش ہوتے ہیں، اور انتہائی مسرت کا اظہار فرماتے ہیں، اور اُن کا بندہ کے متعلق حسن ظن اللہ کریم پورا فرمائے وہ مجھے علماء اہلحدیث

اور بزرگوں کی یادگار سلف سمجھتے ہیں۔

پچھلے دنوں بندہ کا فیصل آباد جانا ہوا، نماز عصر کے وقت مرکزی جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار میں ادا کی اور نماز کے بعد احباب کے حکم کی تعمیل میں بندہ نے چند منٹ درس قرآن پاک دیا، حضرت عاجز صاحب بھی موجود تھے ان سے ملاقات ہوئی اور اپنے کتب خانہ میں لے گئے جو کہ اسی مسجد مذکور کی دکانوں میں ہے، چائے وغیرہ سے باصرار تواضع فرمائی اور الوداعی دعائیہ کلمات کے علاوہ اپنی دو کتب بنام "موت کے سائے" "عالم برزخ" تحفتہً دیکر نوازا۔ میں ان کی اس ذرہ نوازی اور عزت افزائی کا نہایت مشکور ہوں۔۔

دونوں کتابیں نہایت دیدہ زیب کتابت و تجلید و ٹائیٹل سے مزین ہیں، میں ان کا اکثر رات کو مطالعہ کرتا ہوں، ان کتابوں میں حضرت ممدوح نے بارشاد نبوی علیہ السلام کفی بالموت واعظاً: کی تشریح نہایت عمدگی سے فرمائی ہے، بلکہ اعمال کی جزا و سزا کا پڑھ کر محشر کا تصور سامنے آجاتا ہے، حدیث پاک کے مطابق تسخیر قلب کا بہترین وظیفہ کثرت ذکر ھاذم اللذات ہے، اُن کے مطالعہ سے سخت ترین طبعیت میں بھی انقلاب آجاتا ہے بحکم رسول احب للناس ما تحب لنفسك کے تحت میری خواہش ہے کہ ہر مسلمان کو ان کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیئے بروحانیت میں "اضافہ کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں اور حضرت مولانا عاجز صاحب کی محنت کی داد دینی چاہیئے اور دعا کرنی چاہیئے، حضرت نے نہایت جانفشانی اور بڑی بڑی نایاب کتابوں کا مطالعہ فرما کر ان کتابوں کو مرتب کیا ہے۔۔

اس سے حضرت ممدوح کے وسعت مطالعہ کا اندازہ ہوتا ہے، اللہ تعالٰے میرے اس اس مخلص اور بہترین ساتھی کی محنت قبول فرمائے، اور مزید اپنے دین حق کی خدمت کرنے کی توفیق رحمت فرمائے، آمین ثم آمین،

اور حضرت کے اس صدقہ جاریہ سے قیامت تک بنی نوع انسان مستفید ہوتے رہیں۔ آمین

محمد عبداللہ

مصنف "عالمِ برزخ" کی

دوسری تصانیف

نظم میں:

جامِ طہور { حمد، نعت، اخلاقیات اور فکرِ آخرت پر مشتمل نظموں کا مجموعہ،

نثر میں:

موت کے سائے { موت کے موضوع پر مختلف پہلو سے بحث اور موت کے عبرت انگیز سچے واقعات

صبحِ صادق — "جامِ طہور" کے بعد حمد، نعت، اخلاقیات اور فکرِ آخرت پر مشتمل جدید نظموں کا مجموعہ **شمعِ فروزاں**

زیرِ تصنیف: — (۱) اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت

(۲) جہاد اور مجاہدینِ اسلام (۳) دلہن موت کی آغوش میں

(۴) مال خیر بھی ہے اور شر بھی (۵) تمباکو نوشی

(۶) امر بالمعروف و النہی عن المنکر (نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا)

(۷) خطرہ کی گھنٹی (۸) ایمان اور عمل صالح

قارئینِ کرام! مندرجہ بالا زیرِ تصنیف کتب کا کافی کام ہو چکا ہے۔ میں ذیابطیس (شوگر) کا مریض ہوں صحت درست نہیں رہتی، دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ زندگی میں اس کام کی تکمیل فرمائے اور ذریعہ نجات بنائے، آمین — عبدالرحمٰن عاجز (۱۶ اپریل ۱۹۸۱ء)

کتابیات عالم برزخ

عربی کتب

تفسیر بحر المحیط — لابی حیان الاندلسی رحمہ اللہ
" القرطبی — لمحمد بن احمد الانصاری القرطبی رحمہ اللہ
" الکبیر — للامام الفخر الرازی رحمہ اللہ
" ابن کثیر — اسماعیل بن کثیر رحمہ اللہ
" جامع البیان — ملا معین الدین رحمہ اللہ
" ابن عباس — حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
" مدارک — عبداللہ بن احمد بن محمود رحمہ اللہ
" الخازن — علاء الدین علی الخازن رحمہ اللہ
" الدر المنثور — امام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ
" روح المعانی — السید محمود الالوسی رحمہ اللہ
" طبری — ابوجعفر محمد بن جریر رحمہ اللہ
" فتح القدیر — امام محمد بن علی بن محمد الشوکانی رحمہ اللہ
بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی
الترغیب والترہیب — امام منذری رحمہ اللہ
مجمع الزوائد — الحافظ نورالدین علی الہیثمی رحمہ اللہ
کنز العمال — علامہ علاء الدین رحمہ اللہ
مشکوٰۃ — محمد بن عبداللہ الخطیب رحمہ اللہ
المستدرک — ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم
حلیۃ الاولیاء — للامام ابی نعیم الاصبہانی رحمہ اللہ

تاریخ طبری — ابوجعفر محمد بن جریر الطبری رحمہ اللہ
کتاب الروح — امام ابن قیم رحمہ اللہ
مدارج السالکین — "
الاصابہ — احمد بن علی العسقلانی رحمہ اللہ
اسد الغابہ — امام ابن اثیر رحمہ اللہ
صفۃ الصفوۃ — امام ابن جوزی رحمہ اللہ
صید الخاطر — "
البدایہ والنہایہ — امام اسماعیل بن کثیر
احیاء علوم الدین — امام غزالی رحمہ اللہ
کتاب الزہد — امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ
کتاب الزہد — عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ
الطبقات الکبریٰ — ابن سعد رحمہ اللہ

اردو کتب

تفسیر مواہب الرحمٰن — علامہ سید امیر علی رحمہ اللہ
" تدبر القرآن — مولانا امین احسن اصلاحی
" جواہر القرآن — مولانا حسین علی رحمہ اللہ
" معارف القرآن — مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ
" تفہیم القرآن — مولانا مودودی رحمہ اللہ
" بیان القرآن — حضرت اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ
" احسن التفاسیر — مولانا سید احمد حسن رحمہ اللہ

تفسیر عثمانی - مولانا شبیر احمد عثمانیؒ
" ستاری - مولانا عبدالستار دہلویؒ
" ابن کثیر - اسماعیل بن کثیرؒ
" حقانی - شیخ ابو محمد عبدالحق الدہلویؒ
" ماجدی علامہ عبدالماجد دریابادیؒ
رسالہ قشیریہ - امام ابوالقاسم عبدالکریم قشیریؒ

عوارف المعارف حضرت شہاب الدین سہروردیؒ
منبہات - لابن حجرؒ
شرح الصدور - جلال الدین السیوطیؒ
تاریخ الخلفاء "
سیرۃ النبی شبلی نعمانی

قلمی مخطوطات

ہاتھ سے لکھا ہوا قدیم سے قدیم تر قرآن مجید اور ہاتھ سے لکھی ہوئی یا قدیم مطبوعہ کسی بھی فن پر ملکی یا غیر ملکی کوئی بھی کتاب آپ بیچنا یا خریدنا چاہیں تو ہمیں یاد فرمائیں ۔

مینیجر :- رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار فیصل آباد

فون نمبر ۳۲۹۱۶

مختصر فہرست عربی کتب

- تفسیر کبیر للرازی
- تفسیر ابن جریر (طبری)
- تفسیر روح المعانی
- تفسیر روح البیان
- تفسیر ابن کثیر
- تفسیر فتح القدیر
- تفسیر درّ منثور
- تفسیر سراج المنیر
- تفسیر المراغی
- تفسیر مجمع البیان
- تفسیر الخازن مع النسفی
- تفسیر بیضاوی
- تفسیر الصاوی
- تفسیر قرطبی
- تفسیر المنار
- تفسیر اضواء البیان
- تفسیر الکشاف
- تفسیر المنار

- تفسیر فی ظلال القرآن
- تفسیر الجمل علی الجلالین
- تفسیر جلالین مع کمالین
- تفسیر ابن عباس
- تفسیر جواہر العلوم
- تفسیر منہج الصادقین
- تفسیر بحر المحیط
- تفسیر خفاجی علی البیضاوی
- حاشیہ شیخ زادہ
- الاتقان فی علوم القرآن
- اعجاز القرآن
- احکام القرآن للجصاص
- المعجم المفہرس لالفاظ القرآن
- فتح الباری
- عمدۃ القاری
- فیض الباری

- عون المعبود
- تحفۃ الاحوذی
- نیل الاوطار
- الترغیب والترہیب
- شرح السنۃ
- معارف السنن
- کنز العمال
- المستدرک للحاکم
- سنن الدارمی
- سنن الکبریٰ
- تلخیص الحبیر
- المغنی لابن قدامہ
- التعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی
- ریاض الصالحین
- المحلّی لابن حزم
- مدارج السالکین
- اعلام الموقعین

- الفوائد
- کتاب الزہد لابن حنبل
- النہایہ لابن الاثیر
- حلیۃ الاولیاء
- اسد الغابہ
- الاصابہ
- الطبقات الکبریٰ
- حیاۃ الحیوان
- تاریخ طبری
- البدایہ والنہایہ
- القاموس المحیط
- سبل السلام
- منہاج السنۃ
- الخصائص الکبریٰ
- الحاوی للفتاوی
- المنجد
- السیرۃ النبویہ
- کتاب التوحید

مختصر فہرست اردو کتب

تفسیر حقانی
تفسیر ابن کثیر
تفسیر بیان القرآن
تفسیر عثمانی
تفسیر تدبر القرآن
تفسیر تفہیم القرآن
تفسیر موضح القرآن
احسن التفاسیر
تفسیر معارف القرآن
تفسیر ثنائی
تفسیر ستاری
تفسیر نعیمی
تفسیر مواہب الرحمٰن
درس قرآن
تفسیر ابن عباس
لغات القرآن
مصباح اللغات
فیروز اللغات
المعجم اردو عربی
بخاری مترجم
مسلم مترجم
ابو داؤد مترجم
ابن ماجہ مترجم
نسائی مترجم
ترمذی مترجم

ریاض الصالحین
بلوغ المرام مترجم
مؤطا امام مالک مترجم
مظاہر حق
مشکوٰۃ مترجم
مذاق العارفین
غنیۃ الطالبین
نسخۂ کیمیاء
الفتح الربانی
اسلامی خطبات
کیمیائے سعادت
رحمۃ العالمین
سیرۃ النبی شبلی نعمانی
بستان المحدثین
واضح البیان
فی تفسیر ام القرآن
علم الفقہ
آفتاب ہدایت
حقیقت مذہب شیعہ
الفاروق
تبلیغی نصاب
بہشتی زیور
فرہنگ آصفیہ
تذکرۃ الحفاظ اردو
الارشاد الی سبیل الرشاد

تاریخ الخلفاء
خلفائے راشدین
مخزن اخلاق
فتاویٰ رشیدیہ
فتاویٰ نذیریہ
فتاویٰ اہلحدیث
مجموعۂ توحید
جملہ علمی کتب تصنیفات
(مولانا حکیم محمد عبداللہ رح)
مکتوبات امام ربانی
تاریخ التقلید
کشف المحجوب
عوارف المعارف
سیرت عمر بن عبدالعزیز
کتاب الروح
سیرت عائشہ صدیقہ
سیرت صحابیات
اسلام کی کتاب
مکمل ۵ حصے
موت کا منظر
حصن حصین

مولانا محمد صادق کی
جملہ تصنیفات
جام طہور (مجموعۂ نظم)
صبح صادق "
عالم برزخ
موت کے سائے
تصنیفات علامہ
اقبال وغیرہ
ترجمان السنۃ
تذکرہ علمائے پنجاب
قصص القرآن
تحریک آزادی فکر
حیاۃ الصحابہ
فوائد الفوائد
اسلامی خطبات
تزکیۂ نفس
ظفر المبین
تیسیر الباری اردو ترجمہ
بخاری

منیجر رحمانیہ دارالکتب

امین پور بازار - فیصل آباد
فون نمبر ۱۶ -